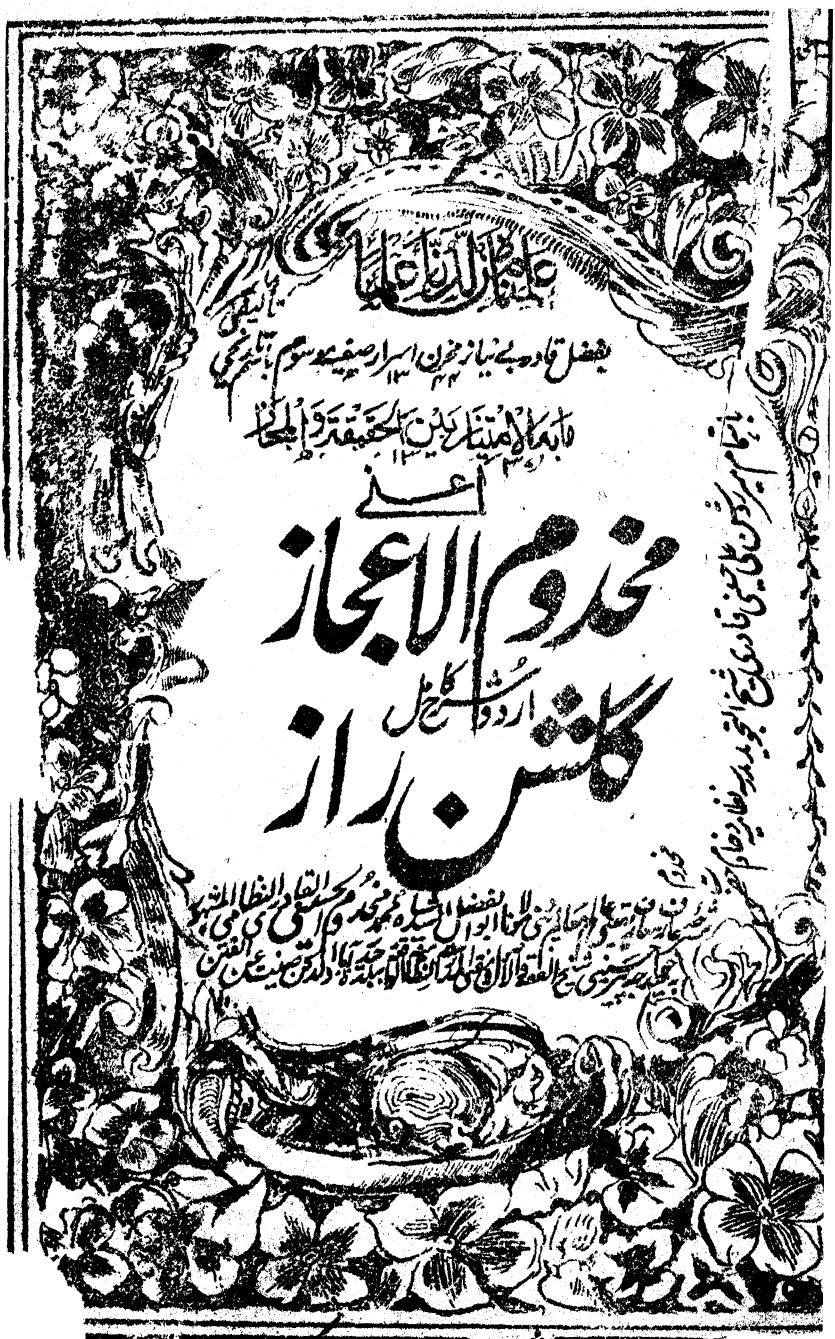
TIGHT BINDING BOOK

brown book

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226050

UNIVERSAL
LIBRARY


علمنا من لدنا علما
بفضل قادر بے نیاز مخزن اسرار صفحہ سوم با تفہیم
طابہ الامتیازین الحقیقۃ والمجاز
اعلیٰ
مخدوم الاعجاز
اردو شاعر کالج مل
گلشن راز
بانتظام سرکشن علی حسینی فارسی شیخ الحجید مدیر نظامی دخانم
حضرت سعادت یقیع العلماء المعالی فی الدنیا ابو الفضل السید محمد مخدوم الحسینی القادری النظامی المشہور
جلد دوم پیر سینی شیخ الفقہ والاداب فی الہند ان مقامہ بلدہ حیدرآباد دکن صینت عن الفتن
مطبع اسلام پریس حیدرآباد دکن

صفحہ	مضمون
۱	حمد و نعت منظوم از شارح و فضل اللہ الودود در تحقیق وحدۃ الوجود
۲	بر حاشیہ و عرض شارح :-
۳۰	قصیدۂ مدحیہ بنام دکن در صنعت توشیح از طلاب
۴	خطاب از طلاب
۵	دیباچہ گلشن راز
۶	سوال و جواب متعلقہ وجود و تعریف نفس و روح و نفس دون چار نفس کا بیان
۸	فضل و فیض معنی تعریف
۹	قسمین اول کی تعریف میں صاحب مفاتیح کا رسالہ
۱۰	بر حاشیہ بیان مظاہر و سبب تالیف گلشن راز
۱۱	آدم کو اسما کی تعلیم و ظہور حق
۱۱	ذکر مصنف گلشن راز بر حاشیہ
۱۱	بیان کون و تکوین - کلی
۱۲	بر حاشیہ بیوے کلی
۱۳	ذکر مصنف مفاتیح الاعجاز بر حاشیہ
۱۴	عالم خلق و امر
۱۵	اقسام صوفیہ بر حاشیہ
۱۶	بیان تجلی ذاتی و اسمائی و افعالی
۱۷	بیان تجلی ذاتی و بیان ازالہ کلمات کمالیہ
۱۹	ایک دو میں اتحاد و اتحاد
۲۰	تحقیق وحدۃ الوجود و بطرز دیگر بر حاشیہ
۲۱	کثرت در وحدت و وحدت در کثرت کثرت تعینات موہوم ہے جیسا کہ نقطہ مرکب نہیں ہوتا دائرہ تمام ہوتا ہے
۲۲	انبیاء مثل ستاروں کے رہنمائے کاروں ہیں - محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیاء کے سردار اول و آخر سب سے مختار ہیں -
۲۳	احمد کی میم ستر پردہ بر حاشیہ
۲۴	احد اور احمد میں لفظ میم کا فرق ہے
	احمدی میم میں تمام عالم اجزاء کے ساتھ ملا ہوا ہے میم احد عالم کو اپنے اندر لیے ہوئے ہے
	مقام محمدی جمع الجمع ہے میم احد سے
	از مابعد بیان وحدۃ الوجود بر حاشیہ
۴۱	

صفحہ	مضمون
۲۶	بر حاشیہ ایں علامت کہ بعضے کہ قائل بانیکہ نفس رحمانی تمام عالم ساوی رہتے کہ
۲۷	باوجود بعض سے بعض کا افضل ہونا
۲۸	عارف و معروف و ذات الحق کا مطلب
۲۹	حسب علم ظاہر غالب ہونے و خشکی سے ساحل کا پتہ چلتا ہے - کو بحقیقت کو صدف تشریف سے بابر نکلنے
۳۰	اور جز و کل قدیم و حادث ذات و خال و خط و شراب و صبح و شاہد
	اوبت و زنار کا بیان -
۳۱	اسد بن اسد نظم گلشن راز از ابن الرومی
	شرح بریں کو مصنف گلشن راز سے
۳۲	ہیر و مرشد بانتے میں مولف مخدوم الاولیاء
	کا صاحب مفاتیح سے اختلاف
۳۳	سوال اول تعریف ذکر بطریق الفاظ
۳۵	وحدت کا انی انا اللہ کہنا قرآن سے ثابت ہے - صاحب معرفت و شہود
۳۶	ہر چیز میں نور خدا کا مشاہدہ کرنا ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمان و علی رضی اللہ عنہم کے اقوال مارایت شیئا الا ورایت اللہ قبلہ وبعدہ اور یہ دعوے
۳۷	ذکر منطقی موجب کشف نہیں
	ذکر و تسلسل کی تعریف
۳۸	تنصح الشبکۃ فی الوجود اور
	ہیئت حقیقی و غیریت حقیقی عبد و رب کا
۳۹	بیان -
۹	انکی سے ذریعہ واجب کی معرفت ممکن نہیں -
۴۰	تلوین احوال حلولی و اتحادی ہیں اور توحید حقیقی سے محروم
۴۱	تشبیہ و تنزیہ و تناسخ و معتزلہ و منکرین کا بیان -
۴۲	(سوال دوم)
	کونسی فکر شرط راہ اور طاعت گناہ ہے
۴۳	اسماء و صفات و افعال میں فکر کرنا شرط راہ ہے -
	جواب اول
	ذات حق میں فکر محال ہے -
۴۴	مقام فنا فی اللہ و بقا باللہ
	مثالی میں نور ذات و ذکر کی میں عجمات ہے
۴۵	فرشتہ خاک یا عالم پاک
	ممکن میں وجہ وجوبی و تشبیہ
۴۶	حقائق اشیاء نا بستہ - شب و روز
	و روز تاریک -
۴۱	اعیان ثابتہ

۱۷۳۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ آں ظاہر و مظہر عالم و نعتش آں مظہر اتم برزخ جامع بین الحدث والقدم

بنام قادر محی العوالم — کہ عین علم و معلوم است و عالم
حقیقی خواجہ و مخدوم عالم — کہ باشد عین و غیر از جملہ عالم
وجود اعیان موجودات باشد — وذاتاً غیر مخلوقات باشد
ز انسان اقرب از حبل الورید است — عجب اقرب کہ بعد از بعید است
ھو معلم متیت را دلیل است — سلوک سالکان را ہم سبیل است
مشبہ گر چہ شد از شکل موزوں — منزہ ذاتش از کیف و کم و چوں
عجب چوں کہ ظاہر شد ز ہر چوں — عجب باچوں کہ باطن مست بیچوں
عجب اوّل کہ عین آخر آمد — عجب باطن کہ عین ظاہر آمد
ھو الاوّل ھو الآخر حہ شان است — ھو الباطن ھو الظاہر ہمان است
شدہ ثابت کہ غیر اللہ معدوم — عیاں از شکل خادم شان مخدوم
سیاہی عین حرکات و حروف است — کہ چوں گل ظاہر از شکل ظروف است
تعالی اللہ عن کل العیوب — لہ شان التقدم و الوجوب
بفرط جوش بحر رحمت آمد — ز احدیت بشان وحدت آمد
شد الحمد لا لاثنین را لعین — ہمیں وحدت بو و او الاثنین
محمد را ہمیں باشد حقیقت — کہ برزخ جامع است بے شک و شبہت

فضل اللہ الودود فی تحقیق مسئلہ وحدۃ الوجود

جب ہم موجودات کی حالت پر غور کرتے ہیں اور ایک موجود کو دوسرے موجود سے مقابلہ کرکے دیکھتے ہیں تو انمیں بعض وجوہ اشتراک کے پاتے ہیں اور بعض وجوہ افتراق و امتیاز کے مثلاً جب ہم زید کو عمرو بکر سے ملاکر دیکھتے ہیں تو زید میں ایک یعنی خصوصیت التشخص نوید ہم پاتے ہیں جو عمرو بکر میں نہیں ہے علی ہذا عمرو بکر میں عمری و بکری خصوصیات پاتے ہیں جو زید میں نہیں۔ یہی خصوصیات ہیں جو ان میں باہمی فرق و امتیاز پیدا کردیتے ہیں پس تشخص زید ایک وجہ امتیاز ہے جو زید کو عمرو بکر سے جدا کرتی ہے لیکن اسکے ساتھ زید اور عمرو بکر میں بعض وجوہ اشتراک کے بھی ہیں وہ یہ ہیں کہ مثلاً جسطرح زید ناطق ہے اسیطرح عمرو بکر بھی ناطق ہیں یعنی زید میں ایک ایسی قوت خدا نے ودیعت رکھی ہے جس سے وہ کلیات و جزئیات کا مدرک و عالم اور بے حد علوم ازلی و عمل کا واقف بلکہ موجد ہو سکتا ہے اس

ت کو اصطلاح فلسفہ میں ناطق کہتے ہیں۔ پس قوت نطق انمیں باہمدیگر وجہ اشتراک ہے۔ اور جب زید کو گھوڑے یا ماتھی سے ملاکر دیکھتے ہیں تب بھی بعض وجوہ انمیں مشترک ہیں۔ اور تمیز و تخصص ان تینوں میں حسّاس متحرک

بالارادہ مشترک ہے۔ یعنی جسطرح زید حساس متحرک بالارادہ جاندار ہے اسیطرح اسکا ہاتھی اور گھوڑا بھی ہے یہ تو وجہ اشتراک ہوئی۔ اور وجہ امتیاز وہی ہے جو زید و عمرو بکر میں وجہ اشتراک تھی۔ یعنی تعلق کہ زید ناطق ہے ہاتھی اور گھوڑا ناطق نہیں

کہ شائق اند محامد شدہ محمد	ز مجد و عزت و عظمت محمد
درود حق بر و بر آل طاہر	کہ جملہ آں حقیقت را مظاہر
طفیل شاں بما ہم رحمتش باد	حصول مغفرت ہم برگشش باد

پس یہ وجہ امتیاز ہے اور جب زید کو نباتات سے ملا کر دیکھیں تو بعض وجوہ انمیں بھی مشترک ہیں وہ یہ ہیں کہ زید بھی نامی ہے (بڑھنا رکھنے والا) اور نباتات بھی نامی ہیں یہ تو وجہ اشتراک ہوئی اور وجہ امتیاز وہی ہے جو ما بین زید و اسپ و میل مشترک تھی یعنی حساس متحرک بالارادہ۔ زید حساس و متحرک بالارادہ ہے۔ مگر نباتات ایسے نہیں ہیں اور جب زید کو جمادات سے ملا کر دیکھیں تو جسم وجہ اشتراک ہے وہ یہاں وجہ امتیاز ہے اور جب زید کو جوہر مجرد (مثلاً عقول و ارواح و ملائکہ) سے ملا کر دیکھیں تو زید جسطرح جوہر یعنی قائم بالذات ہے اسیطرح عقول و ارواح و ملائکہ بھی قائم بالذات ہیں یہ تو وجہ اشتراک ہوئی لیکن زید جسم ہے یعنی قابل ابعاد ثلاثہ (طول۔ عرض۔ عمق) اور عقول و ارواح و ملائکہ جسم نہیں ہیں۔ پس یہ وجہ امتیاز ہوئی جو ما بین زید و جمادات وجہ اشتراک تھی۔ اور جب زید کو اعراض (مثلاً رنگ و بو و مزہ۔) سے ملا کر دیکھیں تو زید

اَمَّا بَعْدُ خادم الفقراء الی اللہ الغنی ابو الخیر و ابو الفضل السید محمد اللہ

خدا وند الحسینی القادری النظامی المتھوی بنو اجلہ پاپن حسینی ابن سید سادات مولانا السید خواجہ شمس الدین حسینی ابن سید السادات قطب الاولیاء مولانا السید خواجہ برھان اللہ الدین حسینی برھان الاولیاء

قدست اسرارھم بفضل اللہ السامی عرض کرتا ہے کہ کتاب شنوی گلشن راز علم تصوف کی بنظر کتاب ہے۔ گنجینۂ حقائق و معارف ہے اور خزینۂ دقائق و لطائف۔ خود شناسی و خدا شناسی کا آئینہ ہے اسرار سینہ لبینہ در موز معرفت و توحید حقیقی کا ایک جوہر قیمتی نگینہ ہے عارفانہ نکات ہیں اور مرشدانہ ارشادات ہیں۔ جان جان ایمان اور روح العرفان ہے اسکے اسرار و غوامض اہل ظاہر پر ظاہر نہیں اور اہل باطن باطن۔ اسکے اعاظم علم و ادراک سے باہر نہیں معلقہ یہ میں عدم سے وجود میں آئی غیب شہود پا گئی۔ اسکے شروح بھی کثیر ہیں۔ شارحین علم او رعرفائے مشاہیر ہیں اسکی بھتر ہے مفاتیح الاعجاز ہے جیکے بیان کا نرالا ڈھنگ اور نیا انداز ہے جسکا مؤلف شیخ محمد لاہیجی قدس سرہ نہایت فاضل راز ہے لیکن وہ فارسی ہونیسے اسکا فیض عام نہ تھا کوئی اردو خواں اسکے فوائد المرام نہ تھا۔ چونکہ یہ خدمت علمی اس خادم العلوم کی قسمت میں مقدر تھی جو چھ سو سال کے بعد الحمد للہ یہ خادم العلوم نے اس خدمت علمی کو انجام دیا تا سو سینتیس ہجری اسکی اردو شرح لکھنے کا انتظام کیا ما بہ الامتیاز بین الحقیقۃ و المجاز اس تاریخی نام سے مخزوم الاعجاز سے معروف ہے چونکہ بحکم کل امر مرہون بوقتہ ہر کام اپنے وقت پر موقوف ہے اسلئے اب تک اس شرح اردو کی طباعت و اشاعت موقوف رہی شکر ہے اب بہمہ صفات کامل موصوف ہے تیرا سو بیالیس ہجری اسکا سال ظہور ہے اسکی تکمیل طبع

بھی ممکن ہے اور اعراض بھی ممکن (جس کا ہونا نہونا ہر دو بھی برابر ہو اسکو ممکن کہتے ہیں) پس امکان وجہ اشتراک ہے اور قائم بالذات وجہ امتیاز ہے جو مابین زید و مجردات کے وجہ اشتراک تھی۔ اور جب زید کو واجب تعالیٰ کے ساتھ ملا کر دیکھیں تو زید بھی موجود ہے واجب تعالیٰ بھی موجود۔ پس وجود (ہستی) زید اور واجب تعالیٰ میں وجہ اشتراک ہے اور امکان (جو زید و اعراض میں وجہ اشتراک تھا یہاں پر وجہ امتیاز ہے کیونکہ واجب تعالیٰ زید کیطرح ممکن نہیں اسلئے کہ واجب تعالیٰ کی ہستی بنظر اسکی ذات کے ضروری و لابدی ہے پس ہستی ان دونوں میں وجہ اشتراک ہوئی اور امکان وجہ امتیاز۔ واضح ہو کہ یہاں ہستی سے مراد ہونا یعنی معنی مصدری بودن و شدن نہیں ہیں بلکہ ہستی سے مراد امر ہے مراد ہے مجرد بودن و شدن کا مادہ اور جو مفہوم انتزاع بودن و شدن و مبدا آثار موجود ہے اس امر کو خلاصہ اولی کی اصطلاح میں وجود حقیقی اور وجود خاص اور مبدا آثار موجودیت کہتے ہیں ہم بھی اس تحریر میں اسکو آئندہ وجود حقیقی

مبارک زمانہ بھی سبحان اللہ نور علی نور ہے جو عہد عثمانی مشہور ہے وہ سلطان العلوم ذوالنورین کا ہمنام ہے۔ علوم مراتب سے علی بحالی مقام ہے محب العلم والعلماء مربی الفضلا والکملا ناصر الاسلام والمسلمین محی الملۃ والدین نظام الملک آصفجاہ سابع اعلیحضرت آقائے ولی نعمت نواب **میر عثمان علی خاں بہادر خلد اللہ ملکہ بالتعالی والتفاخر**

نظمت بفضلہ ملکنا ایات	و	وبحت دیاجر فلکنا معات	شمع حماله
انس الفواد ذکرہ هدی الرشاد بفکرہ	ا	بی المراد شکرہ یزید بذل نواله	ب
ملاک البلاد بعدلہ امن العباد بقضاله	ر	یسر الشهاد بحوزہ یحسنت جمع فعاله	ی
رفعت عمارۃ بفضلہ سحت بحارۃ بکمیه	ر	عمرت عمارۃ اهله معاشه ومعاله	ع
ثبتت سبیلا یرید ذا معاشا ومعادنا	ش	ملئت دیول مرادنا بعطائه ونوالہ	م
اسعاد واسطہ جامه یرمی امعضه جاهه	ا	بحرت علاله وجاهه یزید شان جلاله	ن
تقضت العلا وصلاله وتسالله وتخاعه	ع	لطف العباد لطافه تقف اللطیف بحاله	ل
یهدی جواهب العلی یعوالمالب والخطا	ی	تمرت بطلبته الصفا فنفت جمع خصاله	خ
انس بکلیه انانی الجا جامعه الهدی	ا	بحج مرادنا بحج مرادکمالہ	ن
مرفت بحج سعادۃ بحیاله وعنایۃ	ب	هدیت بسبل سلامه بسلامه وفعاله	ه
ادب الرقان بادبله یصل الکمال بادبه	ا	درس القرآن هدایه وتجلیله وجماله	د
رفعت مدارج علمه یصدت معارج کمه	ر	خفضت معانهم ومه فعلا علی اقصائه	خ
لسما سماء سماحه وعلا علاء قماحه	ل	دمغ بسیفهم بلاغه بلغ العلی بکماله	د
منح المنی بمراله وهبت لعطائهم امه	م	لقم العدی بسطامه عفت له بعفاله	ل
فی التوائب والله هو فی المصائب والبلاء ک	ه	هوی المواهب والنحا مع اهله وعیاله	ه
عهد وممنا ومطاعنا سلطاننا عثمانا		نعمر ولی نعیمنا بحیاله وجماله	

اللہ تعالیٰ اس سے طالبین کو مستفید اور اس کو مولف کی نجات و مغفرت کا وسیلہ کردائے ؎ احبب الصالحین ولست منهم لعل اللہ یرزقنی صلاحهم

کہینگے اور لفظ ہستی سے معنی مصدری یعنی بودن مراد لینگے) ہمارے اس بیان سے ثابت ہوا کہ مثلاً زید میں وجوہ مشترکہ تو بہت ہیں مگر وجود حقیقی ایک ایسی وجہ اشتراک ہے جو خالص اور محض وجہ اشتراک بین الموجودات ہے کسی موجود کے مقابلہ میں

وہ وجود حقیقی وجہ فرق و امتیاز نہیں ہے اور باقی سب وجود وجوہ اشتراک ہونیکے ساتھ وجوہ امتیاز بھی ہیں۔ پس وجود حقیقی محض وجہ اشتراک ہے نہ کہ وجہ فرق و امتیاز ۔ اور اسیطرح وجود حقیقی بھی ایک ایسا امر مشترک ہے جو بالعموم جملہ موجودات میں مشترک ہے۔ کوئی فرد موجود اس سے خالی نہیں کیا واجب کیا ممکن کیا مجرد کیا مادی کیا جوہر کیا عرض سب میں متحقق ہے کوئی موجود اس سے خالی نہیں ہے۔ وہ تمام دائرۂ موجودات میں حاوی ہے۔ باقی وجوہ مذکورہ ایسے نہیں ہیں۔ یعنی نہ وہ خالص وجہ اشتراک ہیں۔ کیونکہ ہر وجہ کسی نہ کسی موجود کے مقابلہ میں ضرور وجہ فرق و امتیاز بھی ہے جیسا کہ صراحت بالا سے معلوم ہو چکا۔ اور نہ موجودات میں بالعموم مشترک ہیں۔ کیونکہ سوائے وجود حقیقی کے باقی وجوہ مذکورہ بعض بعض موجودات میں ضرور ہی ندارد وہیں چنانچہ امکان کہ باقی وجوہ میں سب سے عام تر ہے لیکن واجب میں ندارد ہے پس وجود حقیقی جملہ موجودات میں بلا استثناء نے فروے خالص مشترک ہو کر متحقق ہے اور عام تریں وجوہ ہے۔ دوسرے وجوہ اس سے خاص ہیں اور جو ان سب سے عام اور ان سب پہ حاوی ہے ؛ —

الحاصل زید میں وجوہ ذیل متحقق ہیں۔ تشخص۔ نطق۔ حس و حرکت۔ نمو۔ ابعاد ثلثہ۔ امکان۔ وجود حقیقی

ناظرین سے التماس ہے کہ اسمیں جو کچھ سہو و خطا ہو بنظر عفو و عطا اصلاح و معاف فرما کر دعا کے مستون فرمائیں ۔ نازم بسر پایہ فضل خویش ۔ بدریوزہ آوردہ ام دست پیش ۔

اخرُ دعوٰنا ان الحمدُ للہ رب العٰلمین ۔ (خطاب از طلاب)

گلشن راز

بنام آنکہ جانرا فکرت آموخت چراغ دل بنور جان افروخت

س کیلئے خدا کے ایسے نام سے صراحت کیگئی جو نظم میں موزوں ہو سکے جیسا کہ بنام حق کہ جانرا فکرت آموخت ج جب سب خاص و عام کو معلوم ہے کہ بحر خدائے کریم کے کہ جس کے خوان کرم سے ہر موجود حسب استعداد اپنے بھرہ مند و مستفیض ہے کوئی دوسرا منعم حقیقی نہیں ہے تو فکر جمیع نعمت عظمیٰ کا عطا کرنیوالا بھی خدا یتعالیٰ ہی ہے پس صراحت نام خدا کی ضرورت نہ رہی الکنایۃ ابلغ من التصریح پر عمل کیا گیا۔ س حدیث شریف میں ہے جس شاندار کام کی ابتدا احمد سے نہ کیجائے وہ بے برکت ہے

خالص - عام ترین وجوہ اشتراک ہے جو تمام موجودات میں بلا استثنار اضافی تحقق ہے یعنی وجود حقیقی وہ تو وجہ اللہ ہے اور دوسرے وجوہ خواہ وہ بطور جزئی ہوں یا کلی سب کے سب وجہ نفس یا وجہ امکان اوّل وجہ وَجْهُ اللّٰه ہے اور دوسرے وجوہ وجہ امکان یا وجہ نفس

اسکا سبب بیان ذیل سے واضح ہو سکیگا وہ بیان ہیکہ موجودات میں سے جس موجود کو فی نفسہ (یعنی بملاحظہ اغیار سے قطع نظر کر کے دیکھئے اسکی موجودیت اور ہستی (ہونا) ایک واقعی امر ہے گو ہم اسکو دیکھیں یا نہ دیکھیں یا ہم اسکو ہست سمجھیں یا نیست سمجھیں - مگر وہ فی الواقع ہست ہے - یعنی اسکا ہست ہونا ہمارے سمجھنے یا قرار دینے کا محتاج نہیں - غرضیکہ ہر موجود کی نسبت یہ حکم کہ آں چیز ہست است ایک واقعی اور سچا حکم ہے - ہمارے قرار دادکا محتاج نہیں - اور یہ حکم کہ آں چیز ہست نیست فی الواقع ایک جھوٹا حکم ہے - جسکا جھوٹا ہونا ہمارے کہنے کا محتاج نہیں

الحاصل ہر ہر موجود کی فی الواقع ایسی حالت ہے کہ جو اس پر غور کریگا اس سے ہستی (ہونا) مستنبط کر سکیگا - اس استنباط کو اصطلاح فلسفہ میں **انتزاع** کہتے ہیں - پس ہر موجود سے واقع میں ہستی منتزع ہوتی ہے اور اس انتزاع ہستی میں

برابر ہیں۔ گو نحو ہستی و نحو عیت و موجودیت میں کچھ ہی فرق کیوں نہو۔ بعض موجودات قائم بالذات ہونگے اور بعض قائم بالغیر۔ اور بعض محسوس اور بعض غیر محسوس۔ اور بعض علت اور بعض معلول۔ اور بعض قوی اور بعض ضعیف ہونگے

مگر نفس ہستی میں سب برابر ہونگے۔ پس ہستی جملہ موجودات سے فی الواقع مشترک الانتزاع ہے۔ جب ایسا ہے تو خواہ مخواہ کوئی نہ کوئی امر نفس شئی موجود میں فی الواقع ایسا متحقق ہوگا۔ جسکے سبب سے اس سے واقع میں ہستی منتزع ہوتی ہے۔ اور یہ انتزاع کسی فرضی قرارداد کا محتاج نہیں۔ کیونکہ اگر نفس شئی موجود میں فی الواقع ایسا کوئی امر متحقق نہ ہوگا۔ جو اس کی موجودیت کا منشاء انتزاع ہو تو صحت اس حکم کی کہ "ان شئی ہست است" اور غلطی اس حکم کی کہ "ان شئی ہست نیست" ایک فرضی اور غیر واقعی تعبیر ہوگی اور محض بے اصل ہوگی۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ غرض کہ نفس شئی موجود سے جسکو واقع میں ہستی کا انتزاع ایک بدیہی امر ہے۔ اور علیٰ ھذا جملہ موجودات سے ہستی کا مشترک الانتزاع ہونا بھی بدیہی امر ہے تو لامحالہ ہستی کا

حق شعور وارادی حرکات کے سبب سے تو روح حیوانی اور علم و ادراک کے اعتبار سے نفس ناطقہ و روح انسانی و عقل نام ہوا۔ اور چونکہ وہ مرئی و محسوس نہیں اسلئے سر و خفی نام ہوا اور اسکی مساحت و پیمائش ممکن نہیں اسکا نام امر اللہ یعنی عالم خلق و عالم امر دو عالم ہیں جسکی پیمائش ہوسکے اسکو عالم خلق اور جسکی پیمائش نہوسکے اسکو عالم امر کہتے ہیں۔ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ کا یہی مطلب ہے اور جسم میں پھونکی گئی تو منفوخ نفخت فیہ من روحی اور اسکی نسبت خدا کیطرف کیگئی تو روح اللہ اور چونکہ ہر وقت تجلیات الٰہی کی الٹ پلٹ اور قصد و ارادہ کی تبدیل ہوتی رہتی ہے اس لئے قلب نام رکھا گیا اور رذیل خیالات و بُرے وساوس و نفسانی شہوات کے اعتبار سے نفس امارہ کہتے ہیں اور نیک و بد خیالات اور فواحش کے خطور کرنے کے لحاظ سے نفس ملہمہ کہتے ہیں فالہمہا فجورہا و تقواہا اور اپنے معاصی و فسق و فجور پر عبرت و ملامت کے لحاظ سے نفس لوامہ نام ہوا۔ بالنفس اللوامۃ۔ اور جب خدا تعالیٰ کے ذکر و فکر و عبادت سے انس و اطمینان پیدا ہونیکا اعتبار کیا جاوے تو نفس مطمئنہ نام ہوا۔ یا ایتہا النفس المطمئنۃ چونکہ روح کے علم و کمالات کی تفصیل کا محل دل ہے اور دل سے ہی انسانی انسانیت ہے اور روح و نفس کے درمیان دل واسطہ و برزخ ہے اس برزخیت کے اعتبار سے نفس و روح ہر دو کے کمالات دلیں ظاہر ہوتے ہیں اور دل روح سے مستفید ہوکر نفس کو فیض پہنچاتا ہے اسلئے دل سے چراغ کو نسبت دیگئی ؎

جام جہان نما دل انسان کامل است ✤ مرآۃ حقنما بحقیقت ہمیں دل است ✤
دل مخزن خزائن بحر الٰہی است ✤ مقصود سیر دو کون دل چوکہ حاصل است

جان روح انسانی ہے جو معانی و معقولات کا ادراک کرتی ہے۔ ملہم مفہوم و معلم علوم خداوندی ہے۔ یہی حقیقت محمدیہ ہے اسکو امر اللہ اشرف الموجودات سید العالمین بھی کہتے ہیں۔ اسکو خدا نے اپنے نور سے پیدا کیا اور تمام عالم اسکے نور سے پیدا ہوا اس سے فوق کوئی امر تر نہیں ہے اور اسکے بے پایاں دریائے علم سے تمام ملاء اعلیٰ و ملائکہ و انبیاء و اولیا کے علوم ایک قطرہ ہیں۔ تجرد کی صفائی سے ملصقے اور کدورت تعلقات

منشا وانتزاع بھی جملہ موجودات میں فی الواقع متحقق اور مشترک التحقق ہوگا۔ ورنہ بغیر منشار کے ہستی کا انتزاع واقعی کس طرح ہو سکیگا (منشار انتزاع ہستی کو ہم مناط ہستی کہینگے۔) جو مشترک التحقق ہوگا۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ جو شئی ایک موجود میں مناط ہستی ہوگی وہی شئی دوسرے موجود بلکہ جملہ موجودات میں بھی مناط ہستی ہوگی۔ یہ نہ ہوگا کہ مثلاً زید میں ایک شئی مناط ہستی ہو اور عمرو یا فرس یا نباتات میں دوسری شئی ہو۔ ۱۲

اوّلاً اسلئے کہ جب ہستی جملہ موجودات سے مشترک الانتزاع ہے تو بالضرور اس کا منشار بھی مشترک ہوگا:۔

ثانیاً۔ اس دلیل سے جو ہم آیندہ بیان کرینگے کہ مناط ہستی (وجود حقیقی) حقیقت واحدہ ہے نہ حقیقت متعددہ۔ جب ثابت ہوگیا کہ جملہ موجودات میں فی الواقع مناط ہستی متحقق ہے اور جسطرح جملہ موجودات سے فی الواقع ہستی مشترک الانتزاع ہے اسیطرح اس ہستی کا مناط بھی

سے معرّی ہے جیسا کہ نور مجرد ہے اسلئے نور کو جان سے نسبت دیگئی۔ چونکہ فطرت انسانی اوّل الفکر و آخر العمل ہے اسلئے مصنف نے پہلے ذکر منعم کا فکر سے کیا ہے جو انسان کے ساتھ مخصوص ہے۔ اسکے بعد فضل عام کا ذکر کیا جو تمام عالم کو شامل ہے تاکہ انسان کی خصوصیت و تقدم ذاتی تمام عالم پر ثابت ہو۔ ۵۲

زفضلش سر دو عالم گشت روشن
زفیضش خاک آدم گشت گلشن

س ۔ فضل اور فیض کی تعریف اور دونوں میں فرق کیا ہے۔

ج ۔ تجلی ظہوری دو قسم پر ہے۔ عام۔ اور خاص۔ عام اعطائے نعمت بحسب فضل و منت بلا عوض اطاعت و عبادت۔ جیسا کہ ایجاد و تخلیق عالم از عدم اسکو فضل۔ اور رحمت امتنانی۔ اور تجلی رحمانی کہتے ہیں۔ اس فضل عام میں مومن و کافر مطیع و عاصی۔ ناقص و کامل سب مساوی ہیں ؎

ایں کو و مرد و ذرات را شامل ٭ ناقص از وے برابر کامل
کافر و کفر و مومن و ایمان ٭ ہمہ را اندرو مساوی داں

اس عام رحمت رحمانی میں کوئی باہمی فرق و تفاوت نہیں ماتری فی خلق الرحمٰن من تفوت ۔ و سعت رحمتی کل شئی ۔ بعض نسخوں میں زفضلش کی جگہ زنورش ہے۔ اسکا بھی یہی مطلب ہے۔ کیونکہ نور اسمائے الٰہیہ سے ایک اسم ہے جس سے ظہور حق بلباس صور خلق مراد ہے یعنی تمام روحانی و جسمانی موجودات کی صورتوں کے لباس میں وجود عام ظاہر ہے۔ وجود کے اعتبار سے سب مساوی ہیں ؎

مظہر حسن باکمال تو بود ٭ ہر چہ دیدم نہاں و پیدائی

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا یہی مطلب ہے۔ دوسری تجلی خاص مومنین و صدیقین و اہل دل پر معرفت و توحید و توکل و تسلیم و رضا و اطاعت و امتثال اوامر و ترک ممنوعات و غیر اکمالات معنویہ کا

جملہ موجودات میں فی الواقع مشترک التحقق ہے تو ثابت اور مشخص ہوگیا کہ وجود حقیقی ہی جملہ موجودات میں مناط ہستی ہے نہ اسکا غیر اسلئے کہ صرف وجود حقیقی ہی ایک ایسا امر ہے جو تمام موجودات میں بالعموم مشترک ہے جیسا کہ ثابت

ہو چکا ہے) پس ثابت ہو گیا کہ مشترک مناط ہستی جمیع موجودات میں صرف وجود حقیقی حقیقت واحدہ ہے۔ وگرنہ ہیچ یہی مفہوم وحدۃ الوجود ہے۔ ہم اس مسئلہ کو ایک سوال کے ذریعہ سے وضاحت کے ساتھ اسی طرح بھی بیان کر سکتے ہیں کہ جب ثابت ہو گیا کہ ہر ہر موجود میں فی الواقع ایک مناط ہستی ہی متحقق ہے تو اب ہم کسی موجود کی نسبت مثلاً زید ہی کی نسبت پوچھتے ہیں کہ زید میں مناط ہستی کیا چیز ہے یہ ہم پہلے ہی بتا چکے ہیں کہ زید میں امور ذیل متحقق ہیں۔ تشخص۔ نطق۔ حس و حرکت بالارادہ۔ قبول ابعاد ثلاثہ۔ امکان۔ وجود حقیقی۔ تم اس سوال پر بہت غور کرو کہ امور مذکورہ میں سے زید میں مناط ہستی کو نسا امر ہے؟۔ (مگر خیال رکھو کہ اس سوال میں مناط ہستی سے مراد محض مشترک مناط ہستی ہے) اگر اس سوال کا جواب دو گے کہ مناط ہستی زید میں تشخص زیدی ہے تو یہ جواب غلط ہے۔ کیونکہ

فیضان فرماتا ہے۔ اس تجلی میں مومن و کافر مطیع و عاصی ناقص و کامل باہم ممتاز و جدا ہوتے ہیں۔ اسی اعتبار سے حدیث شریف میں یا رحمٰن الدنیا و برحیمھما الاخرۃ وارد ہے۔ دنیا میں تجلی رحمانی کا ظہور ہے جس سے دوست و دشمن و مومن و کافر و مطیع و عاصی ناقص و کامل بسا دمی طور پر انعام و فضل عام سے نفع تام حاصل کر رہے ہیں۔ اور آخرت میں بحکم وحسن العاقبۃ للمتقین صرف مومنین اور موحدین تجلی رحیمی سے فیضیاب ہونگے۔ یہی فیض خاص نے خاک انسان کو گلشن بنا دیا۔ اور اسمین معرفت و یقین کے خوشبو رنگ برنگ کے گل کھلائے

۳۵

توانائے کہ در یک طرفۃ العین
ز کاف و نون پدید آورد کونین

خدا ایسا قادر ہے کہ یک چشم زدن میں کُن سے کونین کو پیدا کیا۔ طرفۃ العین سے اجمالی نظر یعنی اپنے ظہور اور اپنے کمالات کے اظہار کی محبت و ذاتی اقتضا و خواہش مراد ہے جو فاحببت ان اعرف سے ثابت ہے۔ کاف و نون یعنی کُن جو ارادہ کلیہ کی صورت ہے کونین سے غیب و شہادت ظاہر و باطن کے تمام موجودات کے اعیان ثابتہ و صور علمیہ حق مراد ہیں۔

خلاصہ سخن یہ ہے کہ ذات احدیت و لاتعین نے خود کو اور خود کے کمالات کو ظاہر کرنا چاہا تو سب سے پہلے حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا۔ یہ تعین اول ہے اس تعین اول کی صورت میں غیب و شہادت و ظاہر و باطن کے تمام اعیان علم حق میں مجملاً ثابت ہوئے۔ وہ وجود واحد مطلق مرتبہ لاتعین و احدیت ذات سے اس مرتبہ اسماء و صفات میں اپنے ذات و صفات اور تمام موجودات کو بغیر امتیاز یکے از دیگرے بالاجمال پہچانتا۔ اس مرتبہ کو مرتبہ وحدت و عقل کل و قلم اعلیٰ و روح اعظم و لوح محفوظ۔ و ام الکتاب و وجود اجمالی و عالم جبروت وغیرہ نام سے موسوم کرتے ہیں۔ **فائدہ**۔ واضح ہو کہ اس شعر (توانائے کہ الخ) کی شرح میں صاحب مفاتیح الاعجاز شیخ محمد بن یحییٰ نے جو لکھا ہے کہ (اعیان جمیع اشیاء از غیب و شہادت بصورت این تعین اول بسیط

امتیاز در علم حق ثبوت یافتند) یعنی صوفیہ کے پاس صحیح نہیں ہے کیونکہ تعین اوّل مرتبۂ وحدت کو کہتے ہیں۔ مرتبۂ وحدت میں اجمالی علم بغیر امتیاز بعض از بعض ہوتا ہے۔ جسکی تصریح تحفہ مرسلہ میں موجود ہے:۔ والمرتبۃ الثانیۃ مرتبۃ التعین الاوّل وھی عبارۃ عن علمہ تعالیٰ لذاتہ وصفاتہ وتجمیع الموجودات علی وجہ الاجمال من غیر امتیاز بعضھا من بعض وھذہ المرتبۃ تسمّٰی بالوحدۃ۔ والحقیقۃ المحمدیۃ صلی اللہ علیہ وسلم اور سلسلۃ الذہب میں بھی اسکی تصریح موجود ہے۔

نے رتبہ ممتاز و ذاتے یکدگر ۔ (+) غرقہ دریائے وحدت سر بسر

اللّٰھُمَّ اغْفِرْہُ وَاغْفِرْ لِیْ مَعَہٗ اسکی تفصیل آئندہ صفحہ (۱۷) کے حاشیہ میں دیکھو۔ ۵۴

تنزّلِ وجود

چو قافِ قدرتش دم بر قلم زد
ہزاراں نقش بر لوحِ عدم زد

س۔ ف قدرتش دم بر قلم زد میں کیا اشارہ ہے اور لوحِ عدم پر نقش کس طرح ممکن ہے۔ ج۔ تعین اوّل حقیقتِ محمدی کو کہتے ہیں۔ قدرت اور قلم سر دو کا سر حرف قاف ہے۔ اسمیں یہ اشارہ ہے کہ قدرت کا پہلا اثر ظہور اوّل تعلق و قلم ہے۔ اور قلم پیدا ہونیکے بعد روحانی و جسمانی موجودات غیر متناہی کے اعیان کے نقوش (جسکو وجود خارجی کے اعتبار سے عدم کہا ہے) ظاہر کر دیا عدم ظرف واقع نہیں ہوا ہے جو لوحِ عدم پر نقش محال ہو۔ بلکہ وہ مفعول بہ تھے یعنی اعیان ثابتہ بحالت ثبوت بعلم حق وجود علمی کے اعتبار سے موجود بھی ہیں۔ اور اسی موجودیت علمی حقی حالتمیں عدم خارجی کے اعتبار سے معدوم بھی ہیں:۔ الاعیان الثابتۃ ما شمت رائحۃ الوجود اصلاً ۵۵

ازاں دم گشت پیدا سر دو عالم
وزاں دم شد مؤید جانِ آدم

ج ۔ ہر دو عالم سے غیب و شہادت یعنی عالم باطن و ظاہر مراد ہے۔ دم سے نفس رحمانی یعنی ظہور فیض مقدس مراد ہے جس نے عالم کو اپنے علم میں موجود کر کے اعیان ثابتہ بنایا پھر انکو علم سے عین میں اور غیب سے شہادت میں ظاہر کیا اس عالم کو مظاہر کونیہ نفس رحمانی کہتے ہیں۔ اگرچہ ہر دو عالم میں جان آدم بھی داخل ہے لیکن تمام مراتب و جمیع وامکان کو حقیقت انسانی ہی جامع ہے۔ دوسری کوئی جنس ایسی جامع نہیں اسی خصوصیت کی وجہ سے انسان خلیفۃ اللہ ہوا۔ نفس رحمانی کو نفس انسانی کیساتھ اس امر میں تشبیہ دیگئی کہ جسطرح نفس انسانی ہوائے سادہ ہے جب مخارج حروف میں پہنچتی ہے تو حروف کیصورتوں کے لباس سے متلبس ہوتی ہے۔ اسیطرح ذات احدیت جو کثرت سے منزہ ہے جب مظاہر کائنات کے مراتب میں جلوہ گر ہوتی ہے تو اسماء و صفات ظاہر کرنیکے لئے کثرت کے لباس میں متلبس ہوتی ہے ؎

ای روی در شیشہ ہا بازار آمدہ ٭ ظلمتے در نیز طلسم گرفتار آمدہ ٭
یک شعاعِ عشق کہ جزو ذرہ نبود ٭ چوں گشت ظاہر ایں ہمہ اغیار آمدہ

آدم کی حقیقت اگرچہ کمالات وجوبی و امکانی کو جامع ہے لیکن اسکی اصل وہی نیستی ہے اس نیستی میں حقیقی ہستی جلوہ گر ہے ؎

خود لبسے نبود خود یار جلوہ کرد ٭ لیکن نبود ہیچ مگر چوں ایں نمود
از دست نیستی ہمہ عالم خلاص یافت تا یار جہاں در گنج نہاں کشود
با آنکہ شد غنی ہمہ عالم ز گنج او یک جو از و نکاست در وی جو ی فزود

آدم مظہر ذات و آئینہ جمیع اسماء و صفات الٰہی ہے اسلئے عقل و تمیز جو مستلزم معرفت تامہ ہے اسمیں ظاہر ہوئی جو کہا ہے ؎

در آدم شد پدید آں عقل و تمیز
کہ تا دانست ازاں اصل ہمہ چیز

س ۔ جبکہ تمام عالم مظاہر اسماء و صفات الٰہی ہیں تو پھر کس لئے صرف انسان ہی عاقل ہوا۔ باقی غیر عاقل۔

ج ۔ کونین کے اظہار سے مقصود معرفت الٰہی ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں

ہے کہ حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ السلام جناب الٰہی میں عرض کیا کہ یارب لماذا خلقت الخلق
(اے رب تو نے مخلوق کو کس لئے پیدا کیا۔) فاوحی اللہ الی داؤد کنت کنزا مخفیا
فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لکی اعرف۔ (پس اللہ تعالیٰ نے داؤد کیطرف
وحی کی کہ میں گنج مخفی تھا۔ مجھے میرا معروف ہونا محبوب ہوا تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا تاکہ میں معروف و
مشہور ہو جاؤں) ؎ می بود احببت ان اعرف مرا ٭ ورد کو البت آں صف مرا
قرآن شریف میں ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ سلطان المفسرین
حضرت ابن عباس نے لیعبدوں کی تفسیر لیعرفوں سے کی ہے کیونکہ حصول معرفت
الٰہی کے دو طریق ہیں ایک علماء سے مخصوص ہے یعنی اثر سے مؤثر اور فعل سے
صفت اور صفت سے ذات پر نظر و استدلال کرنا یہ معرفت استدلالی ہے۔ جو مفید یقین ہے

پائی استدلالیاں چوبیں بود ٭ پائی چوبیں سخت بے تمکیں بود۔
صد ہزاراں اہل تقلید و نشاں • افگند شاں نیم و ہمہ در گماں
با عصا کوراں اگر رہ دیدہ اند در بسا دخلق روشن دیدہ اند

دوسرا طریق مخصوص انبیاء و اولیاء و عرفاء ہے یعنی معرفت کشفی و شہودی جسکا حصول
مجذوب مطلق کے سوائے کسی دوسرے کو بجز عبادت قلبی و قالبی و روحی و سری و خفی کے ممکن نہیں
پس یہ ہر دو طریق عبادت سبب معرفت ہے۔ اسلیئے لیعبدون میں ذکر سبب (عبادت)
وارادہ مسبب (معرفت) مراد ہے مقتضائے حکمت بالغہ الٰہی اپنے بے انتہا اسماء
وصفات کو ظاہر کرنیکے لئے یہ ہوا کہ بیحد مراتب کلیہ و مظاہر جزئیہ کو ایجاد کرے تاکہ
ہر ایک مرتبہ کلیہ و جزئیہ ان اسماء کلیہ و جزئیہ کے ہر ایک اسم کلی و جزی کا مظہر ہو تاکہ اس
مظہر و مربوب میں اس اسم ظاہر و رب کے احکام و سلطنت کامل طور پر ظاہر ہو
اور تمام اسمائے کلیہ و جزئیہ نفس رحمانی کیساتھ بوشیدگی کی تکلیف و بیچینی
سے ظہور کی ہوائے سرد و خوشبو سے راحت یاب ہوں۔ جیسا کہ انسان کو
سانس لینے سے راحت حاصل ہوتی ہے۔ اور جو کمالات کہ مرتبہ جمع میں مجمل
تھے مرتبہ فرق و کثرت میں مفصل ہوں۔ اس تمام تقریر کا حاصل یہ ہے کہ
خدائے تعالیٰ نے اپنے معروف و مشہور ہونے کیلئے عالم کو اپنے اسماء و
صفات کے مظاہر بنایا تاکہ ہر اسم کی سلطنت و ربوبیت کا اس کے مظہر میں

بیان مظاہر

ظہور حق

ظہور ہے۔ پس بعض چیزیں موجودات کی بعض اسم الٰہی کے مظہر و مربوب ہوئے۔ اور وہ اسماء الٰہی ان مظاہر کے رب ہیں چنانچہ ملائکہ سُبُّوح و قُدُّوس کے مظہر و مربوب ہیں۔ اور سُبُّوح و قُدُّوس ملائکہ کے رب ہیں۔ اس لئے ملائکہ نے لَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ کہا اور شیطان مظہر و مربوب مُضِل کا ہوا۔ اور اسم مضل شیطان کا رب ہے۔ اس لئے فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ کہا۔ مگر تمام و کمال طور پر کل اسماء و صفات کا مظہر تام و کامل بجز انسان کے اور کوئی نہیں ہے اسلئے انسان کو کل اسماء و صفات کی تعلیم دیگئی۔ عَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا پس کامل معرفت و عبادت بھی بجز انسان کے کسی دوسرے سے ممکن نہیں۔ کیونکہ انسان کے سوا دوسرے موجودات صرف ان اسماء و صفات الٰہیہ ہی کو پہچانینگے جن کا ان موجودات میں ظہور ہوا ہے اور اُن ہی اسماء و صفات کی عبادت کرینگے۔ جن کے یہ مربوب ہیں۔ کیونکہ جبتک کوئی صفت اپنے میں نہو وہ نہیں پہچان سکتا کہ وہ صفت دوسرے میں بھی ہے۔ اِنَّمَا يَعْرِفُ ذَا الْفَضْلِ مِنَ النَّاسِ ذُو فَضْلٍ۔ پس جو شخص کسی صفت سے موصوف نہ ہوگا وہ صفت اسپر مخفی رہیگی انسان تمام اسماء و صفات الٰہی کا مظہر جامع ہے تو اپنے اسم رب یعنی اسم ذاتی اللہ کی معرفت حاصل کرنے کیلئے عقل و تمیز کے ساتھ مخصوص ہوا تاکہ اپنے رب جو جامع جمیع صفات کمالیہ ہے یعنی اللہ کی معرفت سے تمام چیز کی حقیقت کو پہچانے۔ کیونکہ دوسرے تمام اسمائے الٰہی اسم اللہ کے تحت میں داخل ہیں۔ جیسے کہ تمام جزئیات کلی کے تحت میں داخل ہیں۔ جس نے اللہ کو پہچانا وہ سب اسماء کو پہچانا۔ دوسرے اسماء اپنے اپنے مظہر کے متفرق متفرق رب ہیں۔ ءَ اَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ؎

تُوئی کہ مظہر ذات و صفات سُبحانی ✦ بملک صورت و معنی تو عرش رحمانی
کتاب جامع آیات کائنات توئی ✦ از انحنائہ لاریب فیہ یا جانی

ترا است باہمہ نسبے از انکہ توہمہ ✣ ازیں سبب تو مسمّی باسم انسانی
اگر بخنہ کمال حقیقت برسی ✣ زخویشتن شنوی آن صدائے سبحانی

(۷) چو خود را دید یک شخص معیّن
تفکر کرد تا خود چیستم من ؟

س ۔ چیستم من کی فکر کس لئے پیدا ہوئی ؟

ج ۔ انسان تمام اقسام عالم کا منتخب و ملخص ہے ۔ حقائق عالم کی کلیات و جزئیات انسان کی صورت شخصیہ میں مجتمع ہیں ۔ کیونکہ احدیت ذاتیہ کا سب سے آخر تعیّن اور سیر نزولی کا منتہی انسان ہے اور سیر وجی کا مبدا و بھی یہی انسان ہے اسیوجہ سے انسان کو عالم صغیر کہتے ہیں اور ہر موجود خارجی کے دو اعتبار ہیں ۔ ایک اسکی حقیقت کی حیثیت یعنی ظہور حق بصورت خلق کا اعتبار ہے ۔ جسکو تجلی شہودی و نفس رحمانی بھی کہتے ہیں ۔ خلقت الخلق کا یہی مطلب ہے ۔ یعنی میں نے خلق کو پیدا کیا ۔ یعنی خلق کی صورت سے خود پیدا و ظاہر ہوا ۔ دوسرا اعتبار وجود خارجی کے تعیّن و تشخص کی حیثیت ہے کہ جسکے سبب سے موجودات خارجی کو ممکن و خلق کہتے ہیں اور اسی امکانی اعتبار سے تمام عیوب و نقصائص موجودات ممکنہ کیطرف منسوب ہوتے ہیں یہ حیثیت ممکن کو واجب سے خلق کو حق سے عبد کو رب سے جدا و غیر ثابت کرتی ہے اسکا خلاصہ یہ ہیکہ ہر شئی وجود کے اعتبار سے عین حق ہے اور اپنے تعیّن و تشخص و صورت کے اعتبار سے غیر حق ہے مخلوق ہے عبد ممکن ہے ؎

ازرہ صورت نماید غیر و دوست ✣ چوں نظر کردی بمعنی جملہ اوست ✣
زاں یکے ماعند کم ینفد شنو ✣ جزئی ما عندہ باق مرو
کوزہ چوں بشکست میگوئی سفال ✣ چوں سفالش خاک شد بنگر توحال

ماعندکم ینفد وجہ عبد و جہ خلق صورت و تعیّن فانی کیطرف اشارہ ہے اور ماعند اللہ باق وجہ حق و جہ اللہ حقیقت باقیہ کیطرف اشارہ ہے پس موجودات ممکنہ کی صورتیں و تعینات حقیقت میں ایک امر اعتباری ہے ان تمام صورتوں کے آئینوں میں اسی ایک جمیل حقیقی کا جمال جلوہ گر ہے اور ہر ایک جگہ تازہ حسن و نئی صورت سے متجلی ہے ؎

ظہورِ حق

در صورت ہر چہ گشت موجود ✤ بنمود جمال دوست رخسار
از ذوق ظہور گشت مخفی ✤ در عین خفا نمود اظہار
تا نقش دگر ظہور یابد ✤ پیوستہ نماید او بطوار

دو چیز کے درمیان جبتک مناسبت نہ ہو معرفت و تعارف بھی متصور نہ ہوگا۔ پس عارف و معروف کے درمیان تعارف کیلئے مناسبت ضروری ہے معروف یعنی حقتعالیٰ واحد الذات کثیر الصفات ہے تو اسکا عارف حقیقی یعنی انسان بھی واحد الشخص کثیر الصفات ہونا چاہئے تاکہ مناسبت رہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا ان اللہ خلق آدم علی صورتہ تاکہ بحکم جامعیۃ ایجاد عالم کی علت غائی یعنی معرفت کا اہل اسی عالم میں حاصل ہو۔ پس انسان بھی اپنی صورت شخصیہ کے اعتبار سے شخص معین واحد الشخص ہے کثرت صفات افعال و قوی کے اعتبار سے کثیر الصفات ہے عرفا نے جو الکثرۃ بین الوحدتین کہا ہے اس سے بھی دو وحدت ایک ذاتی وحدت حقیقی حق دوسری وحدت شخصی انسان مراد ہے ؎

لیس علی اللہ بمستنکر ✤ ان یجمع العالم فی واحد

انسان کو سب سے پہلے جس چیز کا ادراک ہوتا ہے وہ اپنا شخصی تعین ہے۔ جو نصف دائرۂ وجود کے سیر نزولی کا اخیر تعین ہے اور نصف سیر عروجی کا اوّل و ابتداء ہے اسی سبب سے انسان کو مطلع الفجر بھی کہتے ہیں یعنی انسان تاریکی شب کثرت کا منتہی اور نور روز وحدت کا مبدا و مبتداء ہے ؎

ہست انسان برزخ نور و ظلم ✤ مطلع الفجر اش ازیں گفتند ہم

ابتدائی مراتب موجودات مرتبۂ احدیت سے مرتبۂ انسانی تک جو کثرت کی نہایت اختتام ہے سیر نزولی یعنی سیر دریا بجانب قطرہ اور مرتبۂ انسانی سے احدیت ذاتی تک سیر قطرہ کی بجانب دریا سیر رجوعی و سیر عروجی مرتبۂ انسانی ہے۔ پس جب کہ انسان نے باوجود اپنی کثرت صفات و افعال و قوی کے اپنے کو تعین خاص کے اعتبار سے جسمیں تمام حقائق و کمالات کونیہ و الٰہیہ جمع اتحاد مظہر و مظہر مندرج ہیں ایک شخص معین اور واحد الشخص دیکھا تو تفکر کیا کہ میں کون ہوں یعنی اپنے

ظہور حق بصورت خلق

تعیّن امکانی کو بوجہ مشابہت من حیث الحامیّت واجب کی شناخت کا وسیلہ و مقدمہ گردانا یا اس وجہ سے کہ اشیاء اضداد سے پہچانے جاتے ہیں تُعْرَفُ الْاَشْیَاءُ بِاَضْدَادِھَا ۔ تفکر کی ضرورت اس لئے ہوئی کہ بغیر اسکے دائرۂ وجود کی نزولی و عروجی سیر ممکن نہیں ۔ اور بغیر سیر نزولی و عروجی کے معرفت الٰہی حاصل نہیں ہو سکتی جو ایجاد عالم کی اصلی غرض ہے ۔ عارفین موحدین کے پاس فکر و تفکر سے مراد کشف سے سیر کشفی و شہودی و اعیانی مراد ہے ۔ نہ کہ نظری و استدلالی جو امور معلومہ کو ترتیب دے کر مجہول کو معلوم کرنا ہے ۔ معرفت کشفی کے مقابلہ میں معرفت نظری و استدلالی جہل کے مانند ہے ۔ لیس الخبر کالمعاینۃ ؎

مَن کان مستشھدا اما لا باطنہ + یغنی ولیفرق بالآیات والمحن

عصا بر کف مروایں رہ چو کورا ؎ چو حق ظاہر چہ محتاجی بآیات

مراتب کثرات امکانیہ میں اسماء و صفات کے احکام ظاہر کرنیکے لئے جو احدیت کا تنزل ہوا ہے اسکو سیر مطلق در مقید اور سیر کلی در جزئی و سیر ظہوری و انبساطی کہتے ہیں ۔ اور سیر عروجی رجوعی کو جو دائرۂ وجود کے اوّل نقطہ یعنی احدیت پر ختم ہوتی ہے سیر مقید بجانب مطلق و سیر جزئی بسوے کلی و سیر شعوری و انقباضی کہتے ہیں ۔ حقیقت میں یہ سیر جزئی بسوے کلی معرفت کشفی و شہودیکو مستلزم ہے ؎

ز جزئی سوے کلی یک سفر بکرد
وز انجا باز بر عالم گزر بکرد

س ۔ جزئی سے کلی کی طرف سفر کس نے کیا اور کس طرح اور کس لئے کیا ۔ اور جزئی و کلی سے کیا مراد ہے اور اس سفر کرنیکے بعد پھر عالم کیطرف واپس ہونیکی کیا وجہ ہے

ج ۔ سفر کرنیوالا انسان کامل ہے وجود واحد مطلق کی تنزلات کے مراتب میں جلوہ گر ہو کر قید تعین سے متعین و مقید ہوا ۔ تو اُس متعین و مقید کو جزئی کہتے ہیں اور مطلق کو کلی ۔ مطلق تمام مقیدات کو شامل اور کلی اپنی سب جزئیات کی محیط جامع ہے ۔ اور ہر مقید بوجہ قید و تعیّن اپنے مطلق سے محجوب ہے اور ہر جزئی اپنے شخص خاص و جزئیت کے اعتبار سے اپنی کلی سے محجوب ہے

سفر جزئی بسوئے کلی

اگر جزئیات کو اپنی کلی سے وصال و اتصال مطلوب ہو تو اس امر کی ضرورت ہے کہ اپنی خصوصیت جزئیت و تقید و تعین کو رفع کر دے تو وہی لاتعین کا نام کلی مطلق ہے جو تقید جزئیت کے سبب سے جزوی مقید ہوئی مثلاً انسان کل مطلق کا وجود اسکے افراد جزئیہ مثلاً زید بکر خالد کے تعینات ہی میں موجود ہے یعنی زید و بکر خالد ہی خود انسان کلی مطلق ہیں جو اپنے صورت شخصیہ تعین خاص کے سبب انسان جزئی زید بکر خالد ہوئے اسیطرح وجود واجب مطلق بمنزلہ کلی کے ہے اور تمام افراد ممکنہ جو مظاہر وجود واجب مطلق ہیں بمنزلہ افراد جزئیات اس کلی کے ہیں۔ ہر موجود مقید دراصل وہی وجود مطلق ہے مع قید تعین و تشخص کے اور یہ سفر و سیر و سلوک مقید کا ہے مطلق کیطرف جسکو سیر الی اللہ کہتے ہیں بحکم اکثریت اس سیر و سفر کا طریقہ یہ ہے کہ مرشد کامل کے حلقہ ارشاد تصفیہ قلب از غیر و ذکر و فکر مراقبہ نظری و توجہ بمبداء میں مشغول رہے اور اپنے تعینات و تشخصات عنصری و نباتی و حیوانی سے عبور کر کے تعین انسان جزئی سے نظر اٹھا لے تو فنا فی اللہ حاصل ہوگا پھر وجود واحد مطلق کیطرف رجوع کرے رجوعی سیر و سفر کے ذریعہ سے مقام احدیت پر پہنچ کر سیر الی اللہ کو ختم کر دے تو بقا باللہ حاصل ہوگا۔ مقام اطلاق احدیت کے اتصال کے بعد بمقتضائے حکمت الٰہی ناقصین کی تکمیل کیلئے سیر باللہ کے ذریعہ پھر عالم پر یعنی مرتبہ تعینات پر واپس کر دیا جاتا ہے۔

اس سیر باللہ میں سالک واصل عارف کامل پر منکشف ہو جائیگا کہ دراصل ایک ہی حقیقت ہے جو کثرت اشیاء کیصورتمیں ظاہر ہے اور ہر ایک تعین میں ایک صفت خاص سے جلوہ گر ہے کثرت کی نمود صفات کی کثرت کی وجہ سے ہے لیکن صفات کی کثرت سے ذات واحد میں کثرت لازم نہیں آتا۔ کیونکہ کثرت امر اعتباری ہے ۹

جہاں را دید امر اعتباری
چو واحد گشتہ در اعداد ساری

س۔ جہاں کیا چیز ہے اور امر اعتباری ہونیکا کیا ثبوت ہے۔

ج۔ جہاں سے مراد تعینات امکانیہ۔ امر اعتباری ہونیکا یہ ثبوت ہے کہ عارف نے سیر باللہ میں تمام تعینات ممکنہ کی کثرت کو وجود واحد سے قائم دیکھا اور اسکو معلوم ہو گیا کہ بجز وجود واحد کے کوئی دوسرا نہ وجود حقیقی نہیں ہے۔ اور بے انتہا کثرات اور کلیہ و جزئیہ تقید و اطلاق کی نمود اسی حقیقت واحدہ کے اعتبارات و حیثیات ہیں اور اشیاء کی غیریت اس حقیقت سے صرف اعتباری ہے وہ وجود واحد مطلق کائنات کی کثرت میں اسطرح سرایت کیا ہوا

اسی جگہ انتقال فرمایا۔ شہر کے باہر مصرح نام ایک محلہ ہے وہاں سید السادات عبداللہ بن جعفر طیار کی بلند سے باہر مدفون ہوئے۔ ارباب تذکرہ نے انکے سن وفات میں کیسقدر اختلاف کیا ہے خود میر نے ۱۶ شوال ۱۰۱۸ھ لکھا ہے۔ نفحات الانس اور تاریخ فرشتہ میں ۶ شوال ۱۰۱۸ھ مرقوم ہے دولت شاہ سمرقندی نے ۹۱۹ھ بیان کیا ہے زمانہ حال کے ایک بلند پایہ مصنف رفیع الدولہ حکیم محمد حسن خاں نے اپنی کتاب منتظم ناصری میں دولت شاہ کی اتباع کی ہے مولانا جامی اور دولت شاہ نے اسید سید حسن کی حسب ذیل تصنیفات کے نام لکھے ہیں۔ کنز الرموز۔ زاد المسافرین طرب المجالس۔ نزہتہ الارواح۔ روح الارواح اور صراط مستقیم اسید ہیں۔ باقی کتابیں مطبوعہ اور ہر جگہ ملتی ہیں۔ (از مقدمہ محمد عبداللہ کامل بنالوی۔ ایم۔ اے برترجمہ مفاتیح الاعجاز)

ارشادات

کلمات صوفیہ صفحہ (۲۶) کلمہ ۲۱ میں ہے صوفیہ کرام کے تین گروہ ہیں۔ ایجادیہ۔ شہودیہ۔ وجودیہ۔ ایجادیہ کا یہ قول ہے کہ جتنے خلق کو ایجاد کیا گیا۔ خلق کا رابطہ حق کے ساتھ ربط ایجادی ہے یہ ہمہ از اوست کے قائل ہیں۔ یہ فرقہ ایجادیہ اس اعتقاد میں مثل علمائے متکلمین کے ہے اور وجودات متعددہ کے معتقد اور خلق و خالق کو مانند مصور و صانع کے اور نقش و نقاش کے اور تصویر و مصور کے سمجھتے ہیں۔ اور خلق و حقیقین کل الوجود کو غیریت حقیقی کے معتقد ہیں۔ کسی جہت سے عینیت و یگانگی کو جائز نہیں سمجھتے مگر چونکہ یہ اضافات اور اشغال صوفیہ کے کاسب شاغل ہیں۔ اسلئے گروہ صوفیہ میں انکا شمار کیا گیا۔ اور نہ مثل اہل ظاہر متکلمین کے ہیں۔ اور شہودیہ خلق کو ظل حق کہتے ہیں۔ اور

جیسا کہ واحد یعنی ایک تمام اعداد میں سرایت کیا ہوا ہے اسلئے کہ مراتب اعداد کی کثرت بتقیید واحد کو تکرار کرنے سے ہوتی ہے جیسا کہ ایک کو دو بار رکھنے سے دو عدد دہ دہ سے دس کی عدد ہوئی اصل وہی ایک کو دس بار رکھنے سے ہوئی اسیطرح سیکڑوں ہزاروں لاکھوں کروڑہا اعداد بھی واحد ایک کو لاکھ بار مکرر کرنے سے لاکھ کروڑ بار مکرر کرنے سے کروڑہا حاصل ہوئے اسیطرح وجود واحد مطلق بھی اقسام کے تعینات ظہور کی کثرت سے نمایاں ہے اسکی نسبت تعینات کے ساتھ ایسی ہے جیسی واحد کی نسبت مراتب عددی کیساتھ جسطرح عدد واحد کے خواص ظاہر ہونیکے لئے بے انتہا مراتب اعداد شرط ظہور ہیں اسیطرح موجودات امکانیہ بھی شرط ظہور احکام اسمائے الٰہیہ ہیں کیونکہ بغیر مخلوق کے خالق کی خالقیت اور بغیر مرزوق کے رازق کی رازقیت کا ظہور نہ ہوگا اگر جرم و مجرم نہوں تو غفور و راحم اور ضار و منتقم کا ظہور نہ ہوگا اسلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حکایۃ عن اللہ عزوجل لولا انکم تذنبون لاذھب اللہ بکم ولجاء بقوم یذنبون فیستغفرون اللہ فیغفر لھم ۔ ظہور موہوم است و وجود من از تو ؛ ولست تظھر لولای لم اکن لولاک ؎

جہان خلق و امر ایک نفس شد ؎ کہ ہیم آزم کہ آمد باز پس شد

س خلق و امر کی تعریف ایک نفس سے کیا ہے۔ رج مادہ و ملت و پیدائش جسکو ہر ذرہ عالم خلق و ملک و شہادت ہے جیسا کہ تمام جسمانی چیزیں عالم افلاک و عناصر و اجسام۔ اور جو ہے مادہ و مدت و پیدائش ہو اسکو عالم غیب و ملکوت و عالم امر کہتے ہیں جیسا کہ عالم ارواح عقول و نفوس عالم تمام دو قسم ہے خلق و امر بھی ہر دو یعنی عالم یک نفس رحمانی ظہور حق بصورت خلق سے موجود ہوا وہ نفس رحمانی موجود ممکنہ پر وجود عام کا فیض پہنچا کر سیر نزولی سے مراتب تنزلات کے سب سے اخیر مرتبہ انسانی تک پہنچکر پھر اسیوقت سیر عروجی رجوعی سے واپس ہوا یعنی کثرات کے قیود کو چھوڑ دیا۔ اور دائرہ وجود کا نقطہ آخر نقطہ اول کو پہنچ گیا مطلق ہوا ؎ عشق چوں بیند جمال خویش را ÷ در نقاب در لباس ما و من ÷ غیرت آرد جان را تو بدر کند ÷ جامہ اغیار بر تن از بدن ÷ حسن خود را از لباس آرد برون ÷ باز در ذات خویش سازد وطن ÷ کثرت کونین را در وحدت چو نکته گردد و جزو ÷ تجلیات ظہوری و شعوری الٰہی کے مراتب اگرچہ دائرہ کیصورت میں متصور ہوئے مقام احدیت سے مرتبہ انسانی تک نصف قوس نزولی اور مرتبہ انسانی سے مقام احدیت تک کی نصف قوس عروجی سے تعبیر کیگئی ہے مگر سالک جب مقام کشف و شہود میں پہنچتا ہے تو دیکھتا ہے کہ ایک حقیقت ہر لحظہ ایک نئی شان میں ظاہر ہوتی ہے اور جسطرح کثرت مراتب ایک اعتباری ہی آمد و شد بھی اعتباری ہے۔

عالم کے وجود کو حقیقی ساتھ اسطرح قائم سمجھتے ہیں جس طرح ظل کا قیام ذی ظل کیساتھ ہے اور ہمہ اوست کے قائل اور خلق و حق کو عکس و شخص کے مثل سمجھتے ہیں اور مثل مشکاتین و ایجادیہ کے عالم کو خدا کا غیر سمجھتے ہیں لیکن وحدۃ الشہود کے قائل ہیں یعنی غلبۂ کشف و شہود سے نظر سالک میں

وجودِ ذات کثیرہ ایک ہی مشہود ہوتے ہیں ورنہ درحاصل وجودات کثیرہ و متغایرہ ہونیکے قائل ہیں۔ وجودیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ حقیقت میں ایک ہی وجود ہے یہ وحدت الوجود ہمہ اوست کے قائل ہیں۔ وہ ایک وجود واجب تعالیٰ کا ہے اور تمام عالم اس ایک وجود حقیقی کے لباسات و تعینات و شیونات و مظاہر و مجالی ہیں۔ ان لباسات میں وہی ایک وجود حق ظاہر و جلوہ گر ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ اشیاء کے حقائق در اصل ثابت نہیں ہیں بلکہ وجودیہ حقائق الاشیاء ثابتۃ کے معتقد ہیں۔ اور رب کے کلام رب پر تو احکام کے احکام عالم پر ثابت کرتے ہیں ؎

هر مرتبه از وجود حکمے دارد
گر ذرهٔ می مراتب یکی زندیقی

اور عالم کے تعینات کو اعتبارات جو کہتے ہیں اس سے اعتبار معتبر و فرض فارض۔ پس اس سے کوئی حکم شرعی کا ابطال نہیں ہوتا اور انزال کتب و ارسال رسل کا عبث و لغو ہونا بھی ثابت نہیں ہوتا۔ بعض جاہل مسئلہ وحدت الوجود و ہمہ اوست کو مرشد کامل سے کما حقہ تحقیق نہ کرکے ہمیشہ لغوۂ وحدت الوجود و انا الحق و من خدایم من خدایم کہکر اس نیک عقیدہ کو ناحق بدنام کرتے ہیں اور خلاف شریعت طحدانہ کہواس کرکے بدنام کنندۂ نکونامے چند اور خود گمراہ و گمراہ کنندۂ خلق اللہ ہوتے ہیں۔ نماز و روزہ و احکام شریعت کے منکر اور دل کی نماز پڑھنے کے مدعی۔ اور اللہ تعالیٰ کو اس

۱۱۵ ولے اینجا نگہ آمد شدن نیست شدن جز در نگر دی جز آمدن نیست

آنا اور جانا تجلی رحمانی کا یعنی جلا اخبسکو ظہور ذات لذاتہ فی ذاتہ (خفکا ظہور اپنی ذات سے اپنی ذات میں) کہتے ہیں۔ اور استجلا اخبسکو ظہور ذات لذاتہ فی تعیناتہ (خفکا ظہور اپنی ذات سے اپنے تعینات میں) کہتے ہیں یہ ہر دو شان (جلا استجلا) لازم ذات احدی اسلئے فیض تجلی رحمانی موجودات ممکنہ پر ہمیشہ فائض ہوتا رہتا ہے اور آنا فانا تمام اشیاء اپنے ذاتی امکان کے اقتضاء سے فانی و نیست ہوتے ہیں اور پھر اسی آن میں فیض تجلی رحمانی سے باقی و ہست ہوتے ہیں۔ اور ایسی تیزی و سرعت سے فیض رحمانی کا تجدد تازہ بتازہ نو بنو ہر آن نئی شان سے ہوتا ہے کہ اسکے آنے و جانیکا ادراک نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اسکا آنا عین جانا ہے اور جانا عین آنا ہے اور حقیقت میں آنا اور جانا معتبر کا اعتبار ہے نفس الامری واقعی نہیں ہے ؎

صورت از بے صورتے آمد بروں باز شد کانا الیہ راجعون ؎
پس ترا ہر لحظہ مرگ و رجعت است مصطفیٰ فرمود دنیا ساعتے است
ہر نفس نو میشود دنیا و ما ؎ بیخبر از نو شدن اندر بقا ؎
آں زمیری ستر مقتل آمدست چوں ستر کش تیز جنبانی بدست
شاخ آتش را بجنبانی بساز در نظر آتش نماید بس دراز ؎

اس مسئلہ کو صوفیہ تجدد امثال کہتے ہیں۔ یعنی تازہ ہونا امثال کا جیسی شئی کی شکل و صورت پہلے تھی ہر آن فنا ہو کر اسی آن میں اسی سابق شکل کے مثل ایک تازہ شکل ظاہر ہوتی ہے ایسی سرعت و تیزی کیساتھ تجدد فنا و بقا ہوتا ہے کہ دیکھنے والا تمیز نہیں کر سکتا کہ آیا یہ صورت تازہ وجود ہے یا قدیم اسی تجدد امثال کو خواجہ بندہ نواز نے معما کے طور پر کہا ہے ؎ بیزارم از ان کہنہ خدائے کہ تو داری ؎ ہر لحظہ مرا تازہ خدائے دگر است۔ (ترجمہ اس پرانے خدا سے دل دُبا باد و سبدم میں نیا خدا پایا) بظاہر یہ قول کفر و خلاف شریعت معلوم ہوتا ہے۔ مگر اسکی تاویل موافق قرآن اور حدیث کے ممکن ہے کیونکہ عارف مذکور زاہد بے معرفت سے کہتا ہے کہ اے زاہد خشک تجھکو خدا کی معرفت حاصل نہیں تجلیات رحمانی ہر آن تازہ بتازہ ہونیکی تجھکو خبر نہیں میرا خدا تو ایک حال قدیم پر جما ہوا ہے وہی پرانی تجلی سے متجلی ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَتَجَلّٰی فِی صُوَرٍ ۔ مرتین کے رمز سے تو ابھی ناواقف ہے پس تیرے اعتقاد میں جو خدا کی شان ہے وہ حقیقی خدا نہیں ہے اسلئے تیرے پرانے خدا سے بیزار ہوں اور حقیقی خدا جو ہر آن نئی شان

چشم سر سے عالم دیکھنے کے قائل ہیں نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہَا بیشک یہ دین اسلام کے منکر ہیں ان ملحدوں سے دور رہنے کی تاکید فرمائی ہے بیدار حضرت جامی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے ؎

حضرات صوفیہ وجودیہ نے خود
کہ باشد کار خاماں خام کاری
طریق پختہ کاری ساند اللہ
بخامی سوختہ از باختہ شاگرد
زاصل خویش آں میوہ بریدہ
بماند تا قیامت نارسیدہ

سے تجلی ہوتا ہے۔ کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ کے باوجود کَانَ لَمْ یَکُنْ جس کی شان ہے ایسے حقیقی خدا پر سیر ایمان ہے وجود واحد مطلق حقیقی کے سوائے کوئی موجود نہیں۔ بلکہ وہی ہستی حقانی بتعینات اکوانی میں فیض رحمانی کی تجلی سے ہر آن ابدی کثرت کو ظاہر کرتی ہے ؎ کثرت جنبش دائما در جلوہ ہاست ✤ ایں نمود و بود عالم از تجلی ہاست ✤ از تجلی جمال وحدت است ✤ در حقیقت ایں کہ کثرت بے بقا است ✤ ہستی عالم ہمہ ہستی اوست ✤ بے بقائے حق جہاں عین فناست ✤ پس عارف کے عرفانی شہود میں ایک شہود کے سوائے دوسرا نہیں بلکہ (نہ شاہد نہ مشہود یک وجود نہیں) وجود واحد کثیر بظاہر کیصورت نمایاں ہے اور کبھی پردۂ غیریت ہو ہوم کو بوجہ غیریت اٹھا کر ایک چیز ہو جاتی ہے۔ اور عالم کی نمود بے بود ہست نما ہوتی ہے۔ ؎

باصل خویش راجع گشت اشیا ہمہ یک چیز شد ناچیز ہا را

س۔ اشیاء سے کیا مراد اور اصل کی طرف رجوع کرنیکا کیا مطلب ہے اور تمام باطل میں ایک چیز ہو جانے کا کیا مراد ہے

ج۔ اشیاء سے عالم کی کثرت مراد ہے جو درحقیقت عدم ہے اور تمام اشیاء کی اصل حق ہی حق ہے کیونکہ ہر شے کی اصل حقیقت میں حق کی ہستی ہے اور وہی حق ہے اور تمام عالم جو ہستی ہے حق کے سبب سے (جو ہستی ہے) ہست ہوا اور سب اپنی اصل (حق) کیطرف رجوع کرتے ہیں بلکہ حقیقت میں تمام نمود وہی ہے۔ اسکا غیر کوئی ایک بھی موجود نہیں نہ ظاہر میں یعنی عالم خلق و شہادت میں نہ باطن میں یعنی عالم غیب و امر میں۔ یہ ہر دو عالم دوئی کی نمود جو کہتے ہیں۔ یعنی (غیریت) اور ہیت کی تجلی پر جو وہمی اثنینیت کو رفع کرنیوالی ہے۔ محو و متلاشی ہو کر وحدت صرفہ ظاہر ہوئی اور ثابت ہوا کہ سب ظاہر و باطن ایک ہی چیز ہے ؎ چندیں ہزار قطرہ زدریائے بیکراں ✤ افشاند ابر فیض بر اطراف ان فکاں ✤ تا کہ دراں میانہ یکے موج زد محیط ✤ ہم قطرہ گشت غرقہ و ہم کون و ہم مکاں ✤ در ساحت قدم نبود کون را اثر ✤ در بحر قطرہ را نتواں یافتن نشاں ✤ جملہ یکے بود نبود از دوئی اثر ✤ توحید بے مشارکت اینجا شود عیاں ؎

تعالی اللہ قدیمے کو بیک دم کند آغاز و انجام دو عالم

س۔ ایکدم میں عالم کا ایجاد و اعدام ضدین کا اجتماع کیطرح ممکن ہے۔

ج۔ ایکدم سے وقت واحد مراد نہیں ہے جو ظرف اجتماع ضدین کا واقع ہوا ہو بلکہ دم نفس رحمانی کو کہتے ہیں جسکو ظہور حق بصورت خلق کہتے ہیں۔ پس اب ضدین کی اجتماع کا اعتراض ہی نہیں ہو سکتا یک دم سے وقت واحد ظرف اجتماع ضدین نہیں ہو سکتا جیسا کہ تمام ممکنات عالم

قَالَ بَعْضُ الْعَارِفِیْنَ مَنْ لَّمْ یُمَیِّزْ بَیْنَ ھٰذَا الْعِلْمِ لَحِقَتْ عَلَیْہِ سُوْءُ الْخَاتِمَۃِ وَ دَاخَلَ فِی النَّصِیْبِ مِنْہُ الْقَلَقُ بِہٖ

حاصل یہ ہے کہ محققین و اہل ظاہر ہر دو سے اس مسئلہ میں افراط و تفریط ہوئی ہے۔ اسلئے ہم اب وجود کے معنی اور وحدت الوجود کی تحقیق بیان کر دیتے ہیں۔ وجود۔ واو اور جیم کے پیش سے عربی لفظ ہے لغت میں اسکا معنی بودن و شدن اور ہندی میں (ہونا) ہے اہل ظاہر کے نزدیک واجب الوجود و ممکن الوجود دو وجود ہیں۔ واجب الوجود وہ ہے کہ اپنی ذات سے آپ موجود اور دوسرا کل ہستی اسکی ذات سے ہو۔ اس سے خدا تعالیٰ کی ذات پاک مراد ہے ممکن الوجود وہ ہے کہ اپنی ذات سے آپ موجود نہ ہو اور اپنی ہستی میں ہست کنندہ و موجد و خالق کا محتاج ہو۔ جیسا کہ تمام عالم کا وجود ہے۔ ممکن کے دو قسم ہیں۔ جوہر۔ جو قائم بالذات ہے جیسے زید بکر وغیرہ۔ عرض جو قائم بالغیر ہے جیسا کہ زید و بکر کے صفات و اعراض انکی ذات کے ساتھ قائم ہیں۔ نیز ذات

زید و بکر کے اکثی صفتوں و اعراض کو قیام ممکن نہیں۔ اور صوفیہ کرام کے پاس نفس وجود کی تعریف بعینہٖ وہی ہے جو اہل ظاہر کے پاس واجب الوجود کی تعریف ہے مع ایک قید زاید کے یعنی اس وجود کا غیر خارج میں نہ ہو پس صوفیہ کرام اس معنی کے موافق خدا تعالیٰ کو وجود کہتے ہیں اور ماسوا ذات خدا کے جملہ ممکنات کو موجود نہیں کہتے۔ کیونکہ انکا وجود صرف اعتباری ہے جبکہ وجود کا معنی اللہ ہونا و وحدۃ الوجود کے معنی توحید الٰہی کے ہوئے پس وحدت الوجود کا انکار توحید الٰہی کا انکار ٹھیرا۔ وجود مطلق حق ایسی صفت ہے جس سے تمام موجودات موجود ہوئے اور بظاہر موجود معلوم ہوتے ہیں درحقیقت وہی ایک وجود باشکال عالم ظاہر موجود ہے اسکا غیر کوئی موجود نہیں۔ اور اس وجود واحد مطلق کو شکل و صورت و حد و حصر نہیں۔ باوجود اسکو شکل و صورت و حد و حصر نہ ہونے کے شکل و صورت کے ساتھ ظاہر و جلوہ گر ہے اور باوجود ظہور باشکال بے شکل و بے حد و بے حصر ہونیکی شان سے متغیر نہیں ہوا اب بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ ازل میں تھا اور باوجود

اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ کے کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ

ہر آن نئی شان سے جلوہ گر ہے یہ سب عالم اسکے لباس ہیں لباس بدلنے سے صاحب لباس کو کچھ خلل نہیں ۵ دمبدم گر شود لباس بدل ۔ شخص صاحب لباس

کو نفس رحمانی سے ہوا اول کی اولیت کی اقتضا کے موافق آغاز ایجاد عالم اور بمقتضائے آخریت ہوا آخر عالم کو معدوم یعنی عالم کی کثرت کو وحدت کے نور میں لاشئی و فانی کر دیتا ہے ۵

اوّل و آخر بوجود و حیات	ہست کن و نیست شدن کا ئنات
باجبروتش کہ دوعالم کم است	اوّل ما و آخر ما یک دم است
وصفت گنگ و فرد ماندہ ام	مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ فرو خواندہ ام ۵

جہان خلق و امر اینجا یکی شد یکے بسیار و بسیار اندکے شد

عالم خلق یعنی عالم اجسام اور عالم امر عالم ارواح ہے (اینجا سے) مقام وحدت وجود مطلق مراد ہے یعنی تمام عالم کے دو قسم ہیں۔ خلق و امر۔ اجسام و ارواح غیب و شہادت کی کثرت و حدت وجود مطلق کے مقام میں ایک ہی شئے ہے اسلئے کہ وجود کا غیر تو عدم ہے تجلی ظہور یعنی سیر نزولی میں وہ ایک جو وجود واحد ہے بسیار نمایاں ہوتا ہے اسلئے کہ تمام اشیا کیصورت میں وہی ایک وجود ظاہر اور واحد کثیر نما ہوا ہے اور تجلی شہودی یعنی سیر عروجی میں (بسیار) جو نمود کثرت عالم مراد ہے۔ (اندکے شد) وحدت حقیقی میں (جو کثرت کا مبدا و معاد ہے) واپس رجوع ہو جانیسے تعینات موہومہ باقی نرہے (بسیار اندکے شد۔) ہر اسہ ہست از وہم تو ایں پندار غیر ✦ ورنہ او عین ہمہ ما و شماست ✦ اوست ہستی غیر او جز نیست نیست ✦ ما و تو خود نیست ہستی نماست ✦ می نماید نیست ہست و ہست نیست ✦ ایں نمود از وہم ہرگز بر نخاست ✦ جب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ عالم غیب و شہادت وجود واحد ہے جو بحسب مراتب تجلیات کثرت کی صورت سے نمایاں ہوا۔ اور ہر ایک مظہر میں ظہور خاص سے ظاہر ہوا ہے پس اب جو شخص مرتبہ کشف و شہود کو نہیں پہنچا و ہم و خیال میں محجوب رہکر کاملین کی تصدیق نکر کے وحدت وجود کا منکر اور کثرت وجود کا قائل و معتقد ہوا اور اشیاء کا تعدد و تکثر اعتباری نہیں سمجھتا ہو۔ بلکہ واقعی تعدد کا قائل اور مشاہدہ کا انکار کرتا ہو تو وہ عین مکابرہ ہے جو قابل التفات نہیں اس مسئلہ وحدۃ الوجود کا رد آیندہ شعر میں کیا گیا ہے ۵

ہمہ از وہم تست ایں صورت غیر ✦ کہ نقطہ دائرہ است از سرعت سیر

اے وہمی کثرت کو واقعی سمجھنے والے وہم کے پردہ سے باہر آکر دیکھ کہ وحدت حقیقی کثرت اعتباریکی شکل سے منکثر معلوم ہوتی ہے ورنہ یہ صورت غیر یعنی عالم غیب و شہادت کے تعینات کی کثرت اصل میں معدوم ہے جسطرح کہ نقطہ سرعت سیر کے سبب سے دائرہ معلوم ہوتا ہے

✦ خلق۔ اسکی مثال کلام نفسی الٰہی قدیم ہے یعنی کلام نفسی قدیم تو ایک ہے احکام حدوث و تغیر و شکل و صورت و حد و کثرت سے پاک ہے۔ جب وہ تعینات کثیرہ و مختلفہ میں ظاہر ہوا تو ظہر طرح کے خاص خاص نام سے موسوم ہوا جیسے کہ توریت و انجیل و زبور و فرقان وغیرہ اور شمار کثرت میں آیا جیسا کہ ایک و دس و سو و ہزار قرآن اور حد و شکل سے محدود و شکل ہوا جیسا کہ ایک بالشت

ایک ہاتھ تیرہ سطری۔ پندرہ سطری وغیرہ۔ اور تغیر و تبدل سے موصوف ہوا جیسا کہ قرآن جل گیا۔ ڈوب گیا۔ سیلا ہو گیا کالا ہوا۔ اور دو روپیہ چار روپیہ قیمت والا ہوا۔ دراصل یہ سب احکام اس کلام لفظی پر ثابت ہوئے جس کا اصل کلام نفسی میں شہ کچھ عیب نہ اسکی صفت قدیم زائل ہوئی نہ اسکی وصف وحدت باطل ہوئی پس جسطرح کلام نفسی قدیم ایک ہے اور بیحد و بیشمار کلام لفظی کے لباس میں ظاہر ہونے اور احکام و نام سے موسوم ہونیکی وجہ سے اسکی قدامت و وحدت و اطلاق کی صفت میں کچھ خلل نہ ہوا۔ اسیطرح وجود حق بھی ایک قدیم ہے اور تمام موجودات عالم اس کے تعینات و لباسات ہیں عیب و نقص واقع ہونیسے وجود واحد مطلق مقدس میں کسطرح عیب و نقصان ہوگا۔ دوسری مثال یہ ہے کہ زید اپنے اطراف چھوٹے اور بڑے طویل و عریض مثلث و مربع و مخمس و مسدس و مسبع و مثمن سفید و سرخ و سبز و زرد و کبود رنگ کے آئینے رکھکر انمیں اپنی صورت دیکھیگا تو زید کی ایک صورت آئینوں کی کثرت کی وجہ سے کثیر معلوم ہوتی ہے حالانکہ زید ایک ہی ہے۔ صرف آئینوں کی کثرت و اختلاف کی وجہ سے زید بھی کثیر طویل و عریض و مثلث و مربع و مخمس و مسدس و مسبع و مثمن و سفید و سرخ و زرد و کبود رنگ نظر آتا ہے۔ اسی طرح وجود واحد مطلق تمام عالم غیب و شہادت کی مختلف صورتوں میں جلوہ گر ہے۔ رنگ رو بہ شکل و صورت۔ عیب و نقص سب عالم کے تعینات و اشکال کا ہے جو ممنزلہ آئینوں کے ہیں۔ الخلق مرات الحق آپ اپنے دیکھنے کے واسطے ایک آئینہ ہکو بنایا ہے۔ مثال سوم موم [illegible] و کثیر مختلف تین بنائیں تو ان مختلف و کثیر شکلوں میں وہی ایک موم مثلث و کثیر شکل ہوگا۔ مثال چہارم سونے اور چاندی کے زیورات

حالانکہ دائرہ نہیں صرف نقطہ بکل دائرہ معدوم و موہوم ہوتا ہے اسیطرح کثرت تعینات کی غیریت صرف وہم و خیال ہے ورنہ حقیقت میں ایک نقطۂ وحدت ہے جو سرعت انتقال یعنی جلد گزر جانے اور تعینات جسم کے تجدد و تازہ تازہ ہونیسے بسبب اختلاف صفات خط متدیر کیطرح متصور ہوتا ہے۔ اور مختلف تعینات جسمی کے تجدد سے حرکت متصور ہے۔ اور تعینات متوالی زمانی کی کثرت سے غیریت وہم میں آتی ہے۔ اور بے انتہا وہمی کثرات نمود ہوئے اور حقیقت میں نظر کرنیسے ایک نقطہ کے سوائے دوسری چیز نہیں۔ ۵ این نقطہ زسرعت تحرک + صد دائرہ ہر زمان نماید + رو نقطۂ آتشیں بگرداں + تا دائرہ رواں نماید + این دائرہ غیر نقطہ نیست + لیکن نظر بنیاں نماید + وہم ایک ہوئے جو جزئی معانی کا ادراک کرتی ہے جیسی زید کی محبت و عمرو کی عداوت وغیرہ یا حقیقت حال بجز طریق کشف و شہود کے صرف وہم و حواس سے ممکن نہیں کیونکہ حواس میں بہت مغالطے ہوتے ہیں۔ اسلئے ہمارا وہم کا گیا یعنی اشیاء کی حقیقے جو غیریت ہے صرف قوت واہمہ کا مقتضا ہے جو جزئیات کا مدرک ہے۔ اور کلیات و حقائق امور پر اسکو اطلاع نہیں ہے ورنہ بجز ایک حقیقت کے دوسری کوئی چیز نہیں ہے وہی حقیقت واحد مختلف عجیب و شہادت کی مختلف صورتوں کی کثرت میں جلوہ نما ہے۔ نقطۂ وحدت کو نقطۂ آتش سے اور کثرت وہمی تعینات کو خط مستدیر یعنی دائرہ موہومہ سے تمثیل جو دیگئی ہے ایک امر معقول کو محسوس شئی پر قیاس کرکے تفہیم کیگئی ہے کہ اسکے ادراک پر اعتماد نہ چاہیے چنانچہ اہل ایک کو دور دیکھتا ہے سراب کو جو معدوم ہے آب موجود سمجھتا ہے۔ قطرۂ نازل بارش کو خط مستقیم سمجھتا ہے۔ نقطۂ جوالہ کو دائرہ خیال کرتا ہے اور کشتی میں بیٹھا ہوا شخص چلتی ہوئی کشتی کو ٹھیری ہوئی سمجھتا ہے۔ اور کنارۂ دریا کو جو ساکن ہے متحرک سمجھتا ہے ۵ این نقطہ زگردشے کہ دارد + برصورت دائرہ برآید + بگذر زخیال و وہم بگذر + تا دائرہ نقطہ نماید + ۱۶

یکے خط شد ز اول تا بآخر برو خلق جہاں گشتہ مسافر +

س۔ اول و آخر سے کیا مراد اور خط کیا چیز ہے جسپر تمام جہان مسافر ہے۔ ج۔ اول سے عقل اول اور آخر سے آخر تنزل مرتبہ انسانی مراد ہے۔ خط سے ایک خط متدیر موہوم مراد ہے عقل اول سے مرتبہ انسانی تک قوس نزولی مرتبہ انسانی سے مرتبہ الٰہیہ تک قوس عروجی جسمیں دائرہ کا نقطہ آخر نقطہ اول سے متصل ہوتا ہے خالا نقطۂ وحدت کے تعینات کے تجدد سے پیدا ہوتا ہے اس خط پر تمام عالم مسافر ہیں۔ جو بطون سے ظہور اور ظہور سے بطون میں جاتے ہیں

کثیرہ مختلفہ بنا ئیں تو ان زیورات کی شکل و صورت سے وہی ایک شئے سونا یا چاندی جلوہ نما ہوگی زیورات کی شکل و صورت بدلنے سے سونے چاندی کی حقیقت نہیں بدلتی۔ مثال نمبر ۳ کے ظروف، صراحی کوزہ ہانڈی وغیرہ مختلف صورتوں سے وہی ایک مٹی جلوہ نما ہے۔

کما بدا اکم تعودون۔ اور مبدا و معاد و تقدم و تاخر جان و جسم و عقول و نفوس بحسب قلت و کثرت مناسبت بالفظ وحدت نمود ہوتا ہے ؎

سوئے ہستی از عدم در ہر زماں ۔۔۔ ہست دائم کارواں در کارواں
باز از ہستی رواں سوئے عدم ۔۔۔ میرو مد ایں کارواں با و مبدم
جزو ہا را روی ہا سوئے کل است ۔۔۔ بلبلاں را عشق بازی با گل است
آنچہ از دریا بدریا میرود ۔۔۔ از ہما نجا کا مدا نجا میرود

اس خط سوہوم کے راستہ میں آنا جانا خلائق کا بغیر ایسے کامل راہنما کے جو کمال اعتدال حمی الٰہی کی صفت سے موصوف ہوں۔ ممکن نہ تھا اسلئے حکمت بالغہ الٰہی نے اس رہنما جماعت کو پیدا کیا وہ جماعت اولاً بالذات تو انبیا علیہم السلام ہیں۔ جو روح اعظم کی حقیقت نبوت کے مظاہر ہیں۔ اور ثانیاً و بالعرض انبیاء کی پیروی کے سبب سے اولیا اللہ بھی رہنمایان خلق ہیں کما قال

درین رہ انبیا چوں ساربانند ۔۔۔ دلیل رہروانشان کاروانند۔

س۔ درین رہ سے کونسی راہ مراد ہے۔ اور انبیاء راہنمائے کارروان ہونیمیں کیوں خاص کیا گیا۔

ج۔ وہ مبدا و معاد آغاز و انجام تمام انبیا کو ساربانوں سے تشبیہ دینے میں دقیق اشارہ اس بات کا ہے کہ صوفیہ نفس انسانی کو جب وہ ریاضت و مخالفت ہوا و ہوس میں مستعد ہو تو بقرہ کہتے ہیں اور سلوک میں مشغول ہونیکے بعد بدنہ کہتے ہیں۔ اور بدنہ اس اونٹ کو کہتے ہیں جو بروز عید الضحی مکہ میں ذبح کیا جاتا ہے نفس اونٹ ہوا تو جو لوگ اپنے مبدا کیطرف رجوع کئے ہوئے ہدایت حقیقی پائے ہوئے اپنے نفس سرکش کو مخالفت ہوا و ہوس کی تلوار سے اور موت اختیاری کی تیغ سے ذبح کئے ہوں جنکو انبیاء کہتے ہیں۔ وہی رہنمائے قافلہ ہیں کیونکہ حقایق امور اور منزل و مرحلہ اور مبدو سوانح پر حقیقی طور پر اطلاع پائے ہیں کما

وزایشان سیدا گشت سالار ۔۔۔ ہمو اول ہمو آخر دریں کار

س۔ ہمو اول ہمو آخر دریں کار کا کیا مطلب ہے ج۔ راہ مبدا و معاد و نزول و عروج میں انبیا بالذات ساربان ٹھہرے اور رہنمائے کاروان ہیں تو از انجملہ ہمارے سردار محمد مصطفےٰ ﷺ سالار قافلہ اول و آخر قافلہ کار نبوت میں ہیں۔ نبوت کے معنی انباءً و اخباراً کے ہیں نبی وہ ہے کہ خدا کی ذات و صفات و اسما و احکام کی خبر پہنچائے اور محققین کے پاس حقیقی دا ولاً و بالذات اخبار عقل کل کی خبر دینے کو کہتے ہیں جو بلا واسطہ نفس کل اور بالواسطہ

تحفۂ مرسلیں اصلاح مرقوم ہے کہ اس وجود کے سات مرتبہ ہیں۔ پہلا مرتبہ لاتعین و لاظہور کا۔ باقی چھ مرتبے ظہور اور تعین کے ہیں جنکو حضرات صوفیہ کرام تجلیات ستہ بھی کہتے ہیں مرتبہ اعلیٰ لاتعین و اطلاق و ذات بحت کا ہے نہ اس معنی سے کہ قید اطلاق اور مفہوم سلب تعین اس مرتبہ میں ثابت ہیں بلکہ اس معنی سے کہ یہ وجود اس مرتبہ میں تمام نعوت و صفات کی اضافت سے منزہ ہے۔ اور تمام قیود حتیٰ کہ

قید اطلاق سے بھی پاک ہے اسکو مرتبۂ احدیت ذاتیہ کہتے ہیں یہی حق سبحانہٗ تعالیٰ کی کنہ و حقیقت ہے اس سے اوپر کوئی مرتبہ نہیں تمام مراتب اس سے نیچے ہیں۔ فائدہ جیسا کہ مرتبۂ اطلاق میں کلام نفسی کو کوئی نام نہ تھا اور نہ کوئی لباس ظہور الٰہی یہ مرتبہ لاتعین

نفوس جزئیہ کی خبر دینے کیلئے مبعوث و مامور ہے اور تمام انبیاء آدم سے تا خاتم روح اعظم و عقل کل کی نبوت کے مظاہر ہیں۔ پس عقل کل کی نبوت ذاتی و دائمی ہے اور مظاہر کی نبوت زائل و عرضی ہے اور حقیقت محمدی عقل اول ہے اسکو روح اعظم بھی کہتے ہیں۔ اوّل ما خلق اللہ العقل واوّل ما خلق اللہ روحی واوّل ما خلق اللہ روح محمدی اور صورت محمدی وہ صورت ہے کہ تمام اسماء و صفات الٰہی کا مظہر اتم ہے اسیطرح نبوت ذاتی جو ذات و صفات الٰہی سے خبر دینے کا نام ہے۔ اولاً بالذات روح اعظم حقیقت محمدی کو حاصل ہے اور آخر میں نبوت عرضی بھی آنحضرت کی صورت و معنی پر ختم ہوئی پس اوّل حقیقت کے اعتبار سے اور آخر میں باعتبار صورت کے اس کار نبوت و اخبار و اعلام میں آنحضرت ہی اوّل و آخر ہیں۔ باقی دوسرے انبیاء کمالات حقیقت محمدیہ کے مظاہر ہیں ؎

وکلّ اخبر عن سبق معناي اثرٌ ... بل اثرتي واثره من شريعتي
وما منهم الا وقد كان داعيا ... به نوه الحق عن تبيعتي
وقيل فصالي دون تكليف ظاهري ... ختمت بشرعي الوضح كل شريعة

صوفیہ کے پاس تمام عالم اسماء اللہ کے مظاہر و عبد و مربوب ہیں۔ ہر اسم الٰہی کی صفت اسکے مظہر میں ظاہر ہوتی ہے۔ ہمارے رسول برحق یعقول صلی اللہ علیہ وسلم ایسے اسم ذاتی جامع جمیع صفات کمالیہ یعنی اللہ کے عبد ہیں جسکا ذکر انہ لما قام عبد اللہ میں مذکور ہے اور اللہ اسم ذات ہے باعتبار جامع جمیع اسماء و صفات کے اور تمام اسماء و صفات اسم اللہ کے تحت میں مندرج ہیں۔ کیونکہ اسمائے الٰہیہ میں ہر اسم سے اسکے مسمی کی ذات مراد ہے۔ باعتبار ایک ایک صفت کے جیسا کہ علیم باعتبار صفت علم کے قدیر باعتبار صفت قدرت کے علیٰ ہذا القیاس بخلاف اسم ذاتی اللہ کے کہ تمام صفات کمال کا جامع مسمّٰی ذات احد کا ہے۔ اور اسم ذاتی اللہ ہے اور وہ باقی تمام اسماء صفاتیہ حق پر مقدم ہے۔ پس اس اسم ذاتی کے مظہر اتم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی باقی تمام مظاہر پر مقدم ہیں ذات احد کے مظہر اتم محمد مصطفےٰ ہیں باقی تمام اسماء الٰہیہ کے مظاہر انسان کامل کے مظاہر ہیں اور انسانی حقیقت تمام اشیاء عالم پر شامل ہے جیسا کہ کل ہی تمام اجزاء پر شامل ہوتا ہے

بیت ۱۹ احد در میم احمد گشت ظاہر ... درین دو آمد اوّل عین آخر

س ۔ احد کا ظہور میم احمد میں کسطرح ہوا اور میم سے کیا مراد ہے۔ اول عین آخر ضدین کا

سے یہ مراد ہے کہ وہ وجود نے اس مرتبہ میں اپنی ذات و صفات کو اور تمام موجودات کو اجمالی طور پر پہچانا کہ جانا۔ اس کو مرتبۂ وحدت اور حقیقت محمدی کہتے ہیں۔ جیسا کہ لوح محفوظ کلام نفسی کے ظہور کا لباس اول ہے اور اس

ہر ایک قید سے پاک ہے عموم و سعۂ وجود میں کہ وجود مطلق ہو گیا ہے اسکی تشریح حواشی اطلاق میں ہے ہر مرتبہ وجود کے عین اعتبار میں۔ اللا بشرط شیٔ اسمعصور بشیٔ وجود مقیدہ ہوگا ۔ دوم مشروط لا شیٔ اس کو موجود نہیں وجود عام ہوگا۔ لیکن قید عدم ہے سوم لا بشرط شیٔ۔ اسمیں قیود نہیں مطلق وجود کہا جاویگا۔ پس وجود مطلق کے وہ اعتبار ہیں ایک قید عموم جو بشرط لا شیٔ ہے دوسرا مطلق عن الاطلاق براقید عدم جو لا بشرط شیٔ ہے اگر اطلاق کو وجود مطلق کا شیر ذات حق پر کیا جاوے تو وہ بشرط لا شیٔ ہے لگو ذات حق پر کیا جاوے تو وہ لا بشرط شیٔ ہے۔ یعنی باعتبار قید عموم و اطلاق جو مطلق وجود سے تعبیر کیا جاتا ہے یہ مرتبہ لاتعین و اوصاف سے مبرّا اور تمام قیود سے معرّا ہے یہی مرتبہ لاتعین احدیت ذات کا ہے اسکے اور بہت نام ہیں۔ احدیت مطلقہ احدیت صرفہ۔ احدیت لاتعین لا بشرط شیٔ۔ عالم لاہوت۔ ازل الازال۔ ذات ہویت ذات ہو ہو۔ وجود بحت عدم العدم۔ وجود مطلق۔ قدم القدم۔ اول لا نہایت آخر لا نہایت۔ غیب الغیب۔ غیب ہویت غیب الغیب۔ مطلق وجود۔ مرتبۂ دوم تعین اول یا تعین

مرتبہ کو حقیقت محمدی سے لئے کہتے ہیں کہ اوّل ظہور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات و حقیقت ہے احد سے احمد کا فرق میم سے ہوا۔ میم سے سب تعینات عالم کیلئے اشارہ ہے۔ ۵ زاحمنا احدیک میم فرق است ✤ جہان اندراں یک میم غرق است

اجتماع ہونا محال ہے۔ ج احد اسم ذات ہے باعتبار انتفاء تعدد اسماء و صفات تعینات و نسبتوں کے۔ میم احد یعنی اوّل تعین حقیقت محمدی میں ظہور ہوا کیونکہ احد کا احمد سے امتیاز میم کے سبب سے ہوا۔ اسلئے کہ احد کا مظہر حقیقی احمد کی حقیقت ہے۔ اور باقی تمام مراتب موجودات حقیقت محمدی کے مظاہر ہیں میم احمد سے دائرہ موجودات کے طرف اشارہ ہے۔ میم احمد ہونے کی وجہ یہ ہے کہ تمام مراتب کونیہ اجزائے حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جسطرح حقیقی حقیقت انسان کامل یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ساری ہے اسیطرح حقیقت محمدی بھی تمام موجودات عالم میں ساری ہے کیونکہ انسان کامل وہی ہے جو اپنی خودی سے فانی ہو کر بقائے حق سے باقی رہے ۵ نیست کامل در جہاں آنکس کہ دریا عین اوست ✤ عین دریا ہر کہ شد پیداں کہ مرد کامل است ✤ ہمہ دریا و دریا عین مالودہ ولے ✤ مائی ما در میان ما و دریا حائل است

۵ زاحمنا احدیک میم فرق است ✤ ہمہ عالم دراں یک میم غرق است

حرف میم کے چالیس عدد ہیں اور موجودات کے مراتب بھی از روئے کلیت کے چالیس ہیں۔ (جزئیت کے اعتبار سے بیحد مراتب ہیں۔) اور یہ چالیس مراتب مظاہر ہیں حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تمام کونین میں معنی آں حضرت کا ظاہر ہے اور موجود کے چالیس مراتب کلیہ یہ ہیں۔ عقل کل۔ روح اعظم۔ تعین اوّل ام الکتاب۔ نفس کل۔ لوح محفوظ۔ کتاب مبین۔ ہیولیٰ جوہر ہبا۔ کتاب سطور۔ رق منشور۔ طبیعت کلیہ مبدا آنا روح افعال۔ فلک اطلس عرش اعظم۔ کرسی۔ فلک ثوابت۔ فلک ہفتم۔ فلک ششم۔ فلک پنجم۔ فلک چہارم۔ فلک سوم۔ فلک دوم۔ فلک اوّل۔ زحل کیوان۔ مشتری جبیس۔ مریخ بہرام۔ شمس تیر اعظم۔ ناہید زہرہ۔ تیر عطارد۔ قمر تیر اصغر۔ ہبا۔ ثور۔ جوزا۔ سرطان۔ اسد۔ سنبلہ۔ میزان۔ عقرب۔ قوس۔ جدی۔ دلو۔ حوت۔ کرۂ نار۔ کرۂ ہوا۔ کرۂ آب۔ کرۂ خاک۔ جماد۔ نبات۔ حیوان۔ انسان۔ (یہ اس دائرہ موجودات میں) اوّل جو عقل کل ہے آخر تنزل بھی وہی اوّل تعین عقل اول ہے یعنی عقل اوّل کی تحقیق انسان کامل کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ مظہر ظاہر ایک شئے ہوئے اور نقطۂ آخر اوّل سے متصل ہوا کمال تمام انسان کامل واصل کی نشاۃ سے ظاہر ہوا ۵ جامی کہ می دوکون راجاست منم ✤ واں قطرہ کہ صد ہزار دریاست منم ✤ حرفے کہ بجز سر او گر بر سی ✤ در وی ہمہ کتاب ہیچ نیست منم

پھر اسمٰعیل احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام عالم موجود ہوئے۔ مرتبہ وحدت کے اور نام بھی ہیں۔ عقل اول۔ برزخ کبریٰ۔ برزخ البرازخ۔ عالم جبروت۔ تجلی اوّل۔ قلم اعلیٰ۔ لوح محفوظ۔ روح اعظم و لدا کبر۔ عالم اجمالی وغیرہ۔ مرتبۂ دوم تعین ثانی ہے یعنی وہ وجود اس مرتبہ میں اپنی ذات و صفات اور تمام موجودات کو تفصیل اور ایک دوسرے سے امتیاز کے ساتھ جیسا کہ اسکو مرتبۂ واحدیت اور حقیقت انسانی کہتے ہیں جیسا کہ ذہن جبرئیل کلام نفسی کا دوسرا تعین ہوا اسی طرح یہ حقیقت انسانی و مرتبۂ واحدیت بھی ثانی تعین اور احدیت کا دوسرا تعین ہوا۔ اس مرتبہ کے اور نام بھی ہیں۔ تجلی ثانی ظہور ثانی۔ ظل ممدود۔ نفس رحمانی عالم ملکوت عالم امر۔ تو وحدت خلق و حدت برزخ ثانی وغیرہ۔ یہ تینوں مرتبے قدیم اور عین وجود ہیں۔ حدوث کو یہاں دخل نہیں انمیں تقدیم و تاخیر عقلی ہے زمانی نہیں ہے یعنی عقل تقاضا کرتی ہے کہ صفت حیات صفت علم و قدرت وغیرہ صفات پر مقدم ہے نہ برعکس پس یہ تقدیم و تاخیر تقدیم عقلی ہے اور عقل ایسا تصور کرتی ہے کہ پہلے ذات ہو پھر اسکے صفات بعد اسکے اسماء و افعال جیسا کہ طلوع آفتاب وجود پر مقدم ہے اور تقدیم و تاخیر زمانی کی مثال باپ کا وجود بیٹے کے وجود پر مقدم و متاخر ہونا ہے۔ مرتبہ چہارم عالم ارواح ہے وہ اشیاء کو بنیہ مجردہ بسیطہ ہیں جو غیر مرکب اور مادہ سے

خالی ہیں اور اپنی ذات اور اپنے مثالوں پر ظاہر ہوئے ہیں جیسا کہ ہم اپنی ذات کو خود بھی جانتے ہیں اور دوسرا بھی جانتا ہے جیسا کہ ذہن انبیاء کلام نفسی کا تیسرا تعین ہوا۔ مرتبہ پنجم مرتبہ عالم امثال ہے یعنی وہ اشیاء کونیہ مرکبہ لطیفہ ہیں جو چھوٹے اور لطیف کو قبول کرتے ہیں۔ (فائدہ) یہ مرتبہ تمام صور تو کو جسم اور روح اور جان اور اشباح کے مثالوں سے کوئی ایسی صورت نہیں کہ اسکو اس مرتبہ میں کوئی مثال مطابق کمال اسکے نہ ہو جیسے ذہن انبیاء کلام نفسی کا چوتھا تعین ہوا۔ مرتبہ ششم مرتبہ عالم اجسام ہے وہ اشیاء کونیہ مرکبہ کثیفہ ہیں جو چھوٹے اور لطیف کو قبول کرتے ہیں جیسا حفظ حافظان قرآن کا کلام نفسی کا پانچواں ہوا۔ مرتبہ ہفتم مرتبہ انسان ہے اور یہ مرتبہ جامع [illegible] تمام مراتب مذکورہ جسمانیہ نورانیہ وحدت اور احدیت کو یہ مجملی اور [illegible] جیسے کہ مجاہد کلام نفسی کا گویا تعین ششم ہوا۔ پس جب انسان ترقی کرے اور اصل کیطرف رجوع کرے اور اسمیں تمام مراتب مذکورہ انبساط سے ظاہر ہو تو اسکو انسان کامل کہتے ہیں [illegible] جیسطرح مرتبہ الوہیت کے اسماء اور نام کون و خلق کے مرتبہ پر کہنا جائز نہیں اسیطرح مرتبہ کون و خلق کے [illegible] فاعل کا یعنی کسی مخلوق کو انسان کو اللہ و رحمان کہنا طریقت میں جائز نہیں اور اسیطرح اللہ تعالیٰ کو مخلوق و انسان کہنا بھی جائز نہیں جیسا کہ تخم کو درخت یا درخت کو تخم کہنا درست نہیں۔ پس بندہ کو اللہ کہنا یا اللہ کو بندہ کہنا شریعت و طریقت میں بالاتفاق ناجائز ہے۔ بعض جاہل صوفی ہونے کے مدعی جو اپنا نام اللہ یا خدا بتلاتے ہیں خود صوفیہ کے پاس گمراہ و زندیق ہیں ہر مرتبہ

پیدائست نہم ✦ علت غائی باعتبار شرف مرتبہ و مقصود کے مقدم اور باعتبار وجود و ظہور کے مؤخر ہوتی ہے ۱۲

بروختم آمد و پایان این راہ ✦ برو منزل شمر دہ ادعوا الی اللہ

انبیاء علیہم السلام کی دعوت آنحضرت کے وجود مبارک پر ختم ہوئی۔ دین محمدی تمام ادیان سابقہ کا ناسخ ہوا۔ آنحضرت علیہ السلام کی نبوت جیسی ازلی ہے ویسی ابدی بھی ہے ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ہے اور حقیقت محمدی اسم ذاتی اللہ کی مظہر ہے وعبد ہے اور ہر شخص کا معاد اپنی اصل کیطرف ہوتا کل شئی یرجع الی اصلہ اور آپکی دعوت کل انبیاء کی دعوت اور طریقہ کو شامل ہے آپکی شان میں نازل ہوا کہ قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی کہہ اے محمد کہ طریق توحید ذاتی جو صراط مستقیم ہے وہ میرا طریق ہے میں محمد ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم) خلق کو اسم ذاتی جامع لصفات کمالیہ یعنی اللہ کیطرف بلاتا ہوں جسکا میں مظہر و عبد و مربوب ہوں۔ بصیرت و حجت و بینہ پر کیونکہ آنحضرت جامعیت کی وجہ سے تمام کے مبداء و معاد سے حقیقی اطلاع پاکر یقینی طور پر واقف تھے۔ ہر ایک حکمت بلکہ ہر ایک شخص ایک ایک اسم الٰہی کی ربوبیت و حکومت کے تحت میں ہیں اسی اسم کے عبد و مربوب و مظہر ہیں۔ پس آنحضرت انکو اسمائے متفرقہ سے طرف اسم جامع ذاتی اللہ کیطرف بلاتے ہیں کہ ارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القہار دعوت بصیرت ایک اسم الٰہی سے دوسرے اسم اعلیٰ کیطرف بلانے کو کہتے ہیں۔ پس اسیوجہ سے آپ پر نبوت ختم ہوئی ورنہ ہویت احدیت تو سب اشیاء کیساتھ ساوی ہے ؎

ایجا اندر حجاب ماندستی — آیت نورا نجا اندستی
در خودی کردہ ندارا گم — این انتم فانہ معلم
چند گردی بگرد سر سر کوئے — در خود آ دو از ہم خود جوئے
سخن آنجا مرد آنجا ست — لیس فی جبتی سوی اللہ است

عارف واصل کامل سالکو نحو سیر الی اللہ سیر فی اللہ سیر باللہ میں سے مقامات پر عبور واقع ہوتا ہے اور ہر شخص کو اسکی حالت کے موافق مقام حاصل ہوتا ہے ۱۲

مقام دلکشایش جمع جمع است ✦ جمال جانفزایش شمع جمع است

ازوجود حکمے دارد ✤ گر حفظ مراتب کنی زندیقی ✤ ✤ فائدہ ✤ صوفیہ کے اصطلاحات جس سے یہ کتاب و دیگر کتب تصوف سمجھنے میں مدد ملے علامۂ شہور فی الآفاق کمال الدین ابو الغنائم عبد الرزاق کاشی سمرقندی شارح منظوم الحکم و منازل السائرین و قصیدۂ تائیہ

علامہ ابن فارض رحمۃ اللہ علیہما کی کتاب اصطلاحات صوفیہ جو تصحیح و تحشیہ ابن فقیر مؤلف مخدوم الاعجاز الحکیم مولانا استاذنا عارف باللہ الحافظ حاجی مولوی الحاج انوار اللہ صاحب معین المہام نور اللہ مرقدہ منجانب مجلس اشاعت العلوم محمود پریس واقع مدرسہ نظامیہ میں ۱۳۳۳ھ میں طبع ہوئی ہے۔ سب ترتیب حروف ابجدی نقل کرکے اسکا اردو ترجمہ بھی کردیا ہے باب الالف الالف اشارۃ الی الذات الاحدیۃ من حیث ھو اول الاشیاء فی الرتبۃ الاعداد الف اشارہ ہے ذات احدیت یعنی حق کیطرف اس حیثیت سے کہ وہ اول الاذکار میں سب اشیاء سے اول ہے الاتحاد ھو شھود الوجود الحق الواحد المطلق الذی الکل بہ موجود بالحق فیتحد بہ الکل من حیث کون کل شئی موجود بہ مقیدا وما بنفسہ لا من حیث انہ لہ وجودا خاصا تحد بہ فانیہ بحال۔ اتحاد وہ مشاہدہ ہے وجود حق واحد مطلق کا جس سے کل موجود حق ہیں۔ پس کل اسکے ساتھ متحد ہوتے ہیں اس حیثیت سے کہ کل شی اسکے ساتھ موجود ہیں اللہ اپنی ذات سے معدوم ہیں نہ اس حیثیت سے کہ اس شئے کیلئے مستقل وجود خاص ہے جسکے سبب سے وہ شئی حق سے متحد ہوئی ہے کیونکہ ایسا اتحاد

بغیر عمل سالک کے محض خدا کے فضل و بخشش سے سالک کے دل پر جو کیفیت پیدا ہو۔ اور پھر نفسانی صفات ظاہر ہونیکے سبب سے وہ کیفیت زائل ہوجائے تو اسکو حال کہتے ہیں۔ اور حال سریع الزوال ہوتا ہے اور اگر یہی حال دائمی ہو اور سالک کا ملکہ ہوجائے تو اسکو مقام کہتے ہیں۔

لاقامۃ السالک فیہ۔ جمع۔ اصطلاح صوفیہ میں فرق کا مقابل ہے۔ فرق خلق کی رویت میں حقے کے محجوب ہونیکو کہتے ہیں۔ یعنی خلق کو دیکھے اور حق کو نہ دیکھے۔ من کل الوجوہ ✤ خلق کا غیر سمجھے۔ اور جمع مشاہدۂ حقکو کہتے ہیں بغیر خلق کے یعنی حق ہی حقکو دیکھے اور خلق کو من کل الوجوہ عین حق سمجھے یہ سالک کے فنا ہونیکا مرحبہ ہے کیونکہ سالک جبتک اپنی ہستی و حال پر قائم رہیگا تب تک حقکو بغیر خلق کے نہ دیکھیگا اور جب ہستی سے فنا ہوجائیگا تو حقکو بغیر خلق کے دیکھیگا۔ اور جمع الجمع شہود خلق قائم بحق کو کہتے ہیں۔ یعنی حقکو تمام موجودات و مخلوقات میں مشاہدہ کرے کہ ہر جگہ ایک ایک صفت سے جلوہ گر ہے یہ بقا باللہ کا مقام ہے اسکو فرق بعد الجمع اور فرق و صحو بعد المحو بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ وحدت صرفہ (جو جمع و محو ہے) کے بعد مقام فرق و صحو میں سالک فنا سے تنزل کیا ہے اس سے کوئی اعلیٰ تر مقام سالک کو نہیں ہے کیونکہ ہر شئی کو جیسی وہ ہے اسکی واقعی حالت پر دیکھتا ہے۔ اور اس مقام کا سالک کثرت میں وحدت اور وحدت میں کثرت دیکھتا ہے اسکے پاس وحدت کثرتکا آئینہ اور کثرت وحدتکا آئینہ ہے اور یہ جمع الجمع مقام دلکشا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور صاحب مقام جمع الجمع جسطرح کثرت کی رویت کے سبب صفات حقیقی سے محجوب نہیں رہتا اسیطرح وحدت حقیقی کی رویت کے سبب کثرت سے بھی محجوب نہیں رہتا ✤ ولولا ✤ ولولا ✤ لما کان الذی کان ✤ فرق چو بود عین غیر انگاشتن ✤ جمع غیرش را عدم پنداشتن ✤ صاحب تعطیل اہل فرق داں ✤ کو ندید از حق دریں عالم نشاں ✤ ہر کہ گوید ہست کلی ہیچ غیر ✤ در یقین او ست مسجد عین دیر ✤ صاحب جمعت پیشش ہیئت فرق ✤ جان او در بحر وحدت گشتہ غرق ✤ جمع جمعت آنکہ حق بیند عیاں ✤ در مرایائے ہمہ فاش و نہاں ✤ صاحب ایں مرتبہ کامل بود ✤ زانکہ ایں آئینہ ہر دو را شامل بود ✤ ... حال جانفزا یعنی کمالات جمیع اسماء و صفات کی جامعیت جو آپکو حاصل ہے وہ شمع محفل اہل قلوب و ارواح کاملین ہے جو آپکی ہدایت کی روشنی سے دمبدم ترقی پذیر ہیں اور تمام مراتب کونیہ کی مجلسیں آپکے وجود مبارک کے

حال ہے (فائدہ) حال ہونیکی وجہ یہ ہے کہ حقکا وجود مستقل ہے اگر غیر حقکے لئے بھی وجود خاص مستقل مانا جائے تو دو وجود ثابت ہوئے اور یہ دو وجود مستقل باوجود دو ہونیکے پھر اتحاد یعنی ایک ہونا اجتماع ضدین ہے جو محال ہے پس اللہ ہی الذی

غیر اللہ کو وجود مستقل نہیں ہے ؎ حلول و اتحاد از غیر خیزد ✤ ولے وحدت ہمہ از سر خیزد ✤ ۔ الاتصال ھو ملاحظۃ الجمل عینہ متصلاً بالوجود الحقی بقطع النظر عن اتصالہ بوجودہ بعینہ و اسقاط اضافتہ الیہ فیری اتصال مدد الوجود و نفس الرحمن الیہ علی الدوام بلا انقطاع حتی یبقی موجود ابہ ۔ الاتصال وہ ہے کہ بندہ اپنے عین کو وجود حق سے متصل دیکھے اور اپنے وجود کو اپنے عین کیساتھ مقید ہونے قطع نظر کرے اور اپنے عین کیطرف وجود کی نسبت کرنے کو ساقط کردے اور مدد وجود نفس رحمانی کو علی الدوام بلا انقطاع اپنے طرف متصل دیکھے یہانتک کہ وجود حق کیساتھ باقی رہے ۔ الاحد ھو اسم الذات باعتبار انتفاء تعلق الصفات و الاسماء و النسب و التعینات عنہا ۔ احد اسم ذات ہے اس اعتبار سے کہ صفات و اسماء و نسبتوں و تعینات کا تعدد اس سے منتفی ہے ۔ الاحدیۃ ۔ اعتبار ھا مع اسقاط الجمع احدیت ذات کو اسم و صفت و نسبتوں سے خالی اعتبار کرنا یعنی احدیت صرف ذات بحت بلا اعتبار اسماء و صفات کو کہتے ہیں ۔ جو اطلاق کا مرتبہ ہے بلکہ اطلاق کے قید سے منزہ ہے ۔ احدیۃ الجمع اعتبار ھا من حیث ھی ھی بلا اسقاط ھا رلا اثباتہا بحیث یبدو ما فیہا

شعع جمال سے روشن ہیں ؎ تاباں چو گشت مہر جمال محمدی ✤ ذرات کون یافت حیات موبدی ✤ نقاش صنع نقش جہاں را چو می نگاشت ✤ بودش مراد صورت زیبائے احمدی ؐ

آنحضرت علیہ السلام کو تمام مخلوق پر تقدم ذاتی و رتبی ہے اور انبیاء و اولیاء کے ارواح مقدسہ نے اپنے دست اعتصام سے دامن ہدایت آنحضرت علیہ السلام کو پکڑ کے شکوک و شبہات کی تاریکی سے بوجہ نور ارشاد آں مہر سپہر نبوت کی رہائی پائی ؎ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ۔ اگر نہ دست تو اید دست در میاں بودے ✤ بیافتی تجدا ہیچ کس رستگار

۲۳ شارہ اویش لہا جملہ پیش ✤ گرفتہ دست جانہا دامن کیش

س ۔ آنحضرت سب سے پہلے پیشرو اور باقی تمام خلائق بزاب کے پیچھے پیرو ہونیکا کیا سبب ہے ۔ حالانکہ نفس رحمانی کی تجلی میں سب مساوی ہیں ۔ ج ۔ اگرچہ نفس رحمانی کی تجلی میں سب مساوی ہیں شمول میں لیکن باوجود مساوات شمول بعض بعض سے مقدم اور بعض بعض ہیں ۔ اور سب سے مقدم ذات احدیت کی پہلی تجلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور کمالات نبوت میں سب سے پیش و پیشوائے پیش رو ہیں اور کلی طور پر ہمیشہ عالم اطلاق و لاتعین کیطرف متوجہ ہیں اسلئے تمام انبیاء و اولیاء کے قلوب آپکی پیروی و متابعت سے مقام اصل کیطرف روانہ ہوتے ہیں اور آپکی رو میں دست بیعت و متابعت دامن ہدایت میں آنحضرت ؐ کے مار کر کمر توسنے پیرو دے رہائی پا کر توحید عیانی و شہود یکے مقام میں پہنچتے ہیں اور انبیاء کے کمالات و قرب کے وارث اولیاء اللہ ہیں ۔

۲۴ درین رہ اولیاء باز از پس و پیش ✤ نشانے میدہند از دید و خویش

س درین راہ سے کیا راہ کیطرف اشارہ ہے اور پس و پیش کا کیا مطلب ہے ۔ ج ۔ مبداء و معاد کی راہ جسکے ساربان کاروان انبیا علیہم السلام ہیں ۔ نفوس خلائق کی سواریوں کو محافظت کیساتھ معاد پر پہنچاتے ہیں تلقت الرسل نفوسہا بعضہم علی بعض کے موافق بعض بعض سے افضل ہیں اولیاء اللہ بھی بعض بعض سے افضل و مقدم و مؤخر ہیں فرق مراتب کے اعتبار سے جس حال و مقام پر بطریق کشف و سیر و سلوک کے ہیں مقام و منزل کی خبر دیتے ہیں ۔ اور اپنے وجدان کا نشان بتلاتے ہیں ؎ ہر کسے از ظن خود شد یار من ✤ از درون من نجست اسرار من

داد ہ باز ✤ خود نشانست بیت اہی دانائے راز ✤ جملہ جانہا گفتہ بے نشاں ✤ انبیا بر خاک راہت جاں نشاں ۲۵

نسب الحضرۃ الواحدیۃ ۔ احدیت الجمع ذات کو من حیث ہی ہی اعتبار کرنا ہے بغیر اسقاط اسماء صفات و نسب کے اور بغیر اثبات نسب و اسماء و صفات کے الاحصاء للاسماء الالٰہیۃ ھو التحقق بھا فی الحضرۃ الواحدیۃ بالفناء عن

الرسوم الخلقية والبقاء ببقاء الحضرة الاحدية واما اتصافها بالتخلق بها فهو موجب دخول الجنة الواراثة بصحبة المتابعة وهي مشار اليها بقوله تعالى اولئك هم الوارثون الذين يرثون الفردوس

هم فيها خالدون - واما اتصافها بتحقق معانيها والعمل لها فانه يستلزم دخول الجنة الواراثة بصحبة التوكل في مقامات العبادات - حفظ الاتصاف اسماء الالهية يعني كه ان اسمونكے ساتھ حضرت واحديت ميں ثابت رہے خلقی رسوم كو فنا كرنے كے حضرت احديت كی بقا كيساتھ باقی رہے ليكن ايسے كو گمراں يا عادی ہو كر ان اسمونكو حفظ والا اعتبار كرنا تو موجب دخول جنت ہے جو ٹھيك متابعت كے سبب سے وہ اسماء جنت كے وارث بنا ديئے جيكا اشارہ خدا كے قول اولئك ہم الوارثون الخ ميں ہے ليكن انكے بجھ اشت انكے معانی كے تحقق اور انكے مقصودوں پر عمل كرنيكے اعتبار سے تو وہ موجب دخول جنت افعال ہے مقام جزا ميں توكل كی صحت كے ساتھ ۔ الاحوال هی المواهب الفائضة على العبد من ربه اما طارئة عليه ميراثا للعمل الصالح المزكى للنفس المصفى للقلب واما نازلة من الحق بمحض المنة محضا وانما سميت احوالا لتحول العبد بها من الرسوم الخلقية ودرجات القرب وذالك هو معنى الترقى احوال وہ انعامات الٰہی ہيں جو بندہ پر خدا كيطرف سے پہنچتے ہيں يا تو تزكيۂ نفس وتصفيۂ قلب كرنيوالے

بحر خویش چون گشتند واقف سخن گفتند در معروف عارف

س ۔ اپنی بحر سے واقف ہونا كيا اور عارف ومعروف كون ہے

ج ۔ ہستی موہوم كی قيد سے رہا ہو كر مقام اطلاق ميں ابتداء پہنچكر معرفت حقيقی حاصل كرنے كے عارف ومعروف كی حقيقت ميں گفتگو كرتے ہيں كہ عارف ومعروف ہر دو ايك ہيں صرف قيد واطلاق كا فرق ہے يعنی عارف سالك ہے جو مقام تقيد سے مقام اطلاق ميں سير كر گيا ہے اور معروف حق مطلق ہے جو تمام عالم كا مبدا ومعاد ہے اور معرفت حقيقی وہ ہے كہ سالك دريا ہی وحدت ميں ايسا مستغرق ہو كہ اسكی نظر ميں قطرہ ودريا كا تعين فرق نہ رہے قطرہ دريا ہو جائے

بگو از بحر وحدت تا كجائی ؟ بگو از قرب وبعد و سير وروشی

س ۔ انا الحق كہنے كا كيا مطلب ہے كہ بندہ خدا ہو گيا اور قرب وبعد وسير وروش سے كيا مراد ہے

ج ۔ اولياء اللہ ميں بعض اہل سكر ہيں جو سكر ومستی كی حالت ميں وہ اسرار الٰہی كا افشا كرتے ہيں جو اسرار انكے دلوں پر ظاہر ہوتے ہيں ۔ سالك سير رجوعی وعروجی وسير الی اللہ ميں بطريق تصفيہ كے مراتب كثرت سے گزر كر احديت كی تجلی سے دريائے وحدت ميں فانی مستغرق ہوتے ہيں ۔ اور خود كو وجود دريائے حقيقت سے بمنزلہ ايك قطرہ كے ہيں عين دريا پاتے ہيں ۔ پس كوئی اگر انميں سے بعض اوقات سكر ومستی كے حال ميں كہے كہ ميں عين دريا ہوں تو كوئی تعجب خيز نہيں ہے يہ مرتبہ حقيقت سے انا الحق كہنا كا بھی ہے ۔ مطلب ہے كہ سالك اپنی ہستی وخودی كو فنا كر كے بقائے حقے باقی ہو كر كہتا ہے كہ ميں نہيں ہوں مجھ ميں جو كچھ جلوہ گر ہے وہ حق ہی حق ہے ۔ يہ مطلب نہيں كہ ميں خدا ہو گيا ہوں ۔ قرب قطرہ كی سير دريا كيطرف اور مقصد حقيقی كو پہنچنے اور صفات الٰہی سے متصف ہونيكا نام ہے اور بعد وقيد صفات بشری وذلات نفسانی سے مقيد ہونا ہے جو مبداء حقيقی سے دوری اور حقيقت حال سے بيخبری ہے اور زورق كشتی انسانی كے تعين كو كہتے ہيں ۔ جو كثرت كی موجوں كی نرغہ سے عبور كر كے مقام وحدت پر پہنچی ہے اگرچہ كہ تعينات ظاہری ومعنوی كو دريائی وحدت كے زورق كہہ سكتے ہيں ليكن سوائے تعين انسانی كے اور كسی دوسرے تعين كو دريائے وحدت شہودی وعينی كی سير ميں نہيں ہو سكتی اسلئے صرف تعين انسانی كو زورق كہنا مخصوص ہوا ۔ ذات كون پر تو خورشيد مطلق است ۔ در بحر عشق جملہ جہاں ہمچو زورق است ۔ دار دفراغت از من ومائی وہست ونيست ۔

اعمال صالحہ کے میراث و معاوضہ ہیں۔ یا خدا کیطرف سے محض منت و احسان و امتنان۔ کے طور پر بلا عوض طاعت یہ انعامات فائض ہوتے ہیں ان انعامات کو احوال نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ بندہ خلقی رسوم و آثار سے متحول و متبدل ہو کر حقی صفات اور قرب کے درجات حاصل کرتا ہے۔ اور ترقی کا یہی معنی ہے الاحسان ھو التحقق بالعبودیۃ علی مشاھدۃ الحضرۃ الربوبیۃ بنور البصیرۃ ای رویۃ الحق موصوفا بصفاتہ بعین صفاتہ فھو یراہ تعینا ویراہ حقیقۃ ولھذا قال علیہ السلام کانک تراہ وان لا تراہ فانہ یراک بحب صفاتہ قال ری لا بالحقیقۃ لانہ تعالی ھو الرائی وصفہ بوصفہ وھو دون مقام المشاھدۃ فی مقام الروح احسان وہ عبودیت کیساتھ ثابت رہنا ہے ربوبیت کو بصیرت کے نور سے دیکھنے پر یعنی حق کو اسکی صفتوں سے موصوف دیکھنا اسکی صفتوں کی آنکھ سے پس وہ اسکو ایک یقین دیکھیگا اور حقیقۃً نہ دیکھیگا اسلئے نبی علیہ السلام نے فرمایا کانک تراہ الخ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی دیکھنے والا ہے اپنی صفت سے بندہ کو موصوف کیا اور وہ مقام مشاہدہ سے کم ہے مقام روح میں :۔ اسم صوفیہ کے پاس اسم لفظ یا عدمی صفت کے اعتبار سے جیسا

اندر محیط ہستی اوہر کہ غرق است ✣ اولیا اللہ ہیں بعض سکر و صحو کے درمیان برزخ ہو کر دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں عند اللہ مامور ہوتے ہیں اور اپنے استغراق حال سے خبر رکھتے ہیں تاکہ لا اعیان راہ حقیقت کی تشویق و ترغیب کا سبب ہو بقدرت نفسانی و شہوانی جو اطلاع حق تعالیٰ امور و شوائب طریقت کے منافی ہیں انسے روگردان ہو کر مبدا اصلی کیطرف متوجہ ہوں اسنی قرب و ابعد سیر غیر ورق تعین سالک بحر توحید عیانی کا بیان مناسب تھا کہ جو مذکور ہوا و بعض اولیاء کاملین مقام ارشاد میں انبیاء کی پیروی شرعی ظاہر کیا اپنے باطن کا اشعار کر کے خلائق کو ایسے اعمال و صفات و عادات سے جو عالم سفلی میں تعلق کرنیوالے ہیں منع کرنے کے عالم علوی و تقرب الٰہی کے اعمال کی ہدایت فرماتے ہیں اور بمقتضائے غلبہ اسم ظاہر احکام ظاہر شریعت و حسن متابعت انبیاء کے حال پر غالب ہے اسلئے یقین جانتے ہیں کہ بغیر شریعت کے جسکو علم احکام کہتے ہیں۔ بغیر طریقت کے جسکو عمل کہا احکام شریعت کہتے ہیں ان ہر دو کا نتیجہ جو حقیقت ہے حاصل نہیں ہوتا ہے اور ایسے لوگ بمقتضائے حکمت بالغہ الٰہی سالکین و طالبین کے ارشاد کیلئے من عند اللہ مامور نہیں ہوتے اور جو احوال باطنی انپر ظاہر ہوتے ہیں دوسروں سے پوشیدہ رکھتے ہیں اور اسکا اظہار جائز نہیں سمجھتے ہیں کیونکہ یہ لوگ امینان حق ہیں جس امانت و موہبت کیلئے من عند اللہ مخصوص و مختص ہوئے ہیں۔ بلا اجازت الٰہی دوسرے کو یہ امانت ظاہر نہیں کرتے ہیں کیونکہ انکے پاس انحوار راز طریق اسلم ہے۔ زیادہ عونت دعوی سے دور رہے ؎

یکے را علم ظاہر بود حاصل ✣ نشانے داد ازو ارزشکی اہل

س۔ خشکی سے کنارہ کا نشان دینے والے کون لوگ ہیں ✣ ج باوجود کمال معنوی حاصل ہونیکے بسبب قلت پرواز الٰہی جنہوں احکام علم ظاہر غالب تھے۔ اور علم شریعت انکو حاصل تھا تو مقتضائے حال کے موافق شریعت کے کنارہ کی خشکی کا نشان دیا کیونکہ خشکی میں سلامتی حاصل ہے ؎ چوں تو دریائے نہ نظارہ کن ✣ گرد خشکی گرد و کشتی پارہ کن ✣ چونکہ شریعت میں اسرار معارف و طریقت و حقیقت سمجھنے کی قابلیت نہیں ہوتی اسلئے انبیاء علیہ السلام نے اسرار حقیقت کو ہر شخص کے روبرو بیان نہیں فرمایا اور عام طور پر شریعت کی تعلیم دی۔ اسرار حقیقت کا سمجھنا نہایت مشکل ہے بغیر ارشاد مرشد کامل و مخالفت نفس و ہوا تصفیہ و تجلیہ و سلوک راہ ممکن نہیں اکثر اتفاق ہوتا ہے کہ کوئی عارف صاحب مکاشفہ و مشاہدہ اسرار و حقائق کو افشا کرتا ہے تو ظاہر بین اس عارف کے حقیقی طعن و انکار کی زبان دراز کرتے ہیں ؎

نہیں بلکہ وہ ہستی کی ذات ہے وجودی صفت کے اعتبار سے جیسا کہ علیم و قدیر کہ قدوس و سلام اسماء ذاتیہ وہ ہیں کہ جنکا وجود وجود غیر پر موقوف نہ ہو۔ اگرچہ کہ غیر کے اعتبار و تعلق پر موقوف ہیں

انکا نام اسمار اولیہ و مفاتیح الغیب و آئمۃ الاسمار ہے۔ مختصر اُسم اعظم تمام اسموں کا جامع اسم ہے بعض نے کہا کہ وہ (اسم اعظم) (اللہ ہے) کیونکہ وہ اسم ہے اس ذات کا جو جمیع صفتوں سے موصوف ہے مختصراً :- اعیانِ ثابتہ وہ حقائق ہیں ذوات ممکنات کے جو علم حقیقتانی میں ثابت ہیں۔

اتناد:- وہ گروہ ملاحدہ ہے جن کے باطن کا اثر ان کے ظاہر پر کچھ نہ ہو :-

اُم الکتاب :- وہ عقل اول ہے

اَنانیت :- وہ حقیقت ہے کہ جسکے طرف بندہ کی ہر شئی مضاف و منسوب ہوتی ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے میرا نفس میری روح میرا دل میرا ہاتھ :-

الآنیۃ :- وجود عینی کا ثبوت اسکی ذاتی رتبہ کی حیثیت سے انیت ہے۔

اَوتاد :- وہ چار شخص ہیں جو عالم کی چار جہتوں یعنی مشرق و مغرب و شمال و جنوب پر ہیں انکے ذریعہ سے ان جہتوں کی خدا حفاظت کرتا ہے۔ کیونکہ وہ خدا کے منظر ہیں

مختصراً :- آئمہ اسماء وہ سات اسم اول ہیں جنکا نام اسمائے الٰہیہ ہے وہ یہ ہیں۔ حی۔ عالم۔ مرید۔ قادر۔ سمیع۔ بصیر۔ متکلم۔

باب الباء

باء سے اول موجودات ممکنہ کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے وہ وجود موجودات کا دوسرا مرتبہ ہے۔

باطل :- غیر حق اور عدم ہے کیونکہ حقیقت میں حق کے سوائے کسی کو وجود نہیں۔ بوجہ فرمان نبی علیہ السلام عرب میں سب سے زیادہ صادق ترین قول لبید کا ہے جو لکھا ہے یاد رکھو کہ خدا کے سوائے کل شئی باطل یعنی عدم و نیست ہے۔

بدلاء :- سات آدمی ایسے ہیں کہ ہر ایک اپنی کسی ایک جگہ سے سفر کرتا ہے اور وہاں اپنی صورت کا بدل چھوڑ جاتا ہے اسطور پر کہ اسکے مفقود ہونیکو کوئی نہیں پہچانتا اور یہی

یکے گوہر برآورد و ہدف شد ۔۔۔ یکے بگذاشت آں در صدف شد

س۔ گوہر سے کیا مراد ہے اور ہدف و صدف سے کیا مقصود۔ ج گوہر سے اسرار حقیقت مراد ہے یعنی خواص جو حقیقت احکام ظاہر شریعت کے صدف سے اسرار حقیقت کے گوہر نکال کر خلائق کے پیش کرتے ہیں تو نادان ظاہر بیں انکو تیر طعن و ملامت کا نشان بناتے ہیں اور بعض اولیاء گوہر اسرار کو صدف احکام ظاہر شریعت میں مخفی رکھا اور کسی سے راز فاش نکیا جو کچھ کہا ظاہر شریعت و طریقت کے صدف کا بیان ہی کیا اور بعض اہل کشف و مشاہدہ اولیاء نے اپنے اسرار کو اسطرح اشارات و عبارات میں ادا کیا کہ ہر شخص ان اشارات کو سمجھ نہیں سکتا ؎ عبارا تنا شتی حسنک واحد ۔۔۔ وکل الی ذاک الجمال یشیر ۲۹

یکے در جزو و کل گفت ایں سخن ۔۔۔ یکے کرد ازقدیم و محدث آغاز

جزو سے ہر ایک موجود مقید اور کل سے وجود واحد مطلق مراد ہے کیونکہ موجودات ممکنہ کو وجود واحد کیساتھ وہی نسبت ہے جو اجزائے مقیدہ کو کل مطلق کیساتھ نسبت ہے اسلئے کثرات و تعینات کی جزو سے تعبیر کیگئی اور وجود واحد مطلق کی کل سے تفسیر کیگئی۔ کیونکہ مطلق تمام مقیدات کو ایسا ہی شامل ہے جیسا کہ (اجزاء) کو کل شامل ہے اور موجودات ممکنہ کو باعتبار تعین و تشخص کے حادث و محدث کہا گیا اور وجود واحد مطلق کو (جسکے مظاہر و مجالی یہی موجودات ممکنہ ہیں) قدیم نام رکھا ۳۰

یکے از زلف و خال و خط بیاں کرد ۔۔۔ شتاب و شمع و شاہد را عیاں کرد

موجودات کی کثرت کو زلف و خط سے تشبیہ دیگئی کیونکہ روئے وحدت پہ کثرت مانند زلف کے حجاب پردہ ہے اور خال سے نقطۂ وحدت مراد ہے عشق و ذوق و سکر کو شتاب سے اور پرتو انوار الٰہی کو جو سالک کے دل پر ظاہر ہوتے ہیں شمع سے اور جمال ذات مطلق کو شاہد سے تشبیہ دیگئی ۳۱

یکے از ہستی خود گفت و پنداشت ۔۔۔ یکے مستغرق بت گشت و زنار

بیشک اپنی ہستی و خودی کو پندار وہمی ایسی شئی ہے کہ اس سے زیادہ کوئی مانع و مزاحم سلوک طریقت نہیں ہے اسلئے مرشدان ناحدار سالک کو سب سے اوّل لا الٰہ الا اللہ کے ذکر کی تلقین کرتے ہیں کہ تیغ لا سے اپنی ہستی و خودی و بود و جملہ اغیار کی غیریت کو قتل و نفی کرکے کلمہ الا اللہ سے وجود مطلق و وحدت حقیقی کا اثبات فرماتے ہیں ؎ سہل شیرے داں کہ صفہا بشکند ۔۔۔ شیر آں باشد کہ خود را بشکند

گر بروں آئی ز پندار وجود ۔۔۔ بر تو گردد دو جہاں پر کار و جود

بعض نے بت حقیقی خدا کی توحید میں مستغرق ہو زنار کمر خدمت پر باندھا ہے بت سے وجود حق مراد ہے کیونکہ بت و غیر بت جملہ اشیاء عالم کی حقیقت

معنی بدل کا ہے نہ غیر وہ سب قلب ابراہیم علیہ السلام پر ہیں۔ مدینہ۔ نفس ہے جو سیر شروع کرکے سالک کئی منزلیں طی کرے۔ برزخ۔ دو شئی کے درمیان جو حائل ہو اسکو عالم مثال بھی کہا جاتا ہے۔ بقرہ۔ سے مراد نفس ہے جبکہ ریاضت کیلئے مستعد ہو اور اسمیں ہوائے نفسانی۔ نفس کی زندگانی کی بیخ کنی کی صلاحیت پیدا ہو جبھی کہ استعداد سے پہلے نفس کو کوشش اور سلوک میں شاغل ہونیکے بعد اسکو بدنہ کہا جاتا ہے۔ بیت الحکمۃ وہ قلب ہے کہ جسمیں اخلاص غالب ہو۔ بیت المقدس وہ قلب ہے جو تعلق غیر حقہ سے پاک ہو۔ بیت الحرم۔ انسان کامل کا قلب ہے جو غیر حق پر حرام کیا گیا ہے۔ بیت عزت وہ مقام جمع کا واصل ہو حقیقی فنا ہونیکی حالتیں (باب الجلیم)

بندہ۔ وہ ہیکہ بندہ کو مقتضاء حکمت الٰہی کے قریب کردے کہ وہ عنایت الٰہی بندہ کو راہ حق طے کرنیمیں اسکی کل ضرورتوں کے لطیف وکوشش مہیا کردے۔ حلاء ذات حق بالذات اپنی ذات میں ظاہر ہونا۔ استجلاء۔ ذات حق کا بالذات اپنے تعینات میں ظاہر ہونا۔ جلال وہ ہے کہ حضرت سبحانہ جسمیں پوشیدہ ہو جائے اپنی عزت وغلبہ کیساتھ اسطرح پر کہ اسکی حقیقت وہویت کو ہم نہ پہچان سکیں جسطرح وہ اپنی ذات کو آپ پہچانتا ہے بیشک ذات حق کو کما ہو حقہ کوئی نہیں پہچان سکتا جمال۔ جلی۔ انکذات ذاتی تجلی ہے غیر اسکے جمال مطلق کیلئے جلال ہے وہ ہے اپنی تجلی ذاتی کے وقت کل کو مستور کردیتا ہے پس کوئی باقی نہیں رہتا جو اسکو دیکھے وہ جمال کی رفعت وعلو مرتبت کیلئے اور اس کیلئے قرب ردنوبے جو اسکو ہمسے قریب کردیتا ہے وہ دنو کہ جسمیں اسکا ظہور ہے یہاں تک کہ قائل نے کہا کہ تیرا جمال کل حقیقتوں میں سفر کرتا ہے تیرے جلال کے سوائے اسکو پوشیدہ کرنیوالا کوئی نہیں ہے اس جمال کیلئے جلال ہے وہ کہ خلائق کی تعینات میں خالقا مخفی ہونا۔ پس ہر جمال کیلئے جلال ہے اور ہر جلال کے درے جمال ہے

وہی وہو مطلق ہے:۔ ۳۲

سخنہا چوں بوفق منزل افتاد ۔۔۔ درافہام خلائق مشکل افتاد

ہر سالک اپنے اپنے وجدان ومقام خاص کی خبر دیتا ہے تو ان مختلف اقوال کی تطبیق بغیر اصطلاح جاننے کے مشکل امر تھا اسلئے اصطلاحات جاننے کی ضرورت ہوئی جیسا کہ کہا ۳۳

کسے را کا ندریں معنی است حیراں ۔۔۔ ضرورت ماشد ش دانستن آں

اگرچہ صوفیہ کے علوم ومعارف وجدان ووذوقے متعلق ہیں لیکن جبکہ معانی الفاظ وعبارات واشارات جاننا اور سمجھنا بھی اولیاء اللہ کے حالات وکمالات حاصل کرنیکا ذریعہ وسیلہ ہوتا ہے جو اصل مقصود آفرینش ہے پس عارف واصل کامل تمام مقامات ومنازل کو عین الیقین سے دیکھیگا تو سمجھیگا کہ اولیاء اللہ بقدر تفاوت مراتب جو کچھ خبر دیتے ہیں وہ بالکل صحیح ہے اور نائب رسول اللہ ومسند نشین ارشاد ہو کر طالب صادق کی حیرتفا ویشانی کو بحکم وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ دفع کردیگا۔

خطبہ آغاز نظم کتاب گلشن راز ۳۴

گذشتہ ہفت وده از ہفت صد سال ۔ ز ہجرت ناگہاں در ماہ شوال ۳۵ رسولے باہزاراں لطف احسان

رسید از خدمت اہل خراسان ۔ بزرگے کاندراں ملت بہ شہور ۔ باقسام ہنر چوں چشمہ نور

جہان وجان وتن را نور عینی ۔ امام سالکاں حسینی ۔ ہمہ اہل خراساں از کہ ومہ

دریں عصر از ہمہ گفتند اولیٰ ۔ نوشتہ نامہ در باب معنی ۔ فرستادہ برار باب معنی

دران آنچہ شکے چند از عبارت ۔ ز شکلہا وارباب اشارت ۔ بنظم آوردہ در سیدہ یک یک

جہان معنی اندر لفظ یک یک ۔ رسول آں نامہ را بر خواند ناگاہ ۔ فتاد الحوال وحالے در افواہ

دراں مجلس عزیزاں جملہ حاضر ۔ بریں درویش ہر یک گشتہ ناظر ۔ یکے کو بود مرد کار دیدہ

ز احضار ایں معنی شنیدہ ۔ مرا گفتہ جوابے گوی در دم ۔ کہ آنجا نفع گیرد اہل عالم

بدو گفتم چہ حاجت کیں مسائل ۔ نوشتم بارہا اندر رسائل ۔ یکے گفتہ صلے بر وفق مسئول

زنو منظوم میدارم ماسول ۔ پس آنگہ الحاح ایشاں کردم آغاز ۔ جواب نامہ را در لفظ ایجاز

بیک لحظہ میان جمع بسیار ۔ بگفتم ایں سخن بے فکر وبے کار ۔ کنوں از لطف احساں گر دارند

زماں ایں خوردہ گیری در گزارند ۔ ہمہ دانند کیں کس در ہمہ عمر ۔ نہ کردہ ہیچ قصد گفتن شعر

۱۷۱۷ھ میں خراسان سے ایک شخص نے تبریز میں آکر کہا کہ امیر سید عالم حسینی خراسانی مصنف نزہتہ الارواح وزاد المسافرین۔ وکنز الرموز مرید وخلیفہ شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی مرید وخلیفہ

جبروجلال اور اسکے اوصاف میں پوشیدگی و عزت و غلبہ کے معنی ہیں اسلئے عزت و قہاریت خدا کیطرف سے اور خوف و ہیبت ہمارے طرف سے لازم جلال ٹھہرا اور جمال اسکے اوصاف میں دنو و قرب و سفر کے معنی ماخوذ ہیں۔ اسلئے لطف و رحمت و مہربانی خدا کیطرف سے اور انست و الفت ہمارے طرف سے لازم

جمال ہوا۔ جمع۔ بغیر خلق کے حق دیکھے۔ جمع الجمع۔ خلق کو حق کے ساتھ قائم دیکھنا۔ جمع بجمع و فرق بعد الجمع۔ جنت الافعال۔ وہ جنت جسکو ذکر ہے لذیذ کھانے پینے و نکاح کی جس سے نیک اعمال کا ثواب جسکا نام جنت النفس ہے۔ جنت الوراثہ۔ وہ جنت اخلاق ہے جو ہی علیہ السلام کی جس تابعین حاصل ہو۔ جنت الصفات معنوی جنت ہے جو صفات و اسماء الٰہیہ کی تجلیات سے ہو وہ جنت الطیبہ جنت الذات۔ مشاہدہ جمال حق کی ہے وہ جنت الروح ہے۔

باب الدال

الدرۃ البیضاء۔ عقل اول ہے۔ نبی علیہ السلام کا فرمان ہے کہ سب سے اول اللہ نے درۃ بیضا کو پیدا کیا اور سب سے اول عقل کو پیدا کیا۔

باب الھاء

الھاء۔ ذات کا اعتبار ظہور و وجود کے لحاظ سے۔ ھُو۔ ذات کا اضمار غائب اور مفقود ہونے کی حیثیت سے ھیاء وہ مادہ جسمیں اللہ نے عالم کی صورتیں ظاہر کیں وہ عقل اول رسولی ہے۔

الھوی۔ نفس کا میلان نفسانی خواہشات کیطرف۔ الھیولی۔ جسم لفانی خطرات۔ ھیولی ہر باطن جسمیں کوئی صورت ظاہر ہو

باب الواو

الواو۔ وجہ مطلق جو کل مقدمین ہو الواحدیہ۔ ذات کا اعتبار اسماء کے ظاہر ہونے کی حیثیت سے اور باوجود کثرت صفات ایک ہونیکی حیثیت سے۔ الواحد ذات باعتبار کثرت صفات۔ الواسع جو معنی قلب پر بلا کوشش وارد ہو۔ الوجود وجود الحق اپنی ذات کو بذاتہ۔ وجہ الحق۔ جس سے شئی حق ثابت ہو کیونکہ بجز حق کے شئی کی حقیقت

شیخ شہاب الدین سہروردی نے حقائق و دقائق کے پندرہ سوال کو نظم کیا ہے اگر اسکے جوابات بھی ایسے ہی نظم میں کوئی ادا کرے تو نوع خلائق متصور ہے۔ اہل تبریز نے مولانا نجم الدین محمود تبریزی بستری مصنف رسالہ حق الیقین و رسالہ شاہد کو اس کام پر مجبور کیا۔ صاحب مفاتیح الاعجاز نے (مرد کار دیدہ) سے شیخ امین الدین تبریزی مرشد مصنف گلشن راز کو مراد لیا قرین صواب کہا ہے لیکن (زما صد بار الخ) سے یہ قول صحیح نہیں معلوم ہوتا کیونکہ مرید سے مرشد کا حقائق و معارف کا سننا اور حاصل کرنا برعکس معاملہ ہے علاوہ ازیں (ایں از الحاح الخ) کامل رد اس قول کا ہے اسلئے مرید سے مرشد کا الحاح کرنا نامعقول بات ہے (خوردہ گیری در گزارند) خراسانی فاضل اور عام ناظرین گلشن راز سے مصنف کا التماس ہے ؎ وعین الرضا عن کل عیب کلیلۃ ولکن عین السخط تبدی المساویا (عرکا) قافیہ (شعر) لانیں اپنے فن عروض سے واقف نہ ہونے پر لطیف اشارہ ہے کہ حرف روی و حرکت ماقبل میں مطابقت نہیں (گواہ عاشق صادق در آستیں باشد۔) ؎ ہر آں طبعم اگرچہ بود قادر ؎ دیے گفتن نبود الا بنادر ؎ زشرار چہ کتب بسیار میست ؎ بنظم مثنوی ہر گز نہ پرداخت ؎ عروض قافیہ معنی نسنجد ؎ بہر نظرے در و بحرے گنجد ؎ معانی ہر گز اندر حرف ناید ؎ کہ بحر فکر اندر ظرف ناید ؎ چو ما از حرف خود در تنگ نایم ؎ چرا چیزے دگر بروے فزائیم ؎ کشف و وجدانی امور کی تعبیر لفظ و حروف سے نہیں ہو سکتی مشکل ہے اسلئے کہا کہ پھر اسپر وزن عروضی و رعایت ردیف و قوافی کی تکلیف مزید بر آں کی کیا ضرورت ہے۔ ؎ نہ فخر است ایں سخن کز باب شکر است ؎ نیز دلیل دل تمہید مجدد است۔ اشعار سابقہ میں (یک لحظہ) سے فخر کا ایہام ہوتا تھا۔ اسکو دفع کرنیکے لئے کہا کہ یہ فخر نہیں بلکہ از قسم شکر ہے۔ واما بنعمۃ ربک فحدث ؎ مرا از شاعری خود عار ناید ؎ کہ در صد قرن چوں عطار ناید ؎ اگرچہ بیں بمطاعد عالم سار ؎ بود یک شمہ از دوکان عطار ؎ وگر ایں بر سبیل اتفاقی است ؎ نہ چوں دیوانگشہ افتراق است ؎ علی الجملہ جواب ہر دو دم ؎ بگفتہ یک بیک بہ بیش نہ کم ؎ زسول آنا مہ را بستد باعزاز ؎ وزاں ہے کہ آمد باز شد باز ؎ وگر بار آں عزیزے کار فرماے ؎ مرا گفتہ بر آں چیزے بیفزاے ؎ ہماں معنی کہ گفتی در بیاں آر ؎ زعین علم بر عین عیاں آر ؎ شنیدیدم دراوقات آں مجالی ؎ کہ پرداز م بدواد ذوق عالی ؎ کہ در صفت و گفت و گو محال است ؎ کہ صاحب سیر داند کاہ حال است ؎ وگے بر وفق قول قائل دین ؎ نخدوم رد سوال سائل دین ؎ بداں تا شود روشن ترا اسرار ؎

بپس فاینما تولوا فثم وجہ اللہ میں اسیکی طرف اشارہ ہے پس وہ میں ہے جو جمیع اشیاء کا قیوم ہے جو شخص حقکی فیومیت اشیاء کو دیکھیگا وہ ہر شئی میں وجہ حق دیکھیگا۔ وحدۃ بطون وظہور کے درمیان وصل کرنیوالی وحدت حقیقت ہے جسکو کسبقت رحمت بالمحبۃ کہتے ہیں جسکا اشارہ ہے فاحببت ان اعرف

در آمد طوطی نطقم بگفتار ✤ بعون و فضل و توفیق خداوند ✤ بگفتم جملہ را در ساعتے چند ✤ دل از حضرت چو نامہ درخواست ✤ جواب آمد بدل کاں گلشن راست ✤ چو حضرت کرد نام نامہ گلشن ✤ شنود و رو چشم دلہا چشم روشن ✤ مصنف کے نظم میں عذر و تعلل سے ابہام ہوتا تھا کہ ساعری معیوب، و موجب ننگ و عار ہے اس وہم کو دفع کرنیکے لئے لکھا کہ جب حضرت عطار رحمتہ اللہ علیہ نے شعر کہا ہے تو مجھکو بھی شاعر لیلے کہنا عار نہیں۔ اس سے پھر وہم ہوتا تھا کہ اس گلشن راز کی مثل کسیکی تصنیف نہیں ہے تو اسکو دفع کرنیکے لئے لکھا (بود یکتم) پھر اس سے یہ شبہ ہوتا تھا کہ یہ گلشن دکان عطار ہی سے ماخوذ ہے اس شبہ کو (ولے ایں) سے دفع کیا پھر وہ سائل نے دوبارہ فرمایا کہ یہ جواب مجمل ہے مفصل جواب لکھو تو ذوق حاصل باوجود فرصت نہ ہونیکے حسب فرمان الٰہی وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ سائل کا سوال رد نہ کرکے میں نے مفصل جواب لکھا اور گلشن راز نام رکھا۔

سوال اول ✤ نخست از فکر خویشم

در تحیر ✤ چہ چیز است آنکہ گویندش تفکر ✤ جواب ✤ مرا گفتی بگو چہ بود تفکر ✤ کزین معنی بماندم در تحیر ✤ تفکر رفتن از باطل سوئے حق ✤ بجز واندید بدیدن

کل مطلق ✤ باطل حق کے مقابل۔ ہر ایک کے دو قسم حقیقی و اضافی۔ حق حقیقی وجود واحد مطلق ہے۔ اور باطل حقیقی عدم ہے یعنی ممکنات الا کل شئ ما خلا اللہ باطل باطل یعنی ممکنات کی کثرت سے وجود مطلق حق حقیقی کی وحدت میں مثل قطرہ کے دریا میں محو اضافی ہونا تفکر ہے ✤ چنداں بردایں دہ کہ دوئی برخیزد ✤ در ہست دوئی بر رہ روئی برخیزد ✤ تو اندشوی ولے اگر جہد کنی ✤ جائے برسی کز تو توئی برخیزد ✤ تعین و تشخص مانع ہے مشاہدہ مطلق کا جب سالک اپنے اور کل عالم کے تعینات سے قطع نظر کرکے فانی فی اللہ ہوکر بقائے حقسے باقی ہوگا تو سب عالم کو ایک ہی حقیقت حقکے مظاہر سمجھیگا اور ہر ہر ذرہ میں وہی کل مطلق کو دیکھیگا۔ کہ ہر ایک جگہ جدی نوعیت سے جلوہ گر ہے ✤ بہر دیدہ روشان یزدان ہمہ دانش جہت را مظہر آیات کرد ✤ بحمد ایں فرمود با آں نیک خو ✤ حیث ولیتم فثم وجہ اللہ ✤ از عطش گر از فراخ آبی خورم ✤ در درون آب حق را بنگرم ✤ یہ کشتی تفکر تھا۔ اب استدلالی تفکر کی تعریف مذکور ہوگی ✤

حکیماں کاندریں کردند تصنیف ✤ چنیں گفتند در ہنگام تعریف

اور اباد و تکمیل پر تادیہو۔ الطریقۃ۔ سالکوں کا خاص راستہ۔ باب البداء یوم الجمعۃ وقت لقاء خود و وصول میں جمع کیطرف۔ ماب الکاف۔ الکل۔ حقتعالیٰ کا نام باعتبار واحدیت و جامعیت اسماء کے اسی لئے بندہ کو ذاتاً احد اور باعتبار اسماء کل کہا جاتا ہے

اشارہ ہے ان اعرف مختصراً۔ وصل الفصل۔ ظہور وحدت در کثرت مختصراً۔ الولی سکے امور کا خدا والی ہوکر گناہ سے محفوظ رکھے وھو یتولی الصالحین :۔ الولایۃ بندہ کا حق کیساتھ قائم ہونا اپنے نفس سے فانی ہوکر۔

باب الزاء

زجاجۃ۔ جسکا اشارہ آیۃ النور میں ہے قلب ہے۔ مصباح روح شجرۃ نفس مشکوٰۃ بدن۔ الزیتونۃ۔ نفس ہے جو قوت فکر کیساتھ نور قدس سے روشن ہوتا ہے متعدد ہے۔

باب الحاء

الحال۔ محض موہبت الٰہی سے جو کیفیت قلب پر وارد ہو۔ حقیقۃ الحقائق۔ ذات احدیت جامع جمیع حقائق الحقیقۃ الجمعیۃ ذات مع تعین اول۔ حقائق الاسماء۔ ذات کے تعینات اور نسبتیں۔ حق الیقین نفکا شہود حقیقی۔ الحکمۃ۔ حقائق اشیاء کا علم مع اوصاف و خواص و احکام ھی بیوت الحکمۃ نقل اولی تخییر کثیراً۔ الحکمۃ المنطوق بہا وہ علوم شریعت و طریقت میں الحکمۃ المسلوت عنہا وہ اسرار حقیقت ہیں جنکو علمائے رسوم و عوام سمجھ نہیں سکتے :۔ باب الطاء۔ الطب الروحانی۔ قلوب کے کمالات و آفات و امراض و حفظ صحت و ازالۂ امراض کا علم۔ الطبیب الروحانی جو ہر کامل عارف

الکلمۃ - حقائق و موجودات خارجیہ کی ہر ایک شئی کلمہ ہے۔ الکیمیا - موجود پر قناعت کرنا مفقود کا شوق نکرنا۔ کیمیاء السعادۃ ترکِ رذائل و کسبِ فضائل سے نفس کو مہذب و آراستہ کرنا۔ کیمیا والعوام - آخرت کو دنیا کے عوض بیچنا۔ کیمیاء الخواص - خلق سے دل کو خالی کر کے خالق کو اختیار کرنا۔

باب الالہ

(الٰہوت) وہ حیات جو مشیاء میں ساری ہے اور ناسوت وہ محل جسکے ساتھ روح قائم ہے۔ اللبس صورت عنصری جو حقیقت روحانی کا لباس ہے۔ لسان المحق - وہ انسان جو الہٰی تکلم کا مظہر ہو۔ لطیفۂ انسانیہ نفس ناطقہ جسکا نام قلب ہے۔

باب المیم

مبنی للتصوف تین اصطلاحیں ہیں جنکو ابو محمد رویم نے بیان کیا ہے۔ نفرو - انتقار - بذل و ایثار - ترک تعرض و اختیار۔ مجذوب جسکو خدا اپنے لئے چن کر اپنے طرف کھینچ لے۔ محفوظ جسکو خدا قول و فعل و ارادہ میں خلاف مقتضے محفوظ رکھے۔ المسئلۃ الغامضۃ - ہر آن نئی صورت سے جلوہ گر ہونیکے باوجود اعیانِ ثابتہ کا اپنے عدم پر باقی رہنا مختصراً۔ الملک - عالم شہادت۔ ملکوت عالم غیب۔ موت خواہشات نفسانی کو ترک کرنا جس سے نفس زندہ رہتا ہے۔ (باب النون)

نفس - قلوب کا عینی لطائف سے راحت یاب ہونا۔ نفس رحمانی - وجود اضافی جو اعیان کو عطا ہوتا ہے مختصراً نفس بخار لطیف جو حیات و حس و حرکت ارادیکا حامل جسکو اطبا روح حیوانی کہتے ہیں۔ نفس امارہ - جو طبیعت بدنی کیطرف مائل لذات و شہوات و بد عادات و رذائل و افعال بد کا حکم کرنیوالا۔ اور نفس لوامہ وہ خواب غفلت سے بیدار و اصلاح حال کیطرف متوجہ ہو کر اپنے کو برائی سے ملامت کرتا رہے۔ نفس مطمئنہ وہ ہے جو ترکِ اخلاقِ رذیلہ سے پاک و مصفا ہوا اخلاقِ حمیدہ کا جامع دائم الطاعۃ علی السکون و اطمینان حاصل

حکیم وہ ہے جو بطریق استدلال بقدر طاقت بشری اشیاء موجودہ کو جیسے کہ وہ ہیں جانکر عمل کرے اور جو علم کے موافق عمل کریگا وہ حکیم نہیں۔ حکما نے فکر کی ایسی تعریف کی ہے ۔ ۷۶

کہ چون حاصل شود در دل تصور ✤ نخستیں نام او باشد تذکر ✤

دل نفس ناطقہ (محل تفصیل معانی) میں کوئی صورت حاصل ہوئی تو تذکر ہے جب کسی نامعلوم شئی کو معلوم کرنا ہو تو اوّلاً اس نامعلوم کے مبادی یعنی ابتدائی معلومات پر نفس کی توجہ ہوتی ہے تاکہ ان مبادی یعنی ابتدائی معلومات کے وسیلہ سے نامعلوم امر کو معلوم کرلیں اس توجہ نفس کا نام تذکر ہے یعنی سابقاً جو علم حاصل تھا اس سے غفلت و فراموشی تھی اب وہ یاد آگئے ۷۷

وزد چوں بگذری ہنگام فکرت ✤ بود نام وے اندر عرف عبرت

پھر وہ تصور جسکا نام تذکر ہے اس سے عبور کرنا گزر جانے کا نام عبرت ہے یعنی ابتدائی معلومات میں خاص ترتیب مثلاً انسان مجہول تصوری کو دریافت کرنا ہو تو اعم داخص یعنی جنس و فصل حیوان و ناطق کی ترتیب دینے سے معلوم ہوگا کہ یہی حیوان و ناطق جسکو ہم پہلے سے جانتے ہیں ان ہر دو کے مجموعہ کا نام ہی انسان ہے ایسا ہی مجہول تصدیقی العالم حادث کا علم مطلوب ہو تو مقدمتین صغرا و کبرا کی ترتیب اور شرائط ایجاب صغریٰ و کلیت کبریٰ مثلاً العالم متغیر و کل متغیر حادث پھر انمیں حد اوسط جو مکرر ہو اسکو حذف کردیں تو العالم حادث حاصل ہوگا جو پہلے مجہول تھا۔ ۷۸ تصور کاں بود بہر تدبر ✤ بنزد اہل عقل آمد تفکر ✤

ترتیب تصور بہر معلوم ✤ شود تصدیق نا مفہوم مفہوم ✤ مقدم چوں پدر تالی چو مادر ✤ نتیجہ ہست فرزند اے برادر ✤ ولے ترتیب مذکور از پئے چوں ✤ بود محتاج استعمال قانون ✤ وگر بارہ دراں چوں نیست تائید ✤ ہر آئینہ کہ باشد محض تقلید ✤ قضایا حملیہ میں صغریٰ کو مقدم اور کبریٰ کو تالی کہنا باعتبار لغت کے ہے۔ اور قضایا شرطیہ میں ان کانت الشمس طالعۃ کو مقدم فالنہار موجود کو تالی کہنا منطقی اصطلاح ہے ان ہر دو کو والدین اور ان ہر دو کا ازدواج حد اوسط میں ہوتا ہے نتیجہ کو فرزند کہا گیا حاصل یہ کہ استدلالی تفکر کی تعریف حکما کے طریقہ پر بیان کرنیکی قانون منطق کی محتاج ہے اسکے علاوہ ہر نظر و ترتیب مفید یقین نہیں جبتک تائید الٰہی سے استعداد فطرت سلیمہ و صفائی باطنی حاصل نہو۔ فکر میں غلطی واقع ہوگی اور نتیجہ غلط نکلے گا ۷۹

رہ دور و دراز است آں مکن ✤ چو ہستی یک زمان ترک عصا کن ✤ در آبہ وادی ایمن

کیا ہو۔ نورالانوار وہ حقیقۃ الحقائق یعنی حق تعالیٰ ہے۔ باب السالکین۔ سالک۔ سائر الی اللہ جو مرید مبتدی و منتہی کے مابین دواسیر میں ہو۔ سر العلم وہ کہ جس سے عالم کی حقیقت ہے کیونکہ علم فی الحقیقۃ عین حق ہے اور اعتباری غیر حق ہے۔ سفر قلبہ کا حق کی طرف متوجہ ہونا۔

سفر چار ہیں۔ اوّل سیر الی اللہ نفس کی منزل سے افق مبین تک پہونچنا۔ دوم سیر فی اللہ صفات واسمائے حق سے متصف و مستحق ہونا مقام روح و نہایت واحدیت تک پہونچنا۔ سوم مقام احدیت تک ترقی کرنا یہ نہایت ولایت ہے۔ چہارم سیر باللہ عن اللہ۔ تکمیل کیلئے بقا بعد الفنا۔ فرق بعد الجمع بھی یہی ہے۔ سواد الوجہ فی الدارین وہ باطلیہ ایسا فنا فی اللہ ہونا ہے کہ اس مقام والے کو ظاہر و باطن و دنیا و آخرت میں وجود نہ رہے وہ فقر محقق اور عدم اصلی کیطرف رجوع و واپس ہونا ہے اسیواسطے مصنف نے کہا کہ اذا تم الفقر فھو اللہ

باب العین

عالم وہ ظل ثانی ہے وہ عالم وجود حق ہے جو کل ممکنات کی صورتوں سے ظاہر ہے ممکنات کے تعینات میں ظاہر ہونیکی وجہ سے اسکو غیر اللہ و ماسوا کہا گیا۔ عالم جبروت وہ عالم اسماء صفات الٰہیہ ہے۔ عالم خلق و عالم ملک عالم شہادت وہ عالم اجسام و جسمانیات ہے جو عالم ارواح کے بعد مادہ و مدت کیساتھ پایا گیا۔ عارف وہ ہے کہ جسکو اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات و اسماء و افعال شہود عطا کرے۔ پس معرفت شہود حق کا حال ہے۔ عالم وہ ہے جسکو اپنی ذات و صفات و اسماء افعال کا علم یقین عطا کرے۔ شہود حاصل ہو۔

ناگاہ ✤ درخت گوید انی انا اللہ طریقہ استدلال سے حقائق اشیاء کا ادراک دشوار ہے کیونکہ امر مجہول کو حاصل کرنیکے لئے ترتیب خاص اور غفلتوں سے ذہن کو خالی کرنا اور ذاتیات و عرضیات میں فرق و امتیاز ایک راہ دور دراز ہے اسلئے معرفت حق بجز طریق تصفیہ و نفی ماسوا اللہ ممکن نہیں اسلئے عارف کے پاس دلیل مدلول پر حجاب جسقدر دلیل زیادہ ہوگی مدلول مخفی ہوگا جبتک موسیٰ عصا یعنی دلیل سے سہارا لیتے تھے کہ سَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا کہتے تھے تو فرعون قبول نہ کرتا تھا۔ اور ان رسولکم الذی ارسل الیکم لمجنون کہتا تھا اور جب بحکم حق وان الق عصاک موسیٰ نے عصا استدلال کو پھینک دیا تو نور وحدت نے حجاب مظاہر سے ظاہر ہوکر فرعونی ذہنی و خیالی کثرت کے سانپوں کو نگل کر فنا کر دیا الا فاذا ھی تلقف ما یافکون وادی ایمن سے مراد طریق تصفیۂ دل ہے۔ بقعۂ مبارکہ انسان کامل کی فطرت اور درخت سے مراد حقیقت انسانی ہے خلاصہ یہ کہ غیر حقے جب دل پاک ہوگا تو حقیقت انسانی انی انا اللہ یعنی میں نہیں ہوں حق موجود ہے کہیگی۔ جیسا کہ لَوْ دَرِیْ مِنْ شَاطِی الْوَادِی الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَۃِ الْمُبَارَکَۃِ مِنَ الشَّجَرَۃِ اَنْ یَّا مُوْسٰی اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ✤ مائی و منی حجاب رہ بود ✤ مائی چو برفت مانہ مائیم ✤ ✤ ہر کہ بیروں زخود اندر طلبت سعی کرد ✤ از پئے آب چو ماہی ہمہ عمر طپید ✤ آنکہ باعقل طلب کرد ہمہ عمر نیافت ✤ وانکہ بے خویش در آمد بکمال رسید ✤ خواب جہل از حرم خود مراد الگند ✤ ورنہ نزدیک تر از دوست بکس ہیچ ندید ✤ چوں تو خود را ہمہ دانی ہمہ بینی بیقین ✤ یافتی گنج سعادت کہ برآرائیت مزید ✤ ✤ مختصر آنکہ وحدت در شہود است ✤ نخستیں نظر بر نور وجود است ✤ ✤ کثرت موہوم و اضافی کو دیکھنا بند کر دے ✤ از ہمہ چیز بیکہ دید اوّل خدا دید ✤ محقق جسپر تمام اشیاء کی حقیقت ظاہر ہوگئی کثرت کے مراتب سے گزر کر توحید حقیقی عیانی کے مقام میں پہنچکر دیدۂ حقے حق کا مشاہدہ کرے اور اپنے کو اور تمام وجود انکا قائم بحق دیکھے ایسا محقق جس شئی کو دیکھیگا تو اوّل نور وجود یعنی خدا کو دیکھیگا ✤ چشم عقل بیں بجز از حق نتواند دیدن ✤ باطل اندر نظر مرد باطل بیں است ✤ بھر چیمی نگرم صورت توئی یعنی ✤ ازاں کہ در نظرم جملگی توئی آئی ✤ عارف کے پاس حق آئینہ حق کا ہے۔ اس آئینہ میں حق کو دیکھتا ہے۔ کیونکہ صورت دیکھنے کے وقت اگرچیکہ آئینہ ظاہر رہتا ہے۔ لیکن دیکھنے والے کی نظر صورت پر رہتی ہے آئینہ پر نہیں رہتی کہ آئینہ ایسا صاف و شفاف ہے وہ یہ ہے جلی ہے یا جینی ہے بلکہ مقصود بالذات صورت کی رویت ہے مثلاً بہت دور مقام سے اگر کوئی شئے نظر آوے تو

عالم نہ وہ لوگ جنکا علم صرف شریعت پر اقتصار کیا گیا ہو۔ یہ علماء الرسوم ہیں۔ علماء احدیت ہیں تابتہ ہر شئی کی حقیقت جو علم حقیقی ہو۔ وہ موجود نہیں ہے بلکہ معدوم ہے اور علم ازلی میں ثابت ہے۔ عین الشئی وہ حق ہے عین اللہ و عین العالم وہ انسان کامل ہے جو حقیقۃ سر خلیفۃ کبریٰ کیساتھ متحقق ہو۔

باب الفاء۔ فرق اول خلق کیسا تھ پھر حصے پوشیدہ ہونا اور سوم خلق کا مجالیا تی رضا ہے۔ فرق ثانی قیام خلق کو حق کیسا تھ دیکھنا اور وحدت کو کثرت کثرت کو وحدت میں دیکھنا اسطلاح حیر کو ایک میں شامل رہجر دوسرے سو غافل رہے باب الصاد۔ صورۃ الحق وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ آپ حقیقت احدیت و واحدیت کیسا تھ متحقق ہیں۔ صورۃ الاکرہ وہ انسان کامل ہے جو حقائق اسمائے الٰہیہ کیساتھ متحقق ہو باب القاف۔ قابلیۃ اولی وہ اصل اصول اور تعین اول ہے قابلیۃ ظہور۔ روحیت اولی ہی جسکا اشارہ فاحببت ان اعرف ہی القیام اللہ خوب غفلت سے بیداری و عشق کی آنکھ سے ہوشیاری وقت سیر الی اللہ ہے قیام باللہ استقامت کا نام ہے۔ بقا بعد فنا کیوقت باب الراء۔ رحمن حکما نام ہے باعتبار جمعیت اسمائیہ کے جو حضرت الہٰیہ میں ہیں جنہو تمام مکنات پر وجود و کمالات کا فیضان ہوا ہے رحیم اسی حکما نام ہے باعتبار کمالات معنوی اہل ایمان پر مثل معرفت و توحید کے۔ رحمۃ امتنانیہ۔ رحمۃ عنایۃ ہے جو بلا سبقت نعوت کی مقتضی ہو (وسعت رحمتی کل شیٔ) رحمۃ وجوبیہ جیکا متقین و محسنین کیلئے وعدہ کیا گیا ہے فسکتبھا للذین یتقون۔ ان رحمت اللہ قریب من المحسنین یہ بھی رحمت امتنانیہ میں داخل ہے کیونکہ عمل پر اس رحمت کا وعدہ محض امتنان ہے۔ رجوع صوفیہ کے پاس لطیفۂ انسانیہ جو روح ہو اور لطیفۂ کیا بخار لطیف ہے جو قلب میں پیدا ہو قابل حیات اور حس و حرکت ہو۔ نفس کی اصطلاح میں صوفیہ کی اصطلاحی روح کو نفس کہتے ہیں وہ کلیات و جزئیات کی مدرک ہے۔ حکما کے پاس قلب روح اول میں کوئی فرق نہیں اسکا نام نفس ناطقہ روح اعظم عقل اول ہے۔ باب الشین۔ شہود کشفی وہ یہ ہے کہ حق کیساتھ شہود مفصل کی مجمل۔ مفصل کو مجمل میں کثرت کو احدیت میں دیکھنا۔ شہود مجمل فی المفصل احدیت کو کثرت میں دیکھنا شیون۔ الحاق شیون ذاتیہ نعوت اعیان حقائق کا اعتبار کرنا ذات احدیت میں بلحاظ درخت و شاخ و برگ و پھول و پھل کا گٹھلی سے اعتبار کرنا۔ شیخ انسان کامل جو علم شریعت و طریقت و حقیقت میں بحد تکمیل کو پہنچا ہو نفس کے امراض و امراض سے واقف

باب الیاء۔ تجلی جو قلب پر انوار غیوب ظاہر ہوں۔ تجلی اول، احدیت و غیب الغیوب۔ تجلی ثانی تعین اول۔ تجلی شہودی ظہور وجود بواسم زوجیت۔ تجلی حالی جو سرچشمہ حالی ہو

ALL RIGHTS RESERVED

سب سے پہلے اسکی موجودیت یا ہستی معلوم ہوتی ہے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ محسوس شئی آدمی ہے یا گیا صرف ایک ہستی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس ہستی کے غیر کو عدم کہتے ہیں محسوس شئی عدم نہیں ہے بلکہ موجود شئی ہے پس معلوم ہوا کہ ہر شئی میں عارف سب سے پہلے ہستی (یعنی حق) کو دیکھیگا۔ ایسے عارف کو عرفا ذوالعین کہتے ہیں یعنی صاحب چشم حق بین۔ الحق محسوس و الخلق معقول ؎

روئے تو ظاہر است بعالم عیاں کجاست ✤ گر او عیاں بود بہ جہاں خود عیاں کجاست ✤
عالم شد است مظہر حسن جمال تو ✤ اے دل بگوچہ مظہر ظاہر جہاں کجاست ✤ نور و جود ہمہ اعیان ہم معنی ہیں۔ اہل کشف کے مختلف مراتب ہیں۔ ہر ایک اپنے حال مقام کی خبر دیتا ہے۔ کسی نے ما رایت شیئا الا و رایت اللہ قبلہ کہا ؎ نظر بہر چہ افگندیم واللہ شناسد در نظر ما را جز اللہ۔ دوسرے نے کہا۔ ما رایت شیئا الا و رایت اللہ بعدہ ؎ تعینات کے پردہ میں حقیقت حق مخفی ہونیسے اوّل نظر پردے پر پڑتی ہے بعد معشوق حقیقی پر یہ مرتبہ دالا ذو العقل ہے ذو العین کے برعکس ہے ؎ یار ست مرا و رائی پردہ ✤ حسن رخ او سزائے پردہ ✤ عالم ہمہ پردۂ مصور ✤ اشیا ہمہ نقشہائے پردہ ✤ ایں پردہ مرا زتو جدا کرد ✤ اینست خود اقتضائے پردہ ✤ نی نی کہ میان ما جدائی ✤ ہر گز نکند ز ما ئے پردہ ✤ حق آئینہ خلق کا ہے اسیوجہ سے پہلے خلق کو دیکھتا ہے بعد حق کو۔ الخلق محسوس و الحق معقول ؎ اور دوسرے نے کہا ما رایت شیئا الا و رایت اللہ فیہ یعنی ہر شی میں میں خدا کو دیکھا۔ کیونکہ اعیان ممکنات کی صورتیں مانند جام و ساغر کے ہیں اور حقیقت حق مثل شراب ؎ از صفائے مئے و لطافت جام ✤ در ہم آمیختہ رنگ جام و مدام ✤ ہمہ جامست و نیست گوئی مئے ✤ یا مدام ست نیست گوئی جام ✤ دوسرے نے کہا ما رایت شیئا الا و رایت اللہ معہ ہر شئی کیساتھ میں نے اللہ کو دیکھا۔ کیونکہ مظہر و ظاہر و عاشق و معشوق خارج میں ایک دوسرے سے ممتاز نہیں بلکہ ایک ہیں ؎ گر عاشق و معشوق زہم باز شناسی ✤ یعنی کہ یقیں شاہ و گدا ہم ندانند ✤ فیہ اور معہ کے مرتبہ دالا ذو العقل و ذو العین ہے جو حق کو خلق میں اور خلق کو حق میں دیکھتا ہے ایک دیکھنے کے وقت دوسرے سے محجوب نہیں ہوتا۔ بلکہ وجود واحد کو ایک وجہ سے حق اور ایک وجہ سے خلق دیکھتا ہے۔ کثرت مظاہر کی رویت میں روئے وحدتی شہود سے محتجب نہیں ہوتا ؎ چیست عالم جلوہ گاہ حسن دوست ✤ جلوۂ عالم چہ باشد جملہ اوست ✤ ظاہر اگر نہ آنچہ عالم مظہر است ✤ مظہر و ظاہر چو دو آئینہ ہست ✤ یار خود آئینہ روئے خود است ✤ دشمن آئینہ کو غیر خود است ✤ در حقیقت نیست غیر از یار کس ✤

ایں نمود غیر عین وہم توست ✤ ۸۷ بود فکر نکو را شرط تجرید ✤ پس آنگہ لمعۂ از نور تائید ✤
فکر استدلالی و فکر کشفی یعنی سیر الی اللہ و فی اللہ و باللہ۔ ہر دو فکر بجرد باطن پر موقوف ہیں۔ یعنی دل دنیوی مال و ملک وجاہ و غیر خدا سے خالی ہونا ضرور ہے پھر تائید الٰہی سے وصال حق حاصل ہوگا ✤ ہر چہ مانع آید ازیاد دوست ✤ از علی بشنو کہ طاعت تو اوست ✤ مال اینجا باید انداختن ✤ ملک اینجا باید باختن ✤ درمیان خونست باید آمدن ✤ وز ہمہ بیرونست باید آمدن ✤ چوں نماند ہیچ معلوم ست بدست ✤ دل بباید پاک کرد از ہر چہ ہست ✤ چوں دل تو پاک گردد از صفات ✤ تافتن گیرد ز حضرت نور ذات ✤ تائید الٰہی کے بغیر صرف دل کے تخلیہ سے قابل کا بالقوہ کمال ظاہر نہیں ہو سکتا۔ اگر از جانب معشوق نباشد کششے ✤ کوشش عاشق بیچارہ بجائے نرسد ✤ ۸۸ ہر آنکس را کہ ایزد راہ ننمود ✤ ز استعمال منطق ہیچ نگشود
بغیر ہدایت ہادیٔ حقیقی کے صرف قانون منطق سے معرفت الٰہی حاصل نہیں ہوتی ؎ اے دوست حدیث عشق دیگر گوئست ✤ وز کیل حروف ایں سخن افزونست ✤ گر دیدۂ دل باز کشائی نفسے ✤ معلوم شود کہ ایں حکایت چونست ✤ مرتبۂ عشق میں جو مقام فنائے جہت عبدانی و منزل بقاء اتصاف بکمال ربانی ہے عقل اور عاقل کو راہ نہیں ہے ؎ عقل در کوئے عشق نابینا است ✤ عاقلی کار کا بر علی سینا است ✤ بغیر ارشاد مرشد کامل جو معرفت الٰہی کا طالب ہو حیرت مذموم و حکم اضلہ اللہ علی علم ضلالتیں گرفتار ہوگا ؎ نور خود ز آفتاب نپریدہ ست ✤ عیب در آئینہ نہ دریدہ ست ✤ ہر کہ اندر حجاب جاوید ست ✤ مثل او چو یوم خور شید است ✤ ۸۹ حکیم فلسفی چوں ہست حیراں ✤ نمی بیند ز اشیاء غیر امکاں ✤
اثر سے مؤثر پر استدلال کی پستی سے شہود مؤثر حقیقی کے اوج مراتب پر پہنچکر تجلیٔ احدیت ذات میں فانی ہو کر دیدۂ حق بین سے ذات واحد مطلق کو مراتب اسماء و صفات و آثار میں مشاہدہ کرنیوالے عارف سمجھتے ہیں کہ تمام اشیاء کا قیوم وہی واحد مطلق ہے کہ تمام مظاہر کیصورتوں میں وہی ایک حق ظاہر ہے عرفت الاشیاء باللہ انکا قول ہے حکیم فلسفی اشیاء سے بجز امکان کے اور کچھ نہیں سمجھتا ؎ ۹۰ ز امکاں میکند اثبات واجب ✤ ازیں حیراں شد اندر ذات واجب ✤
کل اہل استدلال وجود ممکن سے وجود واجب پر دلیل لاتے ہیں کہ ممکن امکان اور حدوث کیوجہ سے محتاج علت ہے وہ علت اگر واجب ہے تو مدعا ثابت اگر ممکن ہے تو وہ پھر دوسری علت کی محتاج اگر وہ دوسری علت واجب ہو تو فبہا المراد اگر یہ بھی ممکن ہو اور سابق کی مفروض ممکن ہے تو دور لازم آئیگا۔ اگر ممکن سابق کا غیر ہے تو یا واجب پر منتہی ہوگا جو مقصود ہے یا غیر متناہی ممکنات کے طرف سلسلہ چلیگا تو تسلسل لازم آئیگا جب ذات واجب کا اثبات ممکن سے کرتے ہیں تو معرفت ذات واجب میں حیران رہتے ہیں جب بطریق استدلال دلیل و مدلول میں اپنے خیال کے مطابق مطابقت ذاتی نہیں ہے معرفت تائہ انکو حاصل نہیں ہو سکتی ؎ ۹۱ کہی از دور دارد سیر معکوس ✤ کہی اندر تسلسل ماندہ محبوس ✤
ایک شئی کا موقوف ہونا ایسی شئی پر کہ وہ شئے اسپر موقوف ہو تو وہ دور ہے مثلاً ایک ممکن محتاج ایک ممکن کا ہو اور وہ محتاج الیہ اس محتاج کا محتاج ہو تو یہ دور اور سیر معکوس ہے اگر محتاج الیہ واجب پر ختم بھی نہ ہو تو وہ تسلسل ہے ؎ دور باطل تسلسل است محال ✤ اصت پس مبدء و با وست مآل ۹۲ چو عقلش کرد ہستی تو فضل ✤ فرو پیچید پایش در تسلسل ✤
ایک ممکن کو دوسرے ممکن پر دوسرے کو تیسرے پر تیسرے کو چوتھے پر اسیطرح بے انتہا ممکنات پر موقوف ماننا پڑیگا تو تسلسل لازم آئیگا۔ اگر واجب پر سلسلہ ختم ہو جائیگا تو واجب الوجود کا استدلالی طریقہ سے اثبات ہوگا لیکن یہ معرفت حقیقی نہیں کیونکہ وہ غیر حق کی نفی سے حاصل ہوتی ہے جو ممکنات کو معرفت حق کا وسیلہ ٹھہرائے وہ عارف نہیں بلکہ جاہل

ہے جو اشیاء کو وجود حق کے ذریعہ پہچانے وہ عارف ہے عرفت اللہ باللہ وعرفت الاشیاء باللہ ۵ خویش را عریان کن از فضل اے فضول ✤ ترک خود گو تا کند رحمت نزول ✤ زیرکی ضد شکست و نیاز ✤ زیرکی گزار و با کولی بساز ۹۳ ظہور جملہ اشیا بضد است ✤ ولے حق را نہ مانند و نہ ند است ✤ الوہیت میں حق کا کوئی مشابہ نہیں بلکہ وجود میں کسیکو شرکت ہی حاصل نہیں ۔ لا تصح الشوکۃ فی الوجود بلکہ نور وجود واجب تمام کائنات کو شامل اور اسکے غایت ظہور کیوجہ سے مخفی معلوم ہوتا ہے ۵ اسی تو مخفی در ظہور چو لیشتن ✤ وے رخت پنہاں بنور خویشتن ✤ جب حقیقت میں کوئی غیر حق نہیں ہے جو سبب ظہور حق ہو سکے اور کسی شئے کی معرفت اسکے ضد سے ہوتی ہے کیونکہ اگر رات نہ ہوتی تو دن کیا ہے معلوم نہ ہوتا ۔ فقر نہ ہوتا تو غنا کیا چیز ہے معلوم نہ ہوتا ۔ ظلمت نہ ہوتی تو نور کو کوئی نہ پہچانتا پس ہماری ذاتی نیستی وجود حق کا آئینہ ہے ۵ جام گیتی نما ز ما دانیم ✤ کہ بما ہر چہ ہست پیدا شد ✤ اور ہمارا عجز و افتقاق کی قدرت و غنا کا آئینہ ہے ۵ ہستی اندر نیستی تواں نمود ✤ مالداراں بر فقیر آزد حسود ✤ خواجہ اشکستہ بند آنجا رود ✤ کہ در انجا پائے اشکستہ بود ✤ نقصها آئینۂ وصف کمال ✤ واں حقارت آئینہ عز و جلال ✤ ضد در شے بر یک در صفات اور مثل شریک در ذات ہے بعض نے ضد و مثل کو مترادف کہا ہے ۵ پرتو مہر تو میتابد ز ذرات جہاں ✤ ہر دو عالم پر ز نور و دیدہ نابینا چہ سود ✤ دلیل ہستی حق بجز ہستی حق کوئی نہیں ۵ ہم بچشم دوست دیدم چوں جمالش جلوہ گر ✤ کافتاب از مشرق ہر ذرہ طالع گشتہ بود ✤ سالک کا دیدۂ دل سرمۂ نور وحدانیت سے منور ہو اور آسمان و زمین اور منور ہو اور اللہ نور السموات والارض کا راز منکشف ہو تو دیکھیگا اور سمجھیگا کہ اشیاء کے ذریعہ سے حق کو پہچاننے والا جاہل حقیقی اور اشیاء کو نور حق سے دیکھنے والا عارف حقیقی ہے ۵ مرد حق بیں را نباشد احتیاج بادلیل ✤ از دلیل روز مستغنی است بینا بے خلاف ۹۴ چو بنود ذات حق را ضد و ہمتا ✤ مدانم تا چگونہ دارد اسماء ✤ ذات وہ ہے جسکے طرف اسماء و صفات منسوب ہوں پس ذات حق وہ ہے جسکے طرف ۔ حی ۔ علیم ۔ مرید ۔ قدیر ۔ سمیع ۔ بصیر ۔ متکلم ۔ وغیرہا اسماء اور حیات و علم و ارادہ و قدرت و سماعت و بصارت و کلام وغیرہا صفات کاملہ منسوب ہوتے ہیں اور ذات عبد وہ ہے جسکی طرف ۔ میت ۔ جاہل ۔ مضطر ۔ عاجز ۔ اصم ۔ اعمی ۔ ابکم ۔ وغیرہا اسماء اور موت ۔ جہل ۔ اضطرار ۔ عجز ۔ کری ۔ کوری ۔ گنگی ۔ صفات ۔ ناقصہ سلبیہ کی نسبت ہوتی ہے پس صوفیہ کے پاس ذات دو ہیں ۔ ذات حق کامل ۔ ذات عبد ناقص کلمہ توحید لا الہ الا اللہ سے اللہ کی ذات اور محمد رسول اللہ سے بندہ کی ذات ثابت ہوتی ہے ۔ ذات رب و ذات عبد ہر دو میں غیریت حقیقی ہے ورنہ انزال کتب و ارسال رسل و جمیع احکام شریعت و جنت و دوزخ و حشر و نشر وغیرہ امور آخرت لغو و باطل ٹھہرینگے اسلئے صوفیہ کا قاعدۂ کلیہ یہ ہے کہ العبد عبد و ان ترقی والرب رب و ان تنزل جو لوگ وحدت ذات کے قائل ہیں وہ کلمۂ توحید کے راز سے غافل ہیں پس صوفیہ مثل علماء شریعت عبد و رب میں غیریت حقیقی کے معتقد ہونیکے باوجود وجود اعیانت حقیقی کے قائل معتقد ہیں اور اہل شریعت نری غیریت کے قائل ہیں اور وحدت وجودی عبد و رب کے منکر ۔ اسلئے صوفیہ ہمہ اوست کے قائل ہیں عالم کو معدوم و موجود اضافی یعنی بوجود حق عالم کو موجود اور بثابت الذات اور مسلوب الوجود کہتے ہیں ۔ ذات حق پر دلیل کا طلب کرنا مثل طلب کرنے دلیل ماہی کے ہے پانی کے وجود پر ۵ روز روشن حاجت چراغ ✤ روز خود دارد از چراغ فراغ ✤ بینا کو رنگ دیکھنے میں قوت لامسہ کے استدلال سے کیا حاجت ۵ فی اللہ شک کرد چشم حق شناس آید ترا ✤ دست پیمین عرصۂ ہر دو سرا ✤ غرق دریائیم گر چہ قطرہ ایم ✤ جملگی شبنم گر چہ ذرہ ایم ✤ فسبحان من لیس بدن آیۃ خفاء الا الظہور و لا بوجہہ نقاب الا النور ۵ حجاب روئے تو ہم روئے تست در

در ہمہ حال ✤ عیاں زچشم جہاں نے زبس کہ پیدائی ✤ جبکہ خلقی کی چشم بصیرت نور مکاشفہ ومشاہدہ سے منور نہیں ہے اور ذات حق کو صمد وہمتا نہیں تو پھر کسطرح سے وہ حق شناس ہوگا۔ بجز اس کے کہ محض عنایت الٰہی سے پندار ہستی موہوم دفع ہو اور ہستی حقیقی حق ہر شئے سے جلوہ گر ہو ۵ چوں ہر چہ ہست در ہمہ عالم ہمہ توئی ✤ مانند در دو عالم از انت پدید نیست ✤ ۹۵ ندارد ممکن از واجب نمونہ ✤ چگونہ دانمیش آخر چگونہ ✤ واجب کی ذات وجود مطلق ہستی حقیقی اور ممکن کی ذات عدم اور موجود اضافی ہے۔ ہر دو میں ذاتاً غیریت ہیں تو پھر ممکن کے ذریعہ واجب کی معرفت غیر ممکن ہے۔ پس عارف حقیقی وہی ہے جکا وجود اضافی نور وحدت الٰہی میں فانی مطلق ہو کر بقائے حقسے باقی رہے اور حق حقسے دیکھے اور سمجھے لا یری اللہ الا اللہ ولا یعرف اللہ الا اللہ پس معرفت استدلالی موجب یقین نہیں ہے ۹۶ زہے نادان کہ او خورشید تاباں ✤ بنور شمع جوید در بیاباں ✤ ذات واجب الوجود خورشید حقیقی ہے اور ذات ممکن مثل شمع مظاہر میں انکی فطری و استعداد وقابلیت کے موافق خورشید حقیقی ظاہر وجلوہ گر ہے پس نور شمع سے یعنی ممکن کے ذریعہ خورشید حقیقی واجب کو ڈھونڈھنے والا سراپا احمق ہے کیونکہ اس شمع ممکن میں بھی اسی خورشید کا نور جلوہ گر ہے جسکو وہ ڈھونڈھ رہا ہے ۹۷ ہر عالم پر است ازین منظر ✤ ہمہ آفاق را گر فتہ ایں نور ✤ گنجہ در پیش چشم ما مفلس ✤ یار در دستگاہ ما محجوب ✤ ۹۸ اگر خورشید بریک حال بودے ✤ شعاع او بیک منوال بودے ✤ ۹۹ ندانستے کسے کیں سایۂ اوست ✤ نبودے ہیچ فرق از مغز تا پوست ✤ یہ تمثیل اس امر کی ہے کہ اگر خورشید حقیقی حق عالم میں ظاہر ہے تو پھر کسی عالم اس سے ناواقف ہے اسکا جواب یہ ہے کہ آفتاب اگر ایک حال پر ہوتا اور اسکو طلوع وغروب نہ ہوتا تو کوئی شخص یقین نہ کرتا کہ طلوع آفتاب کیوجہ سے روز روشن کا وجود ہے اسیطرح خورشید حقیقی حق ہمیشہ ایک حال پر جلوہ گر ہے اسکو طلوع وغروب نہ ہونیکی وجہ سے اہل ظاہر وجود حقسے عالم کو موجود نہیں مانتے نور حقسے غافل ہیں اور عارف حق شناس انوار حقکا ہر دم مشاہدہ کرتا ہے ۵ بر دلش کشف کے شود اسرار ✤ ہر کہ را صافی شود زمغز پوست ✤ ۱۰۰ جہاں جملہ فروغ نور حق داں ✤ حق اندر وے زپیدائیست پنہاں ✤ جہاں اپنی ذات سے محض تاریک وعدم ہے اس میں نور وجود حقکی روشنی ظاہر ہونیسے وہ عدم وجود سنمائیت ہست نما ہوا ہر دو عالم میں صرف ایک حقیقت کے سوائے کوئی موجود نہیں ہے۔ حقسے اشیاء کی غیریت اعتباری ہے یعنی باعتبار تعین جسطرح موجود اور معدوم کے درمیان تیسری شئی واسطہ نہیں ہے وجود وعدم میں بھی کوئی واسطہ نہیں۔ وجود حق ہے پس عالم جو غیر حق ہے البتہ عدم ہے اور عدم لاشئی محض ہے اور جسطرح استار موجب خفا ہے شدت ظہور بھی باعث خفا ہے جیسا کہ نصف النہار میں شدت ظہور آفتاب کی وجہ سے اسکا نور اسی طرح ادراک نہیں ہوتا اسیطرح نور خورشید حقیقی غایت ظہور کے سبب اپنے پر تو عالم میں مخفی نظر آتا ہے ۵ نور حق را نیست ضدے در وجود ✤ تا بصد اوراتواں پیدا نمود ✤ لاجرم ابصارنا لا تدرکہ ✤ دیدہ کوید درک بین قاصر موسیٰ وکہ ✤ ۱۰۱ چو نور حق ندارد نقل وتحویل ✤ نیاید اندرو تغییر وتبدیل ✤ تو پنداری جہاں خود ہست اے خام ✤ بذات خویشتن پیوستہ قائم ✤ نور حق ہمیشہ تجلی شہودی سے ماہیات ممکنہ کے آئینوں میں تاباں ہے اس تجلی کا فیض فیاض مطلق کی ذات سے ہرگز منقطع نہیں ہوتا کیونکہ ذات واجب دواماً اس ظہور کی مقتضی ہے کسی شئی کا ذاتی مقتضا وہ شئی رہنے تک اس سے جدا نہیں ہوتا۔ اسلئے نور حقیقی نقل تحویل تغییر وتبدیل ممکن نہیں ہے ۵ نشود نور زآفتاب جدا ✤ کے شود فیض منقطع زخدا ✤ کیست آخر کہ کے تواند ✤ کہ ز ذات تنفسا بگرداند ✤ جب تجلیات الٰہی دائمی بلا تغیر ہیں ✤

اسیوجہ سے اہلِ ظاہر وجودِ ممکنات کو مستقل موجود سمجھتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ وجودِ ممکنات وجودِ حق سے قائم ہے بلکہ جہاں کو اپنی ذات سے دائم و قائم سمجھتے ہیں ۱۰۲ کسے کو عقلِ دُور اندیش دارد ✤ بسے سرگشتگی در پیش دارد ✤ عقلِ دُور اندیش سے مُراد استدلالی علم ہے جو موجب کشف و یقین نہیں اُس سے حقیقتِ حال پر اطلاع نہیں ہو سکتی۔ اسی لئے حیرانی و سرگشتگی ہوتی ہے ؎ ہر کس بہ ترانۂ دریں کوئے ✤ دُر شان تو می زند بہر روئے ✤ اندیشہ تو چہ ماند آخر ✤ یا جزو ترا کہ داند آخر ✤ زنہار بحجت قیاسی ✤ غرّا نشوی بحق شناسی ✤ ۱۰۳ زدُور اندیشی عقلِ فضولی ✤ یکے شد فلسفی و دیگر حلولی ✤ دو وجود ایک وجودِ حق دوسرا وجودِ خلق سمجھنا عقلِ فضولی ہے۔ ان کی کئی گروہ ہیں وجودِ واجب کو علت اور وجودِ ممکن کو معلول سمجھنے والے فلسفی ہیں۔ فلسفہ فیلاسوف کا مخفف ہے۔ فیلا محب۔ سوف حکمت یعنی محبِ حکمت اور بعض مکتے ہیں کہ حق اپنے ذات و صفات سے انسان کامل میں حلول کیا ہے جیسا کہ نصاریٰ حضرت عیسیٰ میں اور نصیریہ حضرت علیؓ میں خدا کو حلول کیا ہوا سمجھتے ہیں اور بعض نادان صوفیہ بھی حلول کے قائل ہیں اس بداعتقادی کا سبب وجودِ ممکن کو غیر وجودِ واجب ماننا ہے۔ اگر وحدتِ وجود کے معتقد ہوتے تو حلول کے قائل نہ ہوتے۔ پس وجودی تو حلول و اتحاد سے پاک ہیں۔ توحید حقیقی بجز کشف و شہود ممکن نہیں۔ عقل مکشوفات کا ادراک نہیں کر سکتی جیسا کہ ظاہری حواس سے معقولات کا ادراک ممکن نہیں ؎ ای برتر از آنچہ عقل گوید ✤ بالاتر از آنچہ روح جوید ✤ ای آنکہ ترین و آنی ✤ کیفیتِ خویش را تو دانی ✤ کس واقف تو ہیچ رو نیست ✤ آنکس کہ ترا شناخت او نیست ✤ جو شخص عقلی دلائل سے خدا کی معرفت حاصل کرنا چاہے وہ مدتے بہت دُور حیرت و ضلالت میں مبتلا ہوگا ؎ ترک ایں کمانی کو بکو ✤ در کماں تیر و پریدن مجو ✤ زانچہ حق است اقرب از حبل الورید ✤ فکندہ تیر فکرت را بعید ✤ علم تیر اندازیت آمد مجیب ✤ زانچہ مطلوب تو بد حاضر مجیب ✤ ای کماں و تیر با ہر ساختہ ✤ صید نزدیک تو دُور انداختہ ✤ ہر کہ دُور انداز تر او دُور تر ✤ وز چنیں گمبخت او مہجور تر ✤ ہر کہ او دُور است دُور اندر روئے تو ✤ کار ناید قوتِ بازوئے تو ✤ ای بسا علم و ذکا و فطن ✤ گشتہ ز ہر و را چو غول راہ زن ✤ شرحِ ایں بیت تاب نداں روئے ✤ بر رواز ہر او چشم و گر جوئے ✤ نظر استدلالی سے شہودِ حق ممکن نہیں دیدۂ دل یعنی بصیرت کی آنکھ کھل کر جواہرِ ریاضت و سلوک تزکیۂ نفس و تصفیۂ قلب و تجلیۂ روح سے منور ہو تو مشاہدۂ دوست ممکن ہے مرشد کامل حق بیں حق داں کے ارشاد کے بغیر یہ نعمت حاصل نہ ہوگی ؎ گر تو خواہی رفت راہ ذوالمنن ✤ دست در فتراک رہ مردے بزن ✤ در دلِ عارف ہر آنچہ جائے کرد ✤ وا رہید از رنج و محنتہا و درد ✤ شد دلِ عارف یعنی چوں چراغ ✤ ہست نوشش را ز زہر ظلمت فراغ ✤ گر بدست آری چراغِ ایں چنیں ✤ از تو یابد نور شمعِ شرع دیں ✤ ۱۰۵ دو چشم فلسفی چوں بود احول ✤ ز وحدت دید کثرت شد معطل ✤ ہر فریق استدلالی کو ایک خاص قسم کا مرض رویت وجود مطلق حق سے مانع ہوتا ہے مثلاً فلسفی ظاہر و باطن ہر دو آنکھ کا بھینگا ہے اسلئے وحدتِ وجود کا قائل نہیں مجردات کو موجودِ مستقل اور صفاتِ وجودی سلبی غیریت و شرکت کا قائل ہے اور ظاہریں بھی مادیات و جسمانیات وغیرہ تکو موجودِ مستقل جانتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ وہی وجودِ مطلق ھُوَ الْبَاطِن کی تجلی سے تمام مجردات باطنہ میں باطناً موجود اور ھُوَ الظَّاھِر کے اعتبار سے بھی عالمِ ظاہر کے تمام مظاہر کی صورتوں سے وہی وجودِ حق جلوہ گر ہے ؎ فلسفی خود راز اندیشہ بکشت ✤ گو برو کور اسوئے گمبخت پشت ✤ کو بد دیدہ ان کہ افزوں میدود ✤ از مراد دل جدا تر میشود ✤ مطلوب حقیقی سامنے موجود و حاضر ہے۔ اُسنے دُور سمجھا دوست کو گھر میں چھوڑ کر بیابانِ امکاں میں قدم رکھا ہے اور دوست کا پتہ و نشان معنی

کیلئے اطراف عالم میں دوڑتا ہے ؎ ایں طرفہ بیں کہ یار در آغوش من نہیں ؛ در جستجوئے او بجہاں گشتہ ام دواں ؛ نقش دوئی نمود و لے چون بنمود ؛ ایں اختلاف صورت و معنی و جسم و جان ؛ ایک وجود کو دو سمجھنے والا بھٹکتا ہے۔ کیونکہ لیس فی الدار غیرہ دیار ؎ باثنوت آں ر دائم زو نیست م دو نیست ؛ گر تو خود مہجوری از وے و ز تو مہجور نیست دیدہ بکشا تا بہ بینی آفتاب روئے او ؛ کافتاب روئے او ہا مستور نیست ؛ لیک روئش را نبود روئے او مدین قول گرچہ انع دیدہ را از دیدنش جز نور نیست ؛ ۵۱۶ زنابینائی آمد راہ تشبیہ ؛ نیک چشمیست ادراکات تنزیہ مشبہ وہ گروہ ہے جو خدا کو مثل جسم و جسمانی چیز کے سمجھتے ہیں۔ جہت فوق اور عرش کے مماس اور بعض تو عرش کے فاوی مانتے ہیں۔ ذات یا صفات یا ہر دو میں مثل اجسام کے کہتے ہیں۔ صرف تشبیہ کے قائل ہیں۔ تنزیہ ذاتی حقیقی غافل و نابینا ہیں منزہ یکچشمی ہے کیونکہ صفات نقص و عیوب سے ذات حق کی تنزیہ محض کا قائل و صفت تشبیہ یعنی ظہور حق بصورت حقیقی اشیاء سے غافل و بے ہرہ یعنے صرف تنزیہ یا صرف تشبیہ کا معتقد معرفت الٰہی سے قاصر ہے تشبیہ اور تنزیہ کا جامع عارف کامل اور ہر دو چشم سے بینا ہے۔ فان قلت بالتنزیہ کنت مقیدا ؛ وان قلت بالتشبیہ کنت محددا ؛ وان قلت بالامرین کنت مسددا ؛ وکنت اماما فی المعارف سیدا ۵۱۷ تناسخ زاں سبب شد کفر باطل ؛ کہ او از تنگ چشمی گشت حاصل ؛ ایک بدن عنصری اعلیٰ سے دوسرے بدن عنصری ادنیٰ یا ادنی سے بدن اعلیٰ میں روح کے انتقال کو تناسخ کہتے ہیں۔ یہ کفر باطل و سست میدان تجلی و تجدد امثال کی غفلت کیوجہ سے ہے تجلی الٰہی ہر آن نئی شان سے ہوتی ہے اس تجدد امثال کو بعض نادانوں نے تناسخ سمجھا ہے۔ تجلی میں تکرار نہیں ہوتی ؎ بر آئینہ و دیدۂ دل اہل دلاں را ؛ ز و جلوہ پیاپے رسد ایمانہ بتکرار ز خود آئینہ در رو و جہاں حسن تر انیست در گاہ تجلی بجز از دیدۂ نظار ؛ تناسخ کا اعتقاد کفر باطل ہے کیونکہ اس سے ارواح کو قدیم و مجرد و اور اجسام کو صرف مادیات میں منحصر ماننا پڑیگا۔ حالانکہ اجسام مجردہ مثالیہ بھی ہیں اور ارواح کو اجسام عنصریہ کا محتاج ہونا لازم آئیگا ؎ آں تو ئی کہ بہ بدن داری بدن ؛ پس چرا ترسی ز جاں بیروں شدن ۵۱۸ چو آمکہ بے نصیب از ہر کمال است ؛ کسے کو را طریق اعتزال است ؛ معتزلہ دیدار خدا کے منکر ہیں بندہ کو اپنے افعال کا خالق اور نیکی حق سے اور بدی نفس سے اور مرتکب کبیرہ کو نہ مومن کہتے ہیں نہ کافر بلکہ بین الایمان والکفر المعبر عنہ کو رادر زادہ کا علاج ممکن نہیں معتزلی مجبور و بے قدرت دنیا و آخرت میں مکرر ہے مثل آمکہ ہے اسکی اصلاح بھی ناممکن ہے۔ سالک طریق تصفیہ عالم میں نور تجلی الٰہی کو دیدۂ بصیرت سے مشاہدہ کرتا ہے ؎ چو دیدہ باز کشادم جمال رخسارش ؛ ہوا آفتاب ز ذرات حسن پیدا بود ؛ چہ التفات بگفتار منکران لقاء ؛ کہ گر نہ جانم بدوست بینا بود ؛ نفس ناطقہ کی قوت عمل کی نہایت مشاہدۂ جمال الٰہی ہی کی تحصیل ہے اور اہل کشف و شہود کا کمال و جدان یہ ہے کہ غیر حق کوئی شے موجود نہیں تو پھر خدا کیساتھ شریک در افعال ثابت کرنا سراپا نادانی ہے ؎ قصۂ کوراں بپیش مردم دانا مگو ؛ بیش ازیں در پیش بینایاں زکوراں دم مزن ؛ چوں نفس آمد رہ تاکن قصۂ سگ و گماں چوں عیاں ہمورخ دگر زبراں دم مزن ؛ کفر و ایماں را باہل کفر و ایماں گزار ؛ باش مستغرق در و از کفر و ایماں دم مزن ؛ ۵۱۹ کلامی کو ندارد ذوق توحید ؛ بتاریکی درست از عیم تقلید ؛ علم کلام والا کلامی ہے اور علم عقائد جو دلائل عقلیہ مؤیدہ بنقل علم کلام ہے متکلمین ذوق توحید عیانی سے بیخبر اور نور وحدت حقیقی کو دیدۂ مکاشفہ سے دیکھنا ہی نہیں پایہ استدلال سے زیادہ معرفت الٰہی تقلید اٹھے کرتے ہیں۔ ابر تقلیدی کے سبب تاریکی شکوک میں گرفتار ہیں ؎ علم تقلیدی دلیل جہل دان ؛ عاریست و مانشستہ کاں ماست ؛ علم ہائے اہل دل جمال شان ؛ علم ہائے اہل تن احوال شان ۔ ۵۲۰

دو چشم اہل ظاہر ؛ کہ از ظاہر نہ بیند جز مظاہر ؛ اہل ظاہر کے دو چشم ظاہر و باطن کو آشوب ہے اسکی صورت مظاہر یعنی عالم پر اسکی نظر ہے حق کو ہر شئے کی صورت میں جلوہ گر نہیں دیکھتے حالانکہ ہر چیز ہست ہمہ اوست ؎ قد تجلی العشق فی کل المحالی فانظروا ؛ از پس ہر ذرہ تاباں گشت مہر روئے او ؛ فی مرایا کل عین قد سرایا عینہ ؛ فافتحوا عینکم حتی تروا ما تبتغوا ؛ یار پیشت حاضر و تو از خودی غافل از و ؛ باخود آ آخر چہ گم کردی کہ می جوئی بگو ۱۱۱ ازو ہر چہ بگفتند از کم و بیش ؛ نشانے دادہ اند از دیدۂ خویش ؛ ہر گروہ کی بلکہ ایک شخص کی معرفت و رویت استدلالی ہو یا کشفی اسکی قابلیت و استعداد فطری کے موافق ہو سکتی ہے اعطی کل شئی خلقہ ثم ھدی اسیطرح انشاء ہے خلقہ سے استعداد مراد ہیں ثم ھدی میں ہدایت سے رفع حجاب بے میان خداوند مراد ہے تاکہ اپنی اعتقادی صورت میں حق کا مشاہدہ کرے بس بالضرور معرفت حق کم و بیش ہوگی ولکل درجات معرفت کی کمی و بیشی و اختلاف مشاہدہ بوجہ اختلاف قابلیات ہے ورنہ ظہور حق سب پر مساوی ہے اور اسی اختلاف کیوجہ سے ہر شخص دوسرے شخص کے مانے ہوئے معتقدفیہ خدا کا منکر ہے درحقیقت سب کا خدا ایک ہی الھکم الہ واحد ہے اور عارف وہ ہے کہ سب صورتوں میں حق کا مشاہدہ کرے کسی خاص صورت و صفت و تعین و نسبت سے اسکو مقید نہ کرے ؎ رخ نمودت بمن ذرہ ؛ کش نہ دراں ذرہ نشاں دیدہ ام ؛ من بتقیم کہ جز او ہیچ نیست ؛ تا تو گوئی بگماں دیدہ ام ؛ ۱۱۲ منزہ و از تشبیہ و چند و چون ؛ تعالی شانہ عما یقولون ؛ حق کی ذات کم و ما ہی و کیف سے پاک ہے اسکو کسی چیز سے اور کسی چیز کو اس سے کوئی نسبت نہیں ؎ گر عیاں جوئی نہاں انگہ بود ؛ ور نہاں جوئی عیاں انگہ بود ؛ ور ہمہ جوئی چو ہیچ نیست او ؛ آنزماں از ہر دو بیرون نیست او ؛ حق از روئے ثبوت اظہر ترین اشیاء ہے حتی کہ بعض نے اسکو بدیہی کہا ہے اور از روئے حقیقت اخفی ترین اشیاء ہے اسیوجہ سے ما عرفناک حق معرفتک کہا گیا ؎ برتر ز چند و چون جہت جلال او ؛ بیروں ز کون و کس صفت لازال او ؛ نگذاشت و نگذرد نظر ہیچ کا بلے ؛ گرد سراوقات جلال و جمال او ؛ سب کا قوام اسی سے ہے وہ سب کا مقوم بلکہ عین ہمہ و بصورت ہمہ ظاہر ہے سب پر محیط ہے کوئی شئے وجود حق سے خالی نہیں سب اسی ایک وجود حق سے موجود ہیں ؎ ہستی تو بے ہمہ بیاں ہست ؛ در دانش کس نیاید آں ہست ؛ الحاکہ حریم بے نیازیست ؛ اندیشہ ما خیال بازیست ؛ در ہے کہ بجاں نمی تواں سفت ؛ ہے ہے بزباں کجا تواں گفت ؛ حقیقت حق سب اشیاء میں ساری ہے کوئی اس سے کماحقہ عارف نہیں عارفوں نے اپنے حسب استعداد جو اپنا کشف و شہود و اعتقاد ظاہر کیا ہے اس سے اس کی شان اعلیٰ و برتر ہے لیکن ان کا بیان مشاہدہ بھی صحیح ہے اسلئے کہ انہوں نے اپنے اپنے مرتبہ شہود کی خبر دی ہے جہانتک انکی رسائی ہو سکی نہ یہ کہ کماحقہ کامل طور پر انکا احاطہ ہو چکا اور اس سے فوق و برتر اسکی شان نہیں ہے پس عقل و فکر و دلیل و قیاس سے معرفت ذات حق کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ انکی صورتوں میں بھی وہی حق جلوہ گر و ظاہر ہے تو حق کی معرفت کے وسائل و دلائل بھی خود حق ہی حق ہیں ؎ کی تحمل عطایا ھم کما مطایا ھم اور سالک کا نہایت سلوک یہی ہے کہ تجلی حق میں محو ہو کر اپنی اصلی ہستی پر رجوع کرے ؎ منتہائے سیر سالک شد فنا ؛ ہستی او خود بود عین بقا ؛ در حقیقت آنرا عارف شوی ؛ از خودی خود بکل بیروں روی ؛ چوں نماند ایں ہستیِ ہستی نما ؛ ہست مطلق را ببینی در بقا سوال اول ختم

سوال دوم ۱۱۳ کدامیں فکر مارا شرط راہست ؛ چرا گاہ طاعت و گاہے گناہست ؛

سوال اول مطلق فکر سے تھا اب یہ سوال ہے کہ شرط راہ سالک کونسی فکر ہے اور کسلئے فکر کبھی طاعت ہے جس کے ہم مامور

ہیں اور کبھی گناہ ہے جس سے ہمکو منع کیا گیا ہے۔ **جواب ۱۱۴** در آلا فکر کردن شرط راہست ؛ ولے در ذاتِ حق محض گناہست ؛ آلا سے مراد اسماء وصفات وافعال حق ہیں جن سے سب ظاہری باطنی نعمتیں پیدا ہوتی ہیں ان میں فکر کرنا شرط راہ ہے۔ ؎ شکر نعمت واجب آمد در خرد ؛ ورنہ بخشاید درختم ابد ؛ شکر نعمت نعمت افزوں کند ؛ صد ہزاراں گل زخاری سر کند ؛ نعمت آید پیش تو علت شود ؛ طعمہ در بیمار کے قوت دہد ؛ نعمت کو آئینہ بنا کر منعم پر نظر رکھنا شکر ہے۔ نعمت میں منہمک ہو کر منعم سے غافل ہو روگردان ہونا کفر ہے۔ فکر در نعمت شکر نعمت ہے۔ اسلئے طاعت و امور ہے ذاتِ حق میں فکر کرنا گناہ محض ہے اسلئے کہ غیر حق کوئی موجود ہی نہیں جو ذات حق کی معرفت کا وسیلہ ہو سکے پس ذات تک فکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس نے غیر حق کو موجود سمجھ کر اسکو ذات حق کی معرفت کا وسیلہ گردانا ہے غیر حق کو موجود سمجھنے سے شرک فی الوجود لازم آیا۔ شرک اکبر الکبائر گناہ ہے۔ **۱۱۵** بود در ذاتِ حق اندیشہ باطل ؛ محال محض داں تحصیل حاصل ؛ ذاتِ حق ہستی مطلق ہے اور جو چیز اسپر دال و دلیل ہوگی وہ بھی اسکی محتاج اور اس سے مؤخر ہوگی کیونکہ محتاج الیہ اور مطلق محتاج و مقید سے مقدم ہونا ضروری ہے پس دال سے پہلے ہی مدلول حاصل ہے تو تحصیل حاصل ہوا اور ذات حق میں فکر و غور اندیشہ لغو و باطل ٹھہرا دوسری وجہ یہ ہے کہ معرفت حق ذوات عالم کو فطرتاً حاصل ہے بدلیل قالوا بلی اور ادراک فطری قابل تفکر نہیں کیونکہ تحصیل حاصل محال و باطل ہے ؎ دانش حق ذوات را فطریست ؛ دانش دانش است کاں فکریست ؛ در ازل از چہ کردی استدلال ؛ کہ بلی گفتہ جواب سوال ؛ حاضری کر طلب شود پنہاں ؛ دیدن آں لمعی و جنتواں ؛ **۱۱۶** چو آیاتِ الست روشن گشتہ از ذات ؛ نگردد ذات او روشن ز آیات ؛ آیات جمع آیت کی معنی علامت و نشان اس سے مراد افعال وصفات و اسماء ہیں یہ آیات اللہ میں جو منشاء جملہ موجودات ہیں اور انکا منشاء نور ذات ہے تو یہ پرتو نور ذات ہے پرتو کو مستقل وجود نہیں صرف نور آفتاب سے پرتو کی نمود ہے پرتو آفتاب جو مصدر نور ہے موجود مستقل ہے اپنے محتاج وبے نور پرتو کی وجہ سے کیونکر منور ہوگا۔ بلکہ پرتو کو نور و ظہور آفتاب سے حاصل ہوا ہے اور بحکم ؎ آفتاب آمد دلیل آفتاب ؛ اپنی معرفت کا ذریعہ آپ خود ہے اسلئے آیات وسیلۂ معرفت ذات حق ہونا بھی محال ہے **۱۱۷** ہمہ عالم بنور اوست پیدا ؛ کجا او گردد از عالم ہویدا ؛ یہ شعر سابق کی شرح ہے وہاں آیات کہا تھا یہاں اسکی تفسیر میں عالم کہا بحکم اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہر چند ذرات عالم کی نمود اسی آفتاب وجود حقیقی سے ہے۔ مگر ذرات عالم کیا مجال کہ ظہور آفتاب کا ذریعہ و سبب ہو سکے ؎ ہم توئی اے قدیم فرد الٰہ ؛ وحدت خویش را دلیل و گواہ ؛ نیست ترا ہیچ مثل و ہیچ نظیر ؛ نیست ترا ہیچ یار و ہیچ قریں ؛ ہیچ مجال گماں ؛ روا فی اللہ شک برایشاں خواں ؛ **۱۱۸** نگنجد نور ذات اندر مظاہر ؛ کہ سبحات جلالش ہست قاہر ؛ تجلی ذات یعنی ظہور حق بصورتِ اطلاق و اسمائے جلالیہ مثل ماحی و قہار و معید و ممیت۔ تعینات و مظاہر کی کثرت کو (جو وحدت مطلقہ کے چہرہ کی نقاب ہے) فنا کرنا چاہتا ہے۔ کیونکہ اسکے انوار عظمت و جلال قاہر ہیں جسکے مقابلہ میں نہ عقل رہتی ہے نہ عاقل نہ دلیل رہتی ہے نہ مستدل پس علم و عقل وسیلۂ معرفت و ذریعۂ کشف ہونا محال ہے ؎ نیاید ذاتِ او ہرگز پدیدار ؛ چو آید عاشق مسکیں نباشد ؛ اگر مطلق شوی مطلق بینی ؛ مقید جز مقید نہ بینی باشد ؛ جسطرح اسماء وصفات سے حق کا ظہور عالم کے ظہور کا سبب ہے۔ اسیطرح ظہور جلال ذات موجب فنائے کائنات ہے ؎ اگر زردی بر انداز داد نقاب صفات ؛ دو کون سوختہ گردد ز تاب پرتو ذات ؛ بہ پیش نور تجلی ذات محو شود ؛ جہاں کہ ہست عیاں گشتہ از فروغ صفات ؛ ولا نقاب بر افگن ز روئے او بترس ؛ مگر کہ سوختہ گردی ز آتش سبحات ؛

۱۱۹ رہا کن عقل را با حق ہمی باش ؛ کہ تاب خور ندارد چشم خفاش ؛ جبکہ عقل وسیلۂ معرفت حق نہیں ہوسکتی تو عقل کو چھوڑ کر حق کیساتھ ہوجا اور مرشد کامل کے ارشاد کے موافق یاد حق میں مشغول رہ ایک دم بھی حق سے غافل نہو اور دل زنگ کثرت اغیار سے پاک و مصفّیٰ اور ہستی موہوم سے فانی اور بقائے حق سے باقی ہوکر حق کو حقے مشاہدہ کر بجز اتباع انبیاؑ و اولیاؑ و توفیق و تائید فضل مولیٰ معرفت یقینی حاصل نہیں ہوسکتی عقل کو خورشید وجود حقیقی کے مشاہدہ کی طاقت نہیں جس طرح چشم خفاش کو روشنی آفتاب کی طاقت نہیں ؎ یک چند بعقل و علم در کار شدم ؛ گفتم کہ مگر واقف اسرار شدم ؛ ہم عقل عقیلہ بود و ہم علم حجاب ؛ چوں دانستم زہر دو بیزار شدم ؛ ۱۲۰ دراں موضع کہ نور حق دلیل است ؛ چہ جائے گفتگوئے جبرئیل است ؛ جبرئیل صورت متمثلہ عقل مظہر علم ہے مقام فنا فی اللہ میں علم و عقل و دیگر صفات محو ہوتے ہیں سالک بلا دلائل و وسائل محض نور الٰہی کی رہنمائی سے حق کو نور حق سے مشاہدہ کرتا ہے تو جبرئیل یعنے علم و عقل کو وہاں دخل نہیں ؎ چوں بمردم از حواس بوالبشر ؛ حق مراشد سمع و ادراکے بصر ؛ چوں ز خود رستی ہمہ یزداں شدی ؛ چوں کہ بندہ نیست شد سلطاں شدی ۱۲۱ فرشتہ گرچہ دارد قرب درگاہ ؛ نگنجد در مقام لی مع اللہ ؛ شئے اور اسکے وجود کے درمیان وسائط بالکل نہ ہونا یا کم ہونا ہی قرب ہے۔ اس معنی سے ملائکہ کو خدا کے ساتھ بہ نسبت انسان کے زیادہ قرب ہے۔ کیونکہ ملائکہ مجرد اور بسیط ہیں انسان مادی و جسمانی ہے۔ اسلئے اسکو دوری ہے۔ مگر جمیع اسمائے الٰہیہ و حقائق کونیہ کا جامع انسان ہے ملائکہ اس سے محروم ہیں لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل انسان کی کمال جامعیت کا بیان ہے کہ مقام فنا فی اللہ میں ملک مقرب یعنی صورت عقل علم کی بلکہ نبی مرسل جو میں محمد ہوں میری بھی گنجایش نہیں۔ کیونکہ محمد بھی تعین ہے تعین جس کو مقام فنا و مرتبہ رفع تعینات ہیں گنجایش نہیں ؎ بوصل او کجا رہ میتواں برد ؛ بتا ماذرّہ مائی ماہست ؛ ۱۲۲ چو نور او ملک را پر بسوزد ؛ خرد را جملہ پا و سر بسوزد ؛ نور ذات اسماء و صفات کو مخفی کر دیتا ہے۔ اسماء و صفات کا مخفی ہونا مظاہر و تعینات کو معدوم کر دیتا ہے۔ جس طرح فرشتوں کے پر جلا دیتا ہے اسی طرح عقل کو سر سے پاؤں تک جلا دیتا ہے ؎ شب گریزد چونکہ روز آید ز دور ؛ پس چہ داند ظلمت از احوال نور ؛ چوں قدم آید حدث گردد عبث ؛ پس کجا داند قدیمے را حدث ؛ ہر حدث چوں زد قدم در نگنجد کند ؛ چونکہ در نگنجد دم در نگنجد ؛ ۱۲۳ بود نور خرد در ذات انور ؛ بسان چشم سر در چشمۂ خور ؛ نور تجلی ذات جو جمیع انوار اسماء و صفات سے انور ہے۔ اس ذات انور کا نور دیدۂ عقل کو ایسا بے نور و تاریک کر دیتا ہے جسطرح شعاع آفتاب چشم سر کو خیرہ و تاریک کر دیتی ہے ؎ عقل سایۂ حق بود حق آفتاب ؛ سایہ را با آفتاب حق چہ تاب ؛ عقل خود شبحنہ است و چوں سلطان رسید ؛ شبحنۂ بیچارہ در کنجے خزید ؛ ۱۲۴ چو مبصر با بصر نزدیک گردد ؛ بصر را ادراک او تاریک گردد ؛ جسطرح ظاہری آنکھ سے کوئی شئے نہایت نزدیک ہوجائے تو وہ شئے نظر نہیں آتی بلکہ آنکھوں میں سیاہی و تاریکی پیدا ہوتی ہے اسیطرح باطنی آنکھ بصیرت بھی تاریک ہوجاتی ہے جن کو ذوق حال نصیب نہ ہو محض تقلید سے اس حال کی حقیقت کو نہیں پہونچ سکتے اگر حقیقت پر نظر رہے تو معلوم ہوگا کہ عقل کا حق کو نہ پانا بھی غایت قرب کیوجہ سے ہی ہے بعد و دوری کے سبب سے نہیں کیونکہ جس خیرہ کرنیوالی ہستی کا رنگ و بو ہو وہ ہستی مطلق (حق) سے بہت اقرب ہے ؎ محض از اقرب از کتاب حق عیاں ؛ نسبت خود را بحق نیکو بداں ؛ ہست حق از ما بما نزدیک تر ؛ ما ز دوری گشتہ جویاں در بدر ؛ ۱۲۵ سیاہی گر

بدانی نور ذاتست ؛ بتاریکی دروں آب حیاتست ؛ کوئی شئے بھی آنکھوں سے نزدیک ہوتی ہے تو اسکو آنکھ دیکھ نہیں سکتی بلکہ آنکھوں میں تاریکی و سیاہی آجاتی ہے سیاہی کو اگر سمجھو تو معلوم ہو کہ وہ نور ذات مطلق ہے جسکی نہایت نزدیکی کے سبب سے سالک کی چشم بصیرت میں سیاہی و تاریکی پیدا ہوجاتی ہے اس تاریکی و ظلمات میں نور ذات و آب حیات بقا باللہ ہے جو موجب حیات سرمدی ہے ؎ ہر کو نہ بدیں مقام جا کرد ؛ دعوائے قلندری خطا کرد ؛ این مقصد حقیقی است الحق ؛ انجا است سواد وجہ مطلق ؛ شمشیر فنا دریں نیام است ؛ آں نور سیاہ دریں مقام است ؛ طاؤس تو پر بریزد انجا ؛ سیر چشمۂ کفر خیزد انجا ؛ اس فنا سے فنائے حالی مراد ہے جو اولیاء کو حاصل ہوتی ہے ۔ فنائے علمی مراد نہیں جو عارفان غیر اہل شہود کو نصیب ہے ۔ کاملین اس حقیقت سے کامل واقف ہیں ناقصین نااہل کے سامنے اسرار کا اظہار بھی مناسب نہیں ؎ ایکہ اندر چشمۂ شہوات جات ؛ تو چہ دانی شط و جیحون و فرات ؛ ؎ ہر کہ غرق بحر وحدت شد خبردار از ما ؛ ورنہ حال ما چہ داند ہر کہ او بر ساحل است ؛ ثانیاً یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ سیاہی سے تمام عالم کی کثرتیں و تعینات مراد ہوں ۔ جو اپنی ذات کے اعتبار سے تو نیست و تاریک و سیاہ ہیں اور انکی صورتوں میں حق ظاہر ہونے کے اعتبار سے موجود اضافی و نیست ہست نما ہیں پس عالم کی نیستی کی سیاہی و تاریکی ہی نور ذات اور وجود حقیقی حق کا آب حیات ہے لیکن معنی اول کو ابیات سابق و لاحق سے زیادہ مناسبت ہے ؎ ہر ذرہ ز نور مہر رویت ؛ خورشید صفت شد آشکارا ؛ ہم ذرہ بمہر گشت موجود ؛ ہم مہر بذرہ شد ہویدا ؛ تمام عرفاں کا خلاصہ اس کلام مختصر میں موجود ہے (حق ظاہر بصورت حقیقی اشیاء و اشیاء موجود بوجود حقیقی حق) ۱۲۶ سیہ جز قابض نور بصر نیست ؛ نظر بگزار کیں جائے نظر نیست ؛ بے حد قرب کیوجہ سے نور سیاہ نور بصر کو روکتا ہے اور بصیرت بھی اسوقت بے ادراک ہوجاتی ہے کیونکہ جسطرح بحد ظلمت و تاریکی و بحد دوری کے سبب سے کوئی شئے محسوس نہیں ہوسکتی اسیطرح بے نہایت نور و روشنی و بے حد قرب و نزدیکی کیوجہ سے بھی کوئی شئی نہیں سوجھتی صرف نور و روشنی اور محض تاریکی و ظلمت بھی دکھائی نہیں دیتی البتہ جائے تاریکی سے ملا ہوا مخلوط نور یعنی ضیاء دکھائی دیتی ہے ۔ رہا حق کا ظہور بشکل خلق وہ اسلئے کہ حق اپنی کمال انوریت و بساطت ذات سے مرتبۂ اسماء و صفات میں تنزل فرمایا ہے ورنہ اگر کسی مرتبہ میں ذات اپنی کمال انوریت اور من کل الوجوہ بساطت کے ساتھ جلوہ گر ہے تو عالم کی کثرتیں اپنی ذاتی نیستی کیطرف رجوع کرینگی اور بے شعور و بے ادراک ہونگی ؛ ۔ نظر امر نسبی ہے اسکو نصبین (یعنی ناظر و منظور) کی ضرورت ہے ۔ اس مرتبہ فنا میں نظر و ناظر و منظور سب اعتبارات نیست میں ہیں ؎ آفتاب رخت چو تاباں شد ؛ منعدم شد ز نور او ظلمات ۱۲۷ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ؛ کہ عجز از درک ادراکست و ادراک ؛ پستی نیستی کی خاک یعنی تمکن کو عالم ہستی مطلق سے کیا نسبت کہ ذات حق کا ادراک اور جمال وجود واجب کا مشاہدہ کرے اسلئے کہا گیا العجز عن درک الادراک ادراک والبحث عن ستر الذات اثبات الذات ۔ تمکن کا انتہائی کمال یہ ہے کہ اپنے اصلی عدم و نیستی سے واقف ہو اور یقین کرے کہ اور اسکی حد عدم و ادراک ہی ہے کیونکہ مدرک حقیقی حق غیر متناہی ہے اور علم و ادراک متناہی ہے ۔ یہ مدرک میں مدرک کی حیرت و استغراق کا مقام ہے یہی ظہور فنائے من لم یکن و بقائے من لم یزل ہے ؎ نزدیکی او مرا کند دور ؛ با سایہ ہم نیشود قرین ؛ خورشید ز سایہ کرد پرہیز ؛ گفتا چومن آیدم تو برخیز ؛ گوید عنان خود چہ تابی ؛ گم شو کہ چو گم شوی بیابی ؛ این نکتہ نمود ما صوام ؛ چوں گم شوم انگہے چہ یابم ؛ حق یہی ہے کہ حق کا عارف حق کا غیر نہیں کیونکہ کوئی حق کا

غیر ہی نہیں ہے سلوک کی انتہا یہی کہ افعال وصفات و ذات اشیاء کو پرتو نور حق میں محو و فانی و مستغرق پائے۔ اور فقر حقیقی فنا فی اللہ حاصل کرے اور بحکم اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا جسکی امانت اُسکو پہنچادے یعنی ہستی کو ہست حقیقی کے حوالہ کردے اور نیستی کو نیست حقیقی کے حوالہ کردے ۱۲۸ سیہ روئی ممکن در دو عالم ؛ جدا ہر گز نشد واللہ اعلم ممکن میں دو جہت ہیں ایک اسکی ذاتی و اصلی نیستی۔ دوسری حق کی ہستی عقل ناقص سمجھتی ہے۔ کہ ممکن نیستی و ہستی ہر دو سے مرکب ہے۔ حالانکہ ترکیب بین الضدین محال ہے۔ ہست ہمیشہ ہست ہے اور نیست ہمیشہ نیست ہے۔ ہست کبھی نیست نہیں ہوتا اور نیست کبھی ہست نہیں ہوتا کیونکہ قلب حقایق محال ہے حقائق الاشیاء ثابتہ ممکن اپنی اصلی و ذاتی نیستی کی سیہ روئی سے ہرگز جدا نہ ہوگا۔ دو عالم میں ہمیشہ نیست و سیاہ رو ہے اگرچہ ہر آن تازہ بتازہ نو بنو ہستی اضافی کی فیضان سے ہست نما معلوم ہوتا ہے مگر وہ اسکی ہستی نہیں حق کی ہستی ہے مسئلہ تجدد امثال جو سابقاً مذکور ہوا اس مسئلہ کے سمجھنے سے یہ مسئلہ بخوبی مفہوم ہوگا۔ حاصل یہ کہ ممکن کی جہت امکانی یعنی نیستی کی سیہ روئی ممکن سے ہر دو عالم میں ہرگز جدا نہ ہوگی کیونکہ ذات شے سے ذاتیات کا انفکاک و جدا ہونا محال ہے اسیطرح ممکن کی جہت ہستی در اصل ظہور وجود واجب بصورت ممکن ہے وہ دائماً باقی ہے امام غزالیؒ نے مشکوٰۃ الانوار میں اہل مکاشفہ کے صفات میں فرمایا ہے فَرَاَوْھَا بِالْمُشَاھَدَۃِ الْعِیَانِیَّۃِ اَنَّ لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ وَکُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ لَا اَنَّہٗ یَصِیْرُ ھَالِکًا فِیْ وَقْتٍ مِنَ الْاَوْقَاتِ بَلْ ھُوَ ھَالِکٌ اَزَلًا وَاَبَدًا لَا یُتَصَوَّرُ اَلَّا کَذٰلِکَ ؛ وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ حق چہ خواست ؛ اینکہ در اعیان ممکن جلوہ است ؛ کل شیء ھالک دانی کہ چیست ؛ ابی اسیری و دست بے باوشمات فی اسیری مخلص مصنف مفاتیح الاعجاز شرح گلشن راز کا ۱۲۹ سواد الوجہ فی الدارین درویش ؛ سواد اعظم آمد بے کم و بیش ؛ الفقر سواد الوجہ فی الدارین سے مراد یہ ہے کہ سالک فنی اللہ اسطرح ہو کہ ظاہر و باطن و دنیا و آخرت میرا سکی پندار ہستی باقی نہ رہے عدم اصلی پر رجوع کرے یہی فقر حقیقی ہے۔ الفقر ذاتہ ھو اللہ یہ مقام اطلاق ذات حق کا ہے فنا و بقا تضادین جمع ہونیکی جگہ یہی ہے تمام عالم اسی اجمال کی تفصیل ہے جیسا کہ گٹھلی میں درخت یہ فقر دو جہاں کی روسیاہی فنائی کلی سواد اعظم ہے جسمیں سب کچھ موجود ہو یعنی اپنے سے میت ہونا بقا باللہ حق کے ساتھ باقی رہنا ہے۔ یہ مرتبہ بجز انسان کامل کے دوسرے کو میسر نہ ہوگا ؎ تا در طریق عشق تو من جاں فشاں شدم ؛ بیجاں شدم و لیک جہاں در جہاں شدم ؛ زاندم کہ با خیم دل و جاں در قمار عشق ؛ از ہر چہ عقل فرض کند بیش ازاں شدم ؛ تا در فنائے ہستی خود نیست آمدم ؛ در عالم بقا بخدا جاوداں شدم ؛ شخص اسکو سمجھ نہیں سکتا اور اسکی کما حقہ تعبیر و تفسیر بھی دشوار ہے ذوق سے متعلق ہے اہل کو اشارہ بھی کافی ہے نا اہل کو طومار دفتر بھی ناکافی ہے۔ انک لا تسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعاء ۱۳۰ چہ میگویم کہ ہست اُس نکتہ باریک ؛ شب روشن میان روز تاریک ؛ مصنف نے راز حقیقت کے نکتہ باریک بیان کرنے میں نہایت کمال نزاکت و دقت و باریکی پیدا کی ہے جو شب روشن و روز تاریک کہا ہے شب روشن سے یہاں نور سیاہ نور ذات و تجلی ذاتی مراد ہے شب کے ساتھ سیاہی و عدم ادراک کیوجہ سے تشبیہ دیگئی اسیطرح شب سیاہ ہے اسیطرح نور ذات بھی مخفی و نامعلوم ہے روشن کہنے کا سبب یہ ہے کہ مظاہر و تعینات کو فنا کرکے اپنی ذات کو ظاہر کرتا ہے روز تاریک سے وہ معنوی انوار و تجلیات اسمائی و صفاتی مراد ہیں جنکو دیدۂ بصیرت سے سالکین دیکھتے ہیں۔ روشن پر انوار ہونیکی وجہ سے اسکو روز کہا اور چونکہ وہ معنوی انوار حجابات و پردہائے حجاب ہیں اسلئے انکو تاریک کہا ہے خواہی کہ

نماند یہاں مومن و کافر ؛ لطفے بکن و پردہ برانداز زرخسار ؛ حقا کہ اگر پردہ زرُوئے تو برافتد ؛ از غیر تو نہ عین تواں یافت آنرا
ثانیاً یعنی بھی ہو سکتا ہے کہ شب روشن سے ذات احدیت مراد ہو شب کہنے کی وجہ تو یہ ہے کہ حسی شب سیاہ ہے و غیر محسوس ہے
اور اسمیں کسی چیز کا ادراک نہیں ہو سکتا اسیطرح ذات احدیت بھی نامعلوم ہے روشن اسلئے کہا کہ ذات اپنے پر آپ ظاہر و روشن
ہے اور روز تاریک سے تعینات و کثرات امکانیہ مراد ہیں کیونکہ وہ دن در روز روشن کیطرح نمودار ہیں اور تاریک کہنے کی وجہ
یہ ہے کہ اگرچہ یہ تعینات نمودار رکھتے ہیں۔ لیکن اپنی اصلیت و حقیقت کے عدم و نیستی کی تاریکی میں ہیں۔ با وجود ظہور مخفی ہیں ؎
ہست عالم نیست ہستی نما ؛ تو وجود مطلقی فانی نما ؛ آنکہ ادنیٰ مینماید ہست اوست ؛ وانکہ نمائست نیست نیز اصل اوست ؛
روغن اندر کوزہ میباشد عدم ؛ دوغ در ہستی برآوردہ علم ؛ ۱۳۱ دریں مشہد کہ انوار تجلی است ؛ سخن
دارم ولے ناگفتن اولی است ؛ مشہد مقام شہود میں سالک کے مصفا قلب پر انوار الٰہی تمام رنگوں سے
متشکل نمایاں ہوتے ہیں اور اسکے دیدۂ دل پر صورت و کیفیت کیساتھ جلوہ گر ہوتا ہے اسی قسم کی تجلی موسیٰ علیہ السلام پر
وادی ایمن کے درخت سے ہوئی تھی۔ اس تجلی کے بہت اقسام ہیں گلشن راز میں اکثر اسی مثالی تجلی کا ذکر ہوا ہے صوفیہ کی
اصطلاح تجلی اول و ثانی یہاں مراد نہیں ہے کیونکہ وہ اصطلاحی تجلی تعین اول و دوم ہے جو تنزلات میں مراد لی جاتی ہے یہاں تجلی
سے غیبی انوار سالکوں کے قلوب پر منکشف ہونا مراد ہے یہ مثالی تجلیات تجدد امثال سے متعلق ہیں ؎ جلوۂ یار ناگزیر ہے ؛
ہر تجلی بر نگ دیگر ہے ؛ اسم البدیع کا اقتضا یہی ہے کہ ہر آن ہی شان کا ظہور ہو کل یوم ھو فی شان اسلئے صوفیہ نے
فرمایا کہ ان اللہ لا یتجلی فی صورۃ مرتین ولا یتجلی فی صورۃ الاثنین اللہ تعالیٰ ایک صورت میں دو یا
دو شخص کی صورت میں ایک ہی شان سے تجلی نہیں فرماتا ایک ہی قسم کی تجلی مکرر نہیں ہوتی اگرچہ تجلیات میں بہت
سخن و گفتگو کا موقع ہے مجال سخن تنگ نہیں ہے مگر چونکہ یہ ذوق و وجدان سے متعلق ہیں بے ذوق اشخاص کے روبرو انکا
ذکر نہ کرنا ہی اولیٰ ہے کیونکہ انکو ذوق و وجدان نہ ہونیسے ان وجدانی امور کا انکار کر کے نقصان پائینگے ؎ تا نگوئی
سلطان را بکس ؛ تا نہ ریزی قند را پیش مگس ؛ گوش آنکس نوشد اسرار جلال ؛ کو چو سوسن ہمہ زبان افتاده لال
۱۳۲ اگرچہ خور بچرخ چارمین است ؛ شعاع نور ذاتش بر زمین است ۱۳۳ اگر خواہی کہ
بینی چشمۂ خور ؛ ترا حاجت فتد با جرم دیگر ؛ جس روشن چیز کی شدت روشنی اسکی رویت سے مانع ہو
اور اسکو دیکھنے والے کے درمیان جبتک تیسری چیز واسطہ نہ ہو تو اس روشن چیز کا دیکھنا ممکن نہیں مثلاً آفتاب
ایسا تیز شدید روشن ہے کہ باوجود چوتھے آسمان پر رہنے کے اسکی شعاع روشنی زمین پر گرتی ہے پس اگر تجکو آفتاب کو دیکھنا
ہو تو دوسرے جسم کی ضرورت ہوگی جو کہ بالکل صاف و شفاف اور اسکے محاذی ہو اور مثل آئینہ کے آفتاب کی
قابلیت رکھتا ہو تاکہ آفتاب کی چمک و روشنی اسمیں آکر اسکی شدت حد تک کم ہو جائے اور اسکی رویت و ادراک میسر ہو ۱۳۴
چو چشم سر ندارد طاقت و تاب ؛ تواں خورشید تابان دید در آب ؛ چشم سر کو رویت آفتاب
کی طاقت و تاب نہیں کیونکہ نور ضعیف نور قاہر و غالب میں مغلوب ہو جاتا ہے اسلئے پانی میں آفتاب کی شدت روشنی
کم اور بہت حد تک ہو جائیگی تو آفتاب کی رویت و ادراک بھی حاصل ہوگا ۱۳۵ از و چوں روشنی کمتر نماید ؛
در او ادراک تو حالے میفزاید ؛ آفتاب کی شدت روشنی اسکے دیکھنے سے مانع ہوتی تھی۔ پانی میں اسکی شدت کم ہو جاتی
ہے تو فی الحال ادراک میسر ہوتا ہے یا حالت و کیفیت و رویت میں افزونی حاصل ہوتی ہے ۱۳۶ عدم آئینہ ہستی است

مطلق ؛ کزو پیداست عکس تابش حق ؛ تمثل مذکور سے معقول چیز کا محسوس چیز پر قیاس کرنا مقصود تھا اسلئے محسوس کی تمثیل کے بعد بیان کیا کہ جسطرح ظاہری آنکھ بلا واسطہ آئینہ و پانی وغیرہ جسم نورانی مقابل کے آفتاب کو دیکھ نہیں سکتی اسیطرح چشم باطن بھی آفتاب وجود حقیقی کو دیکھ نہیں سکتی جبتک کہ اسکے محاذی و مقابل ایسی چیز نہ ہو جو عین نور مطلق کی روشنی کم و بیش حد ہو ؎ کالشمس یمنعك اجتلائك وجهها ؛ فاذا اكتست برقيق غيم املكا ؛ جسطرح آفتاب کا چہرہ بتجہہ ظاہر نہیں ہوتا مگر جب ابر رقیق کا لباس پہنے تو رویت آفتاب ممکن ہے چونکہ اشیاء اپنے اضداد سے ظاہر ہوتے ہیں اور رویت کیلئے رائی و مرئی کے درمیان تقابل و محاذات شرط ہے پس نیستی یعنے اعیان ثابتہ آئینہ ہستی ہے کیونکہ وہ ہستی کی ضد و مقابل ہے ؎ آئینہ آورد مست اے روشنی ؛ تا چو نبینی روئے خود یارم کنی ؛ آئینہ کی چہ باشد نیستی ؛ نیستی بگزیں گر ابلہ نیستی ؛ آئینہ کی خاصیت یہ ہے کہ جیسا آئینہ ہے ویسا ہی عکس نمایاں ہوتا ہے طویل آئینہ میں طویل عکس مدور آئینہ میں مدور عکس بڑے آئینہ میں بڑا عکس چھوٹے آئینہ میں چھوٹا عکس نمایاں ہوتا ہے حالانکہ وہ شخص محاذی جسکا عکس آئینہ میں نظر آتا ہے صرف ایک شخص ہے یہ مختلف عکوس فقط آئینوں کے اختلاف کیوجہ سے ہیں دوسری بات یہ ہے کہ آئینہ ہرگز محسوس و مرئی نہیں ہوتا کیونکہ آئینہ میں تم صورت کو دیکھتے ہو آئینہ کو نہیں دیکھتے ہو تیسری بات یہ ہے کہ آئینہ میں جو صورت نظر آتی ہے اس صورت کا آئینہ متصف نہیں ہوتا کیونکہ ہم یہ نہیں کہتے ہو کہ یہ آئینہ ہی وہ صورت ہے یا وہ صورت خود آئینہ میں ہے ۔ بلکہ وہ صورت ظاہر ہونے و نظر آنیکا سبب و ذریعہ آئینہ ہے ایسا ہی عدم یعنے اعیان ثابتہ و صور علمیہ جنکو حکماء اہلیات ممکنہ کہتے ہیں مثل آئینہ کے ہیں جنمیں ہستی مطلق یعنے حق کا وجود اپنی صورتوں و نیک و بد احکام کے موافق ظاہر ہے وہ اعیان ظاہر میں محسوس نہیں حسبسابق معدوم ہیں اور چونکہ آئینہ صورت سے متصف نہیں ہوتا اسیطرح اعیان بھی وجود سے متصف نہیں ۔ اعیان کے آثار وجود میں ظاہر ہونیسے یہ اشتباہ ہوتا ہے کہ شاید اعیان موجود ہوئے ہیں جیسا کہ آئینہ کی کجی و درازی وغیرہ صورت منعکسہ میں ظاہر ہونیسے یہ کہنا صحیح نہیں کہ آئینہ خود محسوس و مرئی ہو رہا ہے بلکہ آئینہ کے رنگ و طول و عرض و کجی و راستی وغیرہ احکام و آثار سے وہ صورت نمایاں و ظاہر ہے اسیطرح اعیان ثابتہ ممکنات کے اپنے اصلی عدم اضافی پر قائم ہیں وجود خارجی کے اعتبار سے معدوم ہیں وجود علمی و ثبوت علمی رکھتے ہیں یعنے علم حقیقی ثابت ہیں ہرگز وجود خارجی سے موجود نہیں ہوئے الاعیان الثابتة ماشمت رائحة الوجود اصلا ؎ کسیکہ در دو جہانش نہ ذات ہست و نہ اسم ؛ وجود یافتش نوعے از محالات ست ؛ کسکے نخست نہ جوید ز لوح ہر دو جہان ؛ نشان و نام کسے را کہ محو مالذات ست ؛ صوفیہ کے پاس اعیان ثابتہ یعنے صور علمیہ جعل جاعل سے مجعول و مخلوق نہیں ہیں ۔ متکلمین اعیان ثابتہ کو مخلوق کہتے ہیں کیونکہ وہ اہلیات ممکنات یعنی اعیان ثابتہ کو صور علمیہ نہیں کہتے ہیں نہ ہرگز مخلوق نہ کہتے نہ سمجھتے اسلئے کہ غیر مخلوق و مجعول وہ چیز ہے جو خارج میں موجود ہو اعیان ثابتہ تو معدوم ہیں انکو وجود خارجی ہی نہیں ہے ۔ حق کا وجود ان اعیان ثابتہ صور علمیہ اہلیات ممکنہ یا عدم کیصورتوں سے ظاہر ہوا ہے جو کچھ عیب و نقصان وجود میں نظر آتا ہے وہ ان آئینوں کا ہے خلاصہ کلام یہ کہ عدم اعیان ثابتہ و اہلیات ممکنات ہستی مطلق یعنے وجود حق کے آئینہ ہیں جنمیں عکس تابش خورشید وجود حق انکی قابلیت و استعداد کے موافق ظاہر ہے انکے آثار و احکام وجود میں ظاہر ہوئے ہیں ۔ اعیان ثابتہ بحالہا معدوم ہیں موجود نہوئے ۔ اصطلاحاً کاشی نے اسکو مسئلہ غامضہ کہا ہے جسکو میں نے اسی کے حاشیہ (۳۴) درج کیا ہے ۵۱۲ عدم چون آگشت ہستی را مقابل ؛ در و عکسی شد اندر حال حاصل ؛ عدم یعنے اعیان ثابتہ بوجہ عدمیت کے ضد ہستی کا ضد و مقابل ہے اس مقابلے کے واسطہ سے آئینہ عدم میں جو وجود حق کا عکس حاصل ہو گیا اور آئینوں کا اثر ہے کیونکہ وجود حق ایک حقیقت ہے حق کے عکوس متکثرہ مختلف

شکل رصورت ہا نمایان ہوئے ۔ در آگاہ کرد ہزاراں ہزار دید + در خود نگاہ کرد ہمہ چیز یکے نبود + در ہر آئینہ بود در خور خود دید +
چوں جملہ را رنگ خود آورد در وجود ۔ ۱۳۸ شد آں وحدت ازیں کثرت پدیدار ۔ چو یکے را چوں شمردی
کثرت پیدا ۔ وحدت حقیقی حق یعنی حق مطلق اس کثرت سے آئینوں کے یعنی اعیان ثابتہ کے صورت
ذاتیہ جو ظلال اسماء کو ہیں ظاہر ہوئے جسطرح ایک کو دو بار گننے سے دو اور اسی ایک کو تین بار گننے سے تین اور چار بار
گننے سے چار ہوتے ہیں بحسب ان گننے سے اعداد کثیرہ ہو جاتے ہیں مگر وہ ایک کی حقیقت یکتائی میں فرق نہیں آتا ایک ایک ہی
رہتا ہے نہ متکثر ہوتا ہے ۔ ہر بار ایک بار شمار کرنے سے خاص ہفت وخاص عدد کا نام پیدا ہوتا ہے لیکن وہ ایک ہر گز خاص بدلتا
ہے گر سے ہفت اور ہفت سے دہ ۔ دہ سے ہفتاد و سہ یکے ۔ ۱۳۹ عدد گرچہ یکے دارد بدایت ۔ ولیکن نبود بے
ہر گز خاص ہوتا ہے ۔ تمام اعداد کی ابتداء ایک سے ہوئی ۔ اسی ایک کو بار بار شمار کرنے سے مختلف اعداد کثیرہ کی شکل وصورت
میں ہر ایک ظہور کرتا ہے ۔ وما الوجه الا واحد غیر انه ۔ اذا انت اعددت المرایا تعددا ۔
ہاں ہر آئینہ میں ہر آئینہ یعنی ہر آئینہ + روئے دگر نمایند اے جاں ہر آئینہ + جسطرح کہ ایک خود تو عدد نہیں بلکہ ایک کو تکرار کرنے سے انتہا
اعداد ہیں ہر ہر عدد میں ہر ایک موجود ہے بلکہ اس عدد کا عین ہے ۔ مثلاً ایک کو دو بار کہنے سے دو تین بار کہنے سے تین ہزار بار کہنے سے
ہزار ہر ایک میں موجود ہے اسی طرح ہر عدد میں ہر ایک کا ایک باقی ہے ہزار میں سے ایک کم کرو تو ایک کم ہزار دو کم کرو تو دو کم ہزار ایسا ہی جمیع
مراتب عدد میں ہے مگر ایک تو ہر عدد میں موجود و باقی ہے اسیطرح نور وجود مطلق حق واحد ہے مگر عدد مخفی عالم کے ہر ایک فرد مقید و معین
میں باعتبار ظلمت کے ظہور کرتا ہے ۔ ہر ظلمت کو ایک نور مقید عنایت ہے چونکہ نور کی کمال رویت ظلمت میں ہوتی ہے تو کون کی
کمال رویت کے لیے ظلمت کا ہونا ضروری تھا لہٰذا ایجاد و تخلیق عالم کی محبت خواہش ہوئی تاکہ اس عالم کی ظلمت عدم میں اپنے نور مطلق
کی کمال رویت حاصل ہو اسلئے عالم کو پیدا کیا جو در اصل ۔ آپ اپنے دیکھنے کے واسطے + آئینہ مہیا فرمایا ۔ فاحببت
ان اعرف فخلقت الخلق کا یہی مطلب ہے اور نور مطلق کے شئونات ذاتیہ بے انتہا ہیں ہر ایک شان کو دیکھنے کیلئے ایک
ایک عالم ظہور کیفرورت ہوئی اسیطرح بے انتہا مظاہر و مجالی پیدا کئے گئے یہی سر ایجاد عالم ہے جو علی الدوام عوالم مختلفہ
ابد الاباد تک پیدا کئے جائینگے ۔ آئینہ ساخت عالم و خود را بخود نمود + عکس جمال اوست بخان و عیاں کہ ہست + چوں جمن او
بنقش جہاں کرد جلوہ + ظاہر نمود ایں ہمہ کون و مکاں کہ ہست + کو نام و کو نشاں نہ ز غیر و کجا ست غیر + یار است ظاہر از ہمہ
نام و نشاں کہ ہست + ۱۴۰ عدم در ذات خود چوں بود صافی + از و باظاہر آمد گنج مخفی + عدم یعنی
اعیان ثابتہ اپنی ذاتی اعتبار سے نقش ہستی سے صاف و پاک ہیں نیستی کی صفائی سے متصف ہیں چونکہ ہستی کو بجز ہستی کے کوئی چیز مظہر
نہیں کر سکتی اسلئے گنج مخفی یعنی ہستی مطلق جسکا ظہور ہوئی اسلئے مرشدین مریدین کو نفی خواطر اغیر سے دل کو خالی کرنیکا
حکم کرتے ہیں تاکہ بواسطہ نیستی ہستی حق کی قابلیت پیدا ہو اور حقنما ہو جائے ۔ آئنہ او بے نقش و سادہ سینہ شد + نقشہا ئے غیب
آئینہ شد + آئینہ دل چوں شد صافی و پاک + لقشہا بیند برون از آب و خاک + ہم بہ بیند نقش و ہم نقاش را + فرش و دولت را و ہم
فراش را + ۱۴۱ حدیث کنت کنزاً لا اعرف وخواں + کہ تا پیدا بخلق سر پنہاں کنت کنزاً مخفیاً
فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق ذات حق ہستی مطلق اپنی کمال اوحدیت میں مخفی تھی ۔ ظہور کلی تجلی شہودی یعنی ظہور حق بصورت
اعیان ثابتہ پر موقوف تھا ظہور تفصیلی اسیوقت ممکن ہے کہ حق اپنے تمام شئونات کے ساتھ ظاہر ہو اور یہ ظہور بغیر مظاہر کے ممکن نہ تھا ۔
فخلقت الخلق اسلئے خلق کو پیدا کیا ۔ افحسبتم انما خلقناکم عبثاً اور شہود اجمالی میں ان اللہ لغنی عن العالمین

اور شہود تفصیلی میں یا ابن آدم انا بحقی لک محب فبحقی علیک کن لی محبا۔ از محبت گشت ظاہر ہر چہ ہست
واز محبت میتماید نیست ہست ✤ ناز معشوقی تقاضائے نیاز ✤ کرد پیدا تا نماید جملہ راز ✤ از نیاز ما ست ناز او عیان ✤ می کند احببت
این معنی بیان ✤ آنکہ معشوقیت از وجہ دگر ✤ عاشقش میگو اگر داری خبر ✤ **۱۴۲ عدم آئینہ۔ عالم عکس انسان**
✤ چو چشم عکس در وے شخص پنہاں ✤ عدم اعیان ثابتہ و۔ عالم وہ چیز جس سے وجود حق کا علم حاصل ہو۔ اعیان ثابتہ
وجود حق کا آئینہ ہے اور عالم وجود حق کا عکس ہے جو بواسطہ اتقابل عدم کے آئینہ میں ظاہر ہوا ہے اس عکس کو ظل بھی کہتے ہیں کیونکہ
بسطرح ظل نور سے ظاہر ہوتا ہے نور نہ ہو تو عدم ہے اسیطرح عالم بھی نور وجود حقیقی سے پیدا اور روشن ہے ورنہ اپنی ذات سے عدم اور ظلمت
ہے الم تر الی ربک کیف مد الظل کیا تو نے دیدہ محبت سے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے وجود اضافی کو وجود حقیقی کا ظل و
پرتو سے اعیان ممکنات پر کسطرح دراز و کشادہ کیا جبکہ عالم عکس ٹھیرا تو اس عکس کی آنکھ انسان ہے جسطرح آنکھ سے تمام اشیاء دیکھے جاتی ہیں
اسیطرح اسرار الٰہی و معارف حقیقی انسان سے ظاہر ہوتے ہیں اور مقصود آفرینش عالم بھی انسان سے حاصل ہوتا ہے اور انسان میں
(جو چشم عکس عالم ہے) شخص پوشیدہ ہے وہ شخص جو آئینوں کے مقابل میں ہے مقتضائی ہے کیونکہ حق انسان العین ہے یعنی چشم عکس
کی سر مک چشم ہے اور کمال لطافت سے وہ شخص اس چشم عکس میں پوشیدہ ہے دکھائی نہیں دیتا ✤ رخ دلدار را نقاب تویی ✤ چہرہ را یا
مزاحجاب تویی ✤ تو پوشیدہ است مہر خشن ✤ ابر بر روئے آفتاب تویی ✤ **۱۴۳ تو چشم عکسی و او نور دیدہ ست** ✤ **بدیدہ**
دیدہ را دیدہ دیدہ ست ✤ انسان چشم عالم ہے جو وجود حق کا عکس ہے اور حق نور چشم عالم ہے یعنی انسان کی انسان العین (آنکھ کی
پتلی ہے) کوئی شخص جب کسی صاف و شفاف آئینہ میں دیکھتا ہے تو اس شخص کا عکس آئینہ میں نظر آتا ہے طبیعی شخص کی صورت ہے ویسی عکس کی
صورت ہوگی اصل شخص کیصورت میں جو کچھ ہوگا عکس کیصورت میں بھی وہ سب کچھ ہوگا اصل صورت کو آنکھ ہے تو عکس کی صورت کو بھی
آنکھ ہوگی۔ اور جسطرح اصل صورت کی آنکھ میں عکس کیصورت منطبع ہوگی اسیطرح عکس کی آنکھ میں بھی اصل شخص کیصورت منطبع
ہوگی۔ انسان جو چشم عالم اور وجود حق عکس ہے اس انسان کی آنکھ میں جو صورت منطبع ہوئی ہے وہ صورت منطبعہ کو بھی آنکھ ہے اور جسطرح
اصل صورت کی آنکھ اپنے عکس کیصورت کو دیکھتی ہے چشم عکس بھی دیدۂ اصل سے وہی اصل کو دیکھتی ہے پس مصرع دوم کا حاصل
یہ ہے کہ دیدہ کیا تھا (جو چشم عکس ہے) دیدہ کو یعنی نور دیدہ جو مرمک چشم عالم (حق) کو دیکھا ہے یعنی انسان کیا تھا حق کو دیدۂ حق نے
دیکھا اور آئینہ اپنے سے اپنی خود دیکھا ہے۔ ✤ چشم من چون نیست بر جمال خود نگراں ✤ چرا جمال خود از من ہمیکنی پنہاں ✤ چو حسن روئے تو
گل ندید جز بچشمت ✤ پس از چہ روئے من خستہ گشتہ ام حیراں ✤ چگونہ غیر تو بیند کہ غیر تو نیست ✤ بدانسبب کہ تویی عین جملہ اعیاں
یہ عجیب نکتہ ہے کہ ایک وجہ سے حق انسان العین عکس چشم (آنکھ کی پتلی) ہے اور ایک وجہ سے انسان انسان العین ہے۔ چونکہ
عالم سمہ انسان کے جو بمنزلہ چشم عالم ہے ایک شخص ہے جو انسان کبیر سے موسوم ہے اور انسان (اس اعتبار سے کہ تمام عالم کا خلاصہ
ومنتخب ہے) ایک جہان علیحدہ ہے فی الواقع جو نسبت حق کو انسان سے ہے وہی نسبت انسان کو جہان کیساتھ ہے۔ اسلئے فرمایا کہ
۱۴۴ جہان انسان شد و انسان جہانے ✤ ازیں پاکیزہ تر نبود بیانے ✤ یعنی جہان سمہ انسان
کے انسان کبیر ہے اور انسان جو تمام عالم کا خلاصہ و منتخب ہے ایک علیحدہ جہان ہے اور جسطرح حق انسان میں ظاہر ہوکر اسکی آنکھ
بنکر اپنی آنکھوں سے اپنا مشاہدہ کیا ہے اسیطرح انسان جہان میں پیدا ہوکر چشم عالم بنکر خلوت خود میں مفصل مشاہدہ کیا۔ خلاصہ یہ کہ انسان
اسم اللہ کا مظہر ہے اسم اللہ جامعیت کی حیثیت سے تمام اسماء پر شامل ہے اور تمام اسماء میں دراصل وہی اسم اللہ ظاہر ہے۔
انسان کی حقیقت جو اسم اللہ کی مظہر ہے تمام مراتب عالم پر شامل ہے۔ تمام عالم حقیقت انسانی کے مظاہر ہیں ان سب مظاہر

میں انسان ظاہر ہے کیونکہ ہر ایک تعین ایک ایک اسم الٰہی کا مظہر ہے اور تمام اسمائے الٰہیہ اسم اللہ کے تحت میں ہیں جو جامع تمام اسماء و صفات کا ہے پس تمام مراتب و تعینات کے حقائق حقیقتِ انسانی کے تحت میں مندرج ہوگئے اسی جہت سے مجموعۂ عالم مفصل الرحمٰن کبیر سے موسوم ہے اسلئے کہ حقیقت میں تمام عالم کی صورت انسان ظاہر ہے اسی جامعیت کی وجہ سے انسان خلیفۃ اللہ ہوا کیونکہ خلیفہ مستخلف کی صورت پر ہوتا ہے فرمودہ ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ کا یہی مطلب ہے پس حقیقت انسانی حق کا آئینہ و مظہر و مجلی ہے جو جمیع مراتب جسمانی و روحانی کا جامع ہے اور تمام حقیقت انسان کامل کا آئینہ ہے جو انسان مجمل کی تفصیل ہے جبکہ سالک واصل فنا فی اللہ سے بقا باللہ کے مقام کو پہنچکر حق کیساتھ حق سے جانب خلق سفر ثالث کریگا اور خود نہ رہیگا تو احکام و تفصیل سب کچھ وہی ہوگا ؎ شد نقش موج ما در یا عیاں ✤ انچہ در عالم وجود یا نی منم ✤ چوں ظہور جملۂ اسما بمامست ✤ مظہر اوصاف رحمانی منم ✤ ہر دو عالم شد بنور ما عیاں ✤ اصل ہر پیدا و پنہانی منم ✤ نیست عالم در حقیقت جز طلسم ✤ گنج بے پایاں اگر دانی منم ✤

۱۴۵ چونیکو بنگری در اصل ایں کار ✤ ہم او بینندہ ہم دیدہ است و دیدار ✤ جبکہ تو اس معاملہ یعنی حق مطلق میں غور و تامل کریگا اور دیکھیگا تو معلوم ہوگا کہ دیکھنے والا شخص اور دیدہ یعنی انسان اور دیدار یعنی دیکھی ہوئی صورت عکس بلکہ آئینہ یعنی اعیانِ ثابتہ سب ہی ایک حق ہے جو ان تمام صورتوں سے ظاہر و ہر ایک جگہ تجلی دیگر جلوہ گر ہے کیونکہ تجلی اقدس میں اعیانِ ثابتہ کی صورتوں سے جو صور مقولہ اسمائے الٰہیہ میں جو علم حقیقی میں ہیں) صفت قابلیت سے ظاہر ہوئے اور تجلی اقدس جو غیبی شہودی ہے۔ ان اعیان کی صورتوں سے انکی قابلیت و استعداد کے موافق عین میں جس وہی ظاہر ہے ؎ ہر دم بصورتے جلوہ داشت ✤ زاں کند نقش مختلف پیدا ✤ ہر دم از کوئی سر بروں آرد ✤ روئے دیگر نماید او ہر جا ✤ یہ مقام احدیت الجمع مقام محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو حقیقتِ وحدانیت مقام فردانیت میں ظاہر ہوئی۔ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ۔ جو نکہ امور کثیفہ کا ثبوت و استحکام دلائل ثقلیہ سے متعلق ہے اسلئے فرمایا

۱۴۶ حدیث قدسی اینمعنی بیاں کرد ✤ فبی یسمع وبی یبصر عیاں کرد ✤ اس شعر میں جس حدیث کیطرف اشارہ کیا گیا ہے بخاری میں موجود ہے اس حدیث سے صوفیۂ کرام مسئلہ قرب نوافل و قرب فرائض ثابت کرتے ہیں قرب نوافل وہ ہے کہ سالک سے صفاتِ بشری دور ہوں اور اسمیں صفاتِ حق کا ظہور ہو اس حالت میں سالک بحکم خدا مردہ کو زندہ کرتا ہے زندہ کو مردہ کرتا ہے اور اپنے تمام بدن سے سنتا اور دیکھتا ہے نہ کہ فقط کان اور آنکھ سے بلکہ ہر ہر بال میں قوت سماعت و بصارت پیدا ہوتی ہے اسلئے دور دراز کی چیز و نحو دیکھتا اور سنتا ہے اسیطرح ہر صفت سالک کی بے قید اور صفاتِ حقیقی فنا ہوتی ہے۔ قرب فرائض وہ ہے کہ بندہ بالکل جمیع موجودات کے بلکہ اپنے نفس کو سمجھنے سے بھی فانی ہو جائے بجز وجود حق سالک کی نظر میں کوئی باقی نہ رہے۔ ذات حقیقی سالک کا فنا ہونا اسیکو کہتے ہیں غرض یہ کہ حدیث مذکور کا مطلب یہی ہے کہ حقیقت میں دیدہ اور بیننده وغیرہ وہی حق ہی حق ہے کیونکہ انسان حقیقت میں اعضاء و جوارح و ارواح و قویٰ کا نام ہے ان سب کو حق نے اپنی طرف منسوب کیا تو سب اللہ ہی ہے ؎ نامیست زمن بر من و باقی ہمہ اوست۔ بقا بعد الفنا و یہی مقام ہے اطعنی ابعلک مثلی ولیس مثلی ولیس کمثلی میری اطاعت کرو تجکو مجھ جیسا کروں گا حالانکہ تو میرا مثل ہے نہ میرے مثل کا مثل ہے ؎ ایں سعادت ہر کرا در بر گرفت ✤ خاک پایش را فلک بر سر گرفت ✤ ہر کہ او از خود بکلی وا رست ✤ نادرش دُرّے ازیں دریا بدست ✤ خود محبت فارغ از ما و من است ✤ ہر کہ او را دوست خود آں دشمن است ✤

۱۴۷ جہاں را سر بسر آئینہ داں ✤ بہر یک ذرّہ دو صد مہر تاباں ✤ تمام جہاں اجتماعی حیثیت سے ایک آئینہ ہے جسمیں حق اپنے تمام شئونات و تجلیات

ولہور اسماء وصفات سے مفصلاً جلوہ گر ہے۔ ثانیاً جہاں کا ہر ایک ذرہ بھی ایک آئینہ ہے جس میں اسکی قابلیت کے موافق حق کی تجلی ہوتی ہے یعنی ہر ایک ذرہ میں ایک ایک اسم و صفت و شان الٰہی کی صورت نظر آتی ہے اور یہ مانی ہوئی بات ہے کہ اسماء جزئیہ و کلیہ الٰہیہ سے ہر ایک اسم جمیع اسماء کیساتھ متصف ہے کیونکہ تمام اسماء ذات احدیت کے ساتھ ایک دوسرے سے متحد ہیں۔ صرف تعینات صفاتی کی وجہ سے ایکدیگر سے ممتاز و جدا ہیں اور تمام صفتیں و نسبتیں ذات کو لازم ہیں۔ ذات سے منفک و جدا نہیں پس ہر ایک ذرہ و ہر ایک چیز میں تمام جہاں و تمام چیزیں موجود ہیں چنانچہ دانۂ خردل میں بھی تمام جہان موجود ہے لیکن خردلی تعین و تشخص جملہ جہاں ظاہر ہونیکو مانع ہے اسکو سر تجلیات کہتے ہیں جس سے عارف ہر ایک شئی میں جملہ اشیاء کو دیکھتا ہے حاصل یہ ہے کہ جہان سر بسر یعنی مجموعی حیثیت سے تمام جہان وجود حق کا آئینہ ہے۔ اس آئینہ میں بجمیع شئونات حق نظر آتا ہے اور ہر ذرہ کے اندر سیکڑوں یعنی بکثرت آفتاب تاباں پوشیدہ ہیں کیونکہ وجود حق ایک ہے قابل تجزی نہیں سارے کمالات اس وجود کے تابع ہیں اور جس طرح آسمان و ستارے و زمین و عقول و نفوس اس حقیقت حق کے مظہر ہیں اسیطرح ذرہ بھی اسی حقیقت کا مظہر ہے لیکن اسکا تعین ظہور کمالات میں اسکا مانع ہے کیونکہ ہر شئے کی قابلیت کے مطابق حق کا ظہور ہوتا ہے صحرا تاباں سے کثرت مراتب و درجہ سوا ذرہ تاباں ہے جس سے اس ہر اسم الٰہی کا مظہر موجود و منور ہوا ہے ۔ جمال [illegible] ہر ذرہ [illegible] نمایاں ہو کیونکہ حق واحد و کل متحد الحقیقت ہیں مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفَاوُتٍ کے اعتبار سے ظہور ذات میں [illegible] اسلئے فرمایا ۱۴۸ اگر یک قطرہ دل ریشگافی ✤ بروں آید ازو صد بحر و کانی ✤ اگر ایک قطرہ کا دل شگافتہ کیا جائے اور قطرہ کا تعین و تشخص و قید خودی دور ہو جائے تو سو بلکہ ہزاروں بحر و کان اسمیں ظاہر ہو جائے کیونکہ قطرہ و دریا سرود کی حقیقت ایک ہے اور تعین کی کدورت جو تھی رفع ہو جائے صاف دریا ظاہر ہوگا ۔ ۱۴۹ ہر ذرہ کہ از دشت و خاک است ✤ از تنگری راست ✤ ہزاراں آدم اندروے ہویدا ست ✤ جبکہ انکی و اسفل کی حقیقت ایک ہے اور جزو کل میں ظہور حق یکساں ہے اور اسکی تجلیات غیر متناہی ہیں۔ خاک نہایت پستی میں ہے صفات کمال کا اسمیں ظہور نہیں۔ اسمیں جہل و کثافت ہے حالانکہ آدم خلاصۂ موجودات اور جامعیت کے اعتبار سے سب سے اعلیٰ و اتم ہے۔ اور باوجود اس بعد و عدم مناسبت کے جو بظاہر خاک کو آدم کیساتھ ہے اس خاک کے اجزاء سے ہر ایک جزو میں اگر نظر حقیقت سے دیکھو اور واقع میں جیسا ہے ویسا سمجھو تو اس خاک کے ہر ایک جزو میں ہزاروں آدم بالقوہ ظاہر و پیدا ہیں اور ممکن ہے کہ بالفعل موجود بھی ہو جائیں کیونکہ سب کی حقیقت ایک ہے وہی ایک حقیقت بشکل جملہ عالم اپنی قابلیات و استعدادات کے مطابق ظاہر ہے ؎ تفاوت درہا را بود نے درحسن رخسارش ✤ ازیں رو در نزل حسنش گہے بیش است و گاہے کم ✤ چونکہ اتحاد ذاتی میں چھوٹے ہونے اور بڑے ہونے کو کوئی دخل نہیں ہے اسلئے فرمایا ۱۵۰ باعضا پشہ ہمنگ پیل است ✤ و در اسماء قطرہ مانند نیل است ✤ اعضا کے لحاظ سے مچھر ہاتھی کے برابر ہے جو اعضا ہاتھی کو ہیں مچھر کو بھی ہیں۔ نام کے اعتبار سے قطرۂ آب بھی دریائے نیل کے مانند ہے کیونکہ قطرہ کا نام بھی پانی نیل کا نام بھی پانی ہے ہر ذرہ بلکہ جزو لایتجزی بھی جملہ مراتب عالم پر بالقوہ شامل ہے کیونکہ سب کی حقیقت ایک ہے۔ ۱۵۱ دروں خانہ صد خرمن آمد ✤ جہانے در دل ✤ [illegible] ارزن آمد ✤ ایک دانہ میں یہ استعداد ہے کہ اگر اسکو زمین میں بوکر محنت و خبر گیری کریں پھر جو پیداوار ہو اسکو پھر بوتے رہیں اسیطرح محنت کئے جائیں تو صد خرمن بلکہ بیحد خرمن حاصل ہو سکتے ✤ از سبب بازیش من سودائیم ✤ وز خیالاتش چو سودا مبتلائیم ✤ سودائی حیران یعنی خیالی وہمی چونکہ حق کی صحت مطلقہ قابل تجزی و تقسیم نہیں ہے محدود ترین و

ضعیف ترین چیز میں بھی حقیقت حق کا ظہور ہے اسلئے فرمایا ۱۵۲ بہ پرّ پشہ در جائے جانے ✤ درون نقطہ چشم آسمانے ✤ تمام اشیاء کی جان حقیقت میں حق ہے۔ پھر کا پر بھی اسکے فیض شامل کامل سے خالی نہیں۔ آنکھ کی کا نقطہ (یعنی آنکھ کی تل) میں آسمان ہے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی فرمایا ✤ فلیست اعرف من شیء حقیقۃ ✤ وکیف ادراکہ وانتم فیہ ✤ ۱۵۳ بداں خسروی کہ آمد حبر دل ✤ خداوند دو عالم را منزل ✤ جہ دل نقطہ خون سیاہ یعنی سویدائے قلب (جس سے فیضان حیات تمام اعضاء کو پہنچتا ہے) باوجود اسقدر چھوٹائی کے منزل خداوند عالم ہے اور انتم العدل کا مظہر ہے بدن و نفس و جمیع قوائے نفسانی و روحانی کا اعتدال اسی دل سے متعلق ہے اذا صلحت الجسد کلہ و اذا فسدت الجسد کلہ الا وھی القلب مراتب وجود میں دل کے سوائے کوئی چیز ظاہر و باطن کے احکام کی جامع نہیں ہے ظاہر و باطن کے درمیان احدیت الجمع کی صورت ہے اسلئے جمیع شئونات الٰہی کا مظہر ہے انسان کمالات اور اسکی جامعیت اسی دل کیوجہ سے ہے ؎ درحقیقت داں کہ دل شد جام جم ✤ مینما یدا ندرو ہر بیش و کم ✤ دل بود مرآت وجہ ذوالجلال ✤ در دل صافی نمایدحق جمال ✤ حق نگنجد در زمین و آسمان ✤ در دل مومن بگنجد ایں بداں ✤ ملک دل راکس ندیدہ غایتے ✤ در احاطہ حق دل آمد آیتے ✤ مظہر شان الٰہی دل بود ✤ مظہر شانش کما ہی دل بود ✤ چونکہ دل ظاہر و باطن ہونیکی وجہ سے مجمع اضداد و متقابلات ہے اسلئے فرمایا ۱۵۴ در و در جمع گشتہ ہر دو عالم ✤ گہے ابلیس گہ در گاہ آدم ✤ حسب قابلیت دل میں جلالی و جمالی اسماء کا ظہور ہوتا ہے کبھی بروجہ غلبہ اسمائے جلالیہ ابلیس بنجاتا ہے کیونکہ ابلیس اسمائے جلالیہ کا مظہر مخصوص ہے کبھی بمقتضائے اسمائے جمالیہ آدم بنجاتا ہے کیونکہ آدم میں صفات جمالی غالب ہیں۔ پس قلب ہمیشہ منقلب ہوتا رہتا ہے۔ دو گھڑی کیلئے بھی ایک حال پر نہیں رہتا ہے ؎ ہست در ہر گوشہ اش صد تنگدہ ✤ ہر طرف صد کعبہ و صد سومعہ ✤ گہ بطوف عالم علوی رود ✤ گہ تماشا عالم سفلی بود ✤ گہ مجرد میشود گہ منطبع ✤ گاہ واصل گردد و گہ منقطع ✤ گاہ محض عقل باشد گاہ نفس ✤ گہ ملک میگردد و گہ دیو خس ✤ چونکہ ہر جمال کو جلال اور ہر جلال کے پس پردہ جمال ہوتا ہے اسلئے فرمایا ۱۵۵ ببیں عالم ہمہ در ہم سرشتہ ✤ ملک در دیو شیطاں در فرشتہ ✤ دیکھو کہ سارا عالم آپس میں ملا جلا ہوا ہے چنانچہ دیو میں فرشتہ ہے کیونکہ ہر شخص کے ہمراہ فرشتہ ہے اور فرشتہ میں شیطان چنانچہ مشہور ہے کہ فرشتوں کے درمیان شیطان تھا یا عالم آفاق و انفس میں عقل و نفس و روح و طبیعت ایک دوسرے پر مرتب ہیں نہیں جدائی نہیں یہ سب ذات واحد مطلق مستجمع جمیع اسمائے جلالی و جمالی کی ذات کا اقتضاء ہے جب ظہور کے موافق تمام شئون سے تجلی فرماتا ہے ہر شان و ہر ظہور کا ایک مظہر خاص ہے۔ اور از روئے اتحاد ذاتی ہر ایک اسم جملہ اسمائے الٰہیہ پر شامل ہے اور جو کچھ وجود میں داخل ہوا عین کمال ہے الخیر فیما وقع اور جو کچھ جیسا ہونا تھا ویسا ہی ہے اور جیسا ہونا تھا وہ نہیں ہے ؎ ہر چہ تو بینی ز سفید و سیاہ ✤ بر سر کار ست دریں کارگاہ ✤ چند کہ شوست با فسانہ در ✤ بلبل کنجست بویرانہ در ✤ ہر چہ دریں پردہ نشانیش ہست ✤ در خور تن قیمت جانیش ہست ✤ گرچہ نہ بحر تو گہر کم اند ✤ چوں تو ہمہ گوہری عالمند ✤ چونکہ مراتب وجود باہم مرتبط ہیں اسلئے فرمایا ۱۵۶ ہمہ باہم بہم چوں دانہ کو بہ ✤ ز مومن کافر و مومن ز کافر ✤ خیر و شر و نفع و ضرر مثل گندم و شر باہم مرتبط ہیں۔ غلہ موجب لطافت گل ہے اور گل سبب وجود غلہ۔ مومن سے کافر جیسا کہ نوح علیہ السلام سے کنعان اور کافر سے مومن جیسا کہ ابوجہل سے عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی۔ مردہ سے زندہ نکلتا ہے

رات سے دن دن سے رات عقل سے نفس نفس سے احسام لطیفہ اور لطائف سے کثائف بسائط سے مرکبات اور سب سے آخر مرکب انسان جو اکمل و اجمع و خلاصۂ تمام عالم ظاہر ہوتا ہے ۔ کفر و ایمان قرین یک دگر اند ۔ ہر کہ آگہ تر یقیں ایمان تر است ۔ چونکہ مراتب عالم میں کیے بعد دیگرے گزرنے سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے خدا کے علم حضوری میں سب وقت واحد میں حاضر ہے انکے اختلاف تقدم و تاخر ظہور سے علم حقیقی اختلاف نہیں ہو سکتا اسلئے کہا ۱۵۷ بہم جمع آمدہ در نقطۂ حال ۔ ہمہ دور و زمان دونو مہ و سال ۔ نقطۂ حال حضرت الٰہی ہے جو معنوی امتداد کے سب سے اسکو آن دائم و وقت دائم کہتے ہیں مرتبہ کے لحاظ سے غیب مطلق کی انتہا مانی ہے اور شہادت مطلق کی ابتدا مستقبل ہے جو سب بلا لحاظ تقدم و تاخر نقطۂ حال میں دفعۃً واحدۃً حاضر ہیں ۔ ازلسے ابد تک دور گزشتہ و آیندہ کے تقدم و تاخر کی نسبت سے اس حضرت الٰہیہ میں کوئی فرق نہیں جو سب اوّل و آخر علم حقیقی برابر ہیں اسلئے فرمایا ۱۵۸ ازل عین ابد افتاد با ہم ۔ نزول عیسیٰ و ایجاد آدم ۔ ازل و ابد یعنی موجودہ اشیاء کی اوّلیت و آخریت علم حقیقی ساوی ہے حضور ازلی و ظہور ابدی میں کوئی فرق نہیں تمام وقائع و حوادث ماضیہ و مستقبلہ دفعۃً واحدۃً علم حقیقی حاضر ہیں جیسا کہ ایجاد آدم و نزول عیسیٰ بن مریم ہر دو علم الٰہی میں وقت واحد میں حاضر ہیں ایک کی سلوکیت دوسرے پر سابق و متقدم نہیں ہے ۔ آنچہ رفت و آنچہ ہست و آنچہ آید ۔ ہمہ داند چنانکہ می باید ۔ دور و نزدیک و آشکار و نہاں ۔ ہمہ در علم او مساوی داں ۔ جزوی و کلی و قلیل و کثیر ۔ نیست پوشیدہ بر علیم و خبیر ۔ چونکہ شان الٰہی و امر تدبیری دوری ہے فرمایا ۱۵۹ ز ہر یک نقطہ زیں دور مسلسل ۔ ہزاراں شکل میگردد مشکل ۔ (فیض) مبدء فیاض سے وجود کا سیر نزولی سے مراتب اعلیٰ و اسفل پر تنزل کرتا ہوا سب سے آخر مرتبۂ انسانی پر پہنچا مثلاً سب سے اوّل قلم اعلیٰ پھر لوح محفوظ پھر عرش پھر کرسی پھر عناصر پھر ہفت آسمان پھر موالید پھر انسان موجود ہوا ۔ اسی سے قوس نزولی ہو گئی ۔ پھر انسان سے مبدء فیاض تک سیر عروجی و رجوعی ہوتو قوس عروجی ہوئی ان ہر دو قوس سے ایک دائرۃ الوجود ہوا جسکو دور مسلسل بھی اسلئے کہتے ہیں کہ فیضان وجود عروج و نزول مسلسل بلا انقطاع جاری ہے ۔ اور جو مراتب موجودات مذکور ہوئے یہ سب مراتب کلیہ ہیں ہر ایک مرتبہ اس دائرۃ الوجود کا ایک ایک نقطہ ہے اس ہر ایک نقطہ سے ہزاروں شکل پیدا ہو نیکا یہ سبب ہے کہ یہ ہر ایک مرتبہ کلیہ ہے ہر ایک کے تحت میں بیحد جزئیات ہیں جواہر الحقائق ص۸۹ میں ہے کہ "احصاء کوان جزئیہ ممکن نیست" جیسا کہ قلم اعلیٰ یعنی عقل کل کے بیحد فروع و جزئیات ہیں نفس کل بھی بے انتہا نفوس جزئیہ پر مشتمل ہے افلاک بھی بے حد حوادث جزئیہ پر شامل ہیں ۔ پھر عناصر کہ ہر ایک عنصر بے نہایت اشکال ظاہر ہوتے ہیں پھر موالید ثلاثہ کہ جنکے افراد کی ترکیب و تمزیج کے اسباب بیحد ہیں پھر مرتبہ انسانی کے افراد و اشخاص کی کوئی انتہا نہیں ہے ہمیشہ اس دائرہ مسلسل میں مقتضائے حب ظہور و اظہار شئونات مختلفہ غیر متناہیہ علم سے عین میں آکر پھر اپنے اصل کیطرف واپس ہوتے ہیں جسطرح وحدت حقیقی کا ظہور اسمائے کلیہ کے سبب مراتب میں ہوتا ہے اسیطرح اسمائے کلیہ کا ظہور اسمائے جزئیہ کے ذریعہ سے اعیان و اشخاص میں ہوتا ہے ہر اسم کیلئے ایک خانہ و دور ہے اور اپنے ظہور و خفا میں مثل دائرہ ہیں ۔ از ذات دست این ہمہ اسماء عیاں شدہ ۔ واز نور او دست این ہمہ انوار آمدہ ۔ اس نقشہ کہ ہمت سراسر نمائش است اندر نظر چو صورت بسیار آمدہ ۔ این کثرتیست لیک ز وحدت عیاں شدہ ۔ وین وحدتیست لیک بالوار آمدہ ۔ چونکہ اس دائرہ مسلسل کے ہر ایک نقطہ سے پھر دائرہ کی صورت ظاہر ہوتی ہے اسلئے فرمایا ۱۶۰ ز ہر یک نقطہ دور سے گشت دائرہ ۔ ہمو در کرہ ہمو در دور سائرہ ۔ جبکہ ہر شئی اپنے اصل کیطرف رجوع ہوتی ہے تو عقول و نفوس جزئیہ بھی (جو اپنے اصل عقل کل و نفس کل کے پرتو ہیں) اپنے اصل کیطرف رجوع ہونگے ۔ ظہور و خفاء سے ایک دائرہ نمود ہوگا ۔ موالید ثلاثہ جو ناسے مرکب ہیں

انکی ترکیب فنا ہونے کے بعد ہر ایک جزو اپنی اصل کیطرف رجوع کریگا تو پھر دائرہ کی صورت نمایاں ہوگی اسماء جزئیہ جو حواد فکونیہ زمانیہ واشخاص افراد مراتب کے رب ہیں جبکہ اپنے امہات واصول یعنی اسمائے کلیہ کیطرف رجوع کرینگے تو مجموع دوائر بے مظاہر ہونگے۔ اور اسمائے کلیہ جب وحدت حقیقی اطلاقی حق کیطرف رجوع کریں تو ہر ایک اسم کلی سے ایک دائرہ متصور ہوگا۔ اور جب تمام اشیاء متناسبہ اسماء کیساتھ دائرہ ہیں تو پھر بے انتہا دوائر مرکز اور ان دوائر کے درمیں سیر کرنیوالا تمام وہی حق ہے بجز اسکے حقیقت کوئی موجود نہیں ۵ ایں نقش و نگار نیست الّا ۔ نقش دوم میں بچشم احول ۔ در نقش دوم چو باز مینی ۔ رخسارۂ نقش بند اوّل ۔

معلوم کہ کثرت موجود و باقی ہمہ نقشہا خیال ۔ چونکہ ترتیب و نظام عالم مقتضائے حکمت کاملہ کیموافق واقع ہے اسلئے فرمایا

۱۶۱ اگر یک ذرّہ را برگیری از جائے ۔ خلل یابد ہمہ عالم سراپائے ۔ مقتضائے علم ازلی کے مطابق موجودات کا ترتب ایک دوسرے پر تاثیر و تاثر اور علیت و معلولیت کیطریقہ پر واقع ہے ہر موجود اپنے مافوق سے نسبت معلولیت مربوبیت رکھتا ہے اور اپنے ماتحت کیساتھ علیت اور ربوبیت کی نسبت تمام علتوں کا علت یعنی علت العلل اور تمام کارسازوں کا رب الارباب مسبّب الاسباب وجود بجز حق کے کوئی نہیں اور معلولیت و مربوبیت مطلقاً بجز انسان کے کسیکو نہیں ہے۔ پس اگر فرض کریں کہ اس عالم سے ایک ذرہ معدوم ہوجائے تو ذرہ کے معدوم ہو جیسے تمام عالم کا معدوم ہونا لازم آئیگا۔ ثانیاً یہ کہ ایک ذرّہ اور تمام عالم کی حقیقت ایک شئی ہے۔ اگر بالفرض ذرّہ کی حقیقت معدوم ہو تو تمام عالم معدوم ہوگا۔ ثالثاً یہ کہ عالم کے تمام اجزاء کی ترتیب ایک وضع خاص پر ہے پس اگر ایک ذرہ اپنی جگہ سے اٹھا دیا جائے تو وہ وضع خاص نہ رہیگی۔ اور عالم کی ترتیب جو حق کی اسمیں خلل آجاویگا۔ چونکہ تمام مکنات عالم مظہر حیرت زدہ اور مبہوت عشق ہیں۔ ۱۶۲ ہمہ گشتہ ویک جز و ازیشاں ۔ بردن نخانہ دہ یا از خدا امکاں ۔ بموجب فاحببت ان اعرف ایجاد عالم کا سبب محبت ظہور و اظہار کمالات حق ہے ہر ذرہ میں اس محبت کا سریان ہے تمام عالم سرگشتہ و حیرت زدہ عشق و محبت اور مبدأ حقیقی کا طالب ہے۔ ان الملأ الاعلیٰ یطلبونہ کما تطلبونہ اسی مطلب کیطرف اشارہ ہے ۵ اگر مہر فاحببت بذرات نہ ساریست ۔ سرگشتگی عالم و آدم ز طلب چیست ۔ از شوق تو گشتہ شد افلاک دگوا کب ۔ واندر طلبت آب بھر گوشۂ جاریست ۔ از کعبہ ترا گر طلبد زاہد و عابد ۔ مطلوب زبتخانہ و از دیر بگو چیست ۔ حاصل یہ ہے کہ تمام عالم سرگشتۂ محبت و جویائے مقصد حقیقی ہیں اور باوجود اس بات کے کہ انکی صورتوں سے حقیقت الحقائق یعنی خود حق ظاہر ہوا ہے مگر ایک جزو بھی حدّ امکان سے قدم باہر نہیں رکھ سکتا یہانتک کہ قید تعین میں ہیں۔ امکانیت لازمی ہے ۵ در نگنائے ظلمت ہستی تازہ ام ۔ تا کے چو کرم پیلہ ہمی گردد تنم ۔ خیز م سر از دریچۂ عالم بروں کنم ۔ باشد کہ آفتاب درآید ز روزنم ۔ چوں پیش آفتاب شوم محو ذرہ وار ۔ معذور باشم ار ز انا الشمس دم زنم ۔ چون جمع شد وجود من از جمع و تفرقہ ۔ مطلق بود وجود من ار چہ معینم ۔ چونکہ حقیقت اطلاقیہ (جسکے سب اشیاء مظہر ہیں) پر مطلع ہونیسے تعین مانع ہے اسلئے فرمایا کہ ۱۶۳ تعین ہر کجا گردد محبوس ۔ بجز دیدن نکو گشتہ مایوس ۔ شئون و مظاہر کے واسطے سے وجود واحد پر تعینات و تشخصات جو عارض ہوتے ہیں وہ تعینات ہر ایک کو مقید کرکے عالم اطلاق میں سیر کرنیسے مانع ہوتے ہیں۔ اور جا جہاں کی صورت سے جو حقیقت حق ظاہر ہوئی ہے اور تمام عالم کا جو مطلوب حقیقی ہے اس سے واقف ہوکر اسکو حاصل کرکے سرگشتگی و حیرانی سے نجات پانیسے بھی وہی تعینات مانع ہیں۔ اور ان تعینات کیوجہ سے ہر ایک کو جو جزئیت حاصل ہے اسی جزئیت کے سبب سے اپنے کلی (جو تمام جزئیات عالم کا مبدأ و معاد ہے) کے وصال سے مایوس ہیں۔ اگر اپنی خودیں مقید نہ رکھیں اطلاق وجودی کو پہنچ نہیں سکتے اسلئے فراق و مجوری میں مبتلا ہیں ۵ از پئی بود عراقی زود جدا نفتاد و دام ۔ زینہ عالم وراء ہے بود نے مکاں شکے ۔ چونکہ تعینات و نسبتیں اور اعتباری ہیں

اور بحسب اقتضائے ذاتی اپنے مرکز اصلی یعنی عدم کیطرف جنبش و حرکت و سیر کر رہے ہیں لیکن ہر آن حق کا فیضان وجود انکو قید ہستی میں روکے رکھتا ہے اسلئے فرمایا ۱۶۴ تو گوئی دائما در سیر و حبس اند ✤ کہ پیوستہ میان خلع و لبس اند ✤ تمام ممکنات اپنی ذاتی اقتضا سے اپنے مرکز عدم کیطرف سیر کرتے ہیں لیکن فیض سبحانی سے ہر آن وجودی مدد بلا انقطاع پہونچکر انکو قید ہستی میں روکے رکھتی ہے نیست ہونے نہیں دیتی۔ اسلئے دائما سیر مرکز میں بھی ہیں اور حبس وجود میں بھی ہیں یہی سیر خلع یعنی لباس اتارنا ہے اور حبس لبس ہے یعنی لباس پہننا۔ یہ مسئلہ تجدد امثال سے ہے ہم فی لبس من خلق جدید یہی خلع لبس کیطرف اشارہ ہے ؎ میشود روشن ز حسنت ہر نفس کون و مکاں ۔۔۔ زانکہ ہر ساعت ۔۔۔ ہیچ کس ۔۔۔ دائم ہر دم ایک نئی ذات کا دورہ اپنے موجد کا ان دو اعتبار کیوجہ سے دوام متعدا اس عالم میں موجود ہیں اسلئے فرمایا ۱۶۵ ہمہ در کشش و دائم در آرام ✤ نہ آغاز کسے پیدا نہ انجام ✤ تمام عالم اقتضائی ذاتی سے اپنے مرکز اصلی عدم کیطرف ہمیشہ حرکت و جنبش کرتے ہیں کیونکہ ذاتی اقتضا ذات سے منفک و جدا نہیں ہوتا اور باعتبار امداد کے دائما نفس رحمانی کی امداد وجودی سے بقا ہستی میں آرام و سکون سے ہیں اور کسیکو انکا آغاز و انجام معلوم نہیں کہ کب ابتدا ہوئی اور کب انتہا اور اختتام ہوگا ۔۔۔ العلم الا قلیلا چونکہ تمام موجودات اس ایک حقیقت کے مظہر اور اس ایک ۔۔۔ ۱۶۶ ہمہ از ذات خود پیوستہ آگاہ ✤ وز انجا رہ بہ تا بدرگاہ ✤ ہیں تو جہاں لازم ہوگا وہاں ملزوم بھی ہوگا پس جہاں وجود متحقق ہوگا علم و حیات بھی وہاں ہوگا پس ہر ۔۔۔ حیات و علم نہوں اسمیں علم و حیات وغیرہ صفات مخفی رہتے ہیں اگرچہ کسی پر بھی ۔۔۔ علم و شعور و حیات کا ظہور نہیں ہوتا لیکن مخفی رہتے ہیں۔ پس تمام اشیا کو علم و حیات ہے جسکو حیات ہے اسکو نفس ہے اور ہر نفس کو بالقوہ یا بالفعل اپنی ہستی کا ادراک ہے۔ اور اپنی ہستی کا ادراک ہستی مطلق حق کے ادراک کو مستلزم ہے کیونکہ عالم خاص سے زیادہ روشن تر ہوتا ہے یعنی تمام عالم بالفعل یا بالقوہ اپنی ہستی سے آگاہ ہیں اور اسی آگاہی کے سبب سے انکو درگاہ حضرت الٰہی کی راہ ملی اسلئے کہ حق بصورت خلق ظاہر و جلوہ گر ہے ؎ ز نطق آب و نطق خاک و نطق گل ✤ ہست محسوس حواس اہل دل ✤ فلسفی کو منکر حنانہ است ✤ از حواس اولیا بیگانہ است ✤ چونکہ تمام موجودات وجہ اللہ کے مظاہر ہیں اور جملہ جہاں کیصورت سے حق ظاہر ہے اور تعینات کے حجاب میں مخفی ہے اسلئے فرمایا کہ ۱۶۷ ہزار پردہ ہر ذرہ پنہاں ✤ جمال جانفزائے روئی جاناں ✤ عجب شان الٰہی ہے کہ عین ظہور میں مخفی ہے اور عین خفا میں ظاہر ہے اور باوجود اسکے کہ بغیر اسکے کوئی ہستی نہیں ہے اور وہی ہے کہ عین ہستی اشیا ہے تعینات و تشخصات پردہ جمال حق ہوئے ہیں اور ذرات دو عالم کے ہر ایک ذرہ کے زیر پردہ اس محبوب حقیقی کا جمال جانفزا پوشیدہ ہو کر بکمال جہاں جلوہ گر ہے۔ بل ہو باحتجاب و اختفت بمظاہر ✤ علی صبغ اللون فی کل برہ ۔۔۔ خورشید ذرہ چوں نہانست ✤ چوں ذرہ نور خود عیانست ✤ حیف است کہ محو روئے جاناں ✤ مستور بہ پردۂ جہانست ✤ از بحر چہ نور عالم آرا ✤ در ظلمت این و آں نہانست ✤ خورشید رخش بجلوہ آمد ✤ ذرات جہاں نور آکنست ✤ چونکہ سابقا تفکر در آلاء میں صدور کثرت از وحدت و ظہور وحدت در کثرت کا اشارہ کیا گیا تھا۔ اب تنبیہ غافلین و تشویق طالبین کیلئے ہر ایک ۔۔۔ کی ترتیب دیکر پانچ قواعد بیان کئے ہیں جسپر معرفت تامہ موقوف ہے۔ قاعدہ اوّل میں اس بات کا اشارہ ہے کہ ظہور الٰہی کے بیحد مراتب ہیں اور حصول معرفت الٰہی کیلئے مراتب کلیہ پر کشفاً اطلاع ضروری ہے اور بیحد جاننا چاہئے کہ عالم صرف عالم شہادت و محسوس ہی منحصر نہیں ہے بلکہ عوالم غیبیہ معنویہ کے مقابلہ میں یہ عالم ظاہر و شہادت کی نمود و نمائش سے زیادہ وقعت نہیں ہے اور ہر ایک عالم میں حق کی تجلی و ظہور رنگ دیگر ہے جنانچہ قاعدۂ اوّل میں اسکے متعلق فرمایا۔ ۱۶۸ تو از عالم

ہمیں لفظے شنیدی ✤ بیا بر گو کہ از عالم چہ دیدی ✤ تو نے عالم سے یہی عالم ظاہر کا لفظ سُنا ہے اور تجھے اس کا علم نہیں کہ عالم علم سے مشتق ہے ۔ العلم بہ شئی جس سے کوئی چیز جانی جائے صیغہ اسم آلہ ہے موجودات کا نام عالم ہونیکی وجہ یہی ہے کہ یہ آلہ علم رب العالمین ہیں اس معنی سے تمام اشیا ہو موجود ظاہری و باطنی کو بلکہ ہر ایک فرد کو عالم کہنا درست ہے کیونکہ ہر ایک شئی آلہ اور وسیلہ ہے اپنے رب کے علم و ادراک کا اسلئے کہ اپنی ہستی سے اپنے رب موجد و ہست کنندہ کا علم حاصل ہوتا ہے پس عالم غیر محسوسہ بکثرت ہیں تو نے عالم سے کیا کیا دیکھا ہے بیان کر آئندہ اسکی تفصیل کیطرف اشارہ ہے

۱۶۹ چہ دانستی ز صورت یا ز معنے ✤ چہ باشد آخر چونست دنیا ✤ جو چیز ظاہر و محسوس ہے وہ عالم شہادت و عالم ملک ہے اور جو ظاہری حواس سے محسوس و معلوم نہو عالم معنی و عالم غیب و عالم ملکوت ہے جہاں انسان جسم کے ساتھ نیک و بد اعمال کرتا ہے وہ عالم دنیا و دنشاۃ اولی ہے ۔ بدن سے جدا ہونیکے بعد جہاں نیکی و بدی کی جزا و سزا ملیگی وہ عالم آخرت ہے چونکہ طالب کو ایسے امور حاصل کرنیکی ترغیب و تشویق مقصود ہے کہ جو عقل و حس سے معلوم نہیں ہو سکتے جنکا حصول تصفیہ قلب پر موقوف ہے اسلئے کہا کہ۔

۱۷۰ بگو سیمرغ و کوہ قاف چون بود ✤ بہشت و دوزخ و اعراف چون بود ✤ سیمرغ کی حکایتیں بتاویل بہت ہیں صاحب مفاتیح الاعجاز کے پاس سیمرغ ذات واجب مطلق ہے اور اسکا مقام کوہ قاف ہے انسانی مراد ہے جو حقیقت حق کی مظہر تام ہے جسمیں جمیع اسماء و صفات کیساتھ حق جلوہ گر ہے اور جبرطرح کوہ قاف اطراف عالم کا محیط ہے حقیقت انسانی بھی جملہ حقائق عالم پر مشتمل ہے اور جبرطرح کوہ قاف کو پہنچا ہوا شخص سیمرغ کے پاس پہنچتا ہے حقیقت انسانیکا عارف بھی حق کا عارف ہوتا ہے من عرف نفسه فقد عرف ربّه ۔ گر نہ ایں حسن و تجلی بود ✤ آں انا الحق کے گفت و سبحانی ✤ کہ تواند بغیر او گفتن ✤ لیس فی جبتی کہ میخوانی ✤ ہر چہ ہستی است در تو موجود است ✤ خویشتن را مگر نمیدانی ✤ ۔ بہشت و دوزخ کے مظاہر جملہ عوالم میں ہیں ۔ اسلئے کہ عالم اعیان یعنی علم الٰہی میں جنت و دوزخ صور علمیہ ہونیمیں کوئی شک نہیں ہے اسیطرح وجود جسمانی سے پہلے عالم روحانی میں بھی موجود ہیں چنانچہ آدم و حوا کا بہشت سے نکلنا اسی بات (یعنی عالم روحانی سے عالم جسمانی میں آنے) کیطرف اشارہ ہے اور دنیا میں بھی انکا وجود ثابت ہے الدنیا سجن المومن وجنة الکافر ۔ وان جهنم لمحيطة بالكافرين اور عالم برزخ مثالی یعنی قبر میں بھی انکا وجود ثابت ہے ۔ القبر روضة من رياض الجنة او حفرة من حفر النيران اور عالم انسانی میں بھی انکا وجود ہے یعنی روح دل اور انکے کمالات عین بہشت ہیں اور نفس و ہوا و انکی خواہشات جہنم ہیں ۔ اور انکے مظاہر کا آخر مرتبہ دار آخرت میں ہے جو دار الجزا ہے اس عالم آخرت کا ذکر قرآن و احادیث میں بہت جگہ ہے ۔

۹ زینجا ای جانمن صد زنہار ✤ نیک کن پیوستہ دست از بد بدار ✤ زانکہ ہر چہ اینجا کنی از نیک و بد ✤ مونست خواہد شدن اندر لحد ✤ القبر صندوق العمل ۔ اعراف عرف کی جمع ہے مکان بلند جانب مشرق ۔ یہ مرتبہ اصحاب الیمین ہے والسابقون السابقون اولئك المقربون یہ کاملین مقام جمع الجمع بقا باللہ کو پہنچے ہوئے ہیں ہر شئی میں ایک صفت سے حق کو جلوہ گر دیکھتے ہیں وعلی الاعراف رجال یعرفون کلا بسیماهم ۔ طبیبانیم و شاگردان حق ✤ بحر قلزم دیدہ مارا فانفلق ✤ آں طبیبان طبیعت دیگرند ✤ کہ بدل زراہ نبضے بنگرند ✤ یا بدل بواسطہ خوش بنگرند ✤ گر فراست تابعی منظر یم ✤ جبکہ بعض عوالم غیب کیطرف اشارہ ذکر ہوا تو اب بعبارت دیگر فرمایا ۔

۱۷۱ کدامست آں جہاں تو نیست پیدا ✤ کہ یک درش بود یک سال راہے ✤ عوالم کلیہ پانچ ہیں ۔ (۱) عالم ذات ۔ لاہوت ۔ غیب الغیوب ۔ احدیت مطلقہ ۔ التعین ۔ وغیرہ نام سے موسوم ہے ۔ (۲) عالم صفات ۔ جبروت ۔ برزخ البرازخ ۔ جمع البحرین ۔ قاب قوسین ۔ وحدت ۔ مقام عما ۔ (۳) عالم ملکوت ۔ عالم امر ۔ واحدیت بھی تین عالم غیب ہیں ۔ (۴) عالم ملک ۔ عالم خلق ۔ عالم شہادت ۔ عالم آثار ۔ (۵) عالم ناسوت ۔ آخر التنزلات وغیرہ

نام ہیں۔ یہ اخیر کے دو عالم شہادت میں داخل ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جو عالم ظاہر محسوس نہیں ہے جیسا ایک دن یہاں کا ایک سال ہے وہ کونسا عالم ہے یہ عالم برزخ مثالی (قبر) کیطرف اشارہ ہے جو غیب و شہادت کے درمیان حد فاصل ہے برزخیت کے اعتبار سے عالم ظاہر و باطن ہر دو کے احکام کا جامع ہے عالم جسمانی میں زمان و مکان کی قید اور روز و ماہ و سال کی کوتاہی و درازی بوجہ کثافت ہے جسقدر کثافت کم ہوگی اسیقدر مبداء و معاد و اوائل و اوابد کے درمیان دوری اور زمان و مکان کا تقید کم ہوگا اور ظہور علم و انکشاف معلوما و حقائق امور کی زیادتی ہوگی اسلئے عالم برزخ کا ایک روز یہاں کا ایک سال ہے۔ اور عالم ربوبیت کا ایک دن یہاں کے ایک ہزار سال کے برابر ہے اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ کَاَلْفِ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّوْنَ اور عالم الوہیت کا ایک روز یہاں کے پچاس ہزار سال کے برابر ہے۔ تعرج الملائکۃ والروح الیہ فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ ۵ پیش صد سال دیک ساعت یکیست ✤ کہ دراز و کوتہ از مانستکے است ✤ آں دراز و کوتہی در جسمہا ست ✤ آں دراز و کوتہ اندر جاں کجا ست ✤ از رہ و منزل رکوتاہ دوراز ✤ دل چہ داند کو ست ہست و نواز ✤ آن دراز و کوتہ اوصاف تن است ✤ رفتن ارواح دیگر رفتن است ✤ حضرت احدیت میں تعین و تقید کو راہ نہیں کیونکہ کثرت اعتباری بھی وہاں نہیں ہے ذات احدیت کا واحدیت پر تقدم جو تعینات و نسبتوں کا منشا ہے نہ سرمدی ہے۔ بعض نسخوں میں ہے "کہ کیرو دش بود پنجاہ ایجا" اسصورت میں عالم الوہیت کیطرف اشارہ ہوگا اور پنجاہ سے پنجاہ ہزار سال مراد ہونگے چونکہ عوالم غیب کا ذکر کیا گیا تو اب مزید تاکید کیلئے فرماتا کہ ۱۷۲ ہمیں نبود جہان آخر کہ دیدی ✤ نہ ما لا تبصرون آخر شنیدی ✤ عالم صرف عالم شہادت پر منحصر نہیں ہے بلکہ بہت عوالم ہیں جو مذکور ہوئے کلام اللہ میں بصر و غیر بصر ہر دو عالم کا ذکر ہے فلا اقسم بما تبصرون وما لا تبصرون عالم ظاہر و باطن غیب شہادت عوالم پنجگانہ پر مشتمل ہے۔ ان تمام عوالم کی اصل عالم لاہوت ہے۔ عالم ظاہر فطرۃً عالم غیب کیطرف راجع ہے جو نکہ انسانی حقیقت جامع کمالات اسمائی کی مقتضی ہے کہ تمام مراتب موجودات و اسمائے سبحات پر محکم علّم آدم الاسماء کلّھا مطلع ہوا اسلئے کہا ۱۷۳ بیانیا کہ جابلقا کدامست ✤ نشان شہر جابلسا چہ نامست ✤ تواریخ میں ہے کہ جابلقا مشرق میں ایک بہت بڑا شہر ہے اصحاب ابھی ایک بڑا شہر مغرب میں جابلقا کے مقابل و محاذی واقع ہے اہل تاویل نے اسمیں بحث کچھ کہا ہے مگر صاحب مفاتیح الاعجاز نے لکھا ہے کہ بلا تقلید میرا دلی خیال ہے کہ جابلسا عالم مثال ہے جو ارواح سے مشرق کی طرف واقع ہے اور غیب و شہادت کے درمیان برزخ و عالم دنیا کیصورتوں پر مشتمل ہے اصحاب ابھی عالم برزخ ہے جہاں ارواح اس دنیوی زندگی سے الگ ہو کر بعد مینگے اور عالم اجسام سے مغرب کیطرف واقع ہے اکثر لوگ کے پاس یہ ہر دو برزخ ایک ہی ہیں مگر صحیح یہ ہے کہ یہ دو غیر ہیں کیونکہ عالم دنیا کے بعد جہاں ارواح رہینگے وہ برزخ اور ہے اور دنیا میں عالم اجسام میں آنیکے پہلے جہاں ارواح رہتے تھے وہ اور ہے اسلئے وجود کے مراتب نزول و عروج دوری سے جسمیں نقطۂ آخر نقطۂ اول سے ملتا ہے جو بغیر دور کے ممکن نہیں پس جو برزخ دنیا سے پہلے ہوگا وہ نزولی مراتب سے ہوگا اور دنیوی زندگی سے اول ہوگا اور جو برزخ کہ دنیا سے متقل اور بعد ہوگا وہ عروجی مراتب سے ہوگا اور دنیوی زندگی سے آخر ہوگا تو ظاہر ہے کہ نزول و عروج و اول و آخر ہر دو غیر یکدیگر ہیں دوسری وجہ ہر دو غیر ہونیکی یہ ہے کہ دنیا میں جو اعمال لیصورتیں ہیں اور تجسم کی ہیں دنیا کے بعد ان نیک و بد اعمال کو جسم اور سزا کی صورتیں جو ہونگی رہ اور ہیں لیکن ہر دو عالم دھانی و نورانی ہونیمیں شترک ہیں تیسرا فرق یہ ہر دو میں یہ ہے کہ جابلقا مرتبۂ الٰہیہ ہے مجمع البحرین بحر وجوب بحر امکان ملنے کی جگہ ہے کہ جسمیں جمیع اشیاء کے اعیان کی صورتیں لطائف و کثائف و حرکات و سکنات و اعمال و افعال خیر و شر بعاکان و مایکون مندرج ہیں اور وہ گویا مشرق ذات ہے جس سے اسماء و صفات و اعیان کے شمس و قمر و نجوم مشرق ذات سے طلوع و ظہور کرتے ہیں اور جابلسا مرتبۂ مثال ہے جو جمیع حقائق اسمائے الٰہیہ و اسمائے کونیہ کا مظہر و مجلی ہے مشرق ذات حق سے جو کچھ طلوع و ظہور پائے تھے تعین انسانی کے مغرب میں

غروب ہوکر اسکی صورتیں مخفی ہو گئے ۵ باسغربی مغارب بسر آگشتہ ایم ✤ بے سغربی مشارق انوار بودہ ایم ✤ چونکہ ہر ایک عالم یا کہ ہر فرد موجود کیلئے ایک ایک مشرق و مغرب الگ الگ ہے جس سے مشارق و مغارب کی کثرت ثابت ہوتی ہے اسلئے فرمایا **۱۷۴ مشارق با مغارب ہم ملیدیش ✤ جوابیں عالم ندارد از یکے بیش** ✤ اس عالم ظاہر کیلئے ایک مشرق و ایک مغرب سے زیادہ نہیں ہے تو پھر قرآن میں **فلا اقسم برب المشارق والمغارب** بصیغہ جمع آیا ہے اس سے کیا مراد ہے سو جواب سمجھو کہ عالم صرف یہی ایک عالم شاہدی نہیں ہے بلکہ عوالم غیر محسوسہ بہت سے ہیں جنکے لئے مشارق و مغارب و آسمان و کواکب ہیں یہی اصل ہیں اور موثر ہیں یہی عالم متاثر ہے مثلاً عالم الوہیت ایک مشرق ہے جس سے عالم ربوبیت کو فیض پہنچتا ہے اور ربوبیت بھی ایک مشرق ہے برزخ کی نسبت اور برزخ بھی عالم شہادت کی نسبت ایک مشرق ہے کیونکہ ہر ایک فوقانی مرتبہ تحتانی مرتبہ کیلئے مشرق ہے اور تحتانی مراتب فوقانی مراتب کے مغارب ہیں اور دل انسانی ہزاروں لاکھوں وبیحد مشارق و مغارب ہے کیونکہ وہ آخر التنزلات وجامع جمیع کمالات ہے ۵ عالم دل رانشانے دیگر است ✤ برو بحر کارو نشانے دیگر است ✤ صد ہزاراں آسمان آفتاب ✤ مشتری و تیر و زہرہ ماہتاب ✤ ہر یکے تابندہ تر از دیگرے ✤ نور ہر یک درگزشتہ از ثرے ✤ ہر یکے را برج دیگر منزل است ✤ ایں کسے داند کہ از اہل دل است ✤ چونکہ اکثر خلائق معرفت شئون حقائق سے غافل اور عوالم غیب و اسرار سے بیخبر ہیں اسلئے فرمایا کہ **۱۷۵ بیان مثلھن من ابن عباس رض ✤ شنو پس خویشتن را نیک بشناس** ✤ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اگر میں **اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلھن** تا آخر کی تفسیر و اسرار بیان کرونگا تو لوگ مجھکو سنگسار کرینگے اور کافر کہینگے یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا نوادر اپنی حقیقت کو پہچانو کہ تم کون ہو ۔ اکثر ناقابل جب عارف حقائق سے کچھ اسرار سنتے ہیں کہ جنکو وہ سمجھ نہیں سکتے تو اُن اکابر کے کفر قتل کا فتویٰ دیتے ہیں حضرت بایزید بطامی رضی اللہ عنہ کو شہر بسطام سے باہر کر دیا اور کہا کہ یہ ملحد و زندیق ہے اور حضرت ممدوح ہر اخراج کے وقت بھی فرماتے تھے کہ (خوشا شہرے کہ ملحد ش بایزید باشد) اور آج انکے مزار مقدس پر ہزاروں ہوتے ہیں قدنعت بعذر والی ۔ فرمان الٰہی پر غور کرو **یاحسرۃ علی العباد مایاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن** ۵ دیدہ ایں شاہاں زعامہ خون جاں ✤ کیں گروہ کوردشاہاں بے نشاں ✤ انبیا را گفتہ قوم راہ گم ✤ از سفہ انا نطیرنا بکم ✤ زر خالص وزر گرراخطر ✤ باشد از قلاب خائن بیشتر ✤ چونکہ تمام عالم کی ہستی ظل وجود حقیقی حق ہے ہر دو کو غیر سمجھنے والا شخص خواب غفلت کا اسیر ہے اسلئے فرمایا **۱۷۶ تو در خوابی دایں دیدن خیال است ✤ ہر انچہ دیدہ از و ے مثال است** ✤ جسطرح خواب کی خیالی صورتوں کو واقعی وجود نہیں ہے اسیطرح تمام عالم درحقیقت موجود نہیں ہے بلکہ معدوم ہے صرف خواب کی خیالی صورتیں ہیں یہ سب صورتیں نقوش نمایش و نمود بے بود ہیں نیست ہست نما ہیں آئینۂ اعیان ثابتہ میں وجود حقکی جو تجلی ہوئی اس وجود حق کے یہ سب عکوس ہیں حق کے سوا کوئی موجود نہیں ۵ ایں نقشہا کہ ہست سراسر نمایش است ✤ اندر نظر چو صورت بسیار آمدہ ✤ عالم مثال ذات ظلال صفات دست ✤ نقش دوئی چو صورت پندار آمدہ ۔ **۱۷۷ بصبح حشر چوں گردی تو بیدار ✤ بدانی کاں ہمہ وہم است و پندار** ۔ **بحکم الناس نیام اذا ماتوا انتبھوا** لوگ خواب غفلت میں ہیں جب مر جائینگے تو ہشیار ہونگے ۔ حشر جمع ہونا اس سے موت ارادی کا حشر مراد ہے **من مات فقد قامت قیامتہ** مطلب یہ ہے کہ صبح حشر موت ارادی میں خواب غفلت سے جب تو بیدار ہوگا تو تعینات و کثرات برخاست ہو جائینگے اور وحدت حقیقی جلوہ گر ہوگی تو تجکو یقین ہوگا کہ وجود صرف ایک ہے کثرت مظاہر کے سبب سے کثیر نمایاں ہوتا تھا ۔ اور غیر کے نمود بے بود کو جو واقعی سمجھتا تھا صرف وہم گماں تھا حق ہی حق ہے غیر حق کو وجود نہیں ہے جبکہ تعینات و کثرت کی بوجہ ظلمت عدم شب سے تعبیر کیگئی تو موت ارادی یعنی فنائے تعین کی صبح سے تعبیر کیگئی جو شب کثرت و روز وحدت

درمیان برزخ ہے۔ اصطلاحات صوفیہ میں موت ارادی کے بعد جو یا بطریق تجلی نئے اٹھنے کو قیامت وسطی کہا گیا ہے اور من کان میتا (یعنی بالجہل) فاحییناہ (بالعلم والمعارف) وجعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس جو غرض محو کثرت کے بعد اجتماع متفرقا سے حشر ہوگا اسلئے فرمایا کہ ۱۷۸ چو برخیزد خیال چشم احول ✤ زمین و آسمان گردد مبدل چشم احول ایک کو دو دیکھتی ہے عالم اور حق ہر دو کے دو وجود الگ الگ سمجھنے والا احول ہے برکت توحید حقیقی سے یہ بھینگا پن دور ہوگا۔ اور یوقین جانیگا کہ وجود صرف ایک ہے اسی وجود واحد حق سے تمام عالم موجود ہے تو اسوقت یوم تبدل الارض غیر الارض والسموات وبرزوا للہ الواحد القہار کیطابق زمین و آسمان بدل جائینگے یعنی پہلے شب عمر میں جو خلق وحق کی وجودی غیریت کے خیالات خواب غفلت میں دیکھتا تھا صبح حشر میں ظاہر ہوگا کہ ہمہ اوست حق ہے اور غیریت چشم احول کا خیال ہے ۵ بو سعید یکے دو مینمود دیم ✤ نابود شد آن نمود در بود ✤ چوں سایہ بافتاب پیوست ✤ از ظلمت بود خود برآسود ✤ چون سوختہ شد تمام ہیزم ✤ پیدا نشود از آں سیس دود ✤ چونکہ ظہور وحدت سے لذت چھپ جاتی ہے فرمایا۔ ۱۷۹ چو خورشید عیان بنماید ت چہر ✤ نماند نور ناہید و مہ و مہر ✤ خورشید عیاں یعنی تجلی ذاتی احدی آئینہ قلب سلیم میں سالک حق بین کے چہرہ دکھلائے تو اسکے نور قاہر کی تاب سے نور زہرہ وماہ و آفتاب بے تاب و معدوم ہونگے اذا الشمس کورت واذا النجوم انکدرت جبکہ یہ قیامت اسی سالک عارف خاص کی نسبت مثل قیامت کبریٰ ہے تو اسکے علامات بھی ظاہر ہونگے ممکنات کا وجود مجازی خیالی تجلی ذاتی الٰہی کی تاب میں محو و مطلق ہوگا اور ظہور حق بصفت اطلاق سے قیامت قائم ہوگی غرض حق زیر گا دوسرے کی نسبت جو اور ہا رہے اس سالک کی نسبت نقد ہوگا ۵ ہر گوید کو قیامت ای صنم ✤ چوں شتن بنما قیامت نک منم ✤ این نہایت زالقیامت کی کم است ✤ آں قیامت زخم و ایں چوں مرہم است ✤ ۱۸۰ قدیکتا ز زبر سنگ خارہ ✤ شود چوں شبم رنگیں پارہ پارہ ✤ تجلی خورشید ذات کی ایک شعاع کوہ آفاقی یا انفسی پارہ دو کے سخت پتھر پر پڑے تو شبنم رنگیں کیطرح پارہ پارہ و نحو ہو جائے وتکون الجبال کالعہن المنفوش ۵ صار دکا دکا منہ والتشق الجبل ✤ ہل رایتم من جبل رقص الجبل ✤ مقصود آفرینش عالم کمالات حقیقی و معارف تحقیقی کا حاصل کرنا ہے اسلئے فرمایا۔ ۱۸۱ بدار اکنوں کہ کردن میتوانی ✤ چو نتوانی چہ سود آنگہ کہ دانی ✤ موت طبعی سے پہلے حیات کو غنیمت سمجھ کر غفلت ترک کر کے خود شناسی و خدا شناسی حاصل کرے ۵ اگر دمے بگزاری ہوائے ناالہی ✤ بمیری انچہ نہی دیدہ انچہ دیدولی ✤ خدایرا بشناسی و خاص بندہ شوی ✤ خدایرا تو بینی بے غم معنزلی ✤ بغیر مرشد کامل کے یہ راہ طے نہیں ہو سکتی ۵ راہ دور است و راہ اوپر بیم ✤ راہ اوپر است و راہ او بیم ✤ گر تو بے رہبر فرد آئی براہ ✤ ہمہ شیری فرو آئی بچاہ ✤ گر ہزار کس نداند رفت راست ✤ بے عصائش کور را رفتن خطاست ✤ گو گوئی نیست پیر آشکار ✤ تو طلب کن در ہزار اندر ہزار ✤ زانکہ گر پیرے نباشد در جہاں ✤ نے زمیں را جائے ماند نے مکاں ✤ گر نباشد در جہاں قطب زماں ✤ کی تواند گشت بے قطب آسماں ✤ گر ترا او دست نیز آید پدید ✤ قفل ہودت را کلید آید پدید ✤ جب ایسا پیر کامل ملے تو اس کے ہاتھ پر بیعت کرے یعنی اپنے نفس کو اسکے ہاتھ بیچ ڈالے ✤ والمیت فی ید الغسال تابع فرمان پیر و مرشد رہے ہمیشہ حق کیطرف متوجہ رہے کہ کوئی نے کم کھانے سونے سچ کھنے نیک کام کرنیکی عادت اختیار کرے رذائل سے پاک فضائل سے آراستہ ہو کر آئینہ دل سالک جو جام جہاں نمائے حق ہے۔ انوار قدس و طہارت سے منور و مطہر ہو اور عالم سفلی ظلمانی سے قطع تعلق کر کے اسکی روح کو عالم علوی نورانی و افلاک و بالائے عرش پر پرواز و عروج حاصل ہو تو دیدۂ سر سے لقائے الٰہی جو غایت مقاصد و نہایت مطالب ہے۔ حاصل ہوگا ۵ چوں تو دیدی پرتو آں آفتاب ✤ تو نباشی باز شد آبے بآب ✤ قطرہ بودی گم شدی در بحر راز ✤ می نیابی آنزماں ایں قطرہ باز ✤

گرچہ گم گشتن نہ کار ہر کیاست ✤ در فنا گم گشتگان چون من بسے است ✤ اسوقت کہ سرمایہ عمر عزیز و اسباب سیر و سلوک مہیا ہیں تو اس قسم کے کمالات حاصل کرے جو مقصود آفرینش ہے اور جب تیری قوت ضعف سے بدل ہو سیر و سلوک دریاضت کی فرصت نہ ہو جائے تو اب اس امور کا جاننا موجب یاد تی حسرت و ندامت ہوگا ۵ بود در اوّل ہمہ بے حاصلی ✤ کودکی و بیدلی و غافلی ✤ باز در اوسط ہمہ بیگانگی ✤ در جوانی شعبدہ دیوانگی ✤ باز در آخر کہ پیری بود کار ✤ تن خمر در ماند و جان گشتہ نزار ✤ چوں زاوّل تا بآخر غافلی است ✤ حاصل الاجرم بیحاصلی است ✤ چونوانی ہمہ سودا انگنہ گردانی کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ روح بدن سے جدا ہو جائے اسباب تحصیل کمالات معدوم ہو جائیں اسوقت سمجھا کہ جو مقصود تھا حاصل نہ کیا اور تمنا کرے کہ فارجعنا نعمل صالحا انا موقنون اسوقت یہ جاننا بے حاصل ہے بجز پشیمانی و پریشانی کے کچھ نہ ہوگا چونکہ دل مکاشفات و مشاہدات مذکورہ کا منبع ہے فرمایا کہ ۱۸۲ ۵ چہ میگویم حدیث عالم دل ✤ ترا اے سر نشیب پائے در گل ✤ حدیث عالم دل جو عروج عوالم لطیفہ اور انوار و تجلیات الٰہی کا مشاہدہ ہے تجھسے کیا بیان کروں کہ تو سر نگوں ہو کر علو مراتب کمالات روحی و قلبی سے طبیعت کے اسفل السافلین میں گرا ہوا ہے اور طلذات نفسانی و شہوات نفسانی کے کیچڑ میں تیرے سیر و طیر کے پیر پھنسے ہوئے ہیں مہروب کو مطلوب اور مطلوب کو مہروب سمجھکر جب مال و جاہ میں تقید اور ادراک کمالات معنویہ لذات باقیہ حقیقیہ سے بالکل محروم ہے ۵ اہل دل شو یا کہ بندۂ اہل دل ✤ ورنہ ہیچ خر ز دمانی بگل ✤ ہر کرا دانی نیست ادبے بہرہ است ✤ در جہان از بیوائی شہرہ است ✤ حق ہمیگوید کہ ایشاں فی المثل ✤ ہیچ گاہ زندہ جو خر زیں ہم اضل ✤ روباسفل دارد او ہیچ گاہ زندہ خر بلکہ برتر ✤ مقصود آفرینش عالم معرفت الٰہی ہے اور معرفت حقیقی بجز انسان کامل کسیکو حاصل نہیں پس عالم بطفیل انسان مخلوق ہوا ہے اسلئے فرمایا کہ ۱۸۳ ۵ جہاں انسخ تو و تو ماندہ عاجز ✤ ز تو محرم تر کس دید ہرگز ✤ ۔ انکم خلق لکم ما فی الارض جمیعا اور یا ابن آدم خلقت الاشیاء کلها لاجلك و خلقتك لاجلی ۔ سب جہاں تیرے لیے پیدا کیا گیا ہے تاکہ تحصیل معرفت حق کے اسباب آلات تجھکو میسر و مہیا ہوں اور تو خدا کیلئے پیدا کیا گیا ہے تا اسکو پہچانے سب جہاں جس کیلئے پیدا ہوا ہے سر مو اس سے تجاوز نہ ہو مگر تو جس معرفت حق کیلئے پیدا ہوا اُس سے عاجز ہو کر تابع نفس امّارہ و اسیر لذات بہیمی و حیوانی و شہوات نفسانی ہوا ہے تجھسے اتنا نہیں ہو سکتا کہ دو روزہ لذت فانی ترک کر کے معرفت دائمی اور اوسکے ضمنی کمالات جاودانی حاصل کر کے ہمیشہ کیلئے نجات پائے دوسرے موجودات بوجہ عدم قابلیت تحصیل معرفت الٰہی سے مجبور و معذور ہیں مگر تجھ میں قابلیت ہونے پر تحصیل سر معرفت سے غافل رہنا زیادہ حسرت و حرماں کا باعث ہے ۵ ۔ ایں چہ نادانیست بکدم با خود آ ✤ سود و سنجو ابی ازیں سودا برآ ✤ گنج عالم داری و گدا میکنی ✤ خود گدا گر روایخ تو با خود میکنی ✤ بادشاہی ایں چہ سیگردی گدا ✤ گنجہا داری در آئی بے نوا ✤ چونکہ وہ غافل لذات شہوانی و شہوات نفسانی میں مقید ہے اسلئے فرمایا ۱۸۴ ۵ چو با تو ساں بیک منزل نشستہ ✤ بدست عجز پائی خویش بستہ ✤ ان قیدیوں کی طرح جنکے پاؤں میں بھاری بیڑی پڑی ہوئی ہو اور اپنی جگہ سے باہر نہ جا سکتے ہوں تو بھی منزل تقلید و خواہش نفسانی میں گرفتار ہے اور عجز کے ہاتھوں سے سیر و سلوک کے پاؤں باندھے ہوئے ہیں برودت تقلید و ہوائے نفسانی کے کاشے افسردہ و مثل مردہ ہو گیا ہے ذوق و شوق عشق کی حرارت تجھ میں نہیں ہے ۵ زندہ شو ایں مردگی از خود بگیر ✤ گرم شو افسردگی از خود بگیر ✤ آتشے از عشق اندر دل فروز ✤ خرمن تقلید را یکسر بسوز ✤ چونکہ عورتوں کے مزاج میں برودت و ہوائے نفس غالب ہے فرمایا ۱۸۵ ۵ نشستی چوں زناں در کوئے ادبار ✤ نمیدانی رہ جہل خویشتن عار ✤ بدبختی کے کوچہ میں عورتوں کی طرح دولت معرفت حق سے پیٹھ دئے ہوئے بیٹھا ہے مطلب کمالات معنوی کی سیر میں قدم باہر نہیں رکھتا کیا تجھے اپنے جہل سے شرم نہیں آتی ۵ تا بکی ہمچو زناں ایں راہ و رسم و رنگ و بو ✤ از زنداں گیر و با صاحبدلاں دمساز شو ✤ چوں زنی تا چند باشی بستہ مرد ارتن ✤ در رہ آ گر سر جاں

یک لحظہ در پردۂ شود + چونکہ حصول کمالات مخالفت نفس سے وابستہ ہے فرمایا۔ ۱۸۶ دلیران جہاں آغشتہ در خوں +
تو سر پوشیدہ نہی پائے بیروں + طالبان قرب مولیٰ نہایت شجاعت سے اپنے نفس امارہ سے جنگ کرتے ہیں ثابت قدم ہیں
اور اسکے غیظ و غضب سے خون جگر میں لتھڑے ہوئے ہیں اور تو پردۂ تقلید نفس میں سر چھپائے ہوئے عورتوں کیطرح خانہ نشین ہے میدان
طلب میں ہمت کے قدم نہیں رکھتا اور چاہ ضلالت سے باہر نہیں آتا ۵ نفس دوں راز بر دستی تا بکنی + شو مسلماں بت پرستی تا بکنی
ہمچو یوسف خوش برآ از قعر چاہ + تا شوی در مصر عزت پادشاہ + معرفت الٰہی تمام عقائد دینیہ کی اصل ہے تقلیدی ایمان لغو ہے۔
اسلئے فرمایا ۱۸۷ چہ گردی فہم از دین العجائز + کہ بر خود جہل میداری تو جائز + حدیث علیکم
بدین العجائز کا مطلب یہ ہے کہ دینی احکام کو بوڑھی عورتوں کی طرح بجالاؤ اپنے عقل و نفس کو اسمیں دخل نہ دو کیونکہ احکام شریعت
کی حکمت محض عقل سے معلوم نہیں ہو سکتی اسلئے احکام دین کی بجا آوری میں تقلید و اتباع ضروری ہے عقلی تاویلات لغو ہیں معرفت الٰہی
میں تفکر ممنوع نہیں ہے بلکہ ضروری ہے تو نے اس حدیث کا مطلب کیا سمجھا ہے کہ معرفت الٰہی کی طلب سے غافل رہکر خود پر جہل کو جائز رکھا
ہے ۔ تقلیدی ایمان سے کیا حاصل ایمان تحقیقی حاصل کر ۵ آں دانے کو ہست خالی از طلب + دائماً با دیو در زندانِ تعب + آں سر
کو را ہوائے دوست نیست + زو مجو مغزے کہ او جز پوست نیست + جاں کہ جویایت نباشد کو بکو + مردہ بیجاں بود بیش گو + جاں
ندارد ہر کہ جویائے تو نیست + دل ندارد ہر کہ شیدائے تو نیست + ۱۸۸ زناں چوں ناقصات عقل و دیں اند +
چرا مرداں رہ ایشاں گزینند + حدیث شریف میں ہے ھُنَّ ناقصات العقل والدین عورتیں عقل و دین
ناقص ہے ۔ علیکم بدین العجائز اسلئے فرمایا کہ اوامر و نواہی کی بلا تاویل جسطرح عورتیں اتباع کرتی ہیں تم بھی انکی طرح
احکام دین بجالاؤ تمام ہی عقل ناقص سے حکمت احکام دین سمجھنے میں تصرف نہ کرو جس سے آخر الامر حکمت سمجھ میں نہ آنیسے دین سے
انکار کی نوبت نہ آنے پائے ۱۸۹ اگر مردی برون آئی و سفر کن + ہر انچہ پیشت آید زاں گزر کن +
اگر تو مرد ہے تو عالم قرب مولیٰ کا سفر کر اور جو کچھ موانع پیش آئیں سب کو چھوڑ کر آگے بڑھ ۵ زانکہ گر جائے نظر خواہی فگند + ور کنا خویش
سر خواہی فگند + چیست زو بہتر بگو ای بیکس + تا مدان ارشاد باشی یک نفس + من شہا را خواہم نہ خسروی + انچہ میخواہم من از تو ہم توئی +
مرگ جاں باد ایں دل درویش را + برگزیند بر تو ہرگز خویش را + ۱۹۰ میاساں یک زماں اندر مراحل + مشو
موقوف ہمراہ و رواحل + سالک طالب صادق کا شوق ایسا ہونا چاہئے کہ منزل مقصود کو پہنچے تک کسی جگہ آرام نہ لے اور بجز
پیر کامل کے کسی ہمراہ و سواری پر موقوف نہ رہے ۵ پا بر سنہ میزدم در خار و سنگ + زانکہ من حیرانم بے خویش و ننگ + تو مبیں
ایں گاہ ہا را بر زمیں + زانکہ بر دل میزد و عاشق یقیں + یکدم ہجراں بر عاشق چو سال + وصل سالے متصل پیش خیال + ولی کی روش
طریق متابعت نبی پر ہوتی ہے اسلئے فرمایا ۱۹۱ خلیل آسا بر دحق را طلب کن + شبے زار و زور و زے را
بشب کن + ابراہیم خلیل اللہ کیطرح راتوں دن کو رات کر طلب حق سے یک لحظہ غافل مت رہ مقام تحقیق میں باپ دادا کی
تقلید مثل خلیل ترک کر دے ۵ مرد باید کز طلب ذرا نتاند + ہر زماں صد جاں کند بر دے نثار + نے زمانے از طلب ساکن شود + نی
دمے آسودنش ممکن شود + گر بود استاد زمانے از طلب + مرتدے باشد دریں رہ بے ادب + چونکہ حجاب نورانی بھی مثل حجاب ظلمانی
مانع وصول مقصود ہے اسلئے فرمایا۔ ۱۹۲ ستارہ مایۂ خورشید و اکبر + بود حس و خیال و عقل نور +
خلیل اللہ کی مناسبت سے ستارہ کا ذکر کیا گیا جس مشترک کی صورت متمثلہ ستارہ ہے ۔ چاند قوت خیالیہ کی صورت آفتاب عقل کی
سالک انکو دو حالت سے مشاہدہ کرتا ہے اوّل یہ کہ انکو دیکھ کر یہ سمجھے کہ یہ ستارہ و چاند و سورج ہیں اسطرح کا دیکھنا

تعبیر کا محتاج ہے یعنی انکی صورت سے انکی حقیقت کو طرف عبور کرنا۔ دوم حالت یہ کہ انکو دیکھ کر یہ سمجھے کہ یہ چاند و سورج وغیرہ کیصورت سے حق ہی حق ظاہر ہے یہ تجلی آثاری ہے ۱۹۳ بگزراں از ہمہ ای راہرو روی + ہمیشہ لا احب الآفلین گوی + ۔ راہ الٰہی میں جو کچھ مراتب حجاب نورانی پیش آئیں انسے منہ پھیر لینا چاہئے جیسا کہ ظلمانی حجاب سے ۔ بت پرستی چوں بہائی در صور + بگزر از صورت بر و معنی نگر + ہر کہ او در رہ بچیزے ماند باز + شد ببتش آنچیز گو باشد نماز + چونکہ ذات مطلق کا مشاہدہ اسکے اسماء و صفات کی تجلیات میں زیادہ آسان ہے اسلئے فرمایا۔ ۱۹۴ و یا چوں موسیٰ عمراں دریں راہ + برو تا بشنوی انی انا اللہ ۔ یا راہ حق میں موسیٰ بن عمران کیطرح سیر کر کہ مظاہر خسیہ میں حق کا مشاہدہ کرے اور درخت سے انی انا اللہ کی صدا سنے ۔ بشنو انی انا اللہ چوں کلیم از ہر درخت + ہر کہ در بر طور دل از ہر میقات آمدہ است + آیت حسن تو خواند جان ما از ہر ورق + حال عمارت بر تراز کشف و کرامات آمدہ است + چونکہ ہستی مجازی و تعین سالک جبتک باقی رہے ذات مطلق کا مشاہدہ محال ہے اسلئے فرمایا۔ ۱۹۵ ترا تا کوہ ہستی پیش باقی است + جواب لفظ ارنی لن ترانی است + ۔ سالک اور حق کے درمیان سالک کی ہستی خود حجاب ہے جبتک یہ ہستی مجازی باقی رہیگی حق پر وہ اسماء و صفات میں محتجب رہیگا۔ اسی پردہ میں موسیٰ علیہ السلام نے حق کا مشاہدہ کیا اس تجلی اسمائی پر قانع نہ رہ کر شوق دیدار غالب ہوا اور رب ارنی النظر الیک کہا تو حق سے جواب لن ترانی یعنی جبتک تیری توئی باقی رہیگی میں تیری توئی کے پردہ میں محجوب رہونگا ۔ گفتم بموا ئے مہر رویت + شد جان و دلم چو ذرہ شیدا + بر دار رخ نقاب عزت + بے پردہ بیا جمال بنما + گفتند اگر تو مرد عشقی + بشنو سخن درست یارا + ہستی تو پردۂ رخ ماست + از پردہ خود بکل بروں آ + از ہستی خود چو نیست گشتی + از جملہ حجابہا گذشتی + ۱۹۶ حقیقت گہر باذات تو کاہ است + اگر گوہ توئی نبود چہ راہ است + حقیقت یعنی حق گہر باہے اور تو کاہ ہے تیرا انجذاب اسکے طرف نہایت آسان ہے لیکن تیری توئی یعنی تعین نے تجھکو وصال حق سے محروم رکھا ہے ورنہ قرب حق سہل ہے ۔ قرب نے بالا پستی رفتن است + قرب حق از ہستی خود رستن است + خویش را بگذار و بیخود خوش بیا اندرون بزم وصل جانفزا + نیستی از خویش عین وصل اوست + بگزر از ہستی دولت گر وصل جوست + چونکہ سالک کی ہستی کا مٹنا بجز تجلی الٰہی کے میسر نہیں اسلئے فرمایا۔ ۱۹۷ تجلی گر رساند بر کوہ ہستی + شود چوں خاک رہ ہستی ز پستی + اگرچہ حق کی تجلی ذاتی کا نور سالک کے کوہ ہستی پر پڑیگا تو اسکی ہستی کی ظلمت خاک راہ کیطرح پست و ناچیز ہو جائیگی کیونکہ تجلی ذاتی فنائے مظاہر و کثرات کی مقتضی ہے ۔ ہر کہ شد جویائے دیدار خدا + چوں خدا آید شود دیدہ لقا + گرچہ آں وصلت بقا اندر بقا است + لیک اوّل آں بقا از فنا است + سایہا کے کو بود جویائے نور + نیست گردد چوں کند نورش ظہور + سالک آید پیش و جوش ہست و نیست + ہستی امر نسبتی خود طرفہ الیست + تجلی ذاتی مقتضی فنائے مظاہر کثرات ہے موسیٰ علیہ السلام کو ہو یا دوسروں کو ذات حق کا دیدار میسر نہیں۔ لن ترانی حکم مطلق ہے لیکن مرتبۂ اسماء و صفات میں ذات کا ظہور و تنزل ہو تو شاید حق میسر ہو گا جانچہ درخت وادیٔ ایمن کیصورت میں حق نے تجلی فرمائی دیدار حق من حیث الذات محال ہے لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار اور من حیث الاسماء والصفات دیدار حق ممکن فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا ۔ یرجو یو مئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ ۔ من چو اورا دیدہ و نادیدہ ام + در میان ہیں و آں شوریدہ ام + لذا ئی معا یبہ الاعمال للشیخ محمد بن یحیی الکھجی لیس بحشی رحمہ اللہ ۔ چونکہ سلوک و ریاضات و تزکیہ و تصفیہ و تجلیہ صرف جذبۂ الٰہی کیلئے مستعد ہونے کیواسطے ہے ورنہ عمل سے رسائی یا حضرت عالی الیٰ

ممکن نہیں محض فضل علی پر توقف ہے ۔۔۔ ۱۹۸ گدائی کرد و از یک جذبہ شاہی ✤ بیک لحظہ دہد کوہے بکاہے ✤ بحکم جذبۃ من جذبات الحق توازی عمل الثقلین ربر جب سلوک شروع کرے تقلید و محبوبی کی گدائی دور ہو کر جذبہ الٰہی کی برکت سے وصول حقیقی کی سلطنت حاصل ہو گی۔ اور سالک کے کوہ ہستی کو جو اسکی نظر میں سد سکندری کیطرح وصول حق سے مانع و مزاحم تھا ایک کاہ کے ذریعہ ہٹا دیا جائیگا۔ اور مرتبہ عاشقی سے معشوقی کے مقام پر پہنچیگا۔ اللہ بغیر مزاحمت غیریت دیدہ فیض یبصر سے شاہد حقیقی کا مشاہدہ کریگا۔ ۵ دریں دریا اگر دُرے بدست آری ✤ گزیں دریائے بے پایاں گہر بسیار میخیزد ✤ وگر سوجست بر باید چہ دولت مرتزاں بہ ✤ کہ عالم میش حکم تو چو خدمتگار برخیزد ✤ چونکہ اعلیٰ مقامات پر پہنچنا متابعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہے اسلئے فرمایا۔ ۱۹۹ برو اندر پی خواجہ بہ اسری ✤ تفرج کن ہمہ آیات کبری ✤ اسری بعبدہ لیلا تا آخر سے واقعۂ معراج شریف کیطرف اشارہ ہے معراج سے یہاں مقصود وصول حقیقی حق ہے مطلب یہ کہ مراتب ولایت در اصل انبیاء علیہم السلام کو حاصل ہوتے ہیں اور انکے حسن متابعت کی برکت سے انکی امت کے اولیا بھی اس سے بامراد ہوتے ہیں۔ معراج وصول حقیقی کبھی محض فضل و جذبہ الٰہی سے ہوتا ہے کبھی بندہ کیجانب سے عبادۃً و کمال انقطاع الی اللہ کیوجہ سے ہوتا ہے جو نکہ انسان مرکب القوی و مدنی الطبع ہے دنیل لوگوں سے ربط و ضبط ملنا جلنا پڑتا ہے اسلیے طے عزلت و گوشہ نشینی بھی ضروری ہے۔ وانہ لیغان علی قلبی وانی لاستغفر اللہ فی کل یوم سبعین مرۃ وفی روایۃ مائۃ مرۃ سے عزلت از خلائق کی تصدیق ہوتی ہے شب میں توجہ الی اللہ کے ظاہری موانع یعنی خلائق سے ملنا جلنا وغیرہ تعلقات نہیں رہتے اسلیے کاملین کو حالات و مشاہدات شب ہی میں میسر ہوئے ہیں چنانچہ اسری بعبدہ لیلا۔ اور فلما جن علیہ اللیل ابراہیم علیہ السلام کے متعلق مذکور ہے پس باتباع آنحضرت علیہ السلام دنیں صحبت خلائق کے غبار غیریت کو استغفار کے پانی سے دھو یا کر اور حسب قدرت انقطاع الی اللہ کی ریاضت کما ئو شب میں کامل طور پر متوجہ الی اللہ مراقبہ میں مشغول ہو ۵ می رسند ارواح ہر شب نیں قفس ✤ فارغاں از حکم و محکوم کس ✤ رفتہ در صحرائے بیچوں جان شاں ✤ روح شاں آسودہ و ابدان شاں ✤ فارغاں از حرص و از آز و ہوس ✤ مرغ دل از دام حبہ در قفس ✤ چونکہ تعلقات جسمانی و کدورات طبعی مانع وصول حقیقی ہیں اسلئے فرمایا۔ ۲۰۰ بروں آ از سرائی ام ہانی ✤ بگو مطلق حدیث من سرا نی ✤ ام ہانی دختر ابو طالب کی کنیت ہے نام فاختہ تھا آنحضرت کی چچازاد بہن اور اکثر متصل حرم تھا۔ انکے گھر سے شب معراج میں آپنے عروج فرمایا۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے معراج ہونا مشہور ہے۔ لیکن محققین نے دو معراج جسمانی و روحانی فرمائے ہیں۔ جسمانی عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے ہوا ہے معراج روحانی سرای ام ہانی سے ہوا۔ عروج اولیا اللہ بھی روحانی نیت و بدن مثال سے متعلق ہے اسلئے سرائی ام ہانی سے مناسبت ظاہر ہے۔ سرائی ام ہانی سے خانۂ طبیعت و تعلقات جسمانی و نفسانی مراد ہیں یعنی قید ہوا و ہوس سے مجرد ہو کر مشاہدۂ جمال مطلق میں فانی ہو جا اور وارث کمال معنوی و ولایت محمدیہ ہو کر بقائے حق سے باقی رہ اور حدیث من سرا نی فقد سرای الحق کہتا جا ۵ آنانکہ گوئی عشق زمیداں ربودہ اند ✤ بنگر کہ وقت کار چہ چولاں نمودہ اند ✤ ہر لحظہ دیدہ اند عیاں حسن روئے دوست ✤ آئینۂ دل باز تمیل آں زدودہ اند ✤ آنم نہ کہ گفتہ اند انا الحق ز بیخودی ✤ دیشاں مداں کہ آں نفس الشاں نمودہ اند ✤ جسمانی و روحانی تعین عالم اطلاق کی سیر سے مانع ہے اسلئے فرمایا۔ ۲۰۱ گذارے کن ز کاف کنج کونین ✤ نشیں بر قاف قرب قاب قوسین ✤ بحکم فاخلع نعلیک غیب و شہادت و صورت و معنی کے عالم سے گذر جا اور قاب قوسین

مقام محمدی واحدیت و الوہیت و وجوب و امکان کے مقام میں بقیہ ہو کر تمام عالم کو اپنا تابع فرمان دیکھتا رہو۔ جب سالک مقام وحدت کو پہونچے تو اسکی ذات و صفات تجلیہ ذات و صفات کلیہ میں داخل ہو جائینگے اور اسکا علم و ارادہ عین حق کا علم و ارادہ ہوگا۔

۵۲۲ دہد حق مر ترا ہر چہ تو خواہی ✤ نماید ہمہ اشیا را کما ہی ✤ سالک جب صفات حق سے متصف ہوگا تو اسکے کل مقاصد حاصل ہونگے۔ اور تمام اسماء و صفات الٰہی کو خود میں مشاہدہ کریگا۔ وجوب و امکان کا مجمع البحرین و مجلی الکل ہوگا اور اللّٰھم ارنا الاشیاء کما ہی کے قابل آنحضرت علیہ السلام کے وارث منتہی ہونیسے کل اشیاء جیسے ہیں ویسی اسکو دکھلائی جائینگی۔ عارف حقیقی ہو کر مقصود از افرینش حاصل کریگا ✤ یا رچوں بایا نخوش بنشستہ شد ✤ صد ہزار ان لوح سر دانستہ شد ✤ لوح محفوظ از پیشانی یار بہ راز کونینش نماید آشکار ✤ گر بعقل ادراک این ممکن بدے ✤ فخر نفس را بھر چہ واجب شدے ✤ باچناں رحمے کہ دارد شاہ ہش ✤ بیفزودت چو او گوید بنفس کش ✤ چونکہ تمام عالم ایک ایسی کتاب ہے جو سب مرتب کیا ہوا شخاص و افراد جزئیہ صور اسمائے کلیہ جزئیہ الٰہیہ کی حامل و شامل ہے اسلئے ایک دوسرا قاعدہ بیان فرمایا کہ **۵۲۳ عالم دگر کتاب عالم و ذکر کتاب** عالم اور کتاب الٰہی کی مطابقت میں جبکہ سالک تجلی ذات سے فانی اور بقا باللہ سے باقی ہو کر مقام قاب قوسین میں مقیم ہو اور نقش دو عالم اسکی نظر سے برخاست اور سر پا نور وجود حق کا تمام ذرات کائنات میں مشاہدہ کریگا اور ہر شئی میں ایک ایک اسم و صفت خاص سے جلوہ گر دیکھیگا تو تمام عالم اسکی نظر میں ایک کتاب کلی جامع جمیع احکام اسماء و صفات الٰہی کیطرح ہوگا۔ **۵۲۴ ہنر دانکہ جانش در نجانی ست ✤** ہمہ عالم کتاب حق تعالیٰ است ✤ ہر کہ جانان رود جلوہ گاہ تجلی الٰہی ہو اور اسکے دیدۂ باطن میں حق ظاہر ہو جمال حق کا ہر شئے میں مشاہدہ کرتا ہو ذرات موجودات کے اوراق سے احکام اسرار تجلیات حق تلاوت کرتا ہو اسکی نظر میں تمام عالم غیب و شہادت حقتعالیٰ کی ایک کتاب ہے جو تمام احکام اسماء و صفات الٰہی پر شامل ہے اور ہر ایک فرد موجود کلمات اللہ سے ایک ایک کلمہ ہے جو اسم خاص الٰہی کے خاص معنی پر دال ہے اور انسان کے تنفس سے جسطرح کلمات پیدا ہوتے ہیں نفس رحمانی سے بھی یہ تمام عالم کلمات اللہ پیدا ہوئے ہیں ؎ ماجملہ جہاں مصحف ذاتست دانیم ✤ از ہر ورقے آیت وصفت خوانیم ✤ بالجملہ مدرسہ در مکتب عشق ✤ در معرفت کہ تو ما ندانیم ✤ تشبیہ میں مشبہ اور مشبہ بہ کے درمیان وجہ تشبیہ ضروری ہے اسلئے فرمایا **۵۲۵ عرض اعراب و جوہر چوں حروفست ✤ مراتب ہمچو آیات و قوفست ✤** جسطرح کتاب عالم یعنی کل موجودات کے دو قسم ہیں جوہر و عرض۔ کتاب میں بھی جوہر و عرض ہے عرض قائم بالغیر۔ جوہر قائم بالذات کو کہتے ہیں پس حروف جوہر ہیں۔ اعراب زیر۔ زبر۔ پیش عرض ہیں اور کتاب عالم یعنی موجودات کے مراتب مثل آیات وقف ہیں کہ جنکو وصل نہیں کیا جاتا۔ جسطرح کتاب عالم کے کلمات یعنی موجودات کے مراتب ہر و عرض سے ظہور پاتے ہیں کتاب اللہ کے کلمات و آیات کا بھی دو وجود اعراب سے ظہور ہوا۔ موجودات مراتب عوالم کلیہ کے تحت میں ہیں اسلئے فرمایا **۵۲۶ ازو سر عالمے چوں سورۂ خاص ✤ یکے زو فاتحہ داں دیگر اخلاص ✤** سابقاً عالم کو کشت بطور کلی مذکور ہوئی مثل عالم ارواح مجردہ عالم مثال و عالم شہادت و عالم انسان کامل وغیرہ ہیں ہر ایک عالم کلی بھی کئی عوالم جزئیہ پر شامل ہے اور کتاب عالم کا ہر ایک عالم مثل ایک سورۂ خاص کتاب اللہ کے ہے جسطرح ہر سورہ چند آیات پر شامل ہے جو احکام و مراتب احوال مختلفہ کو متضمن ہے اسیطرح ہر عالم بھی چند مراتب پر شامل ہے جو ہر ایک مظاہر اسم کلی الٰہی ہیں ان میں ایک اسم کے تحت میں چند اسماء مختلف الاحکام ہیں اس عالم کے ایک تو سورۂ فاتحہ کیطرح اوّل ہے۔ دوسرا سورۂ اخلاص کیطرح آخر ہے باقی ہر ایک سورہ قرآن کے مقاام درمیان میں واقع ہیں۔ چونکہ مراتب موجودات کا ہر ایک مرتبہ بجائے ایک ایک آیت قرآنی کے ہے تو انمیں بعض

مراتب کلیہ کی بعض آیات قرآنیہ سے تطبیق کیلئے فرمایا۔ ۲۰۶ نخستیں آتش عقل کل آمد ✤ کہ دروے ہمچو بائے بسمل آمد ✤ کتاب عالم کی پہلی آیت عقل کل ہے اوّل ما خلق اللہ العقل۔ کتاب الٰہی کی پہلی آیت بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہے جسطرح بائے بسمل تمام قرآن پر شامل ہے اسیطرح عقل کل بھی اجمالاً تمام مراتب عالم پر مشتمل ہے۔ مرتبہ دوم ✤ ۲۰۷ دوم نفس کل آمد آیت نور ✤ کہ چوں مصباح شد در غایت نور ✤ کتاب عالم کی دوسری آیت نفس کل ہے جو کتاب الٰہی کی آیت نور اللہ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے مقابل ہے اور جسطرح عقل کل احدیت و احکام اجمالی کی حامل ہے اسیطرح نفس کل بھی واحدیت و احکام تفصیلی پر شامل ہے نفس کل کو آیت نور کے مقابلہ میں اسلئے رکھا کہ جسطرح سب چیزیں نور سے ہی ظاہر ہوتی ہیں اسیطرح نفس کل منظہر علم حق میں بھی سب چیزیں ظاہر ہیں یہ نفس کل مثل چراغ روشن ہے جس سے سب عالم روشن ہے اور اسکی حیات و دانش کے انوار مراتب عالم پر چمکتے ہیں اور ہر ایک کو اسکی استعداد کے مطابق منوّر کرتے ہیں نفس کل کے بعد جسم کل ہے اسلئے فرمایا۔ ۲۰۸ سوم آیت در وشد عرش رحماں ✤ چہارم آیت الکرسی ہمیخواں ✤ کتاب عالم کی تیسری آیت عرش رحمان فلک الافلاک و فلک اطلس ہے اسکے مقابلہ میں کتاب الٰہی کی آیت الرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی ہے کتاب عالم کی چوتھی آیت کرسی فلک ثوابت ہے اسکے مقابل کتاب الٰہی سے آیت الکرسی وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ہے۔ اسکے بعد سات آسمان کا ذکر فرمایا۔ ۲۰۹ پس از وے چرخہائے آسمانی است ✤ کہ در وے سورۂ سبع المثانی است ✤ کتاب عالم کے سبع سموات۔ کتاب الٰہی کے سبع المثانی سورۂ فاتحہ کی سات آیتوں کے مقابلہ میں ہیں مقصود صرف اشارہ ہے ترتیب ضروری نہیں۔ چونکہ افلاک کے بعد عناصر کا مرتبہ ہے اسلئے فرمایا ۲۱۰ نظر کن باز در جرم عناصر ✤ کہ ہر یک آیتے ہستند باہر ✤ آتش ہوا آب و خاک چار عناصر ہر ایک روشن آیت ہے۔ عناصر کے بعد مراتب موالید ہیں جو عناصر سے مرکب ہوئے اسلئے فرمایا۔ ۲۱۱ پس از ایشاں بود جرم سہ مولود ✤ کہ نتواں کرد ایں آیات معدود ✤ چار عناصر سے تین بچے (جماد۔ نبات۔ حیوان) پیدا ہوئے اسلئے انکو مولود و موالید ثلثہ کہتے ہیں انکے افراد شمار سے باہر ہیں انسان سب سے اخیر تنزّل ہے اسلئے فرمایا۔ ۲۱۲ باخر گشت نازل نفس انسان ✤ کہ بر ناس آمد آخر ختم قرآن ✤ کتاب عالم کی سب سے اخیر آیت انسان ہے کتاب الٰہی کی سب سے اخیر آیت والناس ہے چونکہ تفکر در آلا کے بیان میں سبکدا یعنی ظہور ہستی در نیستی لیعود اشارہ اور عوالم غیبیہ پر تنبیہ اور کمالات معنویہ حاصل کرنیکی ترغیب۔ تحریص اور معاد ہستی میں نیستی کا ظہور اور قوس عروجی کا نقطۂ آخر قوس نزولی کے نقطۂ اوّل سے متصل ہونے اور دائرہ وجود کا اتمام اور کتاب عالم کی کتاب الٰہی سے مطابقت مذکور ہوئی اب کتاب عالم کے آفاقی احکام میں فکر کا اشارہ فرمایا فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ۔ نظر عبرت سے افلاک و کواکب اور انکے سیر و اشکال و تاثیرات میں (جو عالم سفلی پر مترتب ہوتے ہیں) دیکھنا چاہئے تاکہ کمال قدرت و حکمت الٰہی۔ تدبیر و انتظام عالم کے مشاہدہ سے مدارج کمال پر ترقی حاصل ہو۔ اور عالم سفلی میں مقید رہنا مراتب کمال سے محرومی کا باعث ہے اسلئے فرمایا۔ ۲۱۳ مشو محبوس ارکان و طبائع ✤ بروں آئی و نظر کن در صنائع ✤ ارکان یعنی عناصر آگ ہوا آب و خاک۔ طبائع طبیعت کی جمع۔ حرارت (گرمی)۔ برودت (سردی)۔ رطوبت (تری)۔ یبوست (خشکی) یعنی عناصر و طبیعتوں میں مقید مت رہ۔ بلکہ خدا کی عجیب صنعت و کمال قدرت و علم و حکمت پر نظر کر۔ چونکہ موجودات محسوسہ میں سات آسمانی سب سے بڑے ہیں اور انکا اثر عالم سفلی میں پہنچتا ہے اسلئے فرمایا:۔

۲۱۴ تفکر کن تو در خلق سموات ✤ کہ تا ممدوح حق گردی در آیات ✤ آسمانوں کی پیدائش میں غور و تفکر کرو تاکہ تو قرآنی آیتوں میں ممدوح حق ہو۔ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ مراتب عالم اجسام و شہادت کی انتہاء عرش یعنی فلک الافلاک ہے اسلئے فرمایا۔ ۲۱۵ ببیں یک رہ کہ تا خود عرش اعظم ✤ چگونہ شد محیط ہر دو عالم ✤ پس ہر دو عالم یعنی غیب و شہادت دنیا و آخرت ہر دو کو گھیرا ہوا ہے اسی عرض الجنۃ الکرسی وسقفها عرش الرحمٰن ومنہا تفجرت الانہٰر اس پس جنت بھی اسکے اندر ہے اور جہنم بھی اسی میں ہے وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِیْطَةٌ بِالْکٰفِرِیْنَ پس ہر دو عالم کو عرش محیط ہوا۔ ۲۱۶ چرا کردند نام عرش رحماں ✤ چہ نسبت دارد او با قلب انسان ✤ اسکا نام عرش رحمن کیوں رکھا ہے قلب انسان سے اسکو کیا نسبت ہے۔ واضح ہو کہ اللہ کا نام رحمان ہے بحر اسم اللہ کے باقی اسمائے الٰہیہ کا جامع اور موجود تمکنہ پر وجود اور کمالات و لوازم وجود کا فیض بخش ہے تجلی رحمانی انتمانی تمام عالم پر عام و ساری ہے۔ جسکا ذکر سابقاً گزرا۔ عالم اجسام و شہادت آفاقی میں اس اسم رحمن کا مظہر و مستوی عرش ہے اسلئے کہ عرش ہی حرکت سے بسیط اجناس و انواع و اصناف و افراد و اشخاص عناصر کی ترکیب و امہات و اخ سے مراتب موالید میں لباس وجود سے متلبس ہو کر ظاہر ہوتے ہیں۔ اسیوجہ سے عرش الرحمن نام ہوا۔ اسم الرحمن کا مقتضا عرش یعنی فلک الافلاک کی گردش و حرکت سے کامل طور پر پیدا ہوتا ہے۔ قلب انسان سے اسکو توی مناسبت ہے قلب المومن عرش اللہ۔ عالم آفاق میں اسم الرحمان کا مظہر عرش ہے عالم انفس میں الرحمان کا مظہر قلب ہے بلکہ کمالات رحمانی کا ظہور قلب میں عرش سے زیادہ ہے اسلئے کہ دل غیب و شہادت کے درمیان برزخ ہے اسلئے غیب و شہادت ہر دو عالم کے احکام پر مشتمل ہے پس دل عرش اعظم ہے۔ چونکہ دل رحمان کی دو انگلیوں میں ہے۔ دو انگلیوں سے جلال و جمال مراد ہے وہ جسطرح چاہتا ہے اسے پھیر دیتا ہے اسی لیے وہ عرش کیطرح ہمیشہ حرکت میں رہتا ہے۔ ۲۱۷ چرا در جنبش اند ایں ہر دو مادام ✤ کہ یک لحظہ نمیگیرند آرام ✤ دل انسانی و عرش رحمانی ہمیشہ بغیر آرام کے حرکت و جنبش میں رہنے کی وجہ یہ ہے کہ بحکم کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ اپنے ہر روز مظہر آفاق و انفس میں خود ظاہر ہو اور تخلق و تخلق و کمالات مختلفہ کو ظاہر کرے چونکہ عرش کی حرکت دوری گول ہے اور حرکت مرکز کے تابع ہے اسلئے فرمایا۔ ۲۱۸ مگر دل مرکز عرش بسیط است ✤ کہ ایں چوں نقطہ آں دور محیط است ✤ دل انسانی کی نسبت عرش رحمانی سے مرکز و محیط کی نسبت ہے عرش کی حرکت دوری ہے اور دل کی حرکت مرکزی ہے ۵ عرش است محیط و مرکز ش دل ✤ گردان بود گل چہ حاصل ✤ گردیدن عرش و جملہ افلاک گرد دل کامل نہ بریں خاک ✤ عرش از پے دل ہر دو انست ✤ خاکست بہانہ اہل آنست ✤ ۲۱۹ برآید در شانزے کما بیش ✤ سراپائے تو عرش ای مرد درویش ✤ اے مرد درویش تیرے سراپا کے گرد و کم و بیش ایک رات دن میں پورا دورہ لگاتا ہے یعنی عرش اہل دل کا طواف کرتا ہے۔ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ شیخ ابو طالب مکی نے فرمایا کہ ان الافلاک تدور بانفاس بنی آدم اور شیخ اکبر محی الدین بن عربی نے فرمایا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْاِنْسَانَ الْکَامِلَ مَعْلَمَ الْمَلَکِ وَاَدَارَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی تَشْرِیْفًا وَّتَشْوِیْقًا بِاَنْفَاسِهِ الْفَلَکَ ۵

مائیم ستون وسقف زمینا ✤ مائیم مدار جملہ اشیا ✤ مائیم محیط ودم گزدور ✤ پرکار وجود ہمہ طور ✤ سلطان سریر قاب قوسین ✤ مائیم وطفیل ماست کونین ۔ ۵۲۱ ازوور جنبش اجسام مدور ✤ چو اگشتند یک رہ نیک بنگر ✤ اجسام مدور یعنی گول جسم آسمان وستارے جو کرہ میں عرش کی حرکت کیوجہ سے اسلئے متحرک ہیں کہ نفس جو عرش کا محرک ہے اسکی قوت اس درجہ کی ہے کہ عرش کو اور اسکے ضمن میں جو کچھ ہے افلاک ثمانیہ وکواکب کو متحرک کرتا ہے لیکن عرش کی حرکت بالذات ہے باقی کرات کی حرکت بالعرض یعنی عرش کے تابع ہے بعض نے کہا کہ عرش کی حرکت سے باقی آٹھ آسمانوں کا متحرک ہونا لازمی ہے کیونکہ عرش اعظم ظرف ہے باقی افلاک مظروف پس ظرف کی حرکت سے مظروف کا متحرک ہونا لازمی ہے ۵۲۲ ز مشرق تا بمغرب ہمچو دولاب ✤ ہمی گردند دائم بے خور وخواب ✤ جس کام کیلئے پیدا کئے گئے ہیں اسکے حاصل کرنے کے شوق میں بغیر کھانے پینے سونے کے مشرق سے مغرب کیطرف دولاب کیطرح گردش کرتے ہیں ۵۲۳ بھر روز دشبے ایں چرخ اعظم ✤ کنند دور تمامی گرد عالم ✤ عرش اعظم فلک اعظم ایک راتدن میں تمام افلاک عالم کا دورہ کال کرتا ہے جو اسّی ہزار برس کچھ زائد سال کا راستہ ہے ۵ چرخ اعظم نگر کہ در تشویق ✤ دانماچوں ہمی زند تعلیق ✤ بے سر وپا بیشہ سرگرداں ✤ نہ بہ بھلو وگہ بہ سرگرداں ✤ اور مشرق بہ مغرب روان ✤ دیگر آنرا بجو خویش کردہ دواں ✤ صوفیان کبود پوش ہمہ ✤ از غم دوست در خروش ہمہ ✤ آتش اندر دل وہوا در جاں ✤ کردہ بر خاک آب دیدہ روان ✤ ہمہ روشندلان جاں بر تاب ✤ ہمگی سر خوشان بجو وخواب ✤ ۵۲۳ وزو افلاک دیگر ہم بدینساں ✤ بچرخ اندر ہمی باشند گردان ✤ دوسرے آسمان بھی اسکے تابع ہو کر گھومتے ہیں ۵ از شوق چرخ در تماشا ✤ کردہ در حلقہ جہاں تاشا ✤ در گرفتہ سماع چرخ بجاں ✤ در ودیوار وسحن چہار ارکان ✤ آتش وباد وآب وخاک ✤ خروخویش ہر یکے زدہ چاک ✤ فلک اعظم کی حرکت شرقی دوسرے افلاک کی حرکت غربی ہے اسلئے فرمایا ۔ ۵۲۴ ولے برعکس دور چرخ اطلس ✤ ہمی گردند ایں ہشت مقوس ✤ لیکن چرخ اطلس کی حرکت کے عکس اپنی اصلی ذاتی حرکت کیساتھ مشرق سے مغرب کیطرف گھومتے ہیں اور فلک الافلاک کے تابع ہو کر شرقی حرکت مشرق سے مغرب کیطرف گھومتے ہیں ۵۲۵ معدل کرسی ذات البروج است ✤ کہ اورا نے تفاوت نے فروج است ✤ معدل النہار وہ دائرہ جو خط استوا کے محاذات میں آسمان پر ہے جب آفتاب پہنچے تو دن رات برابر ہوتے ہیں یہ فلک نہم کا مسطقہ ہے اور فلک نہم کو بھی فلک معدل کہتے ہیں جو اتم تسمیہ محل باسم حال ہے یہی معنی یہاں انسب ہیں کیونکہ فلک نہم فلک ہشتم فلک ذات البروج کی کرسی ہے کہ اسمیں بروج فرض کئے گئے ہیں کیونکہ اس فلک ذات البروج کو معدل سے تفاوت یعنی دوری بھی نہیں اور ان بروج کے درمیان فروج یعنی فلا بھی نہیں ہے بلکہ پیاز کے ورق کیطرح متصل بایک دیگر چسپیدہ ہیں چونکہ فلک ہشتم میں بارہ بروج ہیں اسلئے انکے نام بتلائے ہیں ۔ ۵۲۶ حمل باثور وباجوزا وخرچنگ ✤ برو برسہ ہمچو شیر وخوشہ داور ونگ ✤ حمل ۱ ثور ۲ جوزا ۳ سرطان ۴ اسد ۵ سنبلہ ۶ ۵۲۷ دگر میزان وعقرب پس کمان است ✤ زجدی ودلو حوت اینچنان است ✤ میزان ۷ عقرب ۸ قوس ۹ جدی ۱۰ دلو ۱۱ حوت ۱۲ ۵۲۸ ثوابت یکہزار ولبست وپانزد ✤ کہ برسری مقام خویش دارند ✤ کواکب کے دو قسم ہیں ستارہ سات ہیں جنکا آئندہ ذکر ہوگا ثوابت تو یکہزار ولبست ہیں مگر صاحب گلشن راز انکی رائے میں یکہزار دو ہیں ۔ جو فلک البروج فلک ہشتم پر ہیں ۔ انکی حرکت بطی ہونیسے [illegible] گیا کہ ثوابت ہی متحرک ہیں بعضیں اپنی جگہ پر ثابت ہیں اسلئے ثوابت کہتے ہیں یہی ہے ۔ سات سیاروں کا بیان ۔ ۵۲۹ بہفتم چرخ نیلوفر پاسبان است ✤ ششم برجیس را

جائی و مکان است ✣ فلک ہفتم پہ کیوان یعنی جلد گہبان ہے فلک ششم پر برجیس یعنی مشتری کی جگہ ہے ۲۳۰
نود پنجم فلک مریخ را جائے ✣ چہارم آفتاب عالم آرائے ✣ ۔ مریخ فلک پنجم پر ہے جو چھٹے آسمان پر سورج ہے ۲۳۱
سوم زہرہ دوم جائے عطارد ✣ قمر بر چرخ دنیا گشت وارد ✣ زہرہ تیسرے آسمان پر ہے عطارد دوسرے آسمان پر۔ چاند آسمان دنیا فلک اوّل پر ہے ۔ چونکہ بارہ بُروج مذکورہ سات سیاروں کے گھر ہیں اسلئے فرمایا۔ ۲۳۲
زحل را جدی و دلو و مشتری باز ✣ بقوس و حوت کرد انجام و آغاز ۔
زحل کا مقام جدی و دلو میں ہے پھر مشتری میں قوس اور حوت میں اسکا بڑھنا و گھٹنا ہوتا ہے ۔ ۲۳۳
حمل با عقرب آمد جائے بہرام ✣ اسد خورشید را شد جائے آرام ✣ برج حمل و عقرب ہر دو بہرام یعنی مریخ کے مقام ہیں آفتاب کا مقام آرام برج اسد ہے چاند و سورج کا ایک ایک خانہ سے زیادہ نہیں ۔ باقی پانچ سیارے جنکو خمسہ متحیرہ کہتے ہیں ہر ایک کے دو دو گھر ہیں ۔ ۲۳۴
چو زہرہ ثور و میزان ساخت گوشہ ✣ عطارد رفتہ در جوزا و خوشہ ✣ ۔ برج ثور و میزان دو گھر زہرہ کے ہیں ۔ عطارد کے دو گھر جوزا و سنبلہ ہیں ۔ ۲۳۵
قمر خرچنگ را مسجنس خود دید ✣ ذنب چون راس شد یک عقد بگزید ✣ قمر کا مقام سرطان ہے ذنب راس کے مانند ایک عقدہ کو اختیار کیا راس سعد ہے ذنب نحس ہے ذنب راس ستارہ نہیں ہیں بلکہ مدار آفتاب و مدار ماہتاب کے باہم گیر تقاطع سے دو نقطہ تقاطع پیدا ہوتے ہیں ۔ جنکو عقدتین کہتے ہیں ۔ ایک راس ہے دوسرا ذنب ۔ اب قمر کے منازل بیان فرماتا ہے ۲۳۶
قمر را بست و ہشت آمد منازل ✣ شود با آفتاب آنگہ مقابل ✣ قمر کے اٹھائیس منازل ہیں ۔ جنکو طے کر کے آفتاب کے مقابلہ میں ہوتا ہے تو بدر کامل ہوتا ہے ۔ ۲۳۷
پس از وے ہمچو عرجون قدیم است ✣ ز تقدیر عزیزے کو علیم است ✣ پھر اسکے بعد کھجور کی پرانی ٹہنی کیطرح پتلا اور پیلا ہوتا ہے ۔ ۲۳۸
اگر در فکر گردی مرد کامل ✣ ہر آئینہ کہ گوئی نیست باطل ✣ اگر فکر میں مرد کامل ہو جائے اور ان مصنوعات الٰہی کو نظر عبرت سے دیکھے کہ بھر افلاک و کواکب اس عظمت اور استحکام و جولانی کیساتھ اور ستاروں کا باہم میل جول جو ایسی حکمتوں پر مبنی ہے کہ جنکا سمجھنا انسان کی طاقت سے باہر ہے اور اسکے آثار و احکام جو عالم سفلی میں ظاہر ہوتے ہیں ۔ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَھُنَّ اور کسطرح مظہر احکام کل یوم ھُوَ فِیْ شَاْنٍ ہوئے ہیں تو کہیگا کہ یہ سب باطل نہیں ہیں بلکہ حکمت و قدرت الٰہی کے دلائل ہیں ۲۳۹
کلام حق ہمیں ناطق بدیں است ✣ کہ باطل دیدن از ضعف یقین است ✣ ۔ کلام الٰہی بھی اس بات پر ناطق ہے کہ آفرینش آسمان و زمین [illegible] حکمتوں کو باطل سمجھنا ضعف یقین بلکہ بے ایمانی ہے ۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَا بَاطِلًا ذٰلِکَ ظَنُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ۔ مومن حقیقی ہر ذرہ کی آفرینش میں حکمت [illegible] ہے ۵
ہر آں نقشے کہ ما بنیاد کردیم ✣ تو زیبا ہیں کہ ما زیبا نہاد یم ✣ ۲۴۰
وجود پشہ دارد حکمتے خام ✣ نہ بود در وجود تیر و بہرام ✣ اے مرد خام ایک مچھر کے وجود میں وہ حکمت ہے جو عطارد و مریخ جیسے ستاروں کے وجود میں [illegible] فی خلقکم وما یبث من دابۃ آیات لقوم یوقنون ۔ ۲۴۱
ولے چوں بنگری در اصل ایں کار ✣ فلک را بینی اندر حکم جبار ✣ اگرچہ تاثیرات آسمانی زمین پر ظاہر ہوتے کو سب خواص و عوام جانتے ہیں ۔ لیکن در اصل آسمان بھی حکم جبار کے تابع ہے آسمان کی ذاتی تاثیر نہیں ، مؤثر حقیقی خدائے قہار ہے جو تمام اسکے سامنے مقہور و

مجبور ہیں ۵ در خم زلف ہمچو چوگانش ✤ فلک و ہر چہ در فلک گوئیست ✤ سوئے اوراہر نخواہی شد ✤ تا تراریخ بسایہ و سوئیست

۲۴۲ منجم کو ز ایماں بے نصیب است ✤ اثر گوید کزیں شکل غریب است ✤ ستارونحو بالذات موثر سمجھنے والے منجم بے ایمان ہیں خدا کو موثر حقیقی نہیں سمجھتے۔ وحدت حق کی تصدیق سے بے نصیب ہیں :-

۲۴۳ سنی بیند کہ ایں چرخ مدوّر ✤ ز حکم دام حق گشتہ مسخّر ✤ منجم یہ نہیں دیکھتا کہ آسمان تابع فرمان حق ہے۔ اصل موثر حقیقی خدائے پاک ہے ۵ در گوش دلم گفت فلک پنہانی ✤ کار یکہ خدا آفرید زمن میدانی ✤ برکار خود مگر بدے دستری ✤ خود را بخرد بدمے زسر گردانی ✤ فاعل کا پتہ ہر شے میں اشارہ ہے کہ سب اشیا میں فاعل و موثر حقیقی حقیقتاً ایک ہے

۲۴۴ تو گوئی ہست ایں افلاک دوّار ✤ بگردش روز و شب چوں چرخ فخّار ✤ تجھکو ایسا کہنا و سمجھنا چاہیے کہ یہ گردش کرنیوالے آسمان کوزہ گر کمہار کے چرخ کیطرح مجبور و بے اختیار ہیں ۵ من ندارم اختیار خویشتن ✤ گشتہ ام مجبور امر ذوالمنن ✤ دائما سرگشتہ حکم دیم ✤ یکنفس برا ختیار خود نیم

۲۴۵ ز روز ہر لحظۂ دانائے داور ✤ ز آب و گل کند یک ظرف دیگر ✤ افلاک کے ذریعہ سے ہر لحظہ علیم و حکیم ہر یوم ھو فی شان آب و گل یعنی عناصر سے ایک ایک نہیں بلکہ ہزاروں لاکھوں نئے ظروف (تعینات و تشخصات) بناتا ہے جسطرح کمہار مادہ آب و گل سے چرخ کے ذریعہ سیکڑوں ظروف گلی بناتا ہے آلات و اسباب و مادہ سب کمہار کے اختیار میں ہے :-

۲۴۶ ہر انچہ در زمان و در مکان است ✤ ز یک استاد و از یک کارخان است ✤ جو کچھ زمان و مکان میں بے حد عناصر و مواليد و انواع و اصناف و اشخاص و افراد واقع ہیں۔ ایک ہی استاد اور ایک ہی کارخانہ کی ایجاد ہیں۔

۲۴۷ کواکب گر ہمہ اہل کمالند ✤ چرا ہر لحظہ در نقص و وبالند ✤ کواکب اگر بالذات اہل کمال و اختیار ہوتے تو نقص و وبال میں کیوں گرفتار ہوتے۔

۲۴۸ ہمہ در جائے و سیر و لون و اشکال ✤ چرا گشتند آخر مختلف حال ✤ مختار ہوتے تو مقام حرکت رنگ و شکل میں انکی حالت کیوں بدلتی رہتی ہے

۲۴۹ چرا گہ در حضیض و گہ در اوج اند ✤ گہے تنہا فتادہ گاہ زوج اند ✤ حضیض اوج کے مقابلہ میں ہے اور اوج ستارے کے راستے میں ایک نقطہ ہوتا ہے۔ جب ستارہ وہاں پہنچتا ہے تو اسکا بعد و فاصلہ مرکز زمین سے تمام جائے کہ نسبت سے زیادہ ہوتا ہے اوج ستارہ کی قوت ہے حضیض اسکا ضد و عکس ہے

۲۵۰ دل چرخ از چہ شد آخر پر آتش ✤ ز شوق کیست او اندر تکاپوش ✤ اگر آسمان محبوب حقیقی کا مشتاق نہیں ہے تو اسکا دل آگ سے کیوں بھرا ہوا ہے اور کیوں آرام نہیں لیتا۔ کشمکش میں کیوں سرگردان ہے۔

۲۵۱ ہمہ انجم بروگرداں پیادہ ✤ گہے بالا و گہ شیب اوفتادہ ✤ آسمان پر تمام ستارے پیادہ پا محبوب و مطلوب کی خاطر گردش کر رہے ہیں کبھی اوپر چڑھتے ہیں کبھی نیچے گرتے ہیں۔ یک لحظہ تلاش یار سے بیفکر نہیں فلک ملک سب سرگرداں و حیران ہیں ۵ جو عرش نوشتہ از عشقت ملک ✤ گشتہ سرگرداں بگردت چوں فلک ✤ زاتش شوقت فروزاں ہمچو ماہ ✤ زیر دو کیوان بدیں دعوی گواہ ✤ مشتری افروختہ شمع زوُر ✤ میدود ہر سوز شوقت نا صبور ✤ شیر و بھرام از طلب سرسرداں ✤ گشتہ جویائے تو بر گرد جہاں ✤ سب مطیع امر حق ہیں۔

۲۵۲ عناصر باد و آب و آتش و خاک ✤ گرفتہ جائے خود در زیر افلاک ✤ عناصر جو باد و آتش و آب و خاک ہیں زیر افلاک اپنی جگہ پر ہیں۔ کوئی عشق و طلب میں خاک راہ کیطرح پست و خوار رہتے ہیں فخر و تعلّی نہیں کرتے اور عین بیتی و عجز و پستی میں طالب وصال یار و سرمست جام شوق

محبت کردگار ہیں۔ ۵ ازمئے عشقت عناصر سرخوشند ✤ وزہوائے روئے تو در آتش اند ✤ آب ہر سو از پئے گشتہ رواں ✤ خاک ازین سودا نتادہ درمیان۔ **۲۵۳** لازم ہریکے در مرکز خویش ✤ کہ نیفتد پائے یک ذرہ پس و پیش ✤ عناصر اربعہ سے ہر ایک اپنے مرکز کو لازم کئے ہوئے ہیں اور ایسے تابع فرمان الٰہی ہیں کہ اپنے مقررہ جگہ سے باختیار خود ذرہ بھر پس و پیش نہیں ہوتے نہایت ادب کیساتھ کوئے انتظار میں مشتاق دیدار ہیں ؎ کہ شاید تا کہ او روئے نماید ✤ مرادما زدیدارش برآید ✤ بکوئے او چو خاک راہ تستم ✤ کہ باشد دامنش آید بدستم ✤ چونکہ حکم حاکم کمال انقیاد اجتماع اضداد ہے اسلئے فرمایا۔ **۲۵۴** چہار اضداد در طبع و مراکز ✤ بہم جمع آمدہ کس دیدہ ہرگز ✤ آتش و ہوا و آب و خاک جو طبیعت و مرکز میں ضد یکدیگر ہیں۔ باوجود تضاد کی نے اجتماع اضداد کو دیکھا ہے۔ تضاد مانع اجتماع ہے مرکبات، موالید میں انکا مجتمع ہونا اطاعت امر الٰہی کی دلیل ہے۔ تخالف و تقابل عناصر صرف طبیعت و مرکز میں منحصر نہیں ہے اسلئے فرمایا۔ **۲۵۵** مخالف ہریکے در ذات و صورت ✤ شدہ یک چیز از حکم ضرورت ✤ عناصر اربعہ ہر ایک ذات و صورت میں مخالف یکدیگر ہیں۔ آتش خفیف مطلق طالب محیط ہے۔ خاک ثقیل مطلق طالب مرکز ہے۔ ہوا خفیف اضافی پانی خفیف اضافی ہے۔ ہر ایک کی صورت نوعیہ مختلف ہے باوجود اس تخالف و تضاد کے مرکبات میں ایک چیز ہونا مجبور و مطیع ہونیکی علامت ہے کہ مختار و عاصی۔ **۲۵۶** موالید سہ گانہ گشتہ زیشاں ✤ جماد آنگہ نبات آنگاہ حیواں ✤ عناصر سے جمادات و نباتات و حیوانات موالید ثلاثہ پیدا ہوئے عناصر کے اجزا مختلط ہو کر ہر ایک دوسرے کی تیزی و غلبہ کو توڑ کر انکے باہمی فعل و انفعال سے ایک کیفیت متشابہ پیدا ہوئی جسکو مزاج کہتے ہیں جن مرکبات میں مزاج ہے دو قسم کے ہیں ایک وہ جو نفس رکھتے ہیں۔ دوسرے وہ جو نفس نہیں وہ جماد و معدن ہیں۔ اور جو نفس ہے وہ بھی دو قسم پر ہیں ایک صرف نمو کہتے ہیں حرکت ارادی نہیں رکھتے یہ تو نباتات ہیں دوسری قسم جسمیں نمو کے علاوہ حس و حرکت ارادی بھی ہے۔ وہ حیوانات ہیں۔ پس عناصر متضادہ ہیں باوجود تضاد کسقدر مصالحت پیدا ہوئی کہ جسکے سبب سے مرکبات موالید ثلثہ حاصل ہوئے **۲۵۷** ہیولی را نہادہ در میانہ ✤ ز صورت گشتہ صافی صوفیانہ ✤ ہیولی ایک جوہر ہے جو محل صورت ہے۔ اور صورت ایک جوہر ہے جو اس ہیولی میں حال یعنی حلول کی ہوئی ہے۔ حکماء کے پاس ان دو جوہر سے تمام اجسام مرکب ہیں یعنی عناصر بعد امتزاج و اختلاط کے ہیولی کو درمیان رکھکر اپنی اصلی خاص صورتوں کو چھوڑ کر صوفیوں کی طرح صاف و پاک ہوگئے۔ ہیولی انکے بوجہ یگانگی صورت واحدہ کا لباس پہنا اور انکے تعینات کی کثرت وحدت کے رنگ میں ظاہر ہوئی اور انکے بے صورت و نمیت ہونیکی برکت سے عالم موالید میں انھیں عناصر کے سب انوار کمال ظاہر ہوئے۔ **۲۵۸** ہمہ از حکم و امر و داد داور ✤ بجا استادہ و گشتہ مسخر ✤ تمام موجودات افلاک کو اکب و عناصر و موالید ادنیٰ سے اعلیٰ تک حسب قابلیت مطیع حق ہیں ان کل من فی السمٰوٰت والارض الا اتی الرحمٰن عبدا ؎ گشتہ امرت را مسخر ہر کہ ہست ✤ بت پرست و مومن و ہشیار و مست ✤ ہریکے نوعے ترا جویا شدند ✤ در شنایت یک بیک گویا شدند ✤ غافل آں یک از ثنای ایں دگر ✤ ویں یکے از حمد آں یک بیخبر ✤ **۲۵۹** جماد از قہر بر خاک اوفتادہ ✤ نبات از مہر بر پا ایستادہ ✤ جماد پر جلال و قہاریت ذات کی تجلی کیوجہ سے بیہوش و بے شعور خاک مذلت پر پڑی ہوئی ہے اور زمین سے سر نہیں اٹھا سکتی جام تجلی ذاتی کے صرف ایک گھونٹ سے مست و بیخود و بے ادراک ہے اور نبات پر فاحبببت کے پرتو مہر و محبت چمکنے سے پاؤں پر منتظر دیدار یار کھڑی ہے ؎ ریختی بیخجر وعہ دروش بر جماد ✤ مست م

بجنبید و بر خاک افتاد ✤ چوں نبات ایں مژدہ از وے گوش کرد ✤ سر برآورد از زمین و جوش کرد ✤ ہر گیاہے کو برآید از زمیں ✤ مست عشقت دیدم از عین الیقین ✤ ۲۶۰ نزوع جانور از صدق و اخلاص ✤ کی ابقائے جنس و نوع و اشخاص ✤ جانور نکو اپنے جوڑوں کیساتھ میلان و محبت بیکار نہیں بلکہ جنس و نوع و اشخاص باقی رکھنے کیلئے ہے اور ہنوز صانع کل یوم ھُوَ فِیْ شَاْنٍ کی صنعت مخفی رکھنیکا باعث ہوگا کیونکہ مظاہر حق ہیں۔

۲۶۱ ہمہ بر حکم داور کردہ اقرار ✤ مر او را روز و شب تسبیح طلبگار ✤ اشیا کو ربوبیت حق کی فطرۃً معرفت حاصل ہے بحکم وَ قَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَاِنْ کُلٌّ لَّہٗ قَانِتُوْنَ۔ ہر ایک کی قوت بظاہر بسطت بھی ہو اصل میں اسکی طرف ہے اس بات کو وہ خود جانیں یا نہ جانیں اور جسکو چیز غیبی ہو وہ دیکھیگا کہ تمام اشیا زندہ و دانا و عارف و عابد مطیع حق ہیں انکی ہستی خود تسبیح و عبادت و اقرار پروردگار ہے ؎ گر ترا از غیب چشمے باز شد ✤ با تو ذرات جہاں ہمراز شد ✤ ہر جمادے با نبی گویاں سخن ✤ کو ترا آں چشم و گوش ای بوالحزن ✤ گر نبودے واقف از حق جان باد ✤ فرق کی کردے میان قوم عاد ✤ جبکہ بیان آیات آفاق سے فارغ ہوا تو احکام آیات انفس کا بیان شروع کیا۔

قاعدہ ۲ بنجم۔ تفکر انفس کے بیان میں۔ اسمیں اشارہ اس بات کا ہے کہ مراتب اکوانی میں حقیقت انسانی سرایت کی ہوئی اور انکی جامع ہے۔ ۲۶۲ باصل خویش کے رہ نیک بنگر ✤ کہ او را پدر شد باز مادر ✤ اپنی اصل یعنی عقل کو ایک دفعہ دیکھ کر وہ ماں یعنی نفس کل کا باپ ہے۔ پھر دوسری جہت سے ماں ہے اسلیئے کہ عقل واسطۂ ظہور نفس کل ہونیکی وجہ سے نفس کل کا باپ ہے اور نفس کل عقل سے جنا گیا ہے تو عقل کل نفس کل کی ماں ہے۔ جبکہ عقل کل پر رخ وجوب و امکان محیط طرفین ہے وجوب اسکے سید ہے طرف ہے اور امکان اسکے بائیں طرف ہے۔ پس نفس کل بائیں جانب ہے یعنی امکان کی جانب سے حاصل ہوا از روئے حقیقت آدم علیہ السلام عقل کل کیصورت ہے اور حوا نفس کل کیصورت ہے اس بیان سے طالب آدم علیہ السلام کے بائیں جانب سے حوا پیدا ہونیکی کیفیت سے واقف ہو جاتا ہے چونکہ تمام عالم حقیقت انسانی کیصورت یعنی عقل کل ہے اسلئے فرمایا۔ ۲۶۳ جہانرا سر بسر در خویش می بیں ✤ ہر انچہ آید آید باآخر پیش می بیں ✤ انسان جسم و جان و ہیئات اجتماعی کا نام ہے اسکی اصل و حقیقت روح اعظم اوّل مخلوق ہے جو مراتب وجود کے مرتبۂ دوم میں ہے۔ اسیو جہ اسکو حرف با (الف) کہا جاتا ہے اور ذوات احدیۃ (الف) کہا جاتا ہے کیونکہ اوّل موجودات ہے جسطرح حرف الف حرف با کیصورت سے ظاہر ہوا اور با الف کا مظہر ہوا اسیطرح حرف با جمیع حروف کیصورتوں سے ظاہر اور ہر جگہ ایک خاص اسم و صفت سے مخصوص و موصوف ہوا۔ جمیع حروف حرف با کے مظاہر ہوئے پس ذات حق مقام احدیت سے (جہاں نسبتوں و اضافتوں و لغت و اسم و رسم کی گنجائش نہیں) بوجہ حب ظہور و اظہار اوّلاً حقیقت انسانی کیصورت روح اعظم و عقل کل میں تجلی فرمائی اور اپنے تمام اسماء و صفات کو علم تفصیلی سے اسمیں دیکھا اور اپنے تمام علمی کمالات عیناً موجود ہونے اور قوت سے فعل میں آنیکے واسطے مرتبۂ علم سے ملتا ہوا عالم کے امکانی مراتب میں ظاہر ہوا ؎ تا کمال علم او ظاہر شود ✤ اینہمہ اسرار بر صحرا نہاد ✤ حتیٰ کہ سب سے آخر تنزل مرتبۂ انسانی میں منتہی و جمیع مراتب کے رنگ سے رنگین ہوا۔ اور جسطرح سب سے اوّل حقیقۃ الحقائق اپنے آئینے میں اپنے تمام اسماء و صفات کو شہود علمی سے دیکھا تھا اسیطرح سب سے آخر مرتبۂ انسانیمیں اپنے اسماء و صفات کو شہود عینی سے دیکھا۔ مقصود ایجاد یہ ظہور حق و اظہار کمالات حق انسان کیصورت میں ظاہر و کامل ہوا۔ پس وجود علمی و وجود عینی میں درحقیقت آئینہ حقنما انسان کے سوا کوئی دوسری چیز نہیں ہے اور دوسرے مراتب موجودات حقیقت کمالات حقیقت انسانی کے آئینے ہیں ؎ جنبش مجرّ

پیدا شد ✤ موج زد بحر عشق پیدا شد ✤ گشت دریا عیان بصورت ما ✤ مائی ما نمود در پیدا شد ✤ ہر دو عالم نقش پانبود ✤ اصل جملہ حقیقت ما شد ✤ مطلب یہ ہے کہ ای انسان تمام جہان کو خود میں دیکھ لے یہ سب عالم تیری حقیقت کے صورتیں ہیں اور تیرے اجزا ہیں ان سب میں تیرا ہی ظہور ہے یہ اور حقیقی طور پر اسوقت معلوم ہوگا کہ تعین جو مانع ظہور مطلق ہے تجلی الٰہی میں محو و فانی ہو تب مطلق ہو کر دیکھیگا کہ تمام عالم پر وہ تسلط محیط ہے ؎ زوراء دائرہ گر سوئے مرکز آئی باز ✤ یقین شود کہ زہر وصف و فہم بیرونی ✤ حجاب غیریت از پردۂ جمال تو شد ✤ تو ئی کہ در صدفہا جلوہ گر کسوتی ✤ چونکہ حق کا کامل ظہور تجلی شہودی (ظہور بصورت مظاہر) میں سے حصول معرفت کے لئے اور معرفت حقیقی بجز انسان کسیکو حاصل نہیں لہذا انسان ایجاد عالم کی علت غائی ہے جو وجود علمی میں سب سے آخر ہوا ہے جو وجود خارجی میں سب سے اول ہوا ہے یہ تحت ثانی کی غرض سے یہ سمجھنا چاہیے غرض ذہن میں تو سب سے اول ہوتی ہے اور سب سے آخر یعنی تحت بننے کے بعد حاصل ہوتی ہے محشر الاخرون السابقون ۵۶ ذرا آخر گشت پیدا نفس آدم ✤ طفیل ذات او شد ہر دو عالم ✤ ایجاد عالم سے اصل مقصود انسان ہے اسلئے علم میں سب سے اول تھا۔ خارج میں سب سے آخر موجود ہوا کیونکہ وہ دائرہ وجود کے قوس نزولی کا آخری نقطہ اور قوس صعودی کا سب سے اول نقطہ ہے ہر حکم ظاہر و باطن ذات آدم کے طفیل میں اسکے اسباب آلات ہیں اور اسی کیلئے پیدا کئے گئے ہیں یا ایھا الانسان ما خلقت الافلاک و خلقتک لاجلی بحر انسان کے کوئی حاصل سر الٰہی نہیں ہے ؎ این بوالعجبی نہ نگر کہ ہر جہاں آب و گل ✤ خانہ آسرا کردہ اند این شگفت بیں کہ بے غیر خاک تیرہ را ✤ خورشید وار طلعت افروز کردہ اند ۲۶۵ نہ آخر علت غائی و آخر ✤ ہمہ کون و مکان را ✤ موجودات خویش ظاہر انسان کا سب سے پیچھے ہونا اسلئے ہے کہ وہ علت غائی ہے اور علت غائی باوجود تقدم ذاتی کے سب سے پیچھے اپنی ذات کو ظاہر کرتی ہے۔ انسان مقصود بالذات ہے کسکا طفیل نہیں سب اسکا طفیل ہے اگرچہ انسان سب سے آخر ہوا مگر بذات خود ظاہر ہوا۔ عالم اول ہوا مگر انسان کا طفیل ہوا عالم بطفیل ماست موجود ✤ مائیم زکائنات مقصود ✤ ہم مبدا و اولیم و آخر ✤ ہم غایت باطن و ظاہر ✤ چونکہ انسان آخر تنزل ہے اور اسکی ایک جہت ظلمانی عدمی ہے اسی جہت سے حامل حقیقت ظلوم ہوا۔ ۶۶ انہ کان ظلوما جہولا کیطرف انہ ✤ ولیکن مظہر عین ظہور اند ✤ ظلومی و جہولی خصہ نور اشارہ ہے اس آیت کا حاصل یہ ہے کہ جامعیت کی امانت کو جو موجب معرفت تامہ مقصود آفرینش ہے ارواح کے آسمانوں اور اجسام کے زمینوں اور عالم مثال (جو عالم کہ ارواح و اجسام کے درمیان ہے) کے سامنے پیش کیا یعنی انکے استعدادات اور قابلیات کا موازنہ کیا گیا تو انکے حقائق کی قابلیات و استعدادات نے بار امانت [illegible] عالم سے انکار کر دیا کیونکہ انمیں یہ قابلیت نہ تھی مگر انسان حامل امانت ہوا کیونکہ اسمیں یہ قابلیت تھی بیشک انسان ظلوم و جہول ہے بظاہر اس سے انسان کی مذمت معلوم ہوتی ہے لیکن اسکی غایت مدح و تعریف ہے اسلئے کہ ممکن ہے کہ ظلوم ظلمت سے ماخوذ ہو جسکے معنی تاریکی کے ہے ظلمت سے مشتق ہو نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ الظلم ظلمات یوم القیمۃ (فصوص الحکم کے فص نوحی میں شیخ اکبر نے فرمایا ہے۔ الا لعنۃ اللہ علی الظالمین من الظلمات ای مالخوذ منہا لاحکم الظلم انما ہو [illegible] سو سرے موجودات میں ہر ایک کے اول و آخر دونوں جانب میں وجود مستی ہے یعنی اسکے اول و آخر کوئی نہ کوئی چیز موجود ہوئی دو طرف وجود ہے مگر انسان کا ایک جانب اول تو وجود ہے یعنی حیوان موجود ہے اور اسکی دوسری جہت آخری عدمی ہے کہ یہ کہ انسان کے بعد کوئی چیز پیدا نہ ہوئی۔ صرف عدم کی ظلمت و تاریکی ہے۔ پس ظلوم کے معنی عدم کی ظلمت والا ہے۔ اور جہاں ظلمت ہوتی ہے وہاں نور کی ضرورت ہوتی ہے اور جہاں نیستی ہوتی ہے وہاں ہستی کی ضرورت ہوتی ہے انسان ظلوم ہونے کے سبب سے حامل امانت ہوا۔ ثانیاً اگر ظلوم کے معنی مستی مانیں تب بھی انسان کی تعریف ثابت ہوتی ہے اسلئے کہ ظلوم بمعنی ظالم کے ہوا۔ چونکہ انسان حامل ہوا صفات جلالی و [illegible]

کو چھوڑ کر اپنے نفس پر بہت ظلم کرتا ہے خودی و نفسانیت کو ترک کر کے فانی فی اللہ ہوتا ہے پھر فنا فی اللہ سے بقا باللہ کے مرتبہ کو پہنچتا ہے تو انسانی بیحد ثنا و مدح ہوئی نہ کہ ذمت۔ جہول نادان یعنی غیر حق کو جانتا ہی نہیں ہے غیر کو فراموش و منعکس کر دیتا ہے اسلئے حامل امانت ہوا اور ان دو صفتوں (ظلومی و جہولی) کیوجہ سے جمیع اسماء و صفات الٰہیہ کا آئینہ و مظہر کامل انسان ہوا ۵ از کمال قدرتش ہیں بینکے ✤ کہ دو عالم مینماید در یکے ✤ وجہ آدم آئینۂ اسماء کند ✤ عکس خود در صورتش پیدا کند ✤ در یکے قالب نماید او عیاں ✤ ہر چہ ہست و بود و باشد در جہاں ✤ چونکہ آئینہ کیلئے چند شرائط ہیں جس سے وہ صورت منعکسہ کو دکھلا سکیگا اسلئے فرمایا کہ ۲۶۷ چو ہیئت آئینہ باشد مکدر ✤ نماید روئے شخص از روئے دیگر ✤ آئینہ میں انعکاس صورت کیلئے چند شرائط ہیں اوّل ظلمت و کثافت دوم صفاء و صقالت سوم تقابل و محاذات۔ چہارم قرب پھر سب شرائط انسانیں موجود ہیں۔ اوّل چونکہ انسان سب سے اخیر تنزل ہے اور ذات حق اوّل الاوّل ہے اسلئے اوّل و آخر میں تقابل و محاذات موجودات ہے دوم انسان کے بعد کوئی چیز پیدا نہ ہوئی اسلئے اسکی ایک آخری جہت ظلمانی عدمی ہے اسلئے عدم کی ظلمت اور کثافت بھی انسان میں ہے۔ سوم انسان میں روح ہے روح کیوجہ سے صفاء و صقالت بھی انسان میں ہے۔ چہارم بحکم نحن اقرب الیہ من حبل الورید انسان کو قرب حق بھی حاصل ہے ان وجوہ کے سبب سے کل اسماء و مسمیات کا مظہر انسان ہے ۵ آئینۂ جملۂ اسماء و صفاتیم ✤ نمودار ما عکس ہمہ اسم و ستیم ✤ ہم وحدتیم و کثرت ہم مظہر و ظاہر ✤ ہم موئی و ہم عینیم و ہم ویدہ و نکیما ✤ انعکاس کی عام و اصل شرط ظلمت و کثافت ہے جو ظلومی و جہولی سے تعبیر کیگئی۔ ۲۶۸ شعاع آفتاب از چار ام افلاک ✤ نگردد منعکس جز بر سر خاک ✤ چوتھے آسمان سے آفتاب کی شعاع سوائے زمین کے کہیں منعکس نہیں ہوتی اور باوجود اسکے کہ باقی تین آسمان چوتھے آسمان کے نیچے ہیں اور خاک کے سوائے باقی تین عناصر خاک کی نسبت آفتاب سے زیادہ قریب ہیں۔ اور شعاع پھیلے اسکو پھینچتی ہے لیکن ان میں ظلمت و کثافت نہ ہونیکی وجہ سے انعکاس حاصل نہیں ہوتا لیکن خاک میں صفاء و صقالت نہیں اسلئے ذات آفتاب خاک سے منعکس نہیں ہوتی۔ انسان ظلمت و صقالت ہر دو کا جامع ہونیسے ذات و اسماء و صفات سب انسان میں منعکس ہوتے ہیں۔ اور اسکی صورتمیں نمودار ہوتے ہیں ۵ بما پیدا ست عکس طلعت ذات ✤ صفات و ذات را ہیم مرآت ✤ دو عالم پدر و غیر او ہیاست ✤ مشو جانا گر قرار خیالات ✤ چناں مرت لقائے اوست عاشق ✤ کہ نے حالات داند نے مقامات ✤ ۲۶۹ تو بودی عکس معبود ملائک ✤ ازاں گشتی تو مسجود ملائک ✤ جبکہ ذات و صفات الٰہی آئینہ صورت انسانی میں منعکس ہوئے ہیں تو بحکم ان اللہ خلق آدم علی صورتہ جامعیت کے اعتبار سے اے انسان تو معبود ملائک کا عکس ہے جب فرشتوں نے اپنے معبود کو صورت تجرد میں دیکھی تو سب نے سجدہ کیا اور تو مرتبۂ الوہیت کا عکس ہونے اور تمام اسماء و صفتی تجرد میں منعکس ہونیکے سبب سے مسجود ملائکہ ہوا سجدہ سے اطاعت و انقیاد مراد ہے کیونکہ انسان کی اصل و حقیقت روح اعظم ہے اور ہیئت اجتماعی کے سبب سے انسان تمام مجردات و مادیات پر شامل ہے اور وہ تمام انسان کے اجزاء کی طرح ہیں تو جزو فرد ہے کل کا تابع ہوتا ہے پس ملائکہ وغیرہ انسان کے ملطیع ٹھہرے ۵ ہر دو عالم گشتہ است اجزائے تو ✤ برتر از کون و مکان ماوائے تو ✤ لامکان اندر مکان کردہ مکاں ✤ بے نشاں گشتہ مقید در نشاں ✤ صد ہزاراں بحر در خطہ نہاں ✤ ذرہ گشتہ جہاں اندر جہاں ✤ ایں ابدعین ازل آمد یقین ✤ باطن اینجا عین ظاہر شد یقین۔ چونکہ حقیقت انسانی جامع جمیع مراتب و حقائق ہے اسلئے فرمایا۔ ۲۷۰ بود از ہر تنے پیش تو جائے ✤ وزو در بستہ با تو ریسمانے ✤ تمام موجودات حقیقت انسانی کے مظہر ہیں سب کی صورتوں سے انسان ظاہر ہے تمام موجودات انسان کی نسبت تن و بدن ہیں اور انسان کامل انکی روح و جان ہے

جسطرح جسم کو جان سے علاقہ ہے اسیطرح انسان کو تمام موجودات کیساتھ انست و الفت ہے رسمان سے انس کا ارتباط مراد ہے اسی ربط و انس کے سبب انسان نام ہوا ۵ جملہ عالم ہست حاجتمند تو تو گدایانہ چہ گردی کو بکو ✤ از نوئی در دریائے تو خس چوں پیش شد ✤ خس فنا مد بحر اگر جوش شد ✤ مانع راہ تو ہم ہستی تست ✤ نیست شو تا رہ بخود یابی درست ✤ چونکہ انسان جان جہان ہے اور بدن جانکا مسخر و تابع ہے اسلئے فرمایا **۲۷۱ ازاں شد امرت را مسخر ✤ کہ جان ہر شے کہ در تست** بیت مضمر ✤ تمام موجودات کی روح جان حقیقت انسانی کا پرتو ہے حیات علم و شعور رب ہی سے ہیں تمام اشیا کی جان صورت انسانیہ میں مضمر ہے اسلئے تمام عالم انسان کامل کا تابع فرمان ہے **سخر لکم ما فی السموات وما فی الارض جمیعا** ✤ تو یعنی جان جملہ عالمے ✤ جملہ عالم خود توئی بنگر دمے ✤ نسخہ نقش الٰہی خود توئی ✤ عارف اشیا کما ہی خود توئی ✤ **۲۷۲ تو مغز عالمے زاں در میانی ✤ بداں خود را کہ تو جان جہانی** ✤ انسان خلاصہ موجودات و مغز و اصل کائنات ہے چونکہ مغز اندر اور پوست باہر ہوتا ہے اسلئے انسان کی جگہ عالم کے درمیان واقع ہے اور عالم اسکے اطراف پھرتے ہیں اور اسکے طفیل ہیں باوجود ان کمالات کا جامع ہونیکے اگر خود شناسی سے غافل اور لذات بہیمی و خواہشات میں مشغول رہیگا تو بیحد افسوس کا مقام ہے ۵ جہاں کہ بندۂ از بندگان حضرت تست ✤ ازاں فدائے من آمد کہ من فدائے تو ام ✤ لقائے گرت آرزو کند دیدن ✤ مرایہ بین بحقیقت کہ من لقائے تو ام ✤ من نگر کہ من ظاہر است جملہ جہاں ✤ از انکہ مظہر جامع جہان آمد تا تمام ✤ چونکہ انسان کامل عالم کا دل ہے فرمایا **۲۷۳ ترا رایع شمالی گشت مسکن ✤ کہ دل در جانب چپ باشد انرا تن** ✤ رایع شمال جانب چپ انسان کا مسکن اسلئے ہوا کہ وہ انسان عالم کا دل ہے اور دل بائیں طرف ہوتا ہے جسطرح انسان کا خلاصہ دل ہے جسمیں علوم و معارف منقش ہوتے ہیں اسیطرح عالم کا خلاصہ انسان ہے کیونکہ مقصود ایجاد عالم یعنی معرفت حقیقی انسان سے حاصل ہے اور جسطرح حیات فیضان امداد تمام اعضا کو دل سے پہنچتی ہے اسیطرح تمام عالم کو انسان کامل سے فیض امداد پہنچتی ہے ۵ جملہ عالم چوں تن و انسان دل است ✤ ہر چہ بیرونی ز انسان حاصل است ✤ ہر دو عالم جسم و جانش آدم است ✤ زانکہ آدم اصل جملہ عالم است ✤ ہست انسان ہر گروہ جہاں ✤ نیست بے انسان مدار آسماں ✤ انسان جمیع مراتب کلیہ علی و اسفل کا جامع ہے اسیوجہ سے خلیفۃ اللہ و مسجود ملائکہ ہوا **۲۷۴ جہان عقل و جان سرمایہ تست** ✤ **زمین و آسمان پیرایہ تست** ✤ عالم عقل کل جہان کی حقیقت ہے اور عالم نفس کل ہے جو جان عالم ہے یہ ہر دو عالم تیرا سرمایہ ہیں تجھمیں ظہور پائے ہیں ای وجودے بعالم تیرے مطیع و تابع فرمان ہیں ۵ دو بمانند ذرات جہان ✤ چو خورشید رخشانی منم ✤ ہر دو عالم شد شکار جان ما ✤ ہمہ در دست سلطانی منم ✤ مصنف آیات جملہ کائنات ✤ چوں اسیری گر بمیخوانی منم ✤ انسان کامل وجوب و امکان میں برزخ ہے اور برزخیت کے سبب سے احکام طرفین کا جامع ہے **۲۷۵ ببیں آں ہستی کو عین ہستی است ✤ بلندی را نگر کو ذات پستی است** ✤ ۔ وحدۂ عبرت سے انسان کو دیکھ کہ امکانی عدمیت کی جہت سے انسان پستی ہے یہ پستی عین ہستی ہے اسلئے کہ ذات واجب جمیع اسماء و صفات کیساتھ صورت انسانیہ میں ظاہر ہوا ہے اور اسکے آئینہ نیستی میں ہستی مطلق نمودار ہوئی ہے اور غیب سے شہود میں آئی ہے۔ بلندی (روح اعظم عقل کل جو وجوب و امکان کا برزخ جامع ہے) کو دیکھ کہ وہ ذات پستی (حقیقت آنمرآت وجود جو ہیئت اجتماعی انسان سراپا ہے) ہوا ہے۔ انسان مرکز کی نہایت پستی یعنی عنصر خاک اور محیط کی بالیں بعد روح اضافی سے مرکب ہوکر اضداد و متقابلات و نقائص و کمالات کا مظہر ہوا ہے تمام اسمائے متقابلہ کا ہر ہوا ہے اسکی سبب سے

جامعیت کے بار امانت اٹھانے کے قابل بنا ۵ آں امانت کا سمانش بر نتافت ✤ وز قبول او زمیں ہم رو بتافت ✤ دل کہ با کیفیت ہا دمی میکند ۔ در درون حقہ جا میکند ✤ کے بگنجد بحر در یک قطرۂ ✤ مہر چوں یکساں شود در ذرۂ ✤ آنچہ مغلوب جہاں شد در جہاں ✤ ہم تو داری باز جواز خود نشاں ✤ مدرج عرف زاں گفت شاہ اولیا ✤ عارف خود شو کہ بشناسی خدا ✤ چونکہ فنا ان واحد کثیر وفرد و جامع شئونات غیر متناہیہ ہے اسلئے فرمایا۔ ۲۷۶ طبیعی قوت او دہ ہزار است ✤ ارادی برتر از حد شمار است ✤ انسان شخصیت کے اعتبار سے واحد اور اپنے قوتوں و افعال کے اعتبار سے کثیر ہے طبیعی قوت یہاں ارادی قوت کا ضد و مقابل ہے یعنی وہ قوتیں جو طبیعت سے متعلق ہیں انسان کے ارادہ و اختیار کا اسمیں دخل نہیں ایسی اصل قوتیں نو صرف دس ہیں۔ غاذیہ۔ نامیہ۔ مولدہ۔ مصورہ۔ جاذبہ۔ ماضمہ۔ ماسکہ۔ دافعہ۔ مدرکہ۔ محرکہ۔ انواع حیوانات و اصناف و افراد و اشخاص انسانی ہزار بلکہ بے شمار ہیں نہیں ان دس قوتوں کے پائے جانے کے اعتبار سے دس ہزار کہا گیا ایسے کثرت متعدد اسمائے حسنہ مقصود نہیں اور حرکات و سکنات ارادی و اختیاری تو بے شمار ہیں۔ ۲۷۷ وزاں ہر یک شدہ موقوف آلات ✤ ز اعضا و جوارح و ز رباطات ✤ طبیعی و ارادی قوتوں کے افعال کا صدور و ظہور اسباب و آلات مثل اعضا و جوارح و رباطات پر موقوف ہے۔ رباط باریک رسی ہے جس سے مشک وغیرہ کا سر باندھتے ہیں۔ یہاں رگ پٹھے مراد ہیں جس سے ایک عضو کو دوسرے عضو کیساتھ باندھا گیا ہے ہر ایک کے خلق میں حکمت و فوائد ہیں انکی تمام حکمتوں سے واقف ہونا مقدور بشر سے خارج ہے ہر ایک میں ایک اسم خاص کیساتھ تجلی حق جلوہ گر ہے۔ ۲۷۸ پزشکاں اندریں گشتند حیران ✤ فرو ماندند در تشریح انساں ✤ پزشک فارسی لفظ اور معنی طبیب ہے۔ رباطات یعنی رگوں پٹھوں کی تعداد و تفصیل و تشریح بدن انسانیں اطبا حیران و عاجز ہیں اسپر جو سے مختلف القول ہیں اہل بصیرت انمیں بحر خدا کے اسرار و حکمت کاملہ کا مشاہدہ کرتے ہیں ۵ گر دیدۂ دیدہ بر کشائی ✤ در خود ہمہ را بخود نمائی ✤ دانی چو بہ بینی از چپ و راست ✤ کیں ہمہ ہزار عالم آنجاست ✤ از غفلت خویش در گمانی ✤ کالمالک فی الملک بدانی ✤ ۲۷۹ نبردہ ہیچ کس رہ سوئے ایں کار ✤ بعجز خویش ہر یک کردہ اقرار ✤ تشریح بدن انسانی و تفصیل قوئے جزئیہ و رباطات سے کما ینبغی کوئی واقف نہیں سب نے اپنے عجز کا اقرار کیا ہے جسطرح حقیقائی کی گنہ کو سمجھنا محال ہے اسیطرح انسان خلیفۃ اللہ و جمیع اسماء و صفات الٰہی کا مظہر تام ہے اسلئے انسانکی گنہ کو بھی کما حقہ کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ ۲۸۰ زحق با ہر یکے خلقے و قسمیت ✤ معاد و مبدا ہر یک از اسمیست ✤ اعضاء و جوارح اور رگ و پٹھے ہر ایک ایک ایک اسم الٰہی کے مظہر ہیں انکا مبدا و معاد اسی اسم سے متعلق ہے اسلئے کہ ممکنات کے اعیان ثابتہ اسمائے الٰہیہ کے صور علمیہ ہیں۔ اعیان سے ہر ایک عین وجود علمی یعنی میں اسی اسم کا مربوب ہے۔ جو خود اس اسم کی صورت ہے ہمیشہ وہ اسم اسکی تربیت میں مشغول ہے بلکہ اس شئی کی حقیقت وہی اسم ہے اس اسم کے بغیر وہ شئی معدوم محض ہے اسلئے فرمایا کہ ہر موجود اور ہر متعین کیساتھ حضرت حق کو ایک خاص نسبت ہے ہر ایک شئی کو اعتبار سے ذات حق کا ایک ایک نام ہوا۔ ہر ایک شئی کا ایک ایک اسم مبدا ہے جسکی وجہ سے وہ شئی ظاہر ہوئی اور وہی اسم اس شئی کا معاد بھی ہے کما بدا کم تعودون۔ چونکہ اشیاء کا قوام اسمائے الٰہیہ ہے ہے اسلئے فرمایا۔ ۲۸۱ ازاں اسم اندر موجودات قائم ✤ بداں اسم اندر تسبیح دائم ✤ ممکنات کے اعیان ثابتہ اسمائے الٰہیہ کی صورتیں ہیں مثل ابدان ہیں انکی ارواح وہی اسمائے الٰہیہ ہیں جسطرح روح کو جسم سے

بدن قائم ہے اسیطرح اسمائے الٰہیہ سے تمام موجودات قائم ہیں سب اشیاء کی حقیقت اسمائے الٰہیہ میں موجود ہے انفسی مثل ایوندا ہوا و رباطات وغیرہ۔ و موجودات آفاقی افلاک و کواکب و عناصر وغیرہ اسمائے الٰہیہ سے جس اسم کے مظہر و مرتبہ پیدا ہوئی اسم کے ذریعہ سے عارف حق ہیں اور اسی اسم سے ہمیشہ حق کی تسبیح و تنزیہ کرتے ہیں ؎ ای ترا باہر دلے کارے دگر ۔ و پس ہر ذرہ را بازے دگر ۔ چوں جمالت صد ہزاراں روئے داشت ۔ بود در ہر ذرہ دیدارے دگر ۔ لاجرم ہر ذرہ را بینندہ یارے دگر ۔ چوں ہر یک موجود ابتدا میں اپنے مصدر اسم الٰہی سے صادر ہوتا ہے اور واپسی کے وقت وہی اسم اس کا مرجع ہوتا ہے وہ اندر جا کر مخفی ہو جاتا ہے۔ ۲۸۳ ازاں در کار اول ہم بدر شد ۔ اگرچہ در معاش از در بدر شد ۔ مبداء وجود علمی اور معاش وجود عینی خارجی ہے۔ معاد اصل و مبداء کیطرف واپسی ہے۔ وحدت کی خلوت سے ہر ایک تعین انفسی و آفاقی اول مبداء (وجود علمی) میں جس اسم الٰہی کے ذریعہ میدان ظہور میں آیا اسی دروازہ سے پھر وحدت اصلی کیطرف واپس ہوا اگرچہ یک معاش یعنی عالم دنیا میں غلبۂ کثرت احکام کیوجہ سے دروازۂ مبداء سے باہر ہو کر اسکو فراموش کر کے ہر لحظہ خیال دیگر و فکر دیگر میں گرفتار ہے چند روزے ہر کجا خواہی برو ۔ بازگشت آخر کار تست ۔ ۲۸۴ ازاں دائستہ تو جملہ اسماء ۔ کہ ہستی صورت عکس مسمّا ۔ جسطرح حق جمیع اسمائے کلیہ و جزئیہ کا جامع ہے انسان بھی حق کا مظہر تام و آئینۂ ذات و صفات حق ہے ۔ مسمّا یعنی حق تعالیٰ کے عکس کیصورت ہے کیونکہ آئینہ میں جو عکس کیصورت نظر آتی ہے وہی شخص کیصورت ہے۔ اسلئے انسان جمیع اسمائے الٰہیہ کا جامع ہوا۔ علم آدم الاسماء کلّھا ؎ ای قطرہ تو غافل کہ دریا ۔ در جوئے تو میرود ہویدا ۔ در برج تو ماہ و آفتاب است ۔ لیکن پس پردۂ سحاب ۔ پیداو نہاں و بود و نابود ۔ در لوح تو جملہ ہست موجود ۔ چونکہ اسمائے ذاتیہ الٰہیہ کا مظہر انسان ہے فرمایا۔ ۲۸۵ ظہور قدرت و علم و ارادت ۔ بہ نسبت ہے بندۂ صاحب سعادت ۔ ۲۸۶ سمیعی و بصیر و حی و گویا ۔ بقا داری نہ از خود لیک از انجا ۔ ذات لاتعین سب سے پہلے نسبت علم سے متعین ہوئی۔ اوّل ما یتعیّن بہ الذات العلم ۔ لیکن علم بغیر حیات کے متصور نہیں ہوتا۔ پس حیات و علم و قدرت و ارادت و سماعت و بصارت و کلام امہات صفات و نسب ذاتیہ ہیں۔ ان سات صفتوں کو ذات کیساتھ اعتبار کریں تو سات نام حیّ ۔ علیم ۔ قدیر ۔ مرید ۔ سمیع ۔ بصیر ۔ کلیم ۔ ائمہ اسماء یا اسمائے الٰہیہ و اسمائے ربوبیت ہوئے تمام اسماء انکے طرف محتاج ہیں۔ ای بندۂ صاحب سعادت ان امہات صفات ذاتیہ حق کا تیرے سے ظہور ہوا ہے بعض نے امہات صفات کو آٹھ کہا ہے۔ اسلئے بقا داری کہا گیا۔ یعنی صفت بقا آٹھویں صفت ہے۔ انسان اپنی ذات سے عدم ہے۔ مردہ۔ جاہل بے قدرت۔ بے ارادت۔ بہرہ۔ اندھا۔ گونگا ہے بے بقا۔ لیکن یہ تمام حق کے صفات کاملہ انسان کیصورت میں ظاہر ہوئے ہیں جمیع اسماء و صفات کا عالم اور علم ملائکہ ہونیکے قابل ہوا ؎ گرچہ این خورشید ہمسایان تافت ۔ لیک ہر یک در خور خود نور یافت ۔ در درون خانہ نور آفتاب ۔ ہم بقدر روزنہ افگندہ تاب ۔ روزن از ہر سو کشا این خانہ را ۔ تا شود این خانہ پُر نور ضیا ۔ چونکہ انسان کامل حضرت الوہیت کیصورت اور ظہور و بطون کا برزخ ہے اسلئے فرمایا۔ ۲۸۶ زہے اوّل کہ عین آخر آمد ۔ زہے باطن کہ عین ظاہر آمد ۔ الزان اسم اعظم کہ ہر حرف

ادر الوہیت کیصورت ہے اور اللہ انسان کا باطن در روح و حقیقت ہے۔ اسلئے معنی ہو کہ حضرت الہیہ میں انسانی صورت میں ظہور ہوئے انسان تمام حقائق الہیہ و حقائق کونیہ کا جامع ہونیسے خلیفۃ اللہ و مظہر اسلئے متقابلہ ہوا۔ تعجب سے کہا کہ عجب اقول (حضرت الہیہ ہے کہ عین آخر (انسان) ہو اور عجب باطن (اللہ) ہے کہ عین ظاہر (انسان) ہوا۔ **۲۸۸ تو خود از روز و شب اندر گمانی ✤ ہماں بہتر کہ خود را می ندانی** ✤ استدلال دلائل سے اپنی معرفت میں مرتبہ یقین کو نہیں پہنچ سکتا بلکہ ہمیشہ وہم و گمان میں ہے مقام دوئی احولیت سے دور نہیں ہو سکتا تو معرفت و شناخت کا دعوی چھوڑ دے۔ بہتر ہے کہ تو شناخت کے پیچھے نہ پڑے کیونکہ نظر و فکر کے ذریعہ حقیقی معرفت محال ہے ؎ چوں دیدۂ دانش آمد احول ✤ این شکل مانمیشود حل ✤ ایں چہ ترا نہ میز نم من ✤ عمریست کہ جان ہی کنم من ✤ از خویشتنم ✤ نیامد ✤ جز یکدم سرد بنیاید ✤ بسیار دویدہ ام بچپ و راست ✤ حاصل نشد آنچہ دل ہمیخواست ✤ مگر صاحب نفوس قدسیہ جو محض سوہبت و عنایت و امداد الہی سے مؤید ہوتے ہیں۔ خود شناسی و حق شناسی میں کامل الیقین ہوتے ہیں ؎ چوں بدانی تو کماہی خویش را ✤ علم عالم حاصل آید مر ترا ✤ گر ہمیخواہی کہ باشی حق شناس ✤ خویش را اینجا بشناس نہ زراہ قیاس ✤ بل زراہ کشف و تحقیق و یقین ✤ عارف خود شو کہ حق دانیست ایں ✤ **۲۲۹ چو انجام تفکر شد تحیر ✤ بدینجا ختم شد بحث تفکر** ✤ تمام اسماء و صفات الہیہ کا حقیقت انسانی میں ظہور ہے اسلیئے جسے وہ مسجود ملائکہ ہوا تفکر الٰہی کے قاعدہ میں جسقدر فکر کیا ئے تجلیات ذاتی و صفات الٰہی پہنچے ویسے ہی حیرت زیادہ ہوتی ہے حقیقت جامعہ انسانی میں احکام عبودیت و ربوبیت میں امتیاز فی سمع و بصر کے مقام میں خفی کے سبب سے حیرت پر حیرت کی زیادتی ہے سراب سزد بی فیک تحیرا ؎ سی دانم من نم یا من دیم ✤ در عجائب عالم من من نیم ✤ عاشقم معشوقم و عشقم تمام ✤ مست دام خویشتم من من نیم ✤ من چہ دام عنقائے بے نام و نشان ✤ من بقاف قربتم من من نیم ✤ من بجان فانی بجانان باقی ام ✤ من باوج رفعتم من من نیم ✤ زیر پا آرام اسیری ہر دو کون ✤ شاہباز ہمتم من من نیم ✤ چو نخوہ تفکر آلا و وسیلہ حصول معرفت حق ہے مقام اتحاد و مظہر و ظاہر میں رویی و غیریت کی گنجائش نہیں۔ عارف و معروف و معرفت و وجود میں سب ایک ہے تو تفکر کی ضرورت نہ ہی اسلئے بحث تفکر ختم کیگئی ؎ خدا را بیں عیاں در صورت ما ✤ کہ ما قائم بہ ہستی خدائیم ✤ طلسم گنج معنی صورت ماست ✤ حقیقت با لقاب کبریائیم ✤ نقابانی اگر برافگند ✤ شود پیدا کہ ما بے ماشمائیم ✤ جہاں را پرز خود بینیم ✤ کہ از قید اسیری ما برائیم ✤ چونکہ سوال دوم بحث تفکر سے فراغت ہوئی تو فرمایا۔

سوال سوم :- حقیقت انانیت میں جو انا سے اشارہ کیجاتی ہے۔ **سوال ۲۹۰ کہ باشم من مرا از من خبر کن ✤ چہ معنی دارد اندر خود سفر کن** ✤ میں کون ہوں (میں) سے مجھے خبردار کر اور اپنے میں آپ سفر کر۔ کا کیا مطلب ہے مطلوب نزدیک طالب و مطلوب میں بعد و مسافت نہیں تو پھر سفر کہاں اور کیلئے ضرورت ہے۔ **جواب** :- **۲۹۱ دگر کردی سوال از من کہ من چیست ✤ مرا از من خبر کن تا کہ من کیست** ✤ سوال دو باتوں سے تھا میں کون ہوں اور اپنے میں آپ سفر کا کیا مطلب ہے۔ جواب میں صرف ایک پہلے سوال کو لیکر کیا تاکہ سننے والا کامل توجہ سے سنے۔ **۲۹۲ چو ہست مطلق آمد در اشارت ✤ بلفظ من کنند ازوے عبارت** ✤ ہست مطلق وجود مطلق نسبت و اضافت سے مجرد و لاتعین ہونیکی وجہ سے اسکی طرف اشارہ نہیں ہو سکتا اسلئے اسکو منقطع الاشارات کہتے ہیں جب نسبت و اضافت کیوجہ سے اسکو تعین

عارض ہوکر متعین ہوگا تو اسی ہست مطلق متعین کو (من) (مَیں) کہتے ہیں۔ تعین خواہ روحانی ہو خواہ جسمانی اسی معنی کے اعتبار سے ہر فرد موجود اپنے کو (مَن) (مَیں) کہتا ہے۔ چونکہ بحکم اِذَا تَکَرَّرَ تَقَرَّرَ تکرار موجب استقرار ہے۔ اسلئے فرمایا ۲۹۲ حقیقت گر تعین شد معین ✤ تو اورا در عبارت گفتہ مَن ✤

حقیقتِ مطلقہ ہستی مطلق پر تعین عارض ہونے سے مقید ہوتی ہے اسی مطلق کو جو تعین متعین ہوئی اَنَا اور مَن اور مَیں کہتے ہیں اور یہ حقیقتِ مطلقہ وہستی مطلق تمام تعینات کے صورتوں میں ظاہر اور سب کے ساتھ حاضر ہے اور یہ حاضر رہنے کے لحاظ و اعتبار سے اسکو اَنْتَ اور تو کہا جاتا ہے اور کبھی اس اعتبار سے کہ وہ حقیقت مطلقہ اپنے اطلاق کے لحاظ سے تمام تعینات و کثرات سے ورا الورا ہے اور اسکی کنہ سب کے ادراک و فہم سے غائب ہے اسی مطلق کو ھُوَ اور اُو۔ اور وہ کہتے ہیں پس اَنَا۔ مَن۔ مَیں۔ اَنْتَ۔ تو اور ھُوَ۔ اور وہ سب اسی ہستی مطلق کی طرف اشارات ہیں ؎ آنچہ گوئی چو من نیاید ✤ کس محرم این سخن نیاید ✤ اسی پر جز از انچہ برتر آمد ✤ ہم تو ز تو با تو در عبور آمد ✤ ہیولی زہرہ فرازو پستی ✤ ہستی نہ بگفت ما کہ ہستی ✤ ۲۹۳ من و تو عارض ذات وجودیم ✤ مشبکہائے مشکات وجودیم ✤ وجود مطلق کو مصباح چراغ اور عالم کو مشکات جس میں مصباح چہار ہتا ہے ✤ اور افراد تعینات ہیں اور تو کو مشکٰوۃ روزن و سوراخ سے تشبیہ دیگئی۔ مطلب یہ کہ وجود مطلق صرف ایک ہے کثرت روزن تعینات سے یعنی اَنَا اَنْتَ وھُوَ ہیں اور تو اور وہ سے وہ نور واحد متعدد و منکثر معلوم ہوتا ہے دراصل صرف ایک ہے ؎ یا راست عیان بصورت کون ✤ این نقش جہان نمود بے بود ✤ شد نقش دوئی خیال احول ✤ چوں غیر یکے نبود موجود ✤ از مانظرے بہ وام بستاں ✤ دانگاہ نگر بروئے مقصود ✤ ہر ذرہ کہ در جہان ہستی است آئینۂ ہر دو ئے او بود ✤ موجود حقیقی وجود احد ہے ہر دم ایک مظہر میں ظہور دیگر سے ظاہر ہوتا ہے اسلئے فرمایا کہ:-

۲۹۵ ہمہ یک نور داں اشباح و ارواح ✤ کہ از آئینہ پیدا گہ ز مصباح ✤:-

مشکات تعینات اشباح و ارواح کے روزن و سوراخوں سے جو انوار چمکتے ہیں وہ سب ایک نور ہے کبھی آئینہ اشباح اجساد سے ظاہر ہے اور کبھی مصباح ارواح سے مظاہر ارواح مجردہ و اشباح مثالیہ مادیہ کے حسب اختلاف استعدادات وہ نور واحد مختلف و متعدد نظر آتا ہے جسطرح ایک شخص کی صورت مختلف کثیر آئینوں میں مختلف و کثیر نمایاں ہوتی ہے ؎ در ہر آئینہ حسن دیگر گوں ✤ بنماید جمال او ہر دم ✤ گہ برآید بصورت حوا و گہ برآید بصورت آدم ✤ ان ابیات میں آیت نور یعنی اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ سے اقتباس کیا گیا ہے اسلئے اس آیت مذکورہ کا مختصر مطلب بیان کیا جاتا ہے کہ روح کا بدن سے تعلق و سریان ایسا ہے کہ تمام موجودات میں وجود واحد مطلق حق کا جلوہ ظہور و سریان ہے۔ اللہ تعالیٰ ارواح و مجردات کے آسمانوں اور مثالی و مادی اجساد کی زمینوں کا نور ہے۔ اسکے نور کی مثال مراتب ظہور میں مثل ایک مشکوٰۃ کے ہے جس سے بدن مراد ہے اس مشکوٰۃ میں مصباح چراغ (روح) ہے۔ وہ روح کا چراغ و مصباح ایک قندیل میں ہے جو دل ہے جسکو کہ لفظ ناطقہ کہتے ہیں جسکا باطن روح ہے اور وہ زجاجہ و قندیل جس سے مراد دل ہے مثل ایسے کوکب (ستارہ) کے ہے جو شجرہ مبارکہ یعنی نفس (مرکب دل) سے روشن کیا گیا ہے شجرۂ مبارکہ زیتونہ ہے یعنی مستعد و آمادہ ہے نور قدس سے مشتعل ہونیکے لئے وہ درخت (نفس) شرقی نہیں یعنی ارواح مجردہ کے شرق سے نہیں اور غربی بھی نہیں یعنی اجساد کثیفہ کی مغرب سے بھی نہیں بلکہ ارواح مجردہ و اجسام کثیفہ کے درمیان برزخ ہے اور برزخیت کیوجہ سے ارواح و اجسام ہر دو کے احکام اسمیں ظاہر ہیں اجساد کو آئینہ۔ ارواح کو مصباح

سے تشبیہ معنی آیت کی مناسبت کیوجہ سے دیگی ہے یعنی جسطرح دیکھنے والے شخص کی صورت آئینہ میں ظاہر ہوتی ہے اسیطرح ارواح کے احکام اجسام میں ظاہر ہوتے ہیں ۵ شد جہاں آئینۂ رخسار دوست + ہر دو عالم در حقیقت عکس اوست + بحر در ساگر نہاں موج آب + لعلین در یادان تو اموج وحباب + گر تو ہستی در جہاں صاحب نظر + در جہان سنگر بروئے او نگر + ۲۹۶ تو گوئی لفظ من در ہر عبارت + بسوئے روح میباشد اشارت + مکمانے پاس لفظ انا من میں کا شار الیہ نفس ناطقہ یعنی روح ہے مکما کی تردید کیلئے لکھا کہ ۲۹۷ چو کردی پیشوائے خود خرد را + کنی دانی زجہل و خویش خود را + تو عقل کو اپنا پیشوا بنا کر کہتا ہے کہ جس بات کو عقل تسلیم کرے وہ صحیح و مقبول ہے اور جس بات کو عقل نہ کرے اور نہ مانے تو وہ مردود ہے حالانکہ یہ قاعدہ غلط ہے کیونکہ کشفی اور اکتسابی امور میں عقل الہی عاجز ہے جیسی عقلی امور کے ادراک میں چشم وحس ظاہری یعنی مراتب کشف میں عقل کو راستہ نہیں ملتا پس قاعدہ مذکورہ غلط ٹھہرا جواب کا حاصل یہ ہے کہ تمام اشیاء کی حقیقت ذات واحد ہے تمام صفات وکمالات اس ذات واحد کو لازم ہیں بلکہ مرتبۂ وجود میں عین ذات ہیں اسلئے کہ غیر ذات حق عدم ہے اور ظہور حق سب میں مساوی ہے اور سب اشیاء میں صفات کمال ہیں بعض مظاہر میں صفات کمال کا ظاہر ہونا ان مظاہر کی عدم قابلیت کا سبب ہے ۔ اور ارواح واجسام حقیقت میں ایک ذات ہیں جن بعض مظاہر میں ظہور صفات کمال کی قابلیت نہ تھی جسمیت کی صورت میں تجلی ہوئی یعنی وہ جسم ہوئے ۔ اور جنمیں قابلیت تھی ان میں روح پھونکی گئی اور وہ ارواح ہوئے بعض میں تجلی ذات کا غلبہ ہے بعض میں تجلی صفات کا اور بعض میں تجلی اسماء کا پس جبکہ جسم وروح ہر دو مظہر حق ٹھہرے پس انا سے جسم مراد ہے نہ روح بلکہ وہ ایک حقیقت ہے جو تمام حقائق وموجودات کو شامل ہے بدن اور روح ہر ایک مظہر میں اس حقیقت کے مظاہر ہے نہ کہ خود انا کا شار الیہ ۔ روح اور بدن اس حقیقت حق کے مظہر ہیں تو اپنے آپ کو اپنے جزو (روح) سے ممتاز نہیں سمجھتا کیونکہ انا کا شار الیہ یعنی روح سمجھا ہے عارف کے پاس افراد جسمانی وروحانی میں انحی قابلیت کے لحاظ سے فرق وتمیز آسان امر ہے ۵ مظہر روئیدنی ہمہ ذرہ بتافت + ہر یکے در خور خود بہرہ یافت + یافت از رویش جماد افتادگی + کرد از ہر بخش نباتستادگی + یافت حیواں بہرہ روح وحیات + گشت زیشاں ظاہر انواع صفات + باز ہر صنفے از و نوعے دگر + یافت فرخے بحکم داور دگر + ۲۹۸ بروای خواجہ خود را نیک بشناس + کہ نبود فربہی مانند آماس + عقلا ومتکلمین انا اور ھو اور میں کا مصداق ومشار الیہ روح کو کہا ہے اور روح کی تعبیر انا اور میں سے کرتے ہیں حالانکہ انا (میں) اس سے زیادہ عام ہے اس میں کو اچھی طرح پہچان اور حقائق اشیاء کو از روئے کشف پہچاننے کی کوشش کر کیونکہ کشفی معرفت مثل فربہی ہے یعنی واقعی اور استدلالی معرفت مثل آماس ورم ہے جو غیر واقعی ہے بوجہ مرض کے فربہی کے مانند معلوم ہوتا ہے یعنی استدلالی شخص سمجھتا ہے کہ مجھ کو یقینی کشفی معرفت حاصل ہوئی ہے در اصل مثل ورم کے غیر واقعی نمائش ہے ۲۹۹ من و تو بر تر از جان و تن آمد + کہ ایں ہر دو ز اجزائے من آمد + اور تو جان وتن سے بالا اور برتر ہے ۔ نہیں ہیں اور تو سے صرف روح کیطرف اشارہ ہے اسلئے کہ میں اور تو سے ایک ذات مراد ہے جو تعین سے متعین ہوئی ہے اور وہ جسم وجان سے عالم تر ہے کہ جان وتن اس حقیقت کے مظہر واجزا ہیں ۵ کردہ در ہر مظہرے نوعی ظہور + گاہ ظلمت مینماید گاہ نور + و گہ کثیف و گہ لطیف + مینماید گہ رفیع و گہ شریف + ۳۰۰ بلفظ من انسانست مخصوص + کہ تا گوئی بدو جانست مخصوص + مکمانے روح انسانی کو انا اور میں کا مصداق سمجھا ہے حالانکہ میں کیساتھ کچھ انسان مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر جاندار وبیجان چیز کیطرف میں سے اشارہ ہوسکتا ہے

۵ گفتی کہ زجسم وجاں برونم ؛ پوشیدہ لباس جسم وجاں کیست ؛ آنکس کہ بصد ہزار صورت ؛ ہر لحظہ ہمیشود عیاں کیست ؛ گوئی کہ بنام ازدو عالم پیدا شدہ دریگاں نگاں کیست ؛ وحدت اطلاقی ذاتی سے حقیقی طور پر آگاہ ہونے کے لئے کوئی قید کا دور ہونا ضروری ہے اسلئے فرمایا

۳۰۱ یکے رہ برتر از کون ومکاں شو ؛ جہاں بگزار وخود در خود جہاں شو ؛ اور اسکے بعد کے ابیات مصرع دوم (چہ معنی دارد اندر خود سفر کن) کی شرح ہے یعنے ایکبار معنوی سیر کے طریقہ سے کون ومکان اسماء وصفات (جنکا مظہر عالم ہی) سے برتر وبالا ہو جاؤ اور تعینات وکثرتوں کی سرحد کو چھوڑ کر مقام اطلاق پر عروج کرو اور جسمانی وروحانی تعینات وتشخصات سے فانی فی اللہ ہو کر بقا باللہ کا مرتبہ حاصل کرکے آپ میں آپ جہاں بنکر دیکھو کہ سارا جہان تو ہی ہے اس مرتبہ کو پہنچنے کے بعد من اور انا کی شمار الیہ حقیقت کو کشف وشہود کے طریقے سے مطلع ہو کر سمجھیگا کہ میں کے سوائے کوئی جسمانی وروحانی تعین میں نہیں ہے وہ انا کی حقیقت ہی ہے ۵ ظاہر ز مظاہر جہاں ذات من است ؛ گر علوی وگر سفلی ست وگر جان وتن است ؛ تعین حقیقت مطلقہ سے آگاہ ہونیکے لئے مانع ہے رفع تعین کے بعد شہود واطلاق حاصل ہوگا ۵ گر تو ہر خیزی زما من دمے ؛ ہر دو عالم پر زخود بینی ہمے ؛ این تعین شد حجاب روئے دوست ؛ چونکہ بخیزد تعین جملہ اوست ؛ نیست گردد صورت الا وہست ؛ حق عیاں ہیں بنقش ہر چہ ہست ۔ ۳۰۲ ۵ زخط وہمی ہائے ہویت ؛ دو چشمی میشود ہنگام رویت ؛ ھویت ذات حق باعتبار لاتعین ہے اسی اعتبار سے ذات کا نام ھو ہے ۔ مرتبہ ہویت میں تمام تعینات حسی وخیالی وعقلی محو ہو جاتے ہیں کوئی نسبت واضافت وتعین نہیں ہوتا یہانتک کہ نسبت وتعین نہ ہونا بھی مخفی رہتی ہے اور اللہ یا باطن سے موصوف رہتی ہے جب اسکو نسبت وتعین عارض ہوتو اللہ الظاھر سے متصف ہوتی ہے پس ظہور وبطون در اصل ایک شئے کے دو شان ہیں ۔ لاتعین ہو تو الباطن کا بطون اور تعین سے متعین ہو تو الظاھر کا ظہور ہے خط وہمی سو ھویت کی معا دیکھنے کے وقت دو چشمی معلوم ہوتی ہے ۔ خط وہمی برزخی عارض ہونیسے ھا کا دایرہ دو چشمی ہو کر ایک جسم دو نظر آتی ہے اور حقیقت میں ایک ہی ہے کثرت کی نمود صرف وہمی ہے خط وہمی سے صفات مراد ہیں صفات کو خط وہمی اسلئے کہا گیا کہ صفات وذات میں صرف وہمی غیریت ہے ۔ ورنہ ذات کے ظہور صفات میں ۳۰۳ ۵ نماند در میانہ ہر دو راہ ؛ چو ھائے ھُو شود ملحق بہ اللہ ھائے ھو تعینات ظہور وبطون وغیب وشہادت کی معایرت کی طرف اشارہ ہے جو خط وہمی برزخی کیوجہ سے نمود ہوئی وہی خط برزخی ما ومن وتو واو کے تغایر کا باعث ہوا جب ھو کی دو چشمی ھا جو میں ۔ تو ۔ وہ اور طالب ومطلوب وکثرت ووحدت کے تعینات ہیں وور ہو کر اللہ سے ملحق ہو جائے دو چشمی یا یکچشمی ہوگی اور توحید حقیقی حاصل ہوگی ۔ انا وانت وتو وہیں کی متشابہ الیہ حقیقت ظاہر ہوگی ۵ شد من واوئی حجاب راہ ما ؛ تا تو پیدائی نہاں باشد خدا ؛ زیں حجاب ما ومن یکدم سر آ ؛ در مقام وصل او بے من در آ ؛ برزخاں بر ہر دو عالم آمیں ؛ در مقام وحدت آ ایمن نشیں ؛ اندریں رہ نی گنجد ما واو ؛ یا تو باشی در میانہ یا کہ او ؛ چونکہ میں اور تو اور وہ کے تعینات ہستی ونیستی کے برزخ اور احکام وجوب وامکان کے جامع ہیں اسلئے فرمایا کہ ۳۰۴ ۵ بود ہستی بہشت امکان جمع ؛ دوزخ من وتو در میاں مانند برزخ ؛ ہستی وجود مطلق بہشت ہے کیونکہ مناسب وموافق طبع چیز وں کا حصول ہی بہشت ہے کیونکہ تمام کمالات ذات حق کے لئے لازم ہیں تو سارے نقائص ونا ملائم اوصاف مرتبہ وجود مطلق وہستی محض میں ہرگز نہ ہونگے ۔ اسلئے وہ وجوب بہشت ہے ۔ مگر مظاہر میں انکا ظہور ہوگا ۔ کیونکہ وہ نقائص ونا ملائم اوصاف ممکنات کے ہی ذاتی صفات ولوازم امکان ہیں اسلئے امکان مثل دوزخ ہے کیونکہ نامناسب وموافق طبع چیزوں کا پانا ہی دوزخ ہے

اور یہی اور تواردہ وغیرہ تعینات مثل برزخ ہیں۔ جو وجوب و جود و ہستی اور امکان عدم و نیستی کے درمیان حائل واقع ہوئے ہیں کیونکہ حقیقت انسان مجموعہ وجوب و امکان ہے اور برزخیت کے اعتبار سے وجوب و امکان ہر دو کے احکام اس انسان میں ظاہر ہیں جب کثرت امکانیت کے احکام انسان پر غالب ہوں اور صفات اللہ کے نقیض و ضدی اوصاف سے موصوف ہوگا تو اوصاف ذمیمہ و افعال سیئہ کے زنجیروں میں مقید و مسلسل ہو کر دوزخ میں رہے گا اور جبکہ احکام وجوب و صفات کمال اس پر غالب ہو کر وحدت و عبد الکیطرف مائل ہوگا تو بہشت بے زوال میں لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ کے زمرہ میں رہے گا ؎ چوں شود اخلاق او اوصاف تو ۔ ہشت جنت خود تو ئی اے نیکخو ؎ گر گرفتار صفات بدشدی ۔ ہم تو دوزخ ہم عذاب سرمدی ؎ ہر کہ دارد در جہان خلق نکو ۔ خلق اسرار حق شد جان او ؎ مایۂ دوزخ چہ باشد خلق بد ۔ خلق بد آمد براہ دوست سد ؎ جملہ اخلاق و اوصاف اے پسر ۔ ہر زماں گردد متحول در صور ۔ گاہ نارت میشود گاہ نور ۔ گاہ دوزخ گاہ جنانست و حور ۔ گہ گہ گندم بہشت از مین (یقین) ۔ نے ز استدلال و تقلیدست این ؎ ۳۰۵ چو برخیزد ترا این پردہ از پیش ۔ نماند نیز حکم مذہب و کیش ؎ چہرہ کبریائی پرائی و منی و تونی کا پردہ پڑا ہوا ہے نظام نسانی میں عارف واصل اسی نظر کے سامنے سے یہ پردہ اور تعین روحانی و جسمانی اٹھ جائے تو مذہب و ملت و کیش کے احکام بھی اٹھ جاویں گے مذہب و ملت کا حکم بھی نہ رہے گا کیونکہ یہ سب احکام منی و تونی و انائی و منی و تونی پر متفرع ہوتے ہیں۔ کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ کی حقیقت ظاہر ہوگی ؎ در دریں کعبہ رسم قبلہ نیست ۔ چشم ارغوامی را پایچلہ نیست ؎ عاشقاں را ہر نفس سوزیدنیست ۔ بر دو عالم جز دل سوزاں خراج و عشر نیست ۔ ملت عاشق زملت ہا جداست ۔ عاشقاں را مذہب و ملت خداست ؎ ۳۰۶ ہمہ حکم شریعت از من تست ۔ کہ آں بر بستہ جان و تن تست ؎ جبتک نفس سبب اسے حائل وسط میں نہ پہنچے عروج متصور نہیں کیونکہ جملہ مراتب کا ظہور لازم ہے جب کامل مراتب قوت بفعلیت میں آجائیں تبھی ظاہر ہو جائیں از بہشت و تکمیل نفوس وَدَخَلَتْ اِلٰی اللّٰہ و رجوع بجانب معاد ممکن ہے۔ حائل وسط نہایت دور و بدایت عروج مرتبۂ انسانی ہے اسلئے احکام شرعیہ و اوامر و نواہی تعین و ہیئت اجتماعی انسانی سے وابستہ ہیں (ہمہ حکم شریعت از من تست) بطریق اضافت پڑھنا چاہئے تاکہ قائد من تست درست ہو۔ حقیقت مطلقہ من جس تعین سے کہ متعین ہو انائیت و میں پن کا تقاضا کرتی ہے لیکن نشاۃ انسانی میں جو مرکز خاکی سے (جو غایت سفل ہے) اور محیط روح اضافی سے (جو غایت علو ہے) مرکب ہے اسی سبب سے تمام مراتب کمالات شامل ہے اور انائیت و میں پن کا اسی انسان میں کامل ظہور ہے اسی احاطہ و جامعیت مراتب کے سبب سے اسکے جان و تن سے احکام شریعت وابستہ ہیں۔ اگر اسکے جان و تن کی ہیئت اجتماعی نہ ہوتی ہرگز مکلف نہ ہوتا۔ اسلئے کہ تکلیف شریعت کی حکمت یہ ہے کہ غیر حق کا عجز و اضطرار بعبادت و تعظیم معبود حقیقی و نیستی و عدم کا اقرار و اظہار ہو بنظر حقیقت عابد و معبود میں فرق و امتیاز اطلاق و تقید کے اعتبار سے ہے ورنہ موجود حقیقی ایک ہی شئے ہے میں و تو اور دوئی اسی ایک حقیقت کے اعتبارات ہیں ؎ لہا صلوتی با المقام اقیمہا ۔ و اشہد فیہا انی صلت ؎ کلانا مصل واحد ساجد الی ۔ حقیقتہ بالجمع فی کل سجدۃ ؎ و ما کان لی صلی سوای

ولیکن ۔ صلوٰتی لغیری فرادی کل رکعۃ ۵ من وتوجوا فثم وجہ اللہ ۔ میانہ ۔ چہ کعبہ چہ بتخانہ ۔
یعنی ہر قوم کو تعین پردہ وحجاب جمال حقیقت مطلقہ حق ہی ہے تعینات کے اختلاف استعدادات وقابلیات کے اعتبار سے
ادیان ومذاہب مختلفہ ظاہر ہوئے ہیں ہر ایک ایک دین ومذہب کا پابند ہوا ہی جبکہ تجلی وحدت اطلاقی میں ادیان
وقوم کا تعین درمیانی حائل وحاجب نہ رہیگا تو کعبہ وکنشت ودیر جو تعینات کیوجہ سے ظاہر ہوئے تھے عارف واصل کی نظر
میں ہرنگ وحدت جلوہ گر ہونگے غیر حق کا پتہ نہ رہے گا ۔ بے نشاں ہنوز نمہ نام ونشاں ۔ تاکہ بینی روئے جاناں عیاں
از خار او من ہر کہ بست ۔ از شہ آخر وصل جاناں گشت مست ۔ کہ کئی متقید واصل مطلق شود ۔ عارف حق آنرا دگر حق شود
ہر کہ از قید تعین وا رہید ۔ بے من وما خویش را مطلق بدید ۔ در حقیقت او من مستد ہست ۔ من نگوید ہیچ از حق اگہست
چونکہ تعین امر وہمی حقیقت مطلقہ حق پر عارض ہوئے واجب بصورت ممکن نمایاں ہو رہا ہے اسلئے فرمایا ۳۸ تعین نقطہ
وہمیست بدین ۔ چو صافی گشت ہمیت تعین شد عین ۔ جسطرح صرف نقطہ کی وجہ سے عین وغین میں جدائی ہے
اسیطرح تعین کے سبب ممکن واجب جدا وممتاز ہوا ہے تعین وہمی اور نقطہ کے مثل ہی جیسا کہ نقطہ نے عین کو غین بنا دیا تعین
امکانیت نے عین واجب کو غیر واجب یعنی ممکن کی صورت میں ظاہر کیا ہے وجود مطلق اس تعین وقید امکانیت کیوجہ سے
متقید ومقید ہوا ہے عارف کی آنکھیں جو کشف وشہود سے منور ہو جائیں اور تعینات رہمیہ کے حجاب بیچ سے اسکی نظر کے ساتھ
سے اٹھ جائیں تو عین (جو کثرات وتعینات ہیں) عین ہو جاویگا ۔ اور ہر دو ایک ہو جاویں گے دوئی دور ہو کر ظاہر ہو
جائے گا کہ ایک حقیقت حق تعینات امریہ وتوہمیہ کے لباسات سے متلبس ہے مقام توحید حقیقی عیانی یہ ہے فما عین القدم
حق الیقین پر موقوف ہے اسلئے فرمایا ۳۹ نہ خطوہ مشی ہو در راہ سالک ۔ اگرچہ وارد این چندین مہالک
مقصود حقیقی کو پہنچنے کے لئے دو قدم کی راہ ہے زیادہ مسافت نہیں ہے ایک وہ کہ تمام اشیاء کو حق دیکھے یہ مرتبہ حق الیقین ذاکا ہر طریقت نے طالب ومطلوب کے درمیان
منزلہا مقرر کی ہیں ہر ایک منزل پر ہفتروں شیطانی حملہ ہوا ہے ان منزلوں میں سے ایک منزل ہے جسکو ۷۰ ہزار منزل سے بھی زیادہ کہا ہے جو ۷۰ ہزار پردہ نور وظلمت کے ہیں جبتک
ان منزلوں کو طے نہ کرے حال بلا خر مطلوب حقیقی رسائی نہیں پا سکتا اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ باوجود مخالفت احکام شرعیہ عدم اتباع انبیاء
واولیاء خدا اور حق شناسی کا دعوی کرتے ہیں حال ومقال میں جملہ حقائق دین وایمان سے محجوب ومحروم ہیں ۔ راہ توحید در قدم نیست ۔ تا قدم در نیست ۔ ہیچ حاصل نیست ۔ بے رضا ونوکل وتجرید نہ کنے تو انکو دعوی توحید ۔ نور ظلمت ہم نگردد جمع ۔ با وصف نبود شمع ۔ اگر چہ صد ہزار منازل
گرد قدم میں منحصر ہیں ۔ رہ رادو گام گفتند ۔ بر آنکہ فصل وصلت ۔ پیوند دوست کشتی از خویش گردنی ۔ گفتم کہ مانی از راز تو جائے
گفتا تو خود حجابی ۔ حجاب تو خود نمائی ۔ اسی قدم کو بعض بزرگوں نے ایک قدم کہا ہے ۔ آپ پہنچے حق تک سالک ایک قدم کی باٹ ۔ بعض
کی ٹھاٹ گئی تو ربوبیت کی گھاٹ ۔ لیکن یہ ایک قدم یا دو قدم یا ہزار منزل جو کہ ہوا سکے طے کرنیکے لئے بیحد آفاتی وانفسی گھاٹیوں
وخطرناک راستوں کو طے کرنے کی ضرورت ہے اخلاق ذمیمہ اعمال قبیحہ وافعال شنیعہ جو خدا سے دور کرنے والی خصلتیں ہیں
سب سے خال ہو کر فضائل سے آراستہ ہونا ضروری ہے تاکہ ان رذائل میں گرفتار رہکر حرمان ونامرادی کی زنجیروں میں بیڑیوں میں
مقید ہو کر ہلاک نہو اگرچہ یہ کامل کے ارشاد سلوک کرنیوالے کے حق میں یہ صرف دو قدم ہیں دع نفسک وتعال لیکن بغیر ارشاد
مرشد کامل سلوک کرنیوالے کیلئے بیحد مسافت ہے ۔ راہ دور است اے پسر ہشیار باش ۔ خواب باکور اگفن وہشیار باش ۔ جمعنی
نماند ۔ تو دراز ۔ تو بیک قدم نمانی بستہ باز ۔ گر ہمہ عالم بر خلق بسپری ۔ گام اول ۔ انشد چون بنگری ۴۰ یک نفس نماند معنے

درگزشتن ؛ دوم صحرائے ہستی درنوشتن ؛ دو قدم جو مذکور ہوئے اس میں ایک قدم تو ھویت کی ھا یعنے ذات مطلقہ حق کے تعینات ممکنہ سے گزر جانا اور تمام اشیاء میں تجلی سمائی حق کو جلوہ گر دیکھنا ۵ نمائی صور اغیار پدید شد ؛ عیان نقش و نگار آں نگار پیدا شد ؛ پدید گشت زکثرت جمال وحدت او ؛ یکے بکسوت چندیں ہزار پیدا شد ؛ یہ مرتبہ عین الیقین ہے کہ سالک دیدۂ بصیرت سے جمال بخت وحدت کو کثرت کے آئینوں میں بغیر مزاحمت غیریت کے مشاہدہ کرتا ہے دوسرا قدم سالک صاحب جذبہ کثرت کے صحرائے ہستی کو سلوک و تصفیہ کے طریقہ سے طے کر کے عین الجمع و حضرت احدیت میں ترقی اپنی اور تمام اشیاء کی ہستی کو جو وہم و دوئی کو مستلزم ہے محو و فانی پائے بقا بعد الفنا میں متحقق ہو کر جو کچھ خود کو دیکھے اور سمجھے ۵ ہمی ما در اوی او آمد و نمین ؛ من غلام مرد خود بین چنیں ؛ قطرہ در دریا فتاد و شد فنا ؛ عین دریا گشتنش آمد بقا قطرہ دریا ہمی خود یکیست ؛ غیر حق در ہر دو عالم ہیچ نیست ؛ ہر کہ او را ذوق ایں سر نیست ؛ جان او را حقیقت کار نیست ؛ یہ مقام حق الیقین ہے کمال کاملین و سیر عارفین کا اخیر مرتبہ ہی ہے چونکہ فرق بعد الجمع و صحو بعد المحو میں عارف کی نظر میں حق و اشیا کی غیریت محض اعتباری ہوتی ہے اسلئے فرمایا ۵۳۱ دریں مشہد یکے شد جمع و افراد ؛ چو او احد ساری اندر عین اعداد ؛ اس مقام شہود حق میں کہ ہستی مجازی سے گزر کر کثرت میں وحدت کو دیکھتا ہے اور چونکہ مست ہے اسکو اللہ ہی اللہ سمجھتا ہے جمع و افراد ایک ہیں تعینات و کثرت کے اعتبار سے جمع کہنا بھی صحیح ہے اور تمام تعینات و کثرات میں وحدت کا ظہور ہونے کی وجہ سے ایک کہنا بھی صحیح ہے جیسا کہ تمام مراتب اعداد میں فقط واحد ہی سریت کیا ہوا ہے ہزار کو بالفعل مجموعی تعداد کے اعتبار سے ہزار کہنا بھی صحیح ہے اور چونکہ مجموعی عدد ہزار کی تحقق صرف ایک ہی سے ہے اسلئے ایک کہنا بھی درست ہے ۵ یکے کہ اصل عدد بود در شمار آمد ؛ ازاں سبب عدد بے شمار پیدا شد ؛ میان گرد و غبار آں سوار پنہاں بود ؛ ولے چو گرد نشست آں سوار پیدا شد ۵۳۲ تو آں جمعی کہ عین واحد آمد ؛ تو آں واحد کہ عین کثرت آمد ؛ اے انسان کامل ہیئت اجمالی صورت معنی و قوی جسمانی و روحانی کے اعتبار سے تو جمع ہے کہ تمام احدیت و فنا فی اللہ میں ترقی پا کر عین وحدت ہوا ہے اور تو وہ واحد ہے کہ مقام باللہ و احدیت سے اسماء و صفات کے مراتب میں تنزل کر کے عین کثرت ہوا اور تمام اشیاء کی صورتوں سے تو ظاہر ہوا ہے تیرے نزول و عروج سے وجود کا دائرہ کامل ہوتا ہے اور وجوب امکان کے قوسین بلکہ ایک دائرہ ہوتا ہے ۵ عالم ہمہ پردہ و دار ماشد ؛ بارخ دوست پردہ دارم ؛ گہ پردہ زرخ کنم کارائد ؛ یا پردہ و پردہ دار و یارم ؛ زیں پردہ برآ کہ یار پیداست ؛ تا کے پس پردہ رخ بدارم ؛ بردار نقاب خود زرویش ؛ تا کشف شود کہ در چہ کارم ؛ اسرار و کمالات انسانی پر بجز طریق سیر الی اللہ و وصول قطرہ بدریا کامل اطلاع حاصل نہیں ہو سکتی اسلئے فرمایا ۵۳۳ کسے ایں سر نشناسد کو گذر کرد ؛ ز جزوی سوئے کلی یک سفر کرد ؛ انسان کامل کے عین وحدت میں جمع اور عین کثرت میں واحد ہونے کو وہی کامل نجولی جائے گا جو اپنی خودی کی قید اور جزوی یعنے تعین سے کلی حقیقت واحدہ مطلقہ کیطرف سیر کریگا اور بقا بعد الفنا سے متحقق و مطلق ہو کر تمام ظہورات میں خود کو دیکھے گا ۵ گہ مست و بیخبر ز مصاف و صحتیم ؛ گہ در دو نوش خانۂ خمار کثرتیم ؛ پرواز ما بروں ز مکانست و لامکاں ؛ ما شہباز حضرت و عنقائے قربتیم ؛ در ظاہر ار گدا و فقیریم و باطناً ؛ سلطان تخت و کشور معنی و صورتیم ؛ سوال چہارم ؛ توحید کشفی عیانی کا حصول بغیر سفر معنوی کے ممکن نہیں تو اس سفر کی کیفیت اور مسافرین کے متعلق سوال کیا گیا ہے ۵۳۴ مسافر چوں بود در رہرو کدامست ؛ کرا گویم کہ او مرد تمام است ؛ اس بیت میں دو سوال ہیں

اوّل مسافر معنوی کی کیفیت سفر کی تحقیق میں۔ دوم بحمال کامل کی تعیین میں کہ وہ کونسا کمال ہے کہ جس کے حاصل کرنیوالے کو مرد کامل کہا جائے۔ مصرع اولیٰ کے جواب میں فرمایا کہ ۵۳۱۵ ذکر گفتی مسافر کیست در راہ ؛ یک کوشید ز اصل خویش آگاہ ؛ اس سے پہلے سوال ہوا تھا (چہ معنی دارد اندر خود سفر کن) اب دوبارہ تو زیادہ تر مسافر کون ہے جواب یہ ہے کہ مسافر وہ ہے جو اپنی اصل سے آگاہ ہووے اور سمجھے کہ انسان صرف یہی نقش صورت ظاہر نہیں ہے بلکہ اسکی حقیقت مرتبہ اسمٰی آلہہ ہے جو تنزل کے مراتب میں بایں لباس متلبس و بایں صورت ظاہر ہوا۔ اور جس اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن ہے۔ ؎ من آفتاب وحدتم تاباں بانسان آمدہ ؛ من نور اسم اعظم تابان بجان آمدہ ہم نوشتہ ہم قلم ہم کوہ کانی منم ؛ ہم بحر ہم ماہی منم در قطرہ پنہاں آمدہ ؛ ہم نور و ہم سایہ منم ہم پیر و ہم پیرو منم ہم راہ و ہم راہرو منم ہم پیر و داں آمدہ ؛ چونکہ حقیقت حال پر اسوقت اطلاع ہو سکتی ہے کہ اصل انسان جو حقیقت مطلقہ بے تعینات ہے مقرر و معتبر ہو جائے اسلئے فرمایا۔ ۵۳۱۶ مسافر آں بود کو بگذرد زود ؛ ز خود صافی شود چوں آتش از دود ؛ مسافر بسالک وہ ہے جو شہوات طبعی و نفسانی اور لذات و الوانات جسمانی سے پاک ہو کر صفات بشری کے لباس کو نکالدے اور تعین خودی کی تاریکی (جو در اصل حقیقت پر حجاب ہے) سے پاک ہو جاوے آگ اور دھوئیں سے اسلئے تشبیہ دیگئی کہ جسطرح آگ کے وجود پر دھواں دلیل ہے تعینات و مخلوقات بھی حقیقت حق پر دلیل ہیں۔ سالک جبتک دلیل کے ملاحظہ میں مشغول رہیگا۔ حقیقت کے شہود سے محجوب رہیگا ؎ ایں گریزاز دلیل و از ترجیب ؛ از پئے مطلوب بر رو چوں شتاب ؛ گر دلیل آتش ست بے دخاں ما دراں آتش خوشست ؛ خاصہ آں آتش کہ در قہر و ولاست ؛ از دخاں زد یک آید ما ؛ پس سیہ کاری بود رفتن زجاں ؛ بھر تخییلات جاں سوئے دخاں ؛ کیفیت سفر کیطرف اشارہ فرمایا ۵۳۱۷ سلوکش سیر کشفی داں زامکاں ؛ سوئے واجب بہ ترک شین و نقصاں ؛ سالک کا سلوک کشفی ہونا چاہیے کہ استدلالی لیس الخبر کالمعاینۃ یہ کشفی سلوک ترک رذائل و کسب فضائل پر موقوف ہے ؎ عاشق او عصمۃ الدنیا شدہ ؛ چشم بر خورشید دانش میگماشت ؛ ہر کہ در خلوت بہ بینش یافت راہ ؛ او ز دانشہا نہ جوید دستگاہ ؛ با جمال جاں چو شد ہم کاسہ ؛ باشدش زانخیار دانش تاسہ ؛ عاشقاں را شد مدرس حسن دوست ؛ دفتر و درس سبق شاں روئے اوست ؛ سیر کشفی مقام تقیید سے اطلاق جانے کا نام ہے ۵۳۱۸ بعکس سیر اوّل در منازل ؛ رود تا گردد او انسان کامل ؛ سیر اول میں ظہور و اظہار کمالات کے لئے مرتبہ وحدت اطلاقی سے کثرت کے منازل میں ہوتا ہوا مرتبہ تقیدی انسانی تک سیر عروجی کے ذریعہ پہنچا تھا۔ اب اسکے برخلاف مرتبہ تقیدی انسانی سے مرتبہ وحدت اطلاقی کیطرف رجوعی و عروجی سیر الی اللہ کے ذریعہ جاتا ہے یہی اتحاد قطرہ با دریا ہے جو مقام فنا فی اللہ ہے ؎ کشف ایں معنی اگر خواہی بیا ؛ تیغ لا زن بر سر غیر خدا ؛ بعد نفی خلق کن اثبات حق ؛ تا گردی غرق بحر ذات حق ؛ از میاں برخیز دایں ما و منی ؛ پس گدا گردد بخشد شاہ غنی ؛ رنگ بیرنگی بگیرد رنگہا ؛ دور گردد از ہیت فرسنگہا ؛ سیر عروجی کی توضیح کیلئے فرمایا۔ قاعدہ اوّل مبداء فیاض مطلق سے فیض وجود مراتب تعینات میں نزول کرتا ہوا مرتبہ انسانی تک (جو قوس نزول دائرہ وجود کا اخیر نقطہ ہے اور قوس عروجی کا اول نقطہ ہی) پہنچا۔ اب سیر عروجی سے نقطہ آخر قوس نزولی (انسان) کا نقطہ اول (وحدت مطلقہ) سے متصور ہونا بیان کیا جاتا ہے ۵۳۱۹ بداں اول کہ او چوں گشت موجود ؛ کہ تا انسان کامل گشت مولود ؛ پہلے یہ سمجھ کہ انسان کسطرح موجود ہوا اور اُس کی ابتداء پیدایش کسطرح ہوئی یہانتک کہ وہ کامل الخلقۃ پیدا ہوا۔ ماں سے پیدا ہوا نطفہ قرار پانے کے وقت سے پیدا ہونے تک کے

کئی طور وحالات بدلتی رہی جسکی کیفیت علم تشریح میں مشروحاً مذکور ہے۔ انسان تمام مرکبات میں زیادہ معتدل ہے ۳۲ در الطوار جمادی بود پیدا پس از روح اضافی گشت دانا ۱ پہلے جمادی طریقہ پر تعین وحرکت ہوتا ہے روح انسانی عطا ہونے سے دانا و بینا و زندہ وحساس ومتحرک ہوتا ہے۔ اہل تجربہ نے کہا ہے کہ جب نطفہ قرار پاتا ہے انڈے کیطرح ہوتا ہے اور اول حالت یہ کہ قوت مصورہ کی تاثیر سے اسمیں کف پیدا ہوکر تین نقطے نمایاں ہوتے ہیں ایک بیچ میں دل کے مقام پر۔ دوسرا سید ہے طرف محل تکوین تیسرا نیچے اور پر مقام دماغ میں۔ اسکے بعد ناف کی جگہ مقرر ہوتی ہے اور ایک باریک جھلی پیدا ہوکر ان کی اجتماعی صورت کی محیط ہوکر اسکو متفرق پراگندہ ہونے سے بچاتی ہے۔ بقول صحیح سب سے اول دل پیدا ہوتا ہے بقول بعض کے دل اور آنکھیں ہیں۔ دوسری حالت یہ کہ اس باریک جھلی اضافی نام میں (جو اطراف گھیرے رہتی ہے) دموی یعنے خونی رنگ کے نقطے وخطوط نمود ہوتے ہیں اور وہ تین نقطے کف دار بھی خونی رنگ ہوجاتے ہیں۔ اور ناف کا نقطہ ناف کی شکل پیدا کرلیتا ہے جو محسوس ہوتی ہے تیسری حالت یہ کہ وہ نقطہ ثالث خون کا لوتھڑا گاڑھا خون بنجاتا ہے۔ چوتھی حالت یہ کہ وہ علقہ مضغہ گوشت کی بوٹی ہوجاتا ہے اسوقت اعضائے رئیسہ دل ودماغ وجگر پیدا ہوتے ہیں۔ پانچویں حالت ہڈیاں پیدا ہوتی ہیں اور سب اعضاء ایک دوسرے سے الگ الگ نمایاں ہوتے ہیں یہ سر کندھے ہاتھ پہلو پیٹ سے الگ معلوم ہوتا ہے حرارت غریزی کے راستے ظاہر ہوتے ہیں۔ غاذیہ نامیہ قوتیں اپنے اپنے کام میں مصروف رہکر روح حیوانی کے قابل ومستعد ہوتے ہیں روح حیوانی روح انسانی کا مرکب اور سرمایۂ زندگانی ہے یہی حالت کف چھ دن سے ہے چھ یا سات دن کی مدت ہے۔ اس مدت میں قوت مصورہ رحم سے مدد لئے بغیر مضغہ میں تصرف کرتی ہے۔ دوسری حالت جسمیں وہ نقطے وکلیریں پیدا ہوتی ہیں تین روز کی مدت ہے اول سے ابتک نو دن ہوگئے بھی ایک دن آگے پیچھے بھی ہوجاتا ہے سوم حالت علقہ کی مدت چودہ دن ہے جملہ پندرہ دن ہوئے۔ ایک دن آگے پیچھے بھی ہوسکتا ہے۔ چہارم حالت مضغہ کی مدت بارہ دن ہے یا تیرہ روز آگے یا پیچھے پانچویں حالت اعضاء ایک دوسرے سے ممتاز ہونیکی مدت نو دن ہیں اس نو دنوں میں بعض جنین کے اعضاء پورے پورے ظاہر ہوتے ہیں اور بعض جنین کے اعضاء اور چار دن کے بعد مکمل ہوتے ہیں یعنے کامل چالیس دن ہیں۔ جنین کے اعضاء ظاہر ہونیکی کمتر مدت تیس دن اوسط پینتیس اور چالیس ہیں اور اکثر مدت پینتالیس دن ہیں ان حالات مذکورہ کے امام میں ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف انتقال کی نسبت لڑکے زیادہ جلدی وتیزی سے منتقل ہوتے ہیں۔ اور لڑکی کے تولد کے ایام بھی لڑکیوں کی نسبت کم ہیں کیونکہ لڑکیوں میں حرارت زائد ہوتی ہے امام فخر الدین رازی نے اپنے رسائل میں فرمایا ہے کہ اگر کوئی یہ سوال کرے کہ اہل تجربہ نے چالیس دن میں جنین کا مکمل ہونا جو بیان کیا ہے یہ اس حدیث کے خلاف ہے جو عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کی خلقت ایسی ماں کے شکم میں چالیس دن تک نطفہ پھر چالیس دن میں علقہ پھر چالیس دن میں مضغہ تین چالیس دن میں جنین کی تکمیل ہوتی ہے پھر اللہ تعالیٰ فرشتہ کو بھیجتا ہے وہ اسمیں روح پھونکتا ہے اور چار باتیں رزق موت شقاوت سعادت لکھدیتا ہے پس اس حدیث سے جنین کی تکمیل کیلئے تین چالیس انچاس دن کی ضرورت معلوم ہوتی ہے اہل تجربہ نے صرف چالیس دن بیان کیا ہے جواب اسکا یہ ہے اگر چہ کہ چالیس دن میں اعضائے جنین کا ظہور شروع ہوتا ہے لیکن جنین کے اعضاء کی کامل طور پر تکمیل تین چالیس دن میں ہوتی ہے اسکے مبدء فیاض ازل سے روح حیوانی موجب حیات وحس وحرکت اس جنین پر فائض ہوتی ہے اور روح حیوانی کے روزن اعتدال سے نور روح انسانی اضافی کا پرتو اسپر پڑتا ہے اور حضرت علیم حقیقی کی شعاع اسپر چمکتی ہے تو دانا ہوتا ہے اور صورت انسانی کی تکمیل ہوتی ہے فتبارک اللہ احسن الخالقین انسان پہلے الطوار جمادی میں تھا جو طور جماد ایک مرکب ہے جسمیں نفس روح نہیں انسان بھی پہلی چار حالتوں میں جامد تھا کیونکہ ان چاروں حالتوں میں روح حیوانی کے قابل ومستعد نہ تھا پانچویں حالتیں مستعد قبول فیض روح حیوانی ہوا اور اول ما یتعین

الذات العلمہ قابل ظہور علم وحیات ہوا روح کو خدا تعالیٰ نے بجہۃ تشریف اپنی طرف نسبت کرکے فرمایا فنفخت فیہ من روحی اس نسبت و اضافت کیوجہ سے روح اضافی نام ہوا چونکہ جنینی مدت میں جنین کے اعضا بنتے ہیں اسکی دوگنی مدت میں جنین رحم میں حرکت کرنے لگتا ہے اسلئے فرمایا ۳۲ پس آنگہ جنبشے کرد از قدرت ۔ پس ازو شد زحق صاحب ارادت ۔ اطبا نے کہا ہے کہ جنینی مدت میں نطفہ رحم میں صورت پیدا کرتا ہے اور اعضا مکمل ہوتے ہیں اسکی دوچند مدت گذرنے پر جنین رحم میں حرکت کرتا ہے اور مدت حرکت کی دوچند مدت میں بچہ پیدا ہوتا ہے مثلاً اگر کم از کم تیس دن میں اسکے اعضا ظاہر ہوئے ہوں تو اسکے دوگنے ساٹھ دن گزرنے کے بعد جنین میں حرکت پیدا ہوگی پھر حرکت جنین کی مدت ساٹھ دن کے دوچند یعنے ایکسو بیس دن جسکا مجموعہ ایکسو نوے (۱۹۰) دن (چھ ماہ) گزرنے پر بچہ پیدا ہوگا۔ اگر ۴۵ دن میں اعضا کی تکمیل ہوئی ہو تو اسکے دوچند (۹۰) دن میں جنبش کریگا۔ اور ایکسو چالیس دن (۷ ماہ) میں تولد ہوگا۔ ۷ ماہ میں تولد شدہ اکثر زندہ رہتے ہیں۔ اگر ۴۰ دن میں اعضا کی تکمیل ہوئی ہو تو (۸۰) دن میں حرکت کریگا۔ اور (۱۶۰) دن (۸ ماہ) میں پیدا ہوگا۔ (۸ ماہ) کے تولد شدہ بچے اکثر فوت ہوتے ہیں۔ اگر (۴۵) دن میں اعضا مکمل ہوئے ہوں تو اسکے دوچند (۹۰) دن میں حرکت کریگا اور (۱۸۰) دن (۹ ماہ) میں متولد ہوگا۔ اور ۹ ماہ کے پیدا شدہ لڑکے زندہ رہتے ہیں یہ بیان مذکور تقریب و تخمین پر مبنی ہے تحقیق نہیں کیونکہ اکثر اوقات تولد میں کمی و زیادتی ہوجاتی ہے۔ متجربین اہل تجربہ نے کہا ہے کہ جب نطفہ رحم میں ٹھیرتا ہے تو ماہ اول میں زحل کی تربیت میں رہتا ہے ماہ دوم میں مشتری کی تربیت میں ماہ سوم میں تربیت ریخ میں ماہ چہارم میں تربیت آفتاب میں ماہ پنجم میں تربیت زہرہ میں ماہ ششم میں تربیت عطارد میں ماہ ہفتم میں تربیت قمر میں ہوتا ہے۔ اگر ماہ ہفتم میں پیدا ہوئے تو چونکہ قمر کی طبیعت میں رطوبت ہے اس سبب سے مزاج حیات کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے۔ حیات کا مزاج گرم و تر ہے اکثر ماہ ہفتم کے پیدا شدہ بچے زندہ رہتے ہیں۔ اگر ماہ ہفتم میں تولد نہ ہوا تو ماہ ہشتم میں پھر تربیت زحل کی نوبت ہوتی ہے۔ اگر ماہ ہشتم میں بچہ پیدا ہوا تو زحل کی طبیعت سرد و خشک ہے جو موت کا مزاج ہے۔ ماہ ہشتم کے پیدا شدہ بچے کم زندہ رہتے ہیں۔ اگر ماہ ہشتم میں تولد نہ ہوا تو ماہ نہم میں پھر مشتری کی تربیت میں ہوتا ہے مشتری کی طبیعت گرم و تر ہے ماہ نہم کے تولد شدہ بچے زندہ اور قوی ہوتے ہیں۔ حاصل یہ کہ روح حیوانی ملنے کے بعد جنین رحم میں حرکت کرتا ہے۔ اور حرکت قدرت کی نشانی ہے اسکے بعد مرید کامل یعنے حق تعالیٰ کی طرف سے صاحب ارادت ہوتا ہے۔ رحم کی تنگیوں اور ناپسند غذاؤں سے تنگ ہوکر فضائے میدان عالم دنیا میں نکلنے کا ارادہ کرکے تولد ہوکر بطون سے ظہور میں آتا ہے۔ ۳۳ بطفلی باز کرد احساس عالم ۔ در و بالفعل شد و سو اسس عالم ۔ تولد کے بعد بچہ میں جب بحال ظہور آثار سمعی و بصری کا بھر احساس کیا۔ اگرچہ رحم میں بھی ان صفتوں کے آثار کو دیکھتا تھا لیکن اس مرتبہ میں ظہور پاکر براس عالم کا احساس کیا کھانے پینے کی لذتیں چکھا نافع و ضار کو سمجھا نافعے کو پسند اور ضار سے بچنا اسمیں ظاہر ہوا۔ اسکو احساس کیوجہ سے عالم کے وسواس جو اسمیں بالقوہ پوشیدہ تھے اب فعلیت ظہور میں آئے اور شہوات طبیعی و لذات نفسانی حاصل کرنے کیلئے طالب دنیا ہوا۔ چونکہ حواس جزئیات کا ادراک کرتے ہیں خلقت انسانی میں صد کمال کو پہنچے ہوئے ہیں اس لئے اپنے حواس کے مدرکات جزئیہ کو ادراک کلیات (جو غایت مقاصد ہیں) کے وسائل و آلات گردانکر حصول مقاصد کا ذریعہ ہوتا ہے

اسلئے فرمایا ۳۲۳ جو جزئیات شد بروے مرتب ؛ بکلیات رہ برد از مرکب ؛ ۔
نفس انسانی حواس خمسہ ظاہرہ ۔ سامعہ و باصرہ ۔ شامہ و ذائقہ ۔ لامسہ کے ذریعہ محسوسات کا ادراک کرکے جس مشترک کے سپرد کرتا ہے تو حس مشترک ان معلومات و مدرکات کو خزانۂ خیال میں جمع کرتا ہے پھر نفس انسانی قوت واہمہ کے ذریعہ ان معانی جزئیہ کا ادراک کرتا ہے حواس خمسہ ظاہرہ سے ادراک نہیں ہوسکتا پھر قوت واہمہ ان معانی جزئیات کو اپنے خاص خزانوں حافظہ و ذاکرہ میں ودیعت رکھتا ہے جبکہ حواس خمسہ ظاہرہ و باطنہ کے محسوسات و مدرکات محفوظہ انسانیہ مہیا و مرتب ہوجائیں تو تب نفس انسانی قوت ناطقہ جو بالذات کلیات کی مدرک ہے یعنے قوت کے ذریعہ سے ان مدرکات میں تمیز کرکے ان سے جزئیات کو انتزاع کرتا ہے اور کلی طور پر ملاحظہ کرکے حسب مصلحت و ضرورت ان معلومات میں ترتیب و ترکیب دیکر امور کلیہ متعلق و صناعات سے واقف ہوتا ہے چونکہ قوائے محرکہ کا عمل قوئے مدرکہ کے بعد ہوتا ہے اسلئے فرمایا ۳۲۴
غضب شد اندر و پید از شہوت ؛ وزیشاں خاست حرص و بخل و بخوت ؛ انسان و حیوان میں دو قسم کی قوتیں مشترک ہیں ایک قوائے مدرکہ جنکا ذکر گزر چکا ۔ دوسری قوائے محرکہ چونکہ حرکت ارادہ پر موقوف ہے اور ارادہ ادراک پر موقوف ہے اسلئے قوائے مدرکہ مقدم ہیں قوائے محرکہ پر ۔ قوائے محرکہ کی دو قسم ہیں باعثہ یعنے شوقیہ ۔ فاعلہ جو اعضاء کی تحریک اور اعصاب کی تمدید سے کام کرتے ہیں ۔ باعثہ کی دو قسمیں ہیں ۔ شہویہ جذب منفعت کرنا انکا کام غضبیہ دفع مضرت کرتے ہیں ۔ مطلب یہ ہے کہ قوائے مدرکہ کے بعد محرکہ کا عمل شروع ہوتا ہے ۔ دفع مضرت کیلئے غضب و جذب منفعت کیلئے شہوت اور ان ہر دو سے حرص و بخل و بخوت وغیرہ صفات ذمیمہ پیدا ہوتے ہیں حرص ضد قناعت ہے بخل ضد سخاوت ہے یہ ہر دو قوت شہوت کے افراط و تفریط سے پیدا ہوتے ہیں بخوت ضد تواضع ہے اور اغضب سے ان قوتوں کی تین حالتیں ہیں ۔ اعتدال ۔ افراط ۔ تفریط افراط و اوصاف ذمیمہ کا منبع و منشا قوت غضبی ہوئی جسکا نام نفس سبعی و بہیمی ہے ۳۲۵ بفعل آمد صفتہائے ذمیمہ ؛ تبر شد از دو دیو بہیمہ ؛
جب نفس سبعی و بہیمی یعنے غضب و شہوت (جو منبع شر و فساد ہیں) نفس ناطقہ یعنی عقل (جسکی وجہ سے انسان اشرف المخلوقات ہوا) پر غالب ہوجائیں تو خواہشات کی تحصیل و تکمیل کیلئے نفس ملکی یعنے عقل مغلوب کو وسیلہ بناتے ہیں ۔ پس نفس کی بری صفتیں جو اسمیں بالقوہ تھیں ۔ بالفعل ظاہر ہوتی ہیں ۔ اور تمام حیوانات میں حیوانی صفات جو الگ الگ تھے انسان میں اسکی جامعیت کیوجہ سے سب مجموعی طور پر ظاہر ہوتے ہیں اسلئے انسان درندوں و بہائم و دیو شیطان سے بدتر ہوجاتا ہے کیونکہ حیوانات جس کام کیلئے پیدا کئے گئے ہیں اس کام میں مشغول ہیں ۔ اور انسان معرفت و عبادت حق کیلئے پیدا ہوکر نسبی و بہیمی حرکات و صفات ظاہر کرتا ہے اسلئے ان سب سے بدتر ہوگا ۔ ؎ تو ہمائے دولتی اے ممتحن ؛ چند جوئی جیفہ زاغ و زغن ؛ شاہباز دست سلطانی چرا ؛ در جہاں باشی چو بوماں بے نوا ؛ ایں دو دیراں باچغداں گزار ؛ کن بقاف قرب پرواز و طن ؛ با گدایاں کم نشیں شاہی طلب ؛ غافلی بگزار و آگاہی طلب ؛ از ملک چوں ہست قدر تو فزوں ؛ پس چرا در دست شیطاں زبوں ؛ ایں دو روزہ عمر را فرصت شمار ؛ ہاں مشو از دست غافل زینہار ؛ ہر چہ آں اینجا بدردی بدست ؛ آنہ پندار کہ دلا کا نجات ہست ؛ ایں دست آں وقت تحم انداختن ؛ کار ہائے روز حاجت ساختن ؛ ہر چہ کشتی جنس آں خواہی درود ؛ نیک و بد آنجا عیاں خواہد نمود ؛ چونکہ فرصت ہست نشناں بید رنگ ؛ از نہال میوہ ہائے رنگ رنگ ۳۲۶
تنزل را بود ایں نقطہ اسفل ؛ کہ شد با نقطۂ وحدت مقابل ؛ انسان دائرۂ وجود کے

قوس نزولی و ظہوری کا آخر نقطہ ہے جو قابلیۂ وحدت کے قابل واقع ہے۔ اسلئے اسمائی و صفاتی و جمعی، اسمائی کثرتیں سکے آئینہ حقیقت میں منعکس ہوکر ظاہر ہوتی ہیں۔ اسی سبب سے وہ خلیفۃ اللہ ہوا۔ ۵ مجموعہ جمیع صفاتست ذات ما ✤ دیویم ہمہ نقش شدہ وہم نورد ✤ خلیفیم ✤ درظاہر ارگدا و فقیریم باطنا ✤ سلطان تخت و کشور معنی و صوریم ✤ ۳۲۷ شد از افعال کثرت بے نہایت ✤ مقابل شد ازیں رد با بدایت ✤ چونکہ انسان تمام اسماء و صفات کا مظہر ہے ہر اسم و صفت کا ظہور ایک خاص فعل پر موقوف ہے اور ہر فعل ایک خاص آلہ و سبب پر موقوف ہے اسلئے بیحد افعال جو بیحد صفات کے آثار ہیں صورت انسانی میں بیحد کثرتیں ظاہر ہوئیں اور انسان اپنی بدایت وحدت حقیقی (جسمیں کسیطرح کثرت کی گنجایش نہیں) کے ساتھ مقابل ہوا۔ مقابلہ کیوجہ سے جو کچھ ذات احدیت میں مخفی تھا آئینہ حقیقت انسانی میں منعکس ہوکر عینے شہادت میں آیا۔ ۵ درمانگاہ کردہزاراں ہزار دیدہ ✤ درخود نگاہ کرد ہمہ چیزے نبود ✤ یک نکتہ گفت یار و لیکن بسے شنید ✤ یکدانہ کشت دوست ولیکن بسے درود ✤ ۳۲۸ اگر گردد مقید اندریں دام ✤ ہمہ ہی بود تمرز انعام ✤ سبعی و بہیمی صفات بمنزلۂ دام ہیں جو شاہباز روح حیوانی کو قید تن سے فضائے عالم روحانی کیطرف پرواز کرنیسے مانع ہیں۔ اسلئے مقام اسفل السافلین سے اعلیٰ علیین میں ترقی کا قدم نہیں رکھسکتا گرفتار شہوات ہوکر متابعت انبیاء و اولیاء و صراط مستقیم شریعت و طریقت سے اپنے معاد یعنی مبداء اصلی کیطرف رجوع نہیں کرسکتا۔ ایسا انسان بحکم اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ بھائم سے بدتر و گمراہ تر ہے ۵ باہوا و آرزو گم باش دوست ✤ چو خواہی فضلک عن سبیل اللہ اوست ✤ گردن خر گیر و سوئے راہ کش ✤ سوئے رہ بنیان و رہ دانان نوش ✤ ہیں مہمل خر را و دست از رو مدار ✤ زانکہ عشق اوست سوئے سبزہ زار ✤ گر یکے دم تو ز غفلت غافلیش ✤ او رود در سنگہا سوئے حشیش گر ندانی رہ ہر آنچہ خر بخواست ✤ عکس آن کن خود بجو آں راہ راست ✤ ایں ہوا را نشکند اندر جہاں ✤ ہیچ چیزے ہمچو سایۂ کاملان ✤ دشمن راہست خر مست علف ✤ بس کہ صد خر بندہ را کرد او تلف ✤ ۳۲۹ وگر نورے رسد از عالم جاں ✤ ز فیض جذبہ یا از عکس بُرہاں ✤ عالم پر فیض پہنچنے کے دو طریقہ ہیں ایک جذبہ جو محض فضل الٰہی سے بندہ کو قرب حاصل ہو دوسرا اس جذبہ کا عکس یعنی برہان و دلیل سے عارف کے دل پر کشف ہو کہ بدن سے جدا ہونے کے بعد نفس انسانی باقی رہیگا اگر اس دنیا میں بُری عادتیں اور بداعمال ترک کرکے اخلاق حمیدہ و افعال حسنہ حاصل نکیا ہو تو عالم برزخ میں معذب ہوگا اسلئے شہوات کو ترک کرکے عمدہ خصائل و پسندیدہ اعمال و فضائل حاصل کرکے نفس کو پاک و مزکی کرنا ضرور ہے۔ ۳۳۰ دلش با نور حق ہمراز گردد ✤ وزاں راہے کہ آمد باز گردد ✤ جذبۂ معنوی یا برہان یقینی کے سبب سے عارف کے دل پر کشف شہود ہو جائیگا کہ لذات انفعالی فانی میں مقید ہونا لذات فعلی باقی سے محرومی کا باعث ہے اس شہود کیوجہ سے شہوات طبعی ترک کرکے عالم روحانی و مبداء کیطرف متوجہ ہوکر کثرت کی منزلیں طے کرکے مقام وحدت کو پہنچیگا۔ اور مطلوبات و مرغوبات روحانی حاصل کریگا ۵ آں گروہے کہ رہید از وجود ✤ چرخ و مہر و ماہ شاں آرد سجود ✤ ہر کہ مرد اندر تن او نفس کبر ✤ مرد را فرمانبرد خورشید و ابر۔ ۳۳۱ ز جذبہ یا ز برہان یقینی ✤ رسے یا بد بایمان یقینی ✤ جذبۂ الٰہی یا برہان یقینی (جو شک و ظن و تقلید سے پاک ہے) سے حسب استعداد فطری و وجود شرائط و رفع موانع بحکم لِیَزْدَادُوْٓا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِھِمْ مؤمن حقیقی ہوگا اور مبداء حقیقی یعنی مقام توحید ذاتی کو پہنچیگا۔ بحر تصفیہ و تجلیہ فنا فی اللہ و بقا باللہ و رفع دوئی کے

نمکن بھیں ۵ ہیں مکن تعجیل اوّل تعیت شو ✤ چوں غروب آری برار از شرق ضو ✤ از اناچوں رست اکنوں شد انا ✤ آفریں
برآں انائے بے عنا ✤ کنے شود کشف از تفکر این انا ✤ بین انا کمشوف شد بعد الفنا ✤ اندین رہ گر خرد رہ بیں بدے ✤ فخر رازی
راز دار دیں بدے ✤ لیک چوں مَنْ لَّمْ یَذُقْ لَمْ یَدْرِ بود ✤ عقل در تخییلات او حیرت فزود ✤ کنت حق
است پر رار وئے نغز ✤ داؤد بخشت گل راوئے نغز ✤ **۳۳۲ کندنک رجعت از سجین فجار**
رخ آرد سوئے علیین ابرار ✤ سِجِّیْن فِعِّیْل ناقص یجی سے مشتق ہے معنی زندان و بند خانہ
ہے گرفتاران شہوات و بدکار و فجار کے زندان شہوات سے (جو اسفل السافلین ہے) تکلم مقام ابرار اعلیٰ علیین کیطرف متوجہ
ہو کر اعمال صالحہ و عبادات و ریاضات سے تو جیقیمی جو نعیم ابدی روحانی و لذت شناسائی جمال سبحانی سے مشرف ہو گا ۵
چوں دریں زنداں بسے نتواں نشست ✤ خویشتن را باگہرا زہر چہ ہست ✤ دستہا اوّل زخود کوتاہ کن ✤ بعد ازاں مردانہ عزم راہ
کن ✤ عشوۂ ابلیس از تلبیس تست ✤ در توکاں یک آزر و ابلیس تست ✤ تا کنی یک آزرے خود تمام ✤ در تو صد ابلیس زاید
والسلام ✤ تا تو در ظاہر نگردی کارساز ✤ عقل در باطن نگردد اہل راز ✤ پھر یت کا مضمون آیت قرآنی (کلا ان کتاب
الفجار لفی سجین وما ادرٰک ما سجین کتاب مرقوم ویل یومئذ للمکذبین ۔ کلا ان کتاب الابرار
لفی علیین وما ادرٰک ما علیون کتاب مرقوم یشھدہ المقربون) سے متقبس ہے کیونکہ فجار کو
فسق و فجور کے طریقہ جو معلوم ہوئے ہیں ۔ وہ نفس و طبیعت ہی کی کتاب سے معلوم ہوئے اور ابرار و اخیار کو معارف و علوم یقینیہ
جو منکشف ہوئے وہ الہام و اعلام الٰہی سے در مراتب علوی و روحانی سے ہوئے جو مقربین کا مشہد ۵ چوں بروں رفت از تو
حرص اینک در آمد جبرئیل ✤ چوں در آمد تو دیں اینک بروں شد اہرمن ✤ سیر الی اللہ و سیر جوعی و طریق مکاشفہ کا باب الابواب
توبہ و ذکر حق ہے اسلئے فرمایا **۳۳۳ توبہ متصف گردد در آدم ✤ شود در اصطفا اولاد**
آدم ✤ اصطلاحات صوفیہ میں توبہ باب الابواب کو کہتے ہیں ۔ سیر الی اللہ و سفر رجوعی میں سالک و سائر الی اللہ کو پہلے توبہ سے
عبور کرنا ضرور ہے توبہ لغت میں رجوع و بازگشت کو کہتے ہیں ثم تاب علیھم لیتوبوا محض فضل رعنایت سے اللہ تعالیٰ
نے انپر رجوع فرمایا تاکہ طاعت و انقیاد سے خدا کیطرف رجوع کریں ۔ آدم علیہ السلام کی نسبت فرمایا ثم اجتباہ ربہ فتاب
علیہ وھدیٰ بعد توبہ آدمؑ کو خدا نے قبول فرمایا پھر انعام و احسان کے ساتھ آدم پر رجوع فرمایا اور راہ حق کی ہدایت کی ۔
شریعت میں گناہ سے نادم و پشیمان ہو کر دوبارہ گناہ نہ کرنے پر مضبوط ارادہ کرنیکا نام توبہ ہے اور توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ دوست
کے وصال و قرب سے جو چیز مانع ہوا سکو یکسر فنا وہ و ما اظھروا منھا پر پشت ڈالدے اور غیر حق پر نظر نہ ڈالے کیونکہ
غیر حق کوئی شیں ہے ۵ ز انکہ گر جلائے نظر خواہی فگند ✤ در کنار خویش سر خواہی فگند ✤ عاشقان جانبازیں راہ آمدند ✤ وز دو عالم
دست کوتاہ آمدند ✤ زحمت جاں از میاں بر داشتند ✤ دل یکی از جاں بر داشتند ✤ جاں چو برخاست از میان جان خویش ✤
خلوتے گردند با جانان خویش ✤ توبہ کی چار قسمیں ہیں اوّل کفر سے پھر جانا یعنی کفار کا توبہ ہے دوم منہیات شرعیہ فسق و فجور
سے رو گرداں ہونا یہ فساق و فجار کا توبہ ہے سوم اخلاق ذمیمہ و اوصاف قبیحہ سے اعراض کرنا یہ ابرار کا توبہ ہے چہارم
غیر حق سے منہ پھیر لینا یہ مقربین اخیار کا توبہ ہے یعنی انبیا و اولیا علیہم السلام کا وانہ لیغان علی قلبی و انی لاستغفر اللہ
فی کل یوم سبعین مرۃ اسی کیطرف اشارہ ہے مطلب شعر کا یہ ہے کہ علیین ابرار کیطرف متوجہ ہونے کے وقت سلوک
طریقت توبہ سے شروع ہوتا ہے غیر حق سے توبہ کر کے مخالفت ترک کر کے قلبی و سری و روحی توجہ مبدا حقیقی و حدت اطلاقی

کیطرف رکھے اور وساوس و مخالفات رفع کرے بحکم الولد سر لابیہ مقبولیت میں مثل اپنے باپ آدم علیہ السلام کے ہو جاوے ۵
ای خلیفہ زادۂ بے معرفت ✤ بابد و معرفت شوہم صفت ✤ **۳۳۴ ز افعال نکوہیدہ شود پاک ✤**
چو ادریس نبی آید بر افلاک ✤ ارباب طریقت و حقیقت کے پاس یہ مقرر ہے کہ بغیر اتباع انبیاء و اولیاء و تحقق
متحیہ و اعمال صالحہ و افعال حسنہ و صفات حمیدہ و ریاضات شاقہ و توجہ تام و ترک لذات جسمانی کے طبیعت کے عالم سفلی سے
ارواح کے مراتب علویہ پر ترقی و عروج بر افلاک و محالطت ملاک میسر نہیں ہے ۵ بچ بردم روز و شب عمرے دراز ✤ تا بصد
درسے کرد نباز ✤ تو بدیں زود ہی مداں دریوں رسی ✤ دز نخستیں پایہ بر سر چوں رسی ✤ نکوہیدہ قابل ملامت کام شہوات انسانی
و حرص جمع مال متاع اور بہت کھانا بہت سونا وغیرہ جو طائر فضائی ملکوت علوی یعنی روح انسانی کو پابند عالم سفلی کر دیتے ہیں۔
ادریس بحر قدس سے تعلق و آلودگی کی پستی میں تقید رکھتے ہیں ان برائیوں سے پاک ہو کر مثل ادریس علیہ السلام آفاقی و انفسی
افلاک پر عروج کریگا ادریس فرزند شیث علیہما السلام نے سلوک و ریاضت سے اپنے بدن عنصری سے الگ ہو کر ملائکہ و روحانیات
افلاک کیساتھ مختلط رہتے تھے عالم قدس میں ترقی کر کے سولہ سال تک کچھ نہ کھائے نہ سوئے اور بحکم و رفعناہ مکانا علیا
آسمان چہارم (جو مقام قطب ہے) میں ترقی کی ۵ غروۃ الوثقی است ایں ترک ہوا ✤ بر کشد ایں شاخ جانرا بر سما ✤ قالب خاکی
فتادہ بر زمیں ✤ روح گرداں بر سریر خ بریں ✤ ہمچو ماہ آفتابے میپرم ✤ بر دہلیز آسمانی میدرم ✤ باز مر دیدار ایں شہباز
من ہما ✤ چند کہ بود تا بداند سرما ✤ **۳۳۵ چو یابد از صفات بد نجاتے ✤ شود چوں نوح ازاں**
صاحب ثباتے ✤ سالک جبتک مقام تلوین صفات میں رہتا ہے انبیاء علیہم السلام کے کمالات معنوی اسمیں ظاہر
نہیں ہوتے جب صفات بد حسد و کبر و نخوت و حقد و غضب و کذب و افترا و فسق و فجور و جہل و رذائل سے نجات پا لیتا ہے تو فضائل
و پسندیدہ خصائل میں صاحب تمکین و صاحب قدم ہو جاتا ہے جیسا کہ نوح علیہ السلام نو سو پچاس سال تک قوم کو حق کیطرف بلاتے
رہے کہ غیر حق سے منقطع ہو جاؤ قوم نے نہ مانا بلکہ تکلیف و ایذا رسانی سے پیش آئے حضرت نوح ایسے صاحب تمکین تھے کہ
بحکم الٰہی ایذا رسانی قوم پر صابر و دعوت قوم میں ثابت قدم رہے ۵ نوح نہصد سال دعوت میمود ✤ و میدید انکار و توسوش
میفزود ✤ جور و کفر نو حیاں رصبر نوح ✤ نوح را شد صیقل مرآت روح ✤ چونکہ دعوت دارد است از کردگار ✤ با قبول و نا قبول
او را چہ کار ✤ کئی شب مہتاب از غوغائی سگ ✤ مست گردد بدرد ار سیر و تگ ✤ سالک صادق کو بھی مقام اتباع حق و خلاف نفس
میں صاحب تمکین و ثابت قدم رہنا چاہیے۔ (لو اقبل صدیق الی اللہ تعالی الف الف سنۃ ثم اعرض عنہ
ساعۃ فما فاتہ الا مثالہ۔ اگر کوئی صدیق خدا کیطرف ہزار سال متوجہ ہو پھر اگر ایک ساعت اس سے غافل رہے تو
اس سے جو کچھ فوت ہوگا وہ زیادہ ہوگا اس سے جو اسنے حاصل کیا ہے ۵ مرد باید کز طلب دارد قرار ✤ ہر زمان در رہ کند صد
جاں نثار ✤ نے زمانے از طلب ساکن شود ✤ نے دمے آسودنش ممکن شود ✤ گر فرو ماند زمانے از طلب ✤ مرتدے باشد دمیں رہ
بے ادب ✤ **۳۳۶ نماند قدرت جزویش در کل ✤ خلیل آسا شود صاحب توکل ✤**
سالک سلوک راہ مستقیم طریقت میں صاحب تمکین و ثابت قدم ہوگا تو اسپر منکشف ہوگا کہ بحر حق کے کوئی قادر مختار نہیں سالک کی طرف
قدرت جزئی کی نسبت جو کرتا تھا قدرت کلی حق میں محو و مضمحل ہو کر اسکو مقام خلت کے صفات جسکو صوفیہ تمکن کہتے ہیں حاصل ہوگا
اور ابراہیم خلیل اللہ کیطرح صاحب توکل ہو کر تمام امور کو حق کیطرف سے دیکھیگا کسی چیز کو غیر حق کی طرف منسوب نہ کریگا۔
جیسا کہ خلیل اللہ کا بیان قرآن میں مذکور ہے الذی ھو یطعمنی و یسقین و اذا مرضت فھو یشفین

ممکن نہیں ۵ ہیں مکن تعجیل اوّل کیفیت شو ✤ چوں غروب آری برارا شرق ضو ✤ ازانا ہوں رست اکنوں شد انا ✤ آفریں برآں انائے بے عنا ✤ کہ کند کشف از تفکر این انا ✤ این انا مکشوف شد بعد الفنا ✤ آنچنیں رہ گر حضوری ہیں بدے ✤ فخر رازی رازدار دیں بدے ✤ لیک چوں مکن لم یزل بود ✤ عقل و تخیلات او حیرت فزود ✤ کثرت حق است سر را روئے نغز ✤ داد دُختست گل را بوئے نغز ✤

۳۳۲ کندنک رجعت از سجین فجار ✤ رخ آرد سوئے علیین ابرار ✤

سجین فعیل وزن سجن سے مشتق ہے معنی زندان و بند خانہ ہے گرفتاران شہوات و بدکار و فجار کے زندان شہوات (جو اسفل السافلین ہے) تکلم مقام ابرار اعلیٰ علیین کیطرف متوجہ ہو کر اعمال صالحہ و عبادات و ریاضات سے جو حقیقی جو نعیم ابدی روحانی و لذت شہادۃ جمالی سبحانی سے مشرف ہو گا ۵

چوں دریں زندان بسے توان نشست ✤ خویشتن را باگہر از ہر چہ ہست ✤ دستہا اوّل زخود کوتاہ کن ✤ بعد ازاں مردانہ عزم راہ کن ✤ عشوۂ ابلیس از تلبیس تست ✤ در تو یک یک آرزوئے خود تمام ✤ در تو صد ابلیس زائد والسلام ✤ تا تو در ظاہر نگردی کارساز ✤ عقل در باطن نگردد اہل راز ✤

یہ بیت کا مضمون آیت قرآنی (کلا ان کتاب الفجار لفی سجین وما ادرٰنک ما سجین کتاب مرقوم ویل یومئذ للمکذبین۔ کلا ان کتاب الابرار لفی علیین وما ادرٰنک ما علیون کتاب مرقوم یشہدہ المقربون) سے مقتبس ہے کیونکہ فجار کو فسق و فجور کے طریقہ جو معلوم ہوئے ہیں۔ وہ نفس و طبیعت ہی کی کتاب سے معلوم ہوئے اور ابرار و اخیار کو معارف و علوم یقینیہ جو منکشف ہوئے وہ الہام و اعلام الٰہی سے در مراتب علوی و روحانی سے ہوئے جو مقربین کا مشہد ہے ۵ چوں بروں رفت از تو حرص اینک در آمد جبرئیل ✤ چوں در آمد تو دریں اینک بروں شد ہا ہر من ✤ سیر الی اللہ و سیر رجوعی و طریق مکاشفہ کا باب الابواب توبہ و ذکر حق ہے اسلئے فرمایا

۳۳۳ بتوبہ متصف گردد در آدم ✤ شود در اصطفا اولاد آدم ✤

اصطلاحات صوفیہ میں توبہ باب الابواب کو کہتے ہیں۔ سیر الی اللہ سفر رجوعی میں سالک و سائر الی اللہ کو پہلے توبہ سے عبور کرنا ضرور ہے توبہ لغت میں رجوع و بازگشت کو کہتے ہیں ثم تاب علیہم لیتوبوا محض فضل رعنایت سے اللہ تعالیٰ نے انپر رجوع فرمایا تاکہ طاعت و انقیاد سے خدا کیطرف رجوع کریں۔ آدم علیہ السلام کی نسبت فرمایا ثم اجتباہ ربہ فتاب علیہ وھدیٰ بعد توبہ آدمؑ کو خدا نے قبول فرمایا پھر انعام و احسان کے ساتھ آدم پر رجوع فرمایا اور راہ حق کی ہدایت کی۔ شریعت میں گناہ سے نادم و پشیمان ہو کر دوبارہ گناہ نہ کرنے پر مضبوط ارادہ کرنیکا نام توبہ ہے اور توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ دوست کے وصال و قرب سے جو چیز مانع ہو اسکو بکلی فنا و وراء ظہورہم پس پشت ڈالدے اور غیر حق پر نظر نہ ڈالے کیونکہ غیر حق کوئی نہیں ہے ۵ زانکہ گر جائے نظر خواہی فگند ✤ در کنار خویش سر خواہی فگند ✤ عاشقان جانبازیں راہ آمدند ✤ وز دو عالم دست کوتاہ آمدند ✤ زحمت جاں از میاں برداشتند ✤ دل یکلی از جہاں برداشتند ✤ جاں چو برخاست از میان جان خویش ✤ خلوتے کردند با جانان خویش ✤ توبہ کی چار قسمیں ہیں اوّل کفر سے پھر جانا یہ کفار کا توبہ ہے دوم منہیات شرعیہ فسق و فجور سے برگرداں ہونا یہ فساق و فجار کا توبہ ہے سوم اخلاق ذمیمہ و اوصاف قبیحہ سے اعراض کرنا یہ ابرار کا توبہ ہے چہارم غیر حق سے منہ پھیر لینا یہ مقربین اخیار کا توبہ ہے یعنی انبیا و اولیا علیہم السلام کا وانہ لیغان علی قلبی وانی لاستغفر اللہ کل یوم سبعین مرۃ اسی کیطرف اشارہ ہے مطلب شعر کا یہ ہے کہ علیین ابرار کیطرف متوجہ ہونے کے وقت سلوک طریقت توبہ سے شروع ہوتا ہے غیر حق سے توبہ کر کے مخالفت ترک کر کے قلبی دوسری روحی توجہ مبدا حقیقی و حدت اطلاقی

ممکن نہیں ۵ ہیں کمن تعجیل اوّل عیت شو ٭ چوں غروب آری برار از شرق ضو ٭ ازانا چوں رست اکنوں شد انا ٭ آفریں
برآں انائے بے عنا ٭ کے شود کشف از تفکر ایں انا ٭ ایں انا مشوف شد بعد الفنا ٭ ایں رہ گر حضرور ہیں بدے ٭ فخر رازی
رازدار دیں بدے ٭ لیک چوں مکن لم یذق لم یدل بود ٭ عقل و تخیلات او حیرت فزود ٭ کنت حق
است سر راروئے نغز ٭ داد دُخت گل رابوئے نغز ٭ **۳۳۲ کندنک رجعت از سجین فجار**
رخ آرد سوئے علیین ابرار ٭ سجین فعیل ناوزن سجن سے مشتق ہے معنی زندان و بند خانہ
ہے گرفتاران شہوات و بدکار و فجار کے زندان شہوات سے (جو اسفل السافلین ہے) تکلکر تمام ابرار اعلی علیین کیطرف متوجہ
ہوکر اعمال صالحہ و عبادات و ریاضات سے قرب حقیقی جو نعیم ابدی روحانی و لذت شاہد جمالی سبحانی سے مشرف ہوگا ۵
چوں دریں زندان بسے توان نشست ٭ خویشتن را باگہر از ہر چہ ہست ٭ دستہا اوّل بخود کوتاہ کن ٭ بعد ازاں مردانہ عزم راہ
کن ٭ عشوۂ ابلیس از تلبیس تست ٭ در تو یک آز آز دا ابلیس تست ٭ تا کہی یک آز روئے خود تمام ٭ در تو صد ابلیس زاید
والسلام ٭ تا تو در ظاہر نگردی کارساز ٭ عقل در باطن نگردد اہل راز ٭ یہ بیت کا مضمون آیت قرآنی (کلا ان کتاب
الفجار لفی سجین وما ادرٰک ما سجین کتاب مرقوم ویل یومئذ للمکذبین کلا ان کتاب الابرار
لفی علیین وما ادرٰک ما علیون کتاب مرقوم یشہدہ المقربون) سے مقتبس ہے کیونکہ فجار کو
نفس و فجور کے طریقہ جو معلوم ہوئے ہیں۔ وہ نفس و طبیعت ہی کی کتاب سے معلوم ہوئے اور ابرار و اخیار کو معارف و علوم یقینیہ
جو منکشف ہوئے وہ الہام و اعلام الہی سے و مراتب علوی و روحانی سے ہوئے جو مقربین کا مشہد ہے ۵ چوں بروں رفت از تو
حرص اینک در آمد جبرئیل ٭ چوں در آمد تو دریں اینک بروں شد ہا ہر من ٭ سیر الی اللہ و سیر رجوعی و طریق مکاشفہ کا باب التوبہ
توبہ و ذکر حق سے اسلئے فرمایا **۳۳۳ توبہ منصف گردد در آدم** ٭ **شود در اصطفا اولاد**
آدم ٭ اصطلاحات صوفیہ میں توبہ باب الابواب کو کہتے ہیں۔ سیر الی اللہ و سفر رجوعی میں سالک و سائر الی اللہ کو پہلے توبہ سے
عبور کرنا ضرور ہے توبہ لغت میں رجوع و بازگشت کو کہتے ہیں ثم تاب علیہم لیتوبوا محض فضل رعنایت سے اللہ تعالی
نے انپر رجوع فرمایا تاکہ طاعت و انقیاد سے خدا کیطرف رجوع کریں۔ آدم علیہ السلام کی نسبت فرمایا ثم اجتباہ ربہ فتاب
علیہ وھدی بعد توبہ آدمؑ کو خدا نے قبول فرمایا پھر انعام و احسان کے ساتھ آدم پر رجوع فرمایا اور راہ حق کی ہدایت کی ۔
شریعت میں گناہ سے نادم و پشیمان ہوکر دوبارہ گناہ نہ کرنے پر مضبوط ارادہ کرنیکا نام توبہ ہے اور توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ دوست
کے وصال و قرب سے جو چیز مانع ہو اسکو ہمکم فنبذوہ وراء ظہورہم پس پشت ڈالدے اور غیر حق پر نظر نہ ڈالے کیونکہ
غیر حق کوئی نہیں ہے ۵ زانکہ گر جائے نظر خواہی فگند ٭ در کنار خویش سر خواہی فگند ٭ عاشقان جانبازاں راہ آمدند ٭ وز دو عالم
دست کوتاہ آمدند ٭ زحمت جاں از میاں برداشتند ٭ دل یکلی از جہاں برداشتند ٭ جاں چو برخاست از میان جان خویش ٭
خلوتے کردند با جانان خویش ٭ توبہ کی چار قسمیں ہیں اوّل کفر سے پھر جانا یعنی کفار کا توبہ ہے دوم منہیات شرعیہ فسق و فجور
سے روگرداں ہونا یہ فساق و فجار کا توبہ ہے سوم اخلاق ذمیمہ و اوصاف قبیحہ سے اعراض کرنا یہ ابرار کا توبہ ہے چہارم
غیر حق سے منہ پھیر لینا یہ مقربین اخیار کا توبہ ہے یعنی انبیا و اولیا علیہم السلام کا وانہ لیغان علی قلبی و انی لاستغفر اللہ
فی کل یوم سبعین مرۃ اسی کیطرف اشارہ ہے مطلب شعر کا یہ ہے کہ علیین ابرار کیطرف متوجہ ہونے کے واسطے سلوک
طریقت توبہ سے شروع ہوتا ہے غیر حق سے توبہ کرکے مخالفت ترک کرکے قلبی و سری و روحی توجہ مبدا حقیقی وحدت اطلاقی

گیطرف رکھے اور وسواس و مخالفات رفع کرکے بحکم الولد سر لابیہ مقبولیہ تو میں مثل اپنے باپ آدم علیہ السلام کے ہو جاوے ۵
ای خلیفہ زادۂ بے معرفت ✤ بابدر در معرفت شو ہم صفت ✤

۳۳۴ ز افعال نکو بیدہ شود پاک ✤ چو ادریس نبی آید بر افلاک ✤

ارباب طریقت وحقیقت کے پاس یہ مقرر ہے کہ بغیر اتباع انبیاء واولیاء حقا
صحیحہ واعمال صالحہ وافعال حسنہ وصفات حمیدہ وریاضات شاقہ وتوجہ تام وترک لذات جسمانی کے طبیعت کے عالم سفلی سے
ارواح کے مراتب علویہ پر ترقی وعروج بر افلاک ومخالطت ملاک میسر نہیں ہے ۵ بخ بردم روز وشب عمرے دراز ✤ تا بصدق
درسے کردہ نماز ✤ تو بدیں زودی بداں رجحوں رسی ✤ در نخستیں پایہ بر سر حور بسی ✤ نکو بیدہ قابل ملامت کام شہوات نفسانی
وحرص جمع مال متاع اور بہت کھانا بہت سونا وغیرہ جو طائر فضائی ملکوت سفلی یعنی روح انسانی کو پابند عالم سفلی کر دیتے ہیں۔
اور جو تجرد قدس سے تعلق وآلودگی کی پستی میں تقیید رکھتے ہیں ان برائیوں سے پاک ہوکر مثل ادریس علیہ السلام آفاقی وانفسی
افلاک پر عروج کریگا ادریس فرزند شیث علیہما السلام نے سلوک وریاضت سے اپنے بدن عنصری سے الگ ہوکر ملائکہ روحانیات
افلاک کیساتھ مختلط رہتے تھے عالم قدس میں ترقی کرکے سو برس تک کچھ نہ کھائے نہ سوئے اور بحکم ورفعناہ مکانا علیا
آسمان چہارم (جو مقام قطب ہے) میں ترقی کی ۵ عروۃ الوثقی است ایں ترک ہوا ✤ بر کشد ایں شاخ جانرا بر سما ✤ قالب خاکی
فتادہ بر زمیں ✤ روح گرداں بر سر خ بریں ✤ ہمچو ماہ آفتاب بے میم ✤ بر دہلیز آسمانی میدرم ✤ باز مردم جاودان شہوار
من سما ✤ چند کہ بود تا بماند بر سما ✤

۳۳۵ چو یابد از صفات بد نجاتے ✤ شود چوں نوح ازاں صاحب ثباتے ✤

سالک جبتک مقام تلوین صفات میں رہتا ہے انبیاء علیہم السلام کے کمالات معنوی اسپر ظاہر
نہیں ہوتے جب صفات بد حسد وکبر ونخوت وحقد وغضب وکذب واقسام فسق وفجور وجملہ رذائل سے نجات پاتا ہے تو فضائل
وپسندیدہ خصائل میں صاحب تمکین وصاحب قدم ہوجاتا ہے جیسا کہ نوح علیہ السلام نو سو پچاس سال تک قوم کو حق کیطرف بلاتے
رہے کہ غیر حق سے منقطع ہوجاؤ قوم نے نہ مانا بلکہ تکلیف وایذا رسانی سے پیش آئے حضرت نوح ایسے صاحب تمکین تھے کہ
بحکم الٰہی ایذا رسانی قوم پر صابر ودعوت قوم میں ثابت قدم رہے ۵ نوح نہصد سال دعوت مینمود ✤ ومیدید انکار وخموش
میفرمود ✤ جور وکفر نو جہال دصبر نوح ✤ نوح را شد صدیق مرات روح ✤ چونکہ دعوت دارد است از کردگار ✤ با قبول و نا قبول
اوراچہ کار ✤ کئی شب مہتاب از عوغائی سگ ✤ مست گردد بدر را در سیر و تگ ✤ سالک صادق کو بھی مقام اتباع حق وخلاف نفس
میں صاحب تمکین وثابت قدم رہنا چاہیے۔ (لو اقبل صدیق الی اللہ تعالی الف الف سنۃ ثم اعرض عنہ
ساعۃ فما فاتہ اکثر مما نالہ۔ اگر کوئی صدیق خدا کیطرف ہزار سال متوجہ ہو پھر اگر ایک ساعت اس سے غافل رہے تو
اس سے جو کچھ فوت ہوگا وہ زیادہ ہوگا اس سے جو اسنے حاصل کیا ہے ۵ مرد باید کز طلب در انتظار ✤ ہر زماں در رہ کند صد
جاں نثار ✤ تا نہ زمانے از طلب ساکن شود ✤ تا نہ دمے آسودنش ممکن شود ✤ گر ز دو اسد زمانے از طلب ✤ مرتدے باشد دریں رہ
بے ادب ✤

۳۳۶ نماند قدرت جز ویش در کل ✤ خلیل آسا شود صاحب توکل ✤

سالک سلوک راہ مستقیم طریقت میں صاحب تمکین وثابت قدم ہوگا تو اسپر منکشف ہوگا کہ بجز حق کے کوئی قادر مختار نہیں سالک کی طرف
قدرت جزئی کی نسبت جو کرتا تھا قادریت کلی حق میں محو منطمس ہوکر اسکو مقام فنائے صفات حسکو صوفیہ طمس کہتے ہیں حاصل ہوگا
اور ابراہیم خلیل اللہ کیطرح صاحب توکل ہوکر تمام امور کو حق کیطرف سے دیکھیگا کسی چیز کو غیر حق کی طرف منسوب نہ کریگا۔
جیسا کہ خلیل اللہ کا بیان قرآن میں مذکور ہے الذی ھو یطعمنی ویسقین واذا مرضت فھو یشفین

وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ وَالَّذِیْ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ اور جبکہ نمرود نے ابراہیم کو آگ میں ڈالا جبرئیل نے پوچھا کہ هَلْ لَكَ مِنْ حَاجَةٍ کیا تم کو مجھ سے کوئی حاجت ہے فرمایا کہ تیری طرف میری حاجت نہیں اما الیک فلا ۵ چوں خلیل اللہ در نمرغ اوفتاد ✤ جاں بعزرائیل آساں می نداد ✤ گفت واپس رو بگو بابادشاہ کہ خلیل خویش آخر جاں مخواہ ✤ حاجتے گفتش کہ ای شاہ جہاں ✤ از چہ می ندہی بعزرائیل جاں ✤ گفت من چون گویم اینک ترک جاں ✤ یا بہ عزرائیل کا مد در میاں ✤ بر سر آں آتش آمد جبرئیل ✤ گفت از من حاجتے خواہ ای خلیل ✤ من بکردم سوئے او آندم نگاہ ✤ زانکہ سدرا ہیم آمد جزء اللہ ✤ چوں بتابید م سر از جبرئیل من ✤ کے دہم جانرا بعزرائیل من ✤ در دو عالم کے دہم جانرا بکس ✤ تا نگوید او سخن اینست وبس ✤ ابراہیم کا نام خلیل ہونیکی وجہ یہ ہے کہ انکے اجزائے صورت وروح میں حق متخلل ہو کر تعین خلیل سے متعین ہوا جو فعل وصفت ابراہیم سے صادر ہوتی ہے اسکا فاعل حق ہے ۔ یا خلیل بوزن فعیل بمعنی فاعل سے یعنی تمام مظاہر الٰہیہ میں ابراہیم خلیل متخلل سریان کرنیوالا ہے جسطرح ہویت حق کا تمام اشیاء میں سریان بوجہ اتحاد ومظہر وظاہر ہے اسیطرح ابراہیم کا بھی سریان ہے ۵ قد تخللت مسلك الروح منی ✤ وبه سمی الخلیل خلیلا ✤ ۵۳۳ ارادت بار ضائے حق شود ضم ✤ رود حوں موسیٰ اندر باب اعظم ✤

اکابر مشائخ نے فرمایا ہے کہ الرضاء بالقضاء باب اللہ الاعظم وجنۃ الدنیا (ترجمہ) قضائے الٰہی پر راضی رہنا خدا کا باب اعظم اور دنیا کی جنت ہے ۔ سالک کا ارادہ رضائے حق کے ساتھ منضم ہو اور تمام اقوال وافعال میں اسکی نظر رضائے حق پر رہے نہ اپنے حظ نفس پر ارجعی الی ربك راضیۃ مرضیۃ سے اسی طرف اشارہ ہے ۔ موسیٰ نے جسطرح باب اعظم یعنی رضائے الٰہی کو پیش نظر رکھا تھا یعنی جب کوہ طور پر بنی اسرائیل کے ستر آدمی کو لانیکا حکم حق تھا تو موسیٰ جلدی کر کے قوم سے پہلے پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قوم سے اول تمہاری عجلت کی باعث کیا چیز ہے عرض کیا کہ عجلت الیك رب لترضیٰ خداوندا تیرے طرف میں نے اسلئے عجلت کی کہ تو راضی رہے اور بایزید بسطامی رح سے پوچھا گیا کہ ما تریٰ تمہارا ارادہ کیا ہے فرمایا کہ اریدُ اَنْ لَا اُرِیْدَ میں یہ ارادہ کرتا ہوں کہ ارادہ ہی نہ کروں اسیطرح سالک بھی اپنے کو خدا کے ارادہ ورضائے حق میں محو وفانی کر دینا چاہئے مَا تَشَاؤُنَ اِلَّا یَشَاءَ اللّٰہُ ۵ من رضا دادم اگر خواہی جفا کن یا وفا ✤ در طریق عشق تو من عاشق نخواستم ✤ جان شیرین گر زدتم میرود فرہاد وار ✤ ہمچو کوہ بے ستون در عشق پا برجا ستم ✤ حضرت بی بی رابعہ عدویہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ بندہ مقام رضا میں کب پہونچتا ہے فرمایا کہ اذا سَرَّتْهُ الْمُصِیْبَةُ کَمَا سَرَّتْهُ النِّعْمَةُ مصیبت پہنچنے سے اسطرح خوش رہے جسطرح نعمت سے خوش رہتا ہے تو وہ مقام رضا میں پہنچیگا ابو رویم نے فرمایا کہ بندہ کے کہ بندہ احکام الٰہی کا خوشی سے استقبال کرے مکروہ ومرغوب میں فرق نہ کرے ۵ گر مرادم رانداق شکر است ✤ نا مرادی نے مراد دلبر است ✤ ناخوش او خوش بود بر جان ما ✤ جان فدائے یار دل رنجان ما ✤ عاشقم بر ریخ خویش ودرد خویش ✤ بهر خوشنودی شاہ فرد خویش ✤ حضرت جنید نے فرمایا الرضاء رفع الاختیار بے اختیار ہو جانا رضا ہے ۵ از رضا خود نیست برتر منزلے ✤ گوئی ایں میداں نباشد ہر دلے ✤ اختیار خود بروں بر از نخست ✤ پس میاں اندر رضایش بند چست ۵۳۴ ز علم خویشتن یابد رہائی ✤ چو آں عبدے فنی گردد سمائی ✤ سالک کی قدرت وارادت حق کی قدرت وارادت میں فنا ہونیکے بعد اسکا علم جزئی حق کے علم کلی میں محو ہو جائے تو کثرات تعینات (جو مستلزم جہل ہیں) کی زمینوں کی پستی سے توحید صفاتی یعنی

مرتبۂ علم کلی حق کی آسمان کی بلندی پر مثل عیسیٰ علیہ السلام کے پہنچکر آسمانی ہوگا وہ مظہر علم علیم بنجاویگا ۵ بود علم او علم بے انتہا + بلاہوت و ناسوت وارض و سما + بود علم او علم بے حد و عد + بذرات عالم ازل تا ابد + ۵ مجرد میکن تا زخود یابی اثر + واگر نسبت ایں علم اگر داری خبر + علم صورت پیشۂ آب و گل است + علم معنی رہبر جان و دل است + گنج پنہانیست علم معنوی + در تو آید گر ز خود بیرون شوی + **۳۳۹ وحدیکبار گی ہستی بتاراج + در آید از پئے احمد بمعراج +** توحید شہودی عیانی ذوقی وجدانی کے تین درجہ ہیں اوّل تجلّی افعالی سے سالک پر حق متجلی ہو تو تمام اشیاء کے افعال کو افعال حق میں فانی سمجھے اور غیر حق کو فاعل و مؤثر نہ جانے ۵ نیست اندر بحر شرک و پیچ پیچ + لیک با احول چگوئیم ہیچ ہیچ + چونکہ جنت احولانیم ای مؤمن + لازم آمد مشرکانہ دم زدن + صوفیہ کے پاس اس تجلی کا نام مقام محو ہے ۔ دوم تجلی صفاتی سے سالک پر حق تجلی ہو تو سالک سب کی صفتوں کو حق کی صفتوں میں فانی پاویگا اور سب کے صفات کو صفات حق جانیگا غیر حق کو مطلقاً کوئی صفت نہ دیکھیگا اور خود کو اور تمام اشیاء کو مظاہر و مجالی صفات حق کے سمجھیگا ۵ چوں الف از استقامت شد بپیش + او ندارد ہیچ از اوصاف خویش + چوں برمنہ رفت پیش شاہ فرد + شاہش انا و صاف قدسی جامہ کرد + خلعتے پوشید از اوصاف شاہ + بر رسید از چاہ بر ایوان جاہ + ایں دوئی او صاف دید احول است + ورنہ اوّل آخر آخر اوّل است + صوفیہ اسکو مقام طمس کہتے ہیں ۔ سوم تجلی ذاتی سے سالک پر حق متجلی ہو تو تمام اشیاء کے ذوات کو تجلّی ذات احدیت کے پرتو نور میں فانی پاویگا اور تعینات عدمیہ کا وجود تو حید ذاتی میں فنا ہو کر رفع ہوگا ۔ انک میت و انہم میتت اور کسی شئے کو بجز حق کے وجود نہ دیکھیگا بلکہ وجود اشیاء کو حق کا وجود سمجھیگا اس مقام والے کی نظر میں تمام ذوات و صفات و افعال خدا کی ذات و صفات و افعال میں مضمحل و فانی ہوتے ہیں اور اشیاء اپنے عدم اصلی کیطرف رجوع کرتے ہیں ۵ چوں انائے بندہ لاشد از وجود + پس چہ ماند تو بیندیش اے نمود + چوں مہ از گشتہ اند ابدال حق + نیستند از خلق برگردان ورق + ورنوا آرم نفی ایں ساز را + چوں سری مرگ گوید راز را + کاملین و واصلین کا انتہائی کمال یہ ہے کہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے مقام محمود نجمی کو پہنچے یعنی نقد ہستی کو تاراج نیستی کر کے معراج بقا بعد الفنا و صحو بعد المحو حاصل کرے سیر باللہ اسکا مقام تمکین ہو بلکہ ہمت غیریت و دوئی کے سرمایہ من مرانی فقد رای الحق سے کامیاب ہو۔ **۳۴۰ رسد چون نقطۂ آخر بہ اوّل + دراں جا نے ملک ماند نہ مرسل +** فیض وجودی کے مدارج و معارج دو ہی ہیں ۔ اوّلاً فیض وجود مرتبۂ احدیت میں سے وحدت و واحدیت میں پھر وہاں سے عقل کل و نفس کل و عالم برزخ مثالی و عرش و کرسی و ہفت آسمان و عناصر اربعہ و مواليد ثلثہ نقطۂ آخر یعنی مرتبۂ انسان کامل تک پہنچکر قوس دائرہ نزولی ختم ہوتی ہے پھر سیر عروجی نقطۂ آخر یعنی مرتبۂ انسانی سے ابتداء ہو کر مرتبۂ احدیت پر پہنچ کر نقطۂ آخر نقطۂ اوّل سے ملکر توسلین جمع ہو دائرہ کا وجود کامل ہوتا ہے جس سے اوّل عین آخر آخر عین اوّل وجود مجازی سالک کا وجود حقیقی حق میں فنا ہوتا ہے رب و مربوب میں فرق و امتیاز نہیں رہتا اس مقام میں نہ ملائک کی گنجائش نہ نبی مرسل کی لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل ۵ بعد ازاں گوید حتم منصور وار + تا شود بردار شہرت او سوار + تا چنیں سر و رجہاں ظاہر شود + مقبل اندر جستجو ماہر شود + بیند اندر ذرۂ خود شید لقا + بیند اندر قطرہ کلی بحر را + چوں شہودی بیند ہر آنچہ گوئی ما رمیت اذ رمیت ایمنی + پھر ایں گفت آن رسول خوش پیام + رمز موتوا قبل موتوا یاکرام + اس مقام میں غیریت و دوئی و مائی و منی و تونی و اوئی سب تعینات فانی ہوتے ہیں ۵ واشہدت

غیبی اذ بدت فوجدتنی ۔ وہ الک ایاھا بجلوۃ خلوتی ۔ وطاح وجودی فی شھودی وبدت عن وجودی شھودی ساحیا تعیر مبتدا ۔ ۔ ۔ بر تابان گویم و گر فارسی ۔ گوش ہوشی کو کہ دہنمش رسی ۔ ایں تو میگوئی ز من ای منقدا ۔ من کہ طورم تو مونی وین صدا ۔ چونکہ تمام انبیاء کے سارے کمالات ذات محمدی میں مجموع تھے ۔ اسلئے خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری ۔ اسلئے سابقاً ہر نبی کا ذکر ایک ایک صفت خاص سے کیا گیا اور ذکر محمدی فنائی ذاتی و معراج سے کیا گیا کیونکہ یہ مرتبہ ذات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص ہے اولیا اللہ کو بوجہ حسن متابعت آنحضرت صلعم تشریعی کے سوائے تمام کمالات ولایت حاصل ہوتے ہیں کیونکہ اولیا وارث کمال ولایت انبیا ہوتے ہیں علیہم السلام ۔ پس بھر دوھے دیلے قائم است ۔ تا قیامت آزمایش دائم است ۔ دست زن در دامن ہر کو زنے است خواہ از نسل عمر خواہ از علی است ۔ مہدی و ہادی دے است ای راہجو ۔ ہم نخستان وہم نشستہ پیش رو ۔ تمثیل ۔ ولی غیر نبی ولایت کے انوار و کمال کا فیض نبی سے حاصل کرتا ہے اسلئے کہ اگرچہ نبی کی نبوت کا مبدا اسی نبی کی ولایت ہے کیونکہ نبی کی ولایت اسکی نبوت سے افضل ہے لیکن ولی کی ولایت کا مبدا نبوت ہے ۔ اسلئے نبی سے ولی مستفیض ہوتا ہے نبی اور ولی میں عموم و خصوص کی نسبت ہے ۔ یعنی ہر نبی ولی ہے لیکن ہر ولی نبی نہیں ہے ۔

چوں آفتاب آمد ولی ماہ ۔ مقابل گردد اندر یمع اللہ ۔ واضح ہو کہ نبوت واسطہ اور برزخ ہے درمیان ولایت و رسالت کے اسلئے کہ حقائق الٰہیہ یعنی معرفت ذات و صفات و اسما و احکام الٰہی سے خبر دینے کو نبوت کہتے ہیں یہ اخبار (خبر دینا) دو قسم پر ہے فقط معرفت ذات و صفات و اسما کی خبر دینا یہ ولایت سے متعلق ہے خواہ نبی سے ہو خواہ ولی سے ہو ۔ دوم معرفت ذات و صفات و اسما کے علاوہ احکام شرعیہ کی تبلیغ و اخلاق و حکمت کی تعلیم و سیاست و تادیب کا قائم کرنا اسکو رسالت و نبوت تشریعی کہتے ہیں اور قسم اول نبوت تعریفی نبوت تشریعی خاتم النبیین پر ختم ہوگئی نبوت تعریفی جو لازم ولایت ہے تا قیامت باقی ہے ۔ ولایت نبوت و رسالت سے عام ہے اور نبوت رسالت سے عام اور ولایت سے خاص ہے کیونکہ ہر رسول نبی ہے اور ہر نبی ولی ہے اسکا عکس لازم نہیں یعنی ہر ولی کا نبی ہونا اور ہر نبی کا رسول ہونا ضرور نہیں ۔ شیخ اکبر محی الدین عربی نے فصوص الحکم کے فص عزیر میں فرمایا ہے کہ اعلم ان الولایۃ ھی الفلک المحیط العام ولھذا لم تنقطع ولھا الانباء العام وامّا نبوۃ التشریع والرسالۃ فمنقطعۃ وفی محمد قد انقطعت فلا نبی بعدہ یعنی مشرعا ومشرع لہ شرع احکام شریعت قائم کرنیوالا مثل موسیٰ عیسیٰ محمد علیہم السلام کے اور مشرع لہ وہ نبی جسکو جدید کتاب و جدید شریعت نہیں دیگئی ۔ جیسا کہ انبیائے بنی اسرائیل جو تمام موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر تھے اور اسی شریعت کی تعلیم و تبلیغ کرتے تھے چونکہ نبی اور رسول خدا کا نام نہیں ہے اسلئے نبوت و رسالت ختم ہوچکی لیکن اللہ کا نام ولی ہے جیسا کہ اللہ ولی الذین اٰمنوا ۔ وھو الولی الحمید اسلئے ولی ہمیشہ باقی رہیگا ۔ چنانچہ حقتعالیٰ نے قول یوسف علیہ السلام کو بیان کیا ہے انت ولیی فی الدنیا والاخرۃ درحقیقت (ولی) اللہ کا نام ہے مگر خاصان خدا اخلاق الٰہی سے متخلق ہونیکے سبب انکا نام ولی اللہ اور اولیا اللہ کے نام سے موسوم ہوئے ولایت سے یہ مراد ہے کہ بندہ اپنے نفس سے فانی ہوکر حق کیساتھ قائم و باقی رہے یہی نعمت عظمیٰ و سعادت کبریٰ حاصل ہونیکے لئے ضرور ہے کہ بموجب وھو یتولی الصالحین خدا اسکا متولی ہوکر تمام قرب و تمکین میں پہنچادے بعض اکابر نے کہا ہے کہ الولایۃ افضل

مِنَ النُّبوَّۃ وَ الوِلَایَۃ اعلیٰ مِنَ النبوۃ وَالولی فوق النبی وَالرَّسُول اسکا مطلب یہ ہے کہ نبی میں دو جہت ہیں ایک جہت قرب حق دوسری جہت اخبار خلق قرب حق ولایت ہے اخبار خلق نبوت ہے پس جو جہت کہ قرب حق کی ہوگی حقانی و ابدی ہے منقطع نہیں ہوتی اسلئے نبی کی ولایت اسکی نبوت سے افضل ہے یہ مطلب نہیں کہ ولی غیر نبی نبی ولی سے افضل ہے پس نبی نور نبوت کو اپنے ہی آفتاب ولایت سے اخذ کرتا ہے اور غیر کا محتاج و تابع نہیں مثل آفتاب کے اپنی ذات سے آپ روشن ہے اور دوسرے کو روشن کرنیوالا ہے اور ولی غیر نبی مثل ماہتاب ہے اگرچیکہ نور ولایت سے منور ہے لیکن اسکا نور نبی کے آفتاب نبوت سے مستفاد ہے اسلئے ولی کو نبی کا تابع ہونا ضرور ہے ورنہ اسکا ولی ہونا ممکن نہیں کمال نور ولایت میں ولی نبی کا مقابل ہے اسلئے کہ وحدۃ اطلاقی میں دوئی و غیریت کی گنجائش نہیں نبی اور ولی کا تعین جو دوئی کا مستلزم تھا رنگ وحدت سے متحد ہوکر کما ابدا اکر تعودون کے مطابق معاد عین مبدا ہوا جسطرح مبدا میں کان اللہ و لم یکن معہ شیٔ تھا معاد میں بحکم کل شیٔ ھالک الا وجھہ اور الان کما کان عارف کی نظر میں ظاہر ہوا

غیر حق در دار و دیار سے نبود ✤ کثرت میں وحدت جلوہ گر ہے ؎ جو بخہ بیرنگی اسیر رنگ شد ✤ عیسیٰ باموسیٰ در جنگ شد ✤ چوں بہ بیرنگی رسی کان داشتی ✤ موسیٰ و فرعون دارند آشتی ✤ ای عجب ایں رنگ از بیرنگ خاست ✤ رنگ با بیرنگ چوں در جنگ خاست ✤ چوں گل از خار است و خار از گل چرا ✤ ہر دو در جنگ اند و اندر ماجرا ✤ لفظ مقابل ماہ و آفتاب کی مناسبت سے لایا گیا ہے یہاں یعنی مماثل ہے۔

۳۴۲ نبوت در کمال خویش صافیست ✤ ولایت اندرو پیدا نہ مخفیست ✤

چونکہ نبوت کی قوت ولایت کی قوت کے اعتبار سے ہے جبتک نبی کی ولایت انتہائے کمال کو نہ پہنچیگی اسکی نبوت ظاہر نہ ہوگی نھایۃ الولایۃ بدایۃ النبوۃ پس نبوت کیلئے باعتبار اسکے کمال ذاتی کے مثل آئینہ صفائی نظری لازم ہے اور ولایت کیصورت یعنی خلق میں حق کیسا تھ تصرف کرنا نبوت کے آئینہ میں ظاہر ہوتا ہے مخفی نہیں رہتا بلکہ معجزات (کا اظہار جو اس نبی کی کمال ولایت کے آثار ہیں) کا اظہار واجب ہے تاکہ دعوئی نبوت کی صداقت پر شاہد عدل ہوں لانبی من ادعی النبوۃ وظھر المعجزۃ علیٰ یدہ۔

۳۴۳ ولایت در ولی پوشیدہ باید ✤ ولے اندر پیدا نمایید ✤

ولی کی تعریف یہ ہے کہ الولی ھو العارف بالہ و صفاتہ حسب ما یمکن المواظب علی الطاعات المجتنب عن المعاصی المعرض عن الانھماک فی اللذات و الشھوات ولی خدا اور اسکی صفتوں کو بقدر امکان پہچاننے والا اطاعات پر ہمیشگی کرنیوالا گناہوں سے پرہیز کرنیوالا لذات و شہوات سے روگرداں رہتا ہے۔ خرق عادات و کرامات کا اظہار اگر اولیا کریں تو خلائق انکی طرف متوجہ ہوگی جس سے حب جاہ و کبر و عجب پیدا ہوکر انکے حالات میں خلل انداز ہونیکا اندیشہ ہے اسلئے اولیا کرامات کو اسطرح چھپاتے ہیں جسطرح عورتیں حیض کو چھپاتی ہیں۔ الکرامۃ حیض الرجال سے اسی اخفاء کرامات کیطرف اشارہ ہے اس سے یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ جس طرح حیض عورت کے بالغ و حد شباب کو پہنچنے کی علامت ہے اسیطرح کرامات بھی اولیا کے حد کمالات کو پہنچنے کے علامات ہیں۔ اور انبیا علیہم السلام خدا کیطرف سے بلغ احکام و دعوت اسلام کیلئے مرسل و مبعوث ہیں اسلئے نبی کو اپنی ولایت کے آثار یعنی کرامات کا اظہار ضروری ہے تاکہ منکرین کو سکوت و عاجز کریں۔

۳۴۴ ولی از پے روی چوں ہمدم آمد ✤ نبی را در ولایت محرم آمد ✤

ولی جب نبی کی متابعت و پیروی میں ہر طرح ثابت قدم ہوتا ہے تو بطفیل اتباع نبی ولایت و قرب الٰہی میں نبی کا محرم ہوتا ہے جیسا آنحضرت علیہ السلام نے علی رضی اللہ عنہ کی شان میں فرمایا علی منی و انا منہ خلقت انا من نور و

انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں میں اور علی ایک نور سے پیدا ہوئے اے علی تو میرے لئے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ کیلئے مگر اتنی بات ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اگرچہ نبوت تشریعی ختم و منقطع ہو چکی ہے مگر لطیف حقیقی نے اپنے الطف شامل سے اپنے بندوں کو باطن نبوت یعنی فیض ولایت سے محروم نہ فرمایا ہر زمانہ میں اولیاء اللہ تھے اور اب ہیں اور قیامت تک رہینگے انکے وجود شریف پر عالم کا مدار ہے اولیاء اللہ کے اقسام ہیں اقطاب۔ افراد۔ اوتاد۔ ابدلاء۔ نجباء۔ نقباء۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ خدا کے تین سو بندہ ایسے ہیں کہ جنکے قلوب قلب آدم پر ہیں اور چالیس ایسے ہیں کہ جنکے دل قلب موسیٰ پر ہیں۔ اور سات کے دل قلب ابراہیم پر اور چار کے دل قلب جبرئیل پر ہیں اور تین کے دل قلب میکائیل پر اور ایک کا دل قلب اسرافیل پر ہے جب وہ ایک فوت ہوتا ہے تو اسکی جگہ پر ان تینوں میں سے ایک کو مقرر فرماتا ہے اور تین میں سے ایک فوت ہو تو چار میں سے ایک کو مقرر فرماتا ہے اگر چار میں سے ایک فوت ہو تو سات میں سے ایک اسکا بدل مقرر ہوتا ہے اور سات میں سے ایک فوت ہو تو اسکا بدل چالیس میں سے ایک ہوتا ہے اگر چالیس میں سے ایک فوت ہو تو تین سو میں سے ایک اسکا بدل ہوتا ہے اگر تین سو میں سے ایک فوت ہو تو باقی عام لوگوں میں سے ایک کو اسکی جگہ مقرر فرماتا ہے ان اولیاء اللہ کی برکت و طفیل سے خدا تعالیٰ بلا کو دفع کرتا ہے۔ وہ ایک جو اسرافیل کے دل پر ہے قطب الاقطاب غوث اعظم ہے جو مظہر باطن نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے تمام اولیاء اللہ سے اسکا مرتبہ ارفع و اعلیٰ ہے۔ افراد تین ہیں اوتاد چار ہیں۔ چار ارکان عالم ان پر قائم ہیں۔ ابدلاء ابدال چالیس ہیں جو رجال الغیب ہیں اولیاء میں سب سے کم مرتبہ نقباء کا ہے یہ تین سو میں یہ تمام اقسام اولیاء قیامت تک عالم میں رہینگے دنیا ان اکابر سے خالی نہیں رہتی ۵ تر اگر دیدۂ اہول نبود ✤ حدیث آخر داول نبود ✤ ترا از صحبت خود کار خاست وگرنہ باطن و ظاہر کراست ✤ ۳۴۵ زان کنتم تحبون یا بد او راہ ✤ بخلوتخانۂ یحببکم اللہ ✤ آیت ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ کیطرف اشارہ ہے کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو میری پیروی و محبت کے باعث میری محبوبی کا اثر تم میں سرایت کریگا اور جسطرح میں محبوب خدا ہوں میری متابعت کی برکت سے تم بھی محبوب حق ہو جاؤ گے ۵ از محبت گردد او محبوب حق گرچہ طالب بود شود مطلوب حق ✤ شد محبت را مظہر اعتدال ✤ بے محبت کیست عالم را کمال ✤ از محبت مار نوری میشود ✤ ✤ ✤ ✤ از محبت دیو حوری میشود ✤ از محبت خار ہا گل میشود ✤ ز محبت سرکہا مل میشود ✤ آفتاب عشق چون تابندہ شد ✤ بندہ خواجہ گشت و خواجہ بندہ شد ✤ ۳۴۶ در انخلوتسرا محبوب گردد ✤ بحق یکبارگی مجذوب گردد ✤ ولی محب حق محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کیوجہ سے محبوب خدا ہو جاویگا۔ جذبہ عنایات الٰہی سے مجذوب ہو کر واصل حق ہوگا۔ ۳۴۷ بود تابع ولی از روئے معنیٰ ✤ بود عابد ولی در کوئے معنیٰ ✤ ولی جب مقام فنا فی اللہ میں پہنچتا ہے تو اسکا تعین (جو موجب عبودیت و بندگی تھا) تجلی احدی میں محو و فانی ہو جائیگا اسوقت ظاہر شریعت کے اعتبار سے باجماع امت مرفوع القلم اور تکلیف شرعی سے آزاد ہے لیکن از روئے معنیٰ حقیقت عبادت حق میں محو و مستغرق ہے لیکن کسے معنی یعنی عین ثابتہ اسکی اس معنیٰ کو مقتضی ہے ۵ شرع بہر بندگان دانعنیا راست ✤ شرع بر اصحاب گورستان کجاست ✤ آن گروہے کز فقیری پے برند ✤ صد جہت زان مردگان فانی تراند ✤ مردہ یک رویست فانی در گزند ✤ صوفیان زان شش جہت فانی شدند ✤ اس فنا کے بعد دو حال سے خالی نہیں یا تو بالکل مسلوب العقل سکر و

مردہ یکبارگی دست فانی درگزند ✤ صوفیاں زانشش جہت فانی شدند ۔ ✤ اس فنا کے بعد دو حال سے خالی نہیں یا تو بالکل مسلوب العقل سکر و بیخودی میں رہیگا تو مجذوب مطلق اسکا نام ہوگا یہ معاف ترخان حق ہیں ان پر تکلیف شرعی نہیں ہے کیونکہ عاقل پر تکلیف شریعت ہے یہ تو مجانین و مجاذیب حق ہیں یہ لوگ قابل انکار و لائق اقرار نہیں (لا یعقل ی ابھم ولا ینکر علیھم ۔ گشتہ اند ایں قوم ترخان خدا ۔ کی بود انکار ایشان خود روا ✤ محتسب انکار ایشان گر کند ✤ غیرت حق در دمش بے سر کند ✤ رو بصدق دل بجو زیشان نظر ✤ منکر و تابع مشو ای بیخبر ✤ محققین صوفیہ انکو کامل کہتے ہیں کیونکہ فنا بقا بعد الفنا و صحو بعد المحو و جمع الجمع مقام محمدی ہے صلی اللہ علیہ وسلم سید الطائفہ جنید نے فرمایا ۔ الجمع بلا تفرقۃ زندقۃ و التفرقۃ بعد الجمع تعطیل و جمع الجمع توحید ۔ ۳۴۸ ولی آنگہ رسد ۔

کارش باتمام ✤ کہ با آغاز گردد باز انجام ✤ ولی اسوقت کامل ہوگا کہ آغاز و ابتدا سیر عروجی و رجوعی سے عبودیت کیساتھ انجام یعنی مقام اطلاقی کو پہنچکر پھر انجام سے ناقصوں کی تکمیل کیلئے سیر باللہ من اللہ الی اللہ سے مرتبۂ آغاز و تعین و تقید میں واپس ہوکر اول کیطرح عبودیت و متابعت کرتا رہے ۔ باہمہ قرب و با خدا ✤ از دیار نیست او یکدم جدا ✤ زانکہ ہر کو مقتدائے راہ شد ✤ وز بد و نیک جہان آگاہ شد ✤ گر نباشد در عمل ثابت قدم ✤ چوں رماند خلق را از دست غم ✤ مقتدا چوں در ریاضت قائم است ✤ تابعش را میل طاعت دائم است ✤ زانکہ باشد تابع اعمال پیر ✤ ہر مرید صادق از صدق ضمیر ✤ دیگر آنکہ شان حق بے غایت است ✤ ہر زمانش نوع دیگر آیت است ✤ چونکہ معرفت بیحد لاجرم ✤ معرفت بے غایت آمد نیز ہم ✤ عمر ہا گر اور ریاضت میکند ✤ روز و شب را صرف طاعت میکند ✤ و بمدد ہم بیند جمال دیگر او ✤ لاجرم دائم بود در جستجو ✤ حال پیغمبر بگر با این کمال ✤ فاستقم بودش خطاب از ذوالجلال ✤ رتبۂ فانی الی ایں کامل است ✤ گر خودی فانی بجانان واصل است ✤ سالک استغراق کے قبل مقام فرق بلا جمع میں خلق کو من کل الوجوہ غیر سمجھتا تھا اور مرتبہ جمع و استغراق میں تابع و متبوع و عابد و معبود میں فرق و امتیاز نہ کرتا تھا حالانکہ کمال حقیقی وصف کثرت میں وحدت تکو وحدت میں کثرت کو دیکھے خلق کو حقیں حق کو خلق میں مشاہدہ کرے نہ کثرت حجاب وحدت ہو نہ وحدت پردۂ کثرت ہو نہ حق رویت خلق سے مانع ہو نہ خلق مشاہدہ حق سے حاجب ہو بلکہ وجود واحد کو ایک جہت سے حق سمجھے دوسری جہت سے اسکو خلق جانے کثرت صفات کو تجلی ذات کا موجب سمجھے ۔ ایسا شخص کامل ہے ۔ **۳۴۹ کسے مرد تمام است**

گر تمامی ✤ کند با خواجگی کار غلامی ✤ سائل کے مصرعۂ ثانی (کہ اگویم کہ او مرد تمام است) کا جواب شروع کیا ہے محققین صوفیہ یعنی سلاطین ممالک طریقت کے پاس کمال وہ ہے کہ سالک سائر راہ شاہ و مرشد کامل سے بطریق تصفیہ و تجلیہ شہود مراتب پر عبور کرے نہ بطریق علم اور مرد محسوس و معقول سے گزر کر انوار تجلیات اسمائی میں پہنچے اور پرتو نور تجلی احدی میں محو و فانی مطلق ہوکر بقا حق سے باقی اور جمیع اسماء و صفات سے متحقق ہو اسلئے فرمایا کہ مرد کامل وہ ہے جو باوجود مرتبۂ تعین و تقید عبودیت سے مرتبۂ فنائی خودی و بقا باللہ و اتصاف بصفات اللہ میں پہنچکر غنی مطلق و خواجہ و مخدوم ہونیکے کار غلامی عبادت و اطاعت میں مصروف ہے ادائی حقوق تعین و تقید یعنی عبادت و عبودیت میں تصور نکرے ۔

رہبر راہ طریقت آں بود ✤ کو باحکام شریعت سر بود ✤ ایں چنیں کامل بجو کز سروری ✤ تا زو صل دوست یابی حضوری ✤ عارفان کہ جام حق نوشیدہ اند ✤ راز ہا دانستہ و پوشیدہ اند ✤ چونکہ مرتبۂ اطلاق و سکر سے مقام تقید و صحو میں تنزل کرکے تکمیل ناقصین و ارشاد مسترشدین میں مشغول رہنا کمال حقیقی ہے اسلئے فرمایا **۳۵۰ پس آنگاہ ہے کہ ببیند او مسافت ✤**

نهد حق بر سرش تاج خلافت ✤ بنده اور خدا کے درمیان کثرات و تعینات کی دوری جو واقع ہے سالک طریق تصفیہ و ترک رذائل و کسب فضائل سے اُن تمام منازل کو طے کرکے جنکی تفصیل منازل السائرین میں ہے طے کرکے اپنے اصل و حقیقت سے واصل ہو اور بسیر الی اللہ و فی اللہ ختم کردے خود سے فانی حق کیساتھ باقی رہے تب مستحق خلافت الٰہی ہوگا خلعتہائی مقام قرب و تمکین سے مقرب و مخصوص فرما کر تاج خلافت و کرامت اسکے سر پر رکھکر مرتبۂ اطلاق سے مقام تقیید میں تا تصوف کی تکمیل کیلئے مقرر فرماوینگا ✤ مطلع شمس آئی گر اسکندری ✤ بعد ازاں ہر جا روی نیکو فری ✤ بعد ازاں ہر جا روی مشرق بود ✤ شرق تنہا بیخبر عاشق بود ✤ گاہ خورشید و گہے دریا شوی ✤ گاہ کوہ و گاہ خارا شوی ✤ تو نہ ایں باشی نہ آں وذات خویش ✤ ای فزوں از صد ہزاراں پیش پیش ✤ انسان پر خلیفہ کا اطلاق اسوقت واقع ہوتا ہے کہ اس مقام میں متحقق ہو۔ فاذا سوّیتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین۔ اسی معنی کیطرف اشارہ ہے کہ باقی باللہ ہوکر سجود ملائکہ ہوا ✤ تا نہ میری کی شناسی راز تو ✤ **۳۵۱ بقائے** یابد او بعد از فنا باز ✤ رود زانجام رہ دیگر باغاز ✤ فنا سے یہاں مراد غیر حق کا حق میں لاشئی ہونا اور موجودات و کثرات تعینات کا وجود حقیقی کے نور الانوار میں فانی ہوکر حق تو حق سے پانا مراد ہے اور بقا سے مراد یہ ہے کہ بعد فنا باقی بحق ہوکر حق سے حق کیطرف اسمائے متفرقہ سے اسم کلی جامع کیطرف خلق کی دعوت و ہدایت کرکے خلیفۂ حق و ہادی مطلق ہو آں جماعت کز خودی وارستہ اند ✤ در مقام بیخودی پیوستہ اند ✤ فانی از خود گشتہ و باقی بدوست ✤ جملگی مغز آمدہ فارغ ز پوست ✤ مقصد و مقصود ایجاد جہاں ✤ محرمان بزم و صل دلستاں ✤ مقتدائی رہنمائے انس و جاں ✤ آمدہ لولاک اندر شان شان ✤ گر قبول خاطر ایشان شوی ✤ شد مسلم بر تو ملک معنوی ✤ **۳۵۲ شریعت را شعار خویش سازد ✤ طریقت را ثمار خویش سازد ✤** شریعت لغت میں مشرعۃ الماء۔ مشرب و مورد شاربان پینے کی جگہ ہے۔ اصطلاح میں وہ احکام مراد ہیں جو پیغمبروں کے ذریعہ خدا نے بندوں کیلئے مقرر فرمائے جنکی بجا آوری معاش و معاد کی بہتری کا سبب ہے۔ طریقت لغت میں مذہب روش ہے اصطلاح میں سالکوں کی سیر یعنی قطع منازل بُعد و دوری و ترقی بمقام قرب و معرفت اور عادت سے قدیم کیطرف جانا مراد ہے بقا بعد الفنا میں سالک شریعت کو اپنا شعار اور طریقت کو دثار بنالے۔ شعار شعر بدن انسانی سے جو لباس متصل ہے یعنی اندرونی لباس۔ شعار کے اوپر پہننے کا لباس دثار ہے لباس شریعت سے متلبس ہو اعمال طریقت تبتل انقطاع و اخلاص و توکل و تسلیم و رضا بقضا وغیرہ فضائل سے آراستہ رہے ✤ جان شرع و جان تقوی عارفست ✤ معرفت محصول زہد سالفست ✤ زہد ہا اندر کاشتن کوشیدنست ✤ معرفت آں کشتہا دیدن است ✤ جاں بے کندی و اندر پروۂ ✤ زانکہ مرون اصل بُد۔ نامردۂ ✤ تا نمیری نیست جان کندن تمام ✤ بے کمال مردماں نائی بجام ✤ نے چناں مرگے کہ در کور بروی ✤ مرگ تبدیلی کہ در نور روی ✤ چونکہ سیر طریقت کی انتہا مقام حقیقت کو ہوتا ہے اسلئے فرمایا **۳۵۳ حقیقت خود مقام ذات اوداں ✤ نشدہ جامع میان کفر و ایماں ✤** بغیر حجاب تعینات کے ذات حق کا ظہور حقیقت ہے جیسا کہ کمیل بن زیاد نخعی مرید حضرت علی رضی اللہ عنہما نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ما الحقیقۃ حقیقت کیا چیز ہے۔ فرمایا مالك بالحقیقۃ تجھکو حقیقت سے کیا کام ہے۔ عرض کیا اولست صاحب سرّك کیا میں تمہارا صاحب سر و راز (مرید و امین راز) نہیں ہوں۔ بلی و لکن ترشح علیك ما یطفح منی۔ فرمایا۔ بیشک تو میرا صاحب سر (مرید و امین راز) ہے لیکن تجھ پر وہی چیز کا ترشح ہوگا جو مجھ سے بھر جانیکے بعد گرتی ہے۔ یعنی جو کچھ اسرار الٰہی میں جانتا ہوں تم میں وہ قابلیت نہیں کہ میرے کل اسرار و معلومات

بتمام وکمال سمجھ سکو گے بلکہ ظرف بھر جانیکے بعد جو کچھ زائد بچا ہوا گر جاتا ہے وہ تمکو سمجھتا ہے حضرت مولا مشکل کشا کے اس فرمان مبارک میں اشارہ اس امر کا ہے کہ جو شخص ذوق و وجدان سے مرتبۂ حال و مقام کو نہ پہنچا ہو حال و مقام کے سرّ سُننے کا قابل نہیں ہے اس سے اظہار اسرار ممنوع ہے کیونکہ یہ علم درسی نہیں ہے جو تعلیم و تعلم سے وجدانیات کا ادراک کما حقہ ہو سکے اکثر کملئے مزاۃ الاقل اھ ومضلۃ الافہام ہے کمیل نے عرض کیا کہ اومثلک یخیب سائلا آپ جیسا کریم وغیاث سائل کو محروم و مایوس واپس کرتا ہے تو فرمایا کشف سبحات الجلال من غیر اشارۃ حقیقت وہ ہے کہ انوار عظمت وجلال بغیر اشارہ کے ظاہر و منکشف ہوں نہ کسی جہت سے مقید ہوں نہ کسی کیفیت سے مکیف ہوں بلکہ بے کیف ہوں کمیل نے عرض کیا مزید کچھ بیان فرمائیے تو فرمایا کہ محو الموہوم مع صحو المعلوم حقیقت وہ ہے کہ کثرات و تعینات کا وجود موہوم بوقت صحو معلوم یعنی ظہور نور تجلی حق میں محو و فانی ہو جائے اور غیر حق باقی نہ رہے حقیقت یہی قرب و ولایت کا نام ہے جو واصل کامل کا مقام ہے اسلئے کہ اپنی ہستی مجازی (جو موجب احتجاب از حق ہے) سے فانی و بقائے حق سے باقی ہو کر جمیع موجودات کو اپنی ذات کا مظہر اور اپنی ذات کے سوائے باقی سب کو عدم محض سمجھیگا جو سکہ بقا بعد الفنا میں کامل تمام اسماء و صفات متقابلہ کا مظہر ہوتا ہے اسلئے کفر و ایمان کا جامع ہوتا ہے کیونکہ کفر اسمائے جلالیہ کا مقتضا ہے اور ایمان اسمائے جمالیہ کا مقتضا ہے کامل بقا باللہ میں مظہر ذات الٰہی مجتمع جمیع اسماء و صفات کا اور اسمائے متقابلہ کا مجمع واقع ہوتا ہے ؎ ہم کفر و ہم ایمان ہم سود و ہم خسران ہم طاعت و عصیان ہم در عین غفران آمدہ ہم پشۂ حیوان ہم خضر جاودان ہم موسیٰ عمران ہم برطور حیران آمدہ ہم نور و ہم پرتو ہم سایہ و ہم سو ہم راہ و ہم رہبر ہم رہزن و ہم رہبر آمدہ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہاں کفر سے کفر شرعی مراد نہ ہو بلکہ کفر حقیقی مراد لیا جائے یعنی لغت میں کفر کا معنی چھپانا اور کفر حق پوشیدہ کرنا ہے پس فنا مستی مجازی اور سالک کے تعین (جو موجب غیریت و دوئی ہے) کو ظہور وحدت و یگانگی حق میں پوشیدہ کرنا کفر حقیقی ہے اور ایمان بقا کا نام ہے اسلئے کہ ایمان حقیقی (جو وحدانیت حق سبحانہ و تعالیٰ کی تصدیق بے شائبۂ تشکیک کا نام ہے) اسوقت حاصل ہوگا کہ خود سے فانی حق کیساتھ باقی رہکر خود عین وحدت ہو جائے ؎ تو قیامت شو قیامت بینی و دانش ہر چہ را شرط است بیں ✦ تا نگردی آں ندانیش تمام ✦ خواہ کان انوار باشد یا ظلام ✦ عقل گردی عقل را دانی کمال ✦ عشق گردی عشق را بینی جمال ✦ پس کامل وہ ہے کہ فنا اور بقا کے درمیان جامع ہو خود سے غیبت اور حق کیساتھ ہست ہو کر وحدت حق کو حق کیساتھ مشاہدہ کرے اور اشیاء کی غیریت اسکے پاس محض اعتباری ہو۔ چونکہ کامل خلق کو حق کیطرف ہدایت کا واسطہ ہے ؎ ہر ہنر کاستا بداں معروف شد ✦ جان شاگرداں بداں موصوف شد ✦ ۳۵۴ باخلاق حمیدہ گشت موصوف ✦ بعلم و زہد و تقوی بودہ معروف ✦ بحکم تخلقوا باخلاق اللہ اخلاق حمیدہ سے تخلق اور اوصاف پسندیدہ سے موصوف اور علم و زہد و تقویٰ سے معروف ہوتا ہے علم سلوک و مکاشفات و حقائق و معارف و باطنی میں کامل ہونا فرع ہے آلہ مشاہدات میں غلطی سے محفوظ رہنے الہامات و خطرات رحمانی و شیطانی و نفسانی میں فرق و تمیز کر سکتا ہو۔ ولی کامل بکمل غایت کمال یہ ہے کہ تمام علوم ظاہری و باطنی عقلیات و نقلیات و حقائق و معارف و دقائق سے واقف و عارف و ماہر کامل ہو کیونکہ پیغمبر کا وارث ظاہری و باطنی ہو۔ جس پر جمیع حال و مقام سے پاک رہنے حق تعالیٰ سے عافیت امور میں خوف کرتا رہے اور نفس سے بھی ڈرتا رہے کہ مبادا رہزن کیطرح بعد وصول حجاب میں مبتلا کرے ۳۵۵ ہمہ باو ولے او از ہمہ دور ✦ بزیر قبائے ستر مستور ✦ تمام شریعت و

طریقت و اخلاق مرضیہ و اوصاف جمیلہ اس کامل کیساتھ ہیں وہ اسکے متعلق ادا کرتا ہے لیکن درحقیقت وہ اس سے دور ہے اسلئے کہ وہ فنائی مطلق کے مقام میں ہے تمام تعینات و کثرات سے معرّا و مبرّا ہے تجلیات ذاتی کے پردہ کی گنبدوں کے تحت میں مستور و مخفی ہے اور اپنے عدم اصلی کیطرف رجوع کیا ہوا ہے ؎ صورتش در خاک و جاں رفتہ لامکاں ٭ لامکانی فوق و ہم سالکاں ٭ لامکانی نے کہ درفہم آید ٭ ہر زمان در وے خیالی زاید ٭ بل مکان لامکاں در حکم او ٭ ہمچو در حکم ہشتی چار جو ٭ ہر دے اورا یکے معراج خاص ٭ بر سر تاجش نہد صد تاج خاص ٭ زلۃ او بہ ز طاعت نزد حق ٭ پیش کفرش جملہ ایمان ہا طفل ٭ کامل حقیقی مراتب شریعت و طریقت و حقیقت کا جامع ہوتا ہے انکے تفاوت و مراتب پر آگاہ کرنیکی غرض سے فرمایا تمثیل اسمیں یہ اشارہ ہے کہ حصول حقیقت کیلئے شریعت و طریقت کی ضرورت ہے اسلئے کہ یہ ہر دو صغریٰ و کبریٰ کی طرح ہیں اور حقیقت مثل نتیجہ ہے چونکہ مغز و باطن کی حفاظت پوست و ظاہر سے ہوتی ہے کہا ۳۵۶ تبہ گردد سر مغز بادام ٭ گر نشد از پوست بخراشی گہ خام ٭ بادام کا مغز تباہ و خراب ہو جاویگا اگر کچا پن کا پوست سے الگ کریگا ۳۵۷ ور لے چون پختہ شد بے پوست نیکوست ٭ اگر مغزش برآرائی بر کمی پوست ٭ لیکن جب پختہ ہو جاوے پک جاوے بغیر چھلکے کے بھی اچھا ہے۔ ۳۵۸ شریعت پوست مغز آمد حقیقت ٭ میان این و آن باشد طریقت ٭ جسطرح مغز کا حافظ پوست ہوتا ہے علم باطن کا حافظ علم ظاہر شریعت ہے۔ اسلئے صوفیہ نے احکام ظاہر شریعت کو بہ نسبت طریقت مثل پوست کہا ہے طریقت اہل حال و کشف و شہود کا طریقہ ہے اور طریقت بھی بہ نسبت حقیقت کے پوست ہے حقیقت اسکا مغز ہے کیونکہ اصل مقصود آفرینش عالم معرفت بحق ہے اور حقیقت عین معرفت ہے اور معرفت حاصل کرنیکے لئے شریعت و طریقت ہر دو اسباب و آلات ہیں شریعت بادام کا بیرونی پوست ہے جو زیادہ مضبوط و مستحکم ہے اور طریقت مغز بادام سے چسپیدہ پوست ہے۔ اور اصل مغز حقیقت ہے پس طریقت حقیقت و شریعت کے درمیان برزخ ہے اور اصل مقام توحید حقیقی کو جبتک پہنچے معرفت تام حاصل نہیں ہوتی ؎ ای ملامت گو سلامت مر ترا ٭ اے سلامت جو ز ما کن تو مرا ٭ ہر چہ غیر از شورش و رسوائی است اندریں رہ دوری و بیگانگی است ٭ ۳۵۹ خلل در راہ سالک نقص مغز است ٭ چو مغزش پختہ شد بے پوست نغز است ٭ سالک کے احکام شریعت و طریقت کی پابندی میں جو مطلوب حقیقی کو پہنچنے کے وسائل ہیں اگر کوئی خلل واقع ہو تو مغز یعنی حقیقت کو نقصان پہنچتا ہے یعنی ان عبادات کے ترک کرنیکی وجہ سے منزل مقصود کو نہیں پہنچتا لیکن جب مغز پوست کے وسیلہ سے پختہ ہو گیا تو اور نقصان سے محفوظ رہا اسطور پر کہ اگر پوست سے الگ کر لیں تو مغز خلل پذیر نہیں ہوتا سمجھ جاتے۔ ۳۶۰ چو عارف بایقین خویش ہیوست ٭ در رسیدہ گشت مغز و پوست بشکست ٭ عبادات و اتباع اوامر و نواہی کے ذریعہ سے جب سالک فاذا احببتہ کنت سمعہ و بصرہ و یدہ و لسانہ کے انتہائی کمال مرتبہ محبوبیت حق کو پہنچتے ہیں انکی دو قسمیں ہیں اول وہ جنکی عقل تجلی الٰہی میں پوشیدہ ہو دریائی وحدت میں مستغرق و محو و بیخود ہوں یا دیگر صحو و عقل کے مرتبہ میں آئیں مسلوب العقل و مجذوب مطلق ہمیشہ سکر میں رہیں تو باجماع اولیاء و اتفاق علماء ایسے لوگوں سے عبادات و احکام شرعیہ کی تکلیف ساقط ہے۔ کیونکہ مدار تکلیف عقل ہے انکو والیان طریقت کہتے ہیں ؎ گفت لقمان سر حق گای اله ٭ پیرم در گشته و گم کرده راه ٭ بنده کو پیر شد شادش کنند ٭ پس خطش بد ہند و آزادش کنند ٭ بنده

بس غم کشم شادیش بخش ✤ پیر گشتم خطا آزادیش بخش ✤ ہاتفے گفت ای حرم را خاص خاص ✤ ہر کرا او بندگی خواہد خلاص ✤ محو گردد عقل و تکلیفش بہم ✤ ترک کن ایں ہر دو را در خشم ✤ گفت الٰہی من ترا خواہم بدام ✤ عقل و تکلیفم نباید والسلام ✤ پس تکلیف و ز عقل آمد بروں ✤ پائی کو باں دست میزد در جنوں ✤ گفت اکنوں من مدامم ایستم ✤ بندہ بارے نیستم پس ہیستم ✤ بندگی شد محو آزادی نماند ✤ ذرہ در دل غم و شادی نماند ✤ میندانم تو منم یا من توئی ✤ محو گشتم در تو و گم شد دوئی ✤ دوم وہ لوگ ہیں جو بعد فنا و حصول بقا رہا شد محو و استغراق و سکر و توحید سے مقام صحو بعد المحو و فرق بعد الجمع میں ناقصین کی تکمیل کیلئے مامور ہوتے ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ عارف اپنے یقین یعنی مقام وحدت و کشف حقیقی تک پہنچے پھر کوئی چیز اس حالت سے مانع و حائل نہ ہو تو یا تو مجذوب مطلق ہو کر سکر و بیہوشی میں رہیگا یا صحو بعد المحو میں ہشیار رہیگا پھر حال واحد مطلق کے چھوڑنے کا شاید سے بھی محبوب نہ رہیگا ورنہ وہ کامل نہ ہوگا۔ اگر مجذوب کامل ہو تو اسکو تکمیل نفس کیلئے پابندی شریعت کی کوئی ضرورت نہیں نہ وہ مکلف ہے۔ **۳۶۱ وجودش اندریں عالم نیاید ✤ بروں رفت و دگر ہرگز نیاید ✤** عارف واصل کا وجود مقام تفرقہ و کثرت میں قرار پذیر نہیں ہوتا اگر عالم فرق و کثرت میں کبھی آجائے تو پھر امواج دریائے تجلی الٰہی اسکو فرق و کثرت کے کنارہ سے جمع و وحدت اطلاقی کے غرقاب میں غرق کرتے ہیں مشاہدۂ جمال ذوالجلال میں اسطرح محو مستغرق رہتا ہے کہ امکان و تفرقہ کیطرف ملتفت نہیں ہوتا۔ **۳۶۲ وگر با پوست یابد تابش خور ✤ درین نشاۃ کند یک دور دیگر ✤** انسان کامل کا کمال یہی ہے کہ ابتداء میں جس عبادات اور ریاضات و مجاہدات کے وسیلہ سے ترقی پاکر واصل کامل صاحب کشف حقیقی و یقین تحقیقی ہوا ہے انتہا میں بھی وہی اسباب و وسائل کشف و یقین یعنی اتباع شریعت و طریقت کو ملحوظ و مرعی رکھے۔ تاکہ اسکے اعمال و افعال سبب ہدایت و ارشاد مریدین و طالبین ہوں جبکہ یہ مرشد کامل مکمل پوست شریعت کے ساتھ طالبین و مریدین کی قابلیت و استعداد کی زمین میں اپنے آفتاب ہدایت و ارشاد و تکمیل کی تابش و تنویر پاویگا۔ تو وہی حقیقت جو بمنزلہ تخم و دانہ کے ہے اس مرید قابل کی نشاۃ و فطرۃ میں ایک دور کریگی یعنی سابقاً مرشد کامل کی نشاۃ میں اسکے سلوک کے وقت میں حقیقت کا ایک دور ہو کر نقطۂ آخر سے متصل ہو کر مغز حقیقت پختہ ہوا تھا اب مرید کی تعلیم و تربیت میں بھی اسی پوست شریعت کیساتھ مغز حقیقت پختہ و رسیدہ ہونے تک پھر ایک دور دیگر ہوگا **۳۶۳ درختے گردد و از آب و از خاک ✤ کہ شاخش بگذرد از ہفتم افلاک ✤** یعنی وہ تخم و دانۂ حقیقت مرشد کامل کے آب ارشاد اور مرید قابل کی خاک قابلیت سے ایسا درخت ہو جائیگا کہ جسکے شاخ عروج و کمال معارج ہفت افلاک سے بھی اوپر بلند ہو جائینگے ہفت افلاک سے سات صفات ذاتیہ بھی مراد ہو سکتے ہیں یعنی اسکی ترقی کمال مرتبہ صفات سے تجاوز کر کے مقام اطلاق ذاتی تک ہوگی ؎ وقت آں شد کہ شوئے بحر رویم ✤ ہفت دریا بیک نفس نوشیم ✤ **۳۶۴ ہموں دانہ بروں آید دگر بار ✤ یکے صد گشتہ از تقدیر جبار ✤** وہی دانۂ حقیقت بار دیگر پھر نکلتا ہے جبار خدا کی تقدیر سے ایک سے سو ہو جاتے ہیں یعنی جسطرح پہلے کامل کی تربیت و ارشاد سے تخم حقیقت کا درخت تیار ہوا تھا اسیطرح پھر اسکے مرید میں سابق کے مانند ایک درخت ہوگا ایک سے سو ہونگے یعنی وہی حقیقت جو اسمیں ظاہر ہوئی تھی پھر اب کچھ زیادتی کیساتھ ظاہر ہوگی ؎ مرید کامل القابلیت میں حسب قابلیت اسکے مزید انکشاف ہوگا۔ **افلوم مشرایدیہ بتلاحق الاوقات**

ہے پس کر بہائے الٰہی ہیں کہ ما + آمد یم آخر زمان در انتظار + آخرین قرنہا پیش از قرون + در حدیث اسمعیل
آخرون السابقون۔ **۳۶۵ چو سیہ حبہ بر خط شجر شد + ز نقطہ خط ز خط دور دگر شد** + جب تخم و دانہ حقیقت کی سیر و ظہور سے خط موہوم شجر انسان کامل کا ظاہر ہوا نقطہ سے خط اور خط سے دوسرا دور پیدا ہوا یعنی جب دانہ حقیقت کی سیر نشاۃ انسان کامل کے خط شجر پر پوست (شریعت) کی پرورش کیساتھ واقع ہوئی تو اس حبہ حقیقت سے انسان کامل کی پیدائش تک ایک خط وہمی متصور ہوتا ہے اس خط سے ظہور بطون اور آخر سے اول کیطرف واپسی کے اعتبار سے ایک دوسرا دور واقع ہوا اور خط کا نقطہ اول نقطہ آخر ہو کر دائرہ کامل وجود کا ظاہر ہوا۔ **۳۶۶ چو شد در دائرہ سالک مکمل + رسد ہم نقطہ آخر بہ اول** + سالک جب اتباع شریعت و انقطاع و تبتل از غیر حق سے سیر الی اللہ ختم کر کے مقام وحدت میں اصل ہو تو دائرہ کے دو قوس نزولی و عروجی کے سرے آپس میں ملگئے اور سالک مبدء و معاد کے سیر و سلوک سے فارغ و برزخ کثرت و وحدت و مظہر کل ہوا۔ **۳۶۷ دگر بارہ شود ماند پرکار + بر آں کارے کہ اول بود در کار** + بار دیگر پرکار کے مانند اس کام میں مشغول رہے جو پہلے کیا تھا جو جمع وحدت کے مرتبہ سے مقام فرق۔ و کثرت میں لوٹنے کے بعد بھی وہی عبادت و سلوک و متابعت کرے جو ابتدائے حال میں کرتا تھا۔ اور جسطرح معاد سے مبداء تک پہنچا تھا اب مبداء سے معاد کو پہنچے اور ہر وقت پرکار کیطرح دائرہ وجود کو مکمل کرتا رہے ؎
سیر عارف ہر زماں تا تخت شاہ + سیر زاہد ہر محے یکروزہ راہ + چہ مثال باد یا برق ای پسر + چونکہ او در راہ حق بنہاد پر +
قدر ہر روزی ز سیر مرد کار + باشد از سال جہاں پنجہ ہزار + + + **۳۶۸ چو کردا و قطع یکبارہ مسافت + نہد حق بر سرش تاج خلافت** + جبتک سالک مرتبہ تلوین میں ہے اور ظہور آثار کثرت کیوجہ سے جمال وحدت سے محجوب رہتا ہے مومنوز مقام خلافت کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اور وہ براہ یقین کے پگھٹ سے آبحیات تحقیق نہیں پیا ہے اور جب بعد و دوری کی مسافت بالکل قطع کر دیگا تعین کثرت میں وحدت کا مشاہدہ کریگا۔ مقام استقامت و تمکین یقین میں وطن بنا کر وارث انبیاء اور مدار کائنات و خلیفۃ اللہ فی العالم قطب جہاں و غوث جہانیاں ہوگا تو بحکم انی جاعل فی الارض خلیفہ تاج خلافت و کرامت اسکے سر پر رکھکر اسکو مقصود امر کن فکان بنایا جاویگا۔ ہفت دریا اندرو یک قطرہ + جملہ ہستی پیش مہرش ذرہ + یک دہن خواہم بہ پہنائی فلک تا بگویم وصف ایں رشک ملک + وردہاں یابم چنیں وصد چنیں + تنگ آید در بیان آں امیں + وصف ایں آدم کہ نامش سیبرم + تا قیامت گر بگویم قاصرم + چونکہ بیان مذکور میں حبہ حقیقت مرشد کامل کے آب ارشاد و تعلیم سے پوست شریعت کیساتھ مریدیں پھر اسکے مرید در مرید میں آخر ظہور و برزخ ہونا مبداء سے معاد اور معاد سے مبداء تک پھر مبداء سے معاد تا آخر دورہ کرنا مرقوم ہوا جس سے کم فہم لوگ حقیقت حال سے واقف نہو کر تناسخ کی بو پائیں۔ اسلیے دفع توہم کیلئے فرمایا۔ **۳۶۹ تناسخ نیست ایں کز روئے معنیٰ + ظہور است در عین تجلی** + بوجہ اتباع شریعت و طریقت و ارشاد کامل سیر عروجی و رجوعی سے مبداء کو پہنچنا اور مبداء سے بذریعہ سیر نزولی معاد یعنی حقیقت انسانی کو پہنچنا از روئے معنیٰ و حقیقت تناسخ نہیں ہے بلکہ صوفیہ نے اسکو برزخ کاملین کہا ہے۔ جسمیں ظلمانی حجابات کو چاک کر کے نہایت سے بدایت اور بدایت سے نہایت کیطرف سیران و دوران ہوتا ہے

اور ایک بدن خراب ہونیکے بعد دوسرے بدن میں اسی روح کا متعلق ہونا تناسخ ہے اور تناسخ میں روح کا دوسرے بدن سے متعلق ہونا بدن اوّل کے خراب ہونے و بگڑنے پر موقوف ہے۔ اور حقیقت کا ایک مظہر میں ظاہر ہونا پھر دوسرے مظہر میں پھر تیسرے مظہر میں ظاہر ہونا جو کہا گیا یہ از روئے معنی و حقیقت عین تجلی میں ظہورات و بروزات ہیں اور تجلی میں لازم نہیں کہ مظہر اوّل ہمیشہ و فانی ہو تاکہ دوسرے مظہر کا ظہور ہو یا ہر دو مظہر میں ایک نوع سے ظہور و تجلی ہو۔ بلکہ تجلی میں تکرار نہیں یعنی ایک نوع سے دو بار تجلی نہیں ہوتی اور ولا یتجلی فی صورۃ مرتین۔ اور کسی صورت میں دو بار تجلی نہیں ہوتی۔ ایک حالت میں واحد مطلق بہت سے مظاہر کی صورتوں میں ہر جگہ ایک ایک الگ نوع سے جلوہ گر ہوتا ہے ؎ ہر لحظہ بشکل آں بت عیار برآمد ✤ دل برد و نہاں شد ✤ ہر دم بلباس دگر آں یار برآمد ✤ گہ پیر و جواں شد ✤ القصہ ہموں بود کہ می آمد و میرفت ✤ ہر قرن کہ دیدی ✤ تا عاقبت از شکل عرب وار برآمد ✤ دارائی جہاں شد ✤ خود نوح شدہ کرد جہاں را بدعا غرق ✤ خود رفتہ بکشتی ✤ گہ گشتہ خلیل و ز دل نار برآمد ✤ آتش گل ازاں شد ✤ یوسف شدہ از مصر فرستاد قمیصے ✤ رو شنگر عالم ✤ در دیدۂ یعقوب چو انوار برآمد ✤ نادیدہ عیاں شد ✤ حقا کہ ہموں بود کہ میگفت انا الحق ✤ در وادیٔ ایمن ✤ خود چوب شدہ در صفت مار برآمد ✤ اعجاز کناں شد ✤ نے نے کہ ہموں بود کہ میگفت انا الحق ✤ در صورت منصور ✤ منصور نہ آں بود کہ بر دار برآمد ✤ ناداں بگماں شد ✤ خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ ✤ خود زند سبو کش ✤ خود بر سر آں کوزہ خریدار برآمد ✤ بشکست و رواں شد ✤ رومی سخن کفر نگفتہ است بگو یہ ✤ منکر مشو ید ✤ کافر شو آں کس کہ بانکار برآمد ✤ مردود جہاں شد ✤

۳۶ وقد سالوا وقالوا ما النهاية ✤ فقيل هي الرجوع الى البداية ✤ لوگوں نے پوچھا کہ سالک کی نہایت سیر کیا ہے تو جواب دیا گیا کہ اپنے مبدا کیطرف واپس لوٹنا ہی نہایت سیر سالک ہے۔ **قال حاله دوره** اسمیں ابتدا و ختم نبوت ظہور ولایت بعد نبوت و ختم ولایت خاتم الاولیا و امام مہدی علیہ السلام پر و نسبت اولیا خاتم ولایت و نسبت خاتم الاولیا باخاتم نبوت کا بیان ہے جو کہ ولی غیر نبی کی ولایت کا مبدا نبوت ہے اسلئے فرمایا۔

۳۷ نبوت را ظہور از آدم آمد ✤ کمالش در وجود خاتم آمد ✤ نبوت کا ظہور آدم علیہ السلام سے ہوا اور اسکی تکمیل خاتم النبیین سے ہوئی یعنی نبوت کے نقطۂ اول آدم علیہ السلام ہیں اور نقطۂ آخر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو جمیع صفات الٰہیہ کے مظہر ہیں جنسے دائرہ کی تکمیل ہوئی۔

۳۸ ولایت بود باقی تا سفر کرد ✤ چو نقطہ در جہان دور دگر کرد ✤ ولایت نبی اور ولی ہر دو کو شامل ہے۔ لیکن اسرار حقائق کا اظہار جو مقام ولایت سے متعلق ہے انبیاء علیہم السلام میں مخفی ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام تشریع شرایع و تبلیغ احکام کیلئے مبعوث ہوئے ہیں۔ پس اگر انبیاء علیہم السلام اسرار حقیقت کا اظہار فرمائینگے تو یہ امر ولایت سے متعلق ہوگا نہ کہ اسکے مقام نبوت سے اسلئے کہ نبوت تشریعی احکام بیان کرنیکا نام ہے۔ اور اسرار کا اظہار ولایت ہے اور ختم نبوت کے بعد ولایت کا ظہور ہے کیونکہ ظاہر سے باطن کی طرف رسائی ہو سکتی ہے اور یہ ولایت بلا انضمام نبوت یعنی بحلل ولایت لباس نبوت سے عاری ہو کر بالطریق سیر و سفر مظاہر اولیا میں ظاہر ہوئی نقطۂ ستارہ کیطرح سارے جہاں میں دور اور کرا یعنی سارا جو انبیاء علیہم السلام کی صورتوں میں ولایت کا لباس نبوت کیساتھ ملکر ایک دور ہوا تھا۔ اور شرایع و احکام کی تبلیغ کرکے

اولیا کے مظاہر میں اُسے دوبارہ دور کیا۔ اور حقائق اسرار کو بیان کیا ۔ گہ نبی بود و گہے دیگر ولی ۔ گہ محمدؐ گشت و گاہ ہو شد علی ۔ و ربی آمد بیان راہ کرد ۔ و ولی از پیش حق آگاہ کرد ۔ **۳۵ ظہور کل اولیا شد بہ خاتم ۔ بدو یابد تمامی دور عالم ۔** نبوت کیطرح ولایت کا پورا پورا ظہور و کمال خاتم الاولیا، امام مہدی علیہ السلام سے ہوگا۔ اور زمانہ کا دور انھیں کی ذات سے پورا ہوگا۔ دورِ نبوت میں احکام شرعیہ کا کمال خاتم انبیاؐ کے زمانے میں جسطرح ظاہر ہو کر نبوت ختم ہوئی اسیطرح دورِ ولایت میں بھی اسرار و حقائق و معارف الٰہی خاتم الاولیا کے زمانہ میں کمال کو پہونچکر خاتم الاولیا پر ولایت ختم ہو جائیگی ۔ جو لوگ حدوث عالم کے قائل ہیں وہ فنائے عالم کے جواز کے بھی قائل ہیں لیکن فنا واقع ہونیمیں بعض توقف کرتے ہیں اس لیے کہ ہر ممکن جائز الوقوع کیلئے وقوع لازم نہیں اور وہ حدوث عالم کے قائل ہونیکے باوجود ابدیت عالم کے بھی قائل ہیں فنائے عالم پر جو آیات دال ہیں انکی تاویل کرتے ہیں انکے قول کی بنا پر دورِ عالم تمام ہونیسے مراد بعث و نشور احیا، موتی و اخراج من فی القبور کے ذریعہ نئے سرے سے دورِ عالم کا شروع ہونا مراد ہے چونکہ خاتم الاولیا مظہر نقطۂ ولایت ہیں اور جامعیت ذاتیہ کی حیثیت سے جامع مراتب جمیع اولیا ہیں اسلئے فرمایا۔ **۳۶ وجود اولیا، اوزا جو عضو ند ۔ کہ او کل است و ایشاں ہمچو جزو اند ۔** اولیا کے وجود خاتم الاولیا کیلئے مثل اعضا کے ہیں کیونکہ وہ کل ہے باقی اولیا، جزو کے مانند ہیں دائرہ ولایت میں جو کمالات بالقوہ ہیں وہ سب اس نقطۂ اخیر یعنی خاتم الاولیا میں بالفعل ظاہر ہیں اور تمام انبیا، خاتم الانبیا کی مشکات نبوت سے نبوتِ تشریعی کے انوار جسطرح حاصل کرتے ہیں اسیطرح تمام اولیا خاتم الاولیا، سے انوار ولایت حاصل کرتے ہیں خاتم الاولیا، کا ولایت شمسیہ ہے باقی سب اولیا، کی ولایت قمریہ ہے ۔ جملہ گشتند خوشہ چین خرمنش ۔ دست امید ہمہ در دامنش ۔ چونکہ خاتم الاولیا، باطن نبوت خاتم الانبیا، رہے فرمایا۔ **۳۷ چو او از خواجہ یابد نسبت تام ۔ ازو باظاہر آید رحمت عام ۔** نسبت فرزندی تین قسم کی ہے صُلبی جو مشہور ہے دوم قلبی جو حسن ارشاد و متابعت کیوجہ سے تابع (مرید) کا دل متبوع (مرشد) کے دل کیطرح مصفا ہو جاوے ۔ سوم نسبت حقی حقیقی جو تابع و متبوع ایک ہو جاویں ۔ یہ تینوں نسبتیں خاتم الاولیا میں موجود ہیں آل نبی ہونیکی وجہ سے نسبت صُلبی ثابت ہے حسن متابعت ارشاد خاتم الانبیا، کیوجہ نسبت قلبی حاصل ہے اور وارث لی مع اللہ وقت ہونیکے سبب سے نسبت حقی حقیقی ثابت ہے ۔ خاتم الاولیا، میں ان تینوں نسبتوں کے پائے جانیکے سبب سے خاتم الانبیا، کے ساتھ نسبت تام ہے اور الرحمٰن کے مظہر ہونیکے سبب سے خاتم الانبیا، جسطرح رحمۃ للعالمین ہوئے اسیطرح خاتم الاولیا، بھی بحکم الولد سرٌ لابیہ مظہر رحمت عام ہوئے ۔ بوجہ اظہار احکام و حدت کثرات کے اختلاف کو رفع کر دینگے ۔ شیخ سعد الدین حموی کے قول (الذی یخرج المہدی حتی یسمع مرشراک نعلہ اسرار التوحید ۔ مہدی ہرگز نہ نکلیں گے یہانتک کہ انکی جوتی کے تسمہ سے توحید کے اسرار سنے جائینگے ۔) کی تصدیق ظاہر ہوگی ۔ **۳۸ ولو او مقتدای ہر دو عالم ۔ خلیفہ کردو از اولاد آدم ۔** تمام عالم مجرد ات و مادیات مطلقاً انسان کامل کیصورت میں جسطرح اسم اللہ مستجمع جمیع صفات اور کل اسماء کے حقائق پر مشتمل و متقدم و متجلی ہے ۔ اسیطرح انسان کامل کی حقیقت (جو اسم اللہ کی مظہر ہے) بھی تمام مراتب و مظاہر پر مشتمل ہے اور بوجب اتحاد مظہر و ظاہر تمام حقائق الٰہیہ و کونیہ انسان کامل کی صورت سے ظاہر ہیں جبکہ حقیقت انسانی دو جہت الٰہیت و عبودیت پر مشتمل ہے تو انسان کامل کا

عالم میں خدا کی قدرت و باقی صفات الٰہیہ کیا ہاتھ تصرف ہو سکتا ہے پس انسان کا تصرف بالتبع ہے نہ کہ اصالۃً کیونکہ اصلی متصرف خدا ہے اور عالم میں حق کیساتھ تصرف کرنیکا نام ہی خلافت ہے نہ اپنی ذات سے۔ خلافت حقیقی اسوقت میسر ہوگی کہ جب انسان اپنی ہستی مجازی و دوئی و غیریت سے محو و فانی ہو کر باقی باللہ ہو اور اسکی جزئی صفتیں بحکم کنت سمعہ وبصرہ ویدہ ورجلہ ولسانہ حق کی صفات کلی ہو جائیں ۵ رنگ آہن محو رنگ آتش است + ذاتش می نلافد وخامش وش است + چوں بسرخی گشت ہمچوں زرکاں + پس انا النار است لافش بے زباں + شد ز رنگ وطبع آتش محتشم + گویدا و من آتشم من آتشم + صبغۃ اللہ است خم رنگ کہو + میشہا یک رنگ گردد اندرو + اور یہ مقام خلافت حقیقت میں محمد مصطفےٰ خاتم النبیین کی حقیقت ہے اور جو اقطاب آپکے تابعین حقیقی ہیں بوجہ تبعیت و مظہریت انکو بھی خلافت محمدی سے حسب قابلیت حصہ حاصل ہے لیکن خلافت تامہ محمدی اصالۃً خاتم الاولیاء کے ساتھ مخصوص ہے اور ہر زمانہ میں حسب استعداد تمام اقطاب اپنے خاتم الاولیاء کی خلافت کے مظاہر ہیں اسلئے کہ نبوت خاتم نبوت کے باطن خاتم ولایت ہیں اور آنحضرت علیہ السلام کی خوبیوں میں سے ایک خوبی ہیں ۵ ای زبدۂ مجمل و مفصل + وی رتو مفصلات مجمل + آیات جمال دلربائی + درشان تو گشتہ است منزل + تو آئینۂ جہاں نمائی + درقدت ہمہ جہاں ممثل (تصویر) بتمثیل انبیاء و اولیاء کے مراتب کی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وعلیہم کے مرتبہ جامعہ کیساتھ :-

۳۷۷ چو نور آفتاب از شب جدا شد + ترا صبح و طلوع و استوا شد +

دن کی روشنی نور آفتاب کے سبب سے ہے جبتک آفتاب تحت الارض رہتا ہے تو فوق الارض رات رہیگی۔ جب آفتاب افق مشرق کے نزدیک پہنچتا ہے تو نور آفتاب شب سے جدا ہونے لگتا ہے اور شب کی تاریکی کم ہو کر صبح پیدا ہوتی ہے۔ اور نور آفتاب زمین پر اپنا پرتو ڈالنے لگتا ہے اور ہر لحظہ وہ روشنی زیادہ ہوتی ہے یہانتک کہ آفتاب دائرہ افق تک پہنچتا ہے دائرہ افق وہ ہے جس سے طلوع و غروب معلوم ہو یعنی آفتاب جانب مشرق سے اس دائرہ کے اوپر آئے تو وقت طلوع ہے اور جب مغرب میں آفتاب اس دائرہ سے گذر جائے تو وقت غروب ہے۔ اور جب آفتاب مشرق سے بلندی کے درجے میں سیر کرکے سمت الرأس (جو نہایت درجات ارتفاع ہے) کو پہنچے تو استوا ہے اسلئے کہ اس حالت میں آفتاب دائرہ نصف النہار میں ہوتا ہے۔ نہ مشرق کیطرف مائل ہوتا ہے نہ مغرب کیطرف بلکہ عین استوا و راستی میں ہوتا ہے۔

۳۷۸ دگر بارہ زدور چرخ دوّار + زوال و عصر و مغرب شد پدیدار +

چونکہ آسمانی حرکت دوری ہے دائرہ نصف النہار سے انحطاط و پستی کے درجات میں آفتاب گذرنیسے جانب مغرب سے زوال و عصر و مغرب پیدا ہوتے ہیں اسلئے کہ فلک الافلاک کی حرکت سے آفتاب استوا سے گذر جاتا ہے زوال یعنی نماز ظہر کا وقت اور جب ہر ایک شئی کا سایہ اسکے مثل و برابر ہوتا ہے تو عصر اور جب افق غربی میں غروب ہو جائے تو مغرب کا وقت ہوتا ہے۔ چونکہ اس محسوس تمثیل سے امر معقول کو سمجھانا مقصود تھا اسلئے اب مقصود کا بیان شروع کیا۔

۳۷۹ بود نور نبی خورشید اعظم + کہ از موسیٰ پدید و گہ ز آدم +

نبی علیہ السلام کا نور خورشید اعظم ہے جو کبھی موسیٰ کبھی آدم و دیگر انبیاء و اولیاء و جملہ عالم کی صورتوں کے مظاہر سے ظاہر ہے یعنی تمام انبیاء باعتبار صورت و تعین کے غیر محمد ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ اور باعتبار حقیقت عین محمد ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی از روئے صورت و تعین غیر اللہ ہیں

اور از روئے حقیقت وحدت وجودی عین اللہ ہیں۔ بلکہ تمام عالم بھی بواسطہ حقیقت محمدیؐ عین اللہ ہیں۔ یہی مطلب حدیث قدسی کا ہے جو صوفیہ نے بیان کیا ہے یا محمدؐ انا انت وانت انا۔ کما فی شئون التنزلات ص۲۳ وغیرھا جامعیت کمالات محمدیؐ پر دوسرے انبیاءؑ کی نسبت موسیٰ علیہ السلام کو زیادہ اطلاع حاصل ہے اسلئے شعر میں موسیٰ کی تخصیص کیگئی اور وجہ خصوصیت ذکر آدمؑ یہ ہے کہ مطالع آفتاب نبوت محمدیؐ کے نقاط کا مبدا آدمؑ ہیں۔ صورۃً پدر محمدؐ ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) اور معنیً حقیقت محمدیؐ کیساتھ انکو صفت فرزندی حاصل ہے ؎ گفتا بصورت ار چہ ز اولاد آدمؑ ✤ لیکن ہمہ تنہ حال برترم ✤ خورشید آسمان ظہورم عجب مدار ✤ ذرات کائنات اگر گشت مظہرم ✤ اوصاف لایزال زمن گشت آشکار ✤ بنگر بمن کہ آئینہ ذات انورم ✤ فی الجملہ مظہر ہمہ اسماست ذات من ✤ بل اسم اعظم حقیقت چونگرم ✤ ۳۸۰ اگر تاریخ عالم را بخوانی ✤ مراتب را یکایک باز دانی ✤ اگر تو آدم علیہ السلام سے خاتم النبیین تک تاریخ عالم کو پڑھیگا تو معلوم ہوگا کہ دائرہ درجات کمالات کی قوس ارتفاع نبوت میں ہر ایک نبی کے مرتبہ کو آنحضرت علیہ السلام کی حقیقت سے کیا نسبت ہے۔ ۳۸۱ زخورہر دم ظہور سایہ شد ✤ کہ آں معراج دیں را پایہ شد ✤ بلندیکے درجات میں آفتاب کی سیر کے مطابق آفتاب سے ہر دم ایک نیا سایہ ظاہر ہوتا ہے اسلئے کہ وقت طلوع آفتاب ہر ذی ظل کا سایہ دراز تر ہوتا ہے اور جسقدر آفتاب بلند ہوتا جائے سایہ کمتر ہوتا ہے یہانتک کہ جب آفتاب دائرہ نصف النہار پر (جو اسکی غایت ارتفاع ہے) پہنچتا ہے تو اشخاص کے سایہ کو نیست کر دیتا ہے۔ اسیطرح آداب حقیقت محمدیؐ کا نور۔ ابتدائے طلوع یعنی ظہور نشاۃ آدم سے ہر دور و ہر قرن میں ایک ایک کامل نبی کیصورت سے ظاہر ہوتا رہا حتیٰ کہ جب غایت ارتفاع کمال پر پہنچی تو خاتم النبیین کیصورت سے جلوہ گر ہوکر نبوت کا خاتمہ کر دیا ان کاملین کا ظہور معراج دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مثل پایۂ نردبان ہے جو ایک ایک پایہ طے کرکے بالاخانہ کمالات محمدیؐ پر عروج کیا جا سکے کیونکہ ترقی بمقتضائے حکمت تدریجی ہے ؎ نیست سایہ جز نمود نور خور ✤ نور تاباں شد ز سایہ در گذر ✤ سایہ در معنیٰ نمود وہمی است ✤ نور بیند ہر کہ او از وہم رست ✤ سایہ را خورشید تاباں نور ساخت ✤ ظلمت ذرات را مستور ساخت ✤ چوں بصورت آمد آں نور سرہ ✤ شد عدد چوں سایہ ہائے کنگرہ ✤ کنگرہ ویراں کنید از منجنیق ✤ تا رود فرق از میان ایں فریق ✤ ۳۸۲ زمان خواجہ وقت استوار بود ✤ کہ از ہر ظل وظلمت مصطفےٰ بود ✤ جسطرح استواء کے وقت سایہ چھپ جاتا ہے اسیطرح ظہور نبوت خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ مثل آفتاب وسط النہار پر پہنچنے کے تھا جو ہر ظل وظلمت سے مصفا و مصطفےٰ و خلاصہ و برگزیدہ تھا اور تمام ظاہری و باطنی صفات و اطوار حد کمال و اعتدال پر پہنچگئے تھے افراط و تفریط سے دور تھے ؎ ہست راہ او صراط مستقیم ✤ گفتہ حق او را علی خلق عظیم ✤ از جمال اوست عالم را صفا ✤ گشتہ از خوانش دو گیتی را صلا ✤ ۳۸۳ بخط استوا بر قامت راست ندارد سایہ پیش و پس چپ و راست ✤ خط استواء ایک فرضی دائرہ کو کہتے ہیں جہاں ہمیشہ رات اور دن برابر ہوتے ہیں۔ جب خط استواء پر رہنے والے لوگ سیدھے کھڑے ہوں تو انکا سایہ نہ ہوگا کیونکہ سایہ پس و پیش و چپ و راست چار سمتوں میں سے کسی ایک طرف سورج کے جھکنے اور مائل ہونیسے پیدا ہوتا ہے۔ ۳۸۴ چو کردی بر صراط حق اقامت ✤ بہ امر فاستقم میدا شت

قامت ✤ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعتدال اخلاق واوصاف واعمال ظاہری وباطنی کے صراط مستقیم پر جو بمنزلہ خط استواء ہے قائم تھے اور ہمیشہ فرق بعد الجمع یعنی مقام جمع الجمع میں مقیم تھے جو ظہور وحدانیت در کثرت کا مرتبہ ہے۔ جہاں کثرت ووحدت ہر دو برابر ہیں۔ نہ کثرت وحدت پر غالب ہے جو موجب ظلمت احتجاب ہو نہ وحدت کثرت پر غالب ہے جو مستلزم عدم امتیاز نیک وبد وموجب اباحت ہو۔ کیونکہ الجمع بلا تفرقۃ یزندقہ بلکہ کثرت ووحدت بایکدیگر متلازم ہیں۔ آپکے شہود میں ایک ہی چیز ہے جو من حیث الذات واحد ہے اور من حیث الاسماء والصفات متکثر۔ یہ مقام جمع الجمع آنحضرت اور آپکے تابعین حقیقی کیساتھ مخصوص و مختص ہے فاستقم کما امرت ومن تاب معک اسیطرف اشارہ ہے ظاہر امرتبہ فرق وکثرت وغیریت وباطنا مرتبہ جمع ووحدت وعینیت ہر دو کی رعایت کیساتھ صراط مستقیم پر استقامت اعلیٰ درجہ کا کمال ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا۔ تا آخر۔ محاذیب وابدال محبوبان حق ہیں۔ مگر چونکہ وہ صرف مرتبہ جمع میں مقیم ہیں جمع الجمع وفرق بعد الجمع میں قائم نہیں اسلئے اقتداء کے قابل نہیں۔ لا یقتدی بہم ولا ینکر علیہم ۵ زانکہ او مجذوب مطلق ابتر است ✤ صورت از بہر ومعنی شکر است ✤ اوز ستی گشت از خود بیخبر ✤ دیگر از ناپوں شود او راہبر ✤ ۳۸۵ نبودش سایہ کودار دسیاہی ✤ زہے نور خدا ظل الٰہی ✤ خط استواء میں مستقیم القامتہ اشخاص کیلئے جب آفتاب سمت الراس یعنی پر ہو تو سایہ نہیں ہوتا آنحضرت علیہ السلام خط استواء صراط مستقیم پر مستقیم القامتہ تھے اسلیئے حق سے انحراف کرنیوالا سایہ ظلمانی آپکو نہ تھا۔ کیونکہ آفتاب وحدت حقیقی نے سمت الراس سے تجلی ذاتی کے جو کمال ظہور کی مقتضی ہے آنحضرت پر جلوہ گر ہو کر ظلمت امکانی پر آپکو نہ چھوڑا۔ بلکہ اپنے ذات وصفات کے انوار سے منور کر دیا ۵ ما رمیت اذ رمیت احمد بداست ✤ دیدن او دیدن خالق شداست ✤ چون زروئے این زمیں تابد شروق ✤ من چرا بالا کنم رو در عیوق ✤ (نام ستارہ) دوگوے رودمخوان ودو مداں ✤ بندہ وار خواجۂ خود مخواں ✤ چونکہ آنحضرت علیہ السلام وجوب وامکان کے برزخ جامع ہیں اور آپکی صورت کاملہ سے درحقیقت حق ظاہر ہوا ہے اسلیئے غایت تعجب سے کہا کہ (زہے نور خدا ظل الٰہی) آنحضرت علیہ السلام من حیث الحقیقت عین نور خدا ہیں اور بحکم اتحاد ظاہر ومظہر درمیان سے فرق وامتیاز مرتفع ہے اور من حیث التشخص والتعین ظل الٰہی یعنی اللہ تعالیٰ کا سایہ ہیں کیونکہ آنحضرت کی صورت سے اللہ کا ظہور ہے ۵ چوں خدا اندر نیاید در عیاں ✤ نائب حق اند ایں پیغمبراں ✤ نے غلط گفتم کہ نائب بامنوب ✤ گرد وپنداری قبیح آید نہ خوب ✤ ۳۸۶ وز قبلہ میاں غرب وشرق است ✤ ازیں اودر میاں نور غرق است ✤ موسیٰ علیہ السلام کا قبلہ اور وجہہ یعنی جہت کو جو اتم الظاہر کے غلبہ کے سبب سے تشبیہ کیجانب تھا۔ انکا مغرب کیطرف متوجہ ہونا اسی بات کیطرف اشارہ ہے اسلیئے موسیٰ اپنی امت کو جہت افعال ولذات جسمانی کیطرف دعوت دیتے تھے اور عیسیٰ علیہ السلام کا قبلہ بوجہ غلبہ اسم الباطن متغیر کیطرف تھا انکا مشرق کیطرف متوجہ ہونا اسی بات کا اشارہ ہے اسلیئے عیسیٰ اپنی امت کو دل پاک کرنے اور کمالات معنویہ وعزلت وخلوت والقطاع من الخلق الی اللہ کی دعوت کرتے تھے اور آنحضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبلہ حسب ارشاد ما بین المشرق والمغرب قبلتی ظاہر اً وباطنا مشرق ومغرب کے درمیان راہ اوسط و

صراطِ مستقیم معتدل ہے اور آپ اسم جامع جمیع کمالات یعنی اللہ کے مظہر ہیں حقیقت جامعہ الٰہیہ کیطرف (جو جمیع روحانیات وجسمانیات کو شامل ہے) متوجہ تھے۔ انوار تجلیات الٰہیہ موجب مشاہدۂ آنحضرت تھے اسلئے عین کثرت میں وحدت اور عین تنزیہ میں تشبیہ اور عین تشبیہ میں تنزیہ کو مشاہدہ فرماتے تھے دریائے انوار تجلیات جلالی وجمالی میں محو ومستغرق ہونیکی وجہ سے غیر حق کو دیکھتے نہ تھے مشبہ ومنزہ کو حقیقتِ واحدہ سمجھتے تھے۔ ؎

چوں دوئی برخاست اینجا وحدتست ✤ تا نپنداری مقام کثرتست ✤ چہرۂ معنیٰ نہاں در صورتست ✤ صورت و معنیٰ نقاب وحدتست ✤ نیست اینجا جز یکے ایمان وکفر ✤ دربیان این زباں آمد بھُر ✤ ۳۸۷ مدت

او چو شیطاں شد مسلماں ✤ بزیر پای او شد سایہ پنہاں ✤ شیطان

شَطَنَ عَنْہُ ای بَعُدَ سے ماخوذ ہے جو سرکش انقیاد واطاعت وفرمانبرداری سے دور ہے وہ شیطان ہے چونکہ نفس نفیس آنحضرت علیہ السلام انحراف وبعد وافراط وتفریط سے معرّا ومبرّا اور اعتدال تام مکارم اخلاق واوصاف وکمال سے موصوف ومحلّی اور مقام صراط مستقیم عدالت پر مقیم تھے اسلئے فرمایا کہ اَسْلَمَ شَیْطَانِی عَلٰی یَدَیَّ میرا شیطان میرے ہاتھ پر مسلمان اور میرا مطیع فرمان ہوا ہے۔ اور اسی استقامت کیوجہ سے سایہ جو ہمکاؤ ومیلان سے پیدا ہوتا ہے آنحضرت علیہ السلام کے پانوں کے نیچے چھپ گیا ہوگا اور آپکو سایہ ظلمانی بلکہ مطلقاً سایہ نہ تھا۔ کیونکہ سایہ اشخاص کو ہوتا ہے اور آپکے قدم ہمت اس مقام ومرتبہ پر پھنچے ہوئے ہیں کہ بحکم لی مع اللہ وقت تا آخر۔ یعنی شخص محمدی صلوٰۃ اللہ پر تو نور تجلی احدی میں فانی ومستھلک وباقی بحق ہوا اور مہتی عاشق کی ظلمت نور وجود معشوق سے مبدل ہوگئی دوئی اور غیریت مابین سے برخاست ہوگئی پس اب سایہ کسطرح ممکن ہے سراپا نور اور نورٌ علیٰ نور ہے ؎ چوں فنا اش از فقر پیرایہ شود ✤ او محمدؐ وار بے سایہ شود ✤ فقر فخری را فنا پیرایہ شد ✤ چوں زبانہ شمع او بے سایہ شد ✤ شمع چوں گردد زباں از یاد سر ✤ سایہ را نبود بگرد او گذر ✤ شمع چوں در نور شد کلی فنا ✤ نے اثر بینی ز شمع ونے ضیا ✤ ۳۸۸ مراتب جملہ زیر پایۂ

اوست ✤ وجود خاکیاں از سایۂ اوست ✤ چونکہ تمام انبیاء علیہم السلام تجلیات اسمائی وصفاتی کے مظاہر ہیں اور ہمارے سرکار خاتم الانبیاءؐ تجلی ذاتی کے مظہر اتم ہیں۔ اور خورشید ذات جمیع اسماؤ صفات کا مصدر ومنبع الانوار ہے اسلئے تمام انبیاء کے مراتب جملہ زیر پائے آنحضرتؐ ہیں اور آنحضرت خورشید فضل وکمال ہیں۔ دوسرے انبیاء کواکب ہیں جو سالکان طریقت پر انوار محمدی کو ظاہر کرتے ہیں ؎ فان فضل رسول اللہ لیس لہ ✤ حدٌ فیعرب عنہ ناطق بفم ✤ وکل آیٍ اتی الرسل الکرام بھا ✤ فانما اتصلت من نورہ بھم ✤ فانہ شمس فضل ھم کواکبھا ✤ یظھرن انوارھا للناس فی الظلم ✤ وجود خاکیاں یعنی کاملین انبیاءؑ واولیاءؒ تمام خورشید اعظم حقیقت محمدی کے سایہ وظلال ومظاہر انوار ہیں ان سب کے تعینات کے روزنوں سے وہی نور محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) تابان ودرخشان ہے اگرچہ جمیع موجودات میں درحقیقت یہی خاکی بنیان کامل انسان ہے جس نے خود کو خاک مذلت فنا ونیستی میں ملیامیٹ کرکے خلعت وصال ولقائے ابدی وشرف لقائے سرمدی سے مشرف ہوا ہے ؎ خاک شو خاک تا بروید گل ✤ کہ بجز خاک نیست مظہر کل ✤ ۳۸۹ ز نور ش شد ولایت سایہ گستر ✤

مشارق با مغارب برابر ✤ جبکہ خورشید اعظم حقیقت محمدی ہے صلی اللہ علیہ وسلم جو فلک ظہور و اظہار کمالات پر سیر و گردش کرتا ہے اور بطور بروز و ظہور مظاہر کاملین سے خود ظاہر ہوتا ہے تو کیں وہ خورشید حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جسطرح غیب وحدت و خفاء بطون کے تحت الارض سے مراتب ظہور و کثرات میں جانب مشرق سے طلوع کر کے انبیاء علیہم السلام کے ظلال تعینات کی صورتوں میں ارتفاع کے درجوں پر عروج کرنے کے احکام و قوانین شرعیہ بمقتضائے وقت جو وسیلہ قرب و وصال حق و مستلزم معرفت یقینی ہیں بیان فرمایا حتی کہ نشاۃ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے درجۂ استوائے اعتدال و غایت ارتفاع پر پہنچکر نبوت و ولایت کا برزخ و احکام کثرت و وحدت کا جامع اتم ہوا اسیطرح وہی خورشید حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جانب مغرب میں اولیاء کی صورتوں سے جلوہ گر ہو کر کثرت سے وحدت اور ظہور سے بطون کیطرف جاتا ہے یعنی خورشید حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم مشرق نبوت انبیاء سے طلوع پا کر درجۂ استوائی عہد نبوی پر پہنچکر ولایت اولیاء کی جہت مغرب میں سایہ گستر ہونیسے اولیاء کے تعینات کے ظلال ظاہر ہوئے اور مشارق و مغارب باہم محاذی و برابر ہوئے کیس اشخاص انبیاء کے ہر ایک شخص کے مقابل تعینات اولیائی امت محمدی کا ایک ایک تعین واقع ہوا علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور جسطرح افق شہادت سے طلوع پایا اسیطرح افق غیب میں مخفی ہو کر مبدا اور معاد ایک ہوگا۔ اور دائرۂ کمالات وجود کامل ہوگا۔ **۳۹۰ زہر سایہ کہ اوّل گشت حاصل ✤ در آخر شد بسے دیگر مقابل** ✤ ہر ایک سایہ جو اوّل حاصل ہوا تھا (یعنی نبی کا تعین۔) اس کے مقابل ایک دوسرا سایہ (یعنی ولی کا تعین) ہوگا یعنی جسطرح خورشید حقیقت محمدی جانب مشرق نبوت سے درجات ارتفاع کے نقطوں میں سیر و گردش کرنیکی وجہ سے ہر ایک نقطہ سے ایک ایک نبی کا سایہ و تعین پیدا ہوا تھا۔ اور عہد نبوی میں جو وقت استوا تھا وہ سایہ تعینات انبیاء مخفی ہو کر خود خورشید تعین محمدی غایت ارتفاع میں ظاہر ہوا اور پھر جب خورشید استوا سے تجاوز کر گذرا اور درجات انحطاط کثرت کیطرف جو ولایت کا زمانہ ہے متوجہ ہوا تو ہر ایک نبی کے تعین کے مقابل ایک ایک ولی کا تعین ظاہر ہوا نقطہ شرقی ایک ایک نبی کا تعین و نقطۂ غربی ایک ایک ولی کا تعین ہے ہر دو محاذی یک دیگر ہوئے۔ چونکہ نبوت کا زمانہ ظہور و اظہار و کثرات کمالات کا زمانہ ہے اور شرقی نقاط و ارتفاعی مدارج میں خورشید کی سیر و دور کا زمانہ ہے اسیوجہ سے علوم دینیہ و مذاہب حقہ کا عروج و ارتفاع کامل تھا اور ولایت کا زمانہ بطون و خفاء و جوع بوحدت و غربی نقاط و درجات میں خورشید حقیقی کی سیر و گردش کا زمانہ ہے اسیوجہ سے علوم دینیہ و مذاہب کا نزول و انحطاط و غروب ظاہر ہے بدء الاسلام غریبا و سیعود کما بدا فطوبی للغرباء مشرقی نقطوں میں سے ہر ایک نقطہ کے مقابل میں ایک مغربی نقطہ ہونیکی مثال مثلاً نبی کے زمانۂ مبارک کی نسبت جانب نبوت میں جو منزلہ جانب مشرق ہے حضرت عیسیٰؑ سب سے زیادہ نزدیک ہیں انی اولی الناس بعیسی بن مریم فانہ لیس بینی و بینہ نبی گویا حضرت عیسیٰؑ نبوت کے نقطۂ شرقی ہیں انکے مقابل ولایت کے نقطۂ مغربی احمد و محمد ظہور سر ولایت حضرت علی مرتضیٰ ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ ہیں۔ انّ علیّا منی وانا منہ وھو ولی کل مومن وایضا لکل نبی وصیّ ووارث وانّ علیّا وصیی ووارثی وایضا انا اقاتل علی تنزیل القرآن وعلی یقاتل علی تاویل القرآن وایضا لابی بکر یا ابا بکر کفّ وکفّ علیّ فی العدل سواء۔ وایضا قال انا مدینۃ العلم وعلیّ

بابها فمن اراد العلم فلیات الباب - وایضا انا وعلی من شجر واحد والناس من اشجار شتی - وایضا قسمت الحکمة عشرة اجزاء فاعطی علی تسعة والناس جزءا واحدا وایضا اوصی من امن بی وصدقنی بولایة علی ابن ابیطالب فمن تولاہ فقد تولانی ومن تولانی فقد تولی اللہ - وقال ایضا لما اسری بی لیلة المعراج واجتمع علی الانبیاء فی السماء فاوحی اللہ تعالی الی سلهم یا محمد بماذا بعثتم فقالوا بعثنا علی شهادة ان لا الہ الا اللہ وعلی الاقرار بنبوتک والولایة لعلی ابن ابیطالب ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مبداء اسرار ولایت ہونے پر دلیل یہ ہے کہ تمام اولیاء اللہ کے سلسلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہنچکر آنحضرت سے متصل ہوتے ہیں ۔ دارہی ولا ہوای سلوک طریق حق ✤ باید قدم نہی برہ شاہ لافتی ✤ شاہیکہ از بلندی قدرش خبر دہد ✤ ایزد بہ ھل اتی وبتاکید انما ✤ برتخت ملک فقر جلوہ شاہ مطلق است ✤ شاہان فقر جملہ درد کرد اقتدا ✤ وصف کمال اوست سلونی ولو کشف ✤ کس را نبود عرصہ ایں بعد انبیا ✤ پس بیشک علی رضی اللہ عنہ درجۂ ولایت میں حضرت عیسی علیہ السلام کے نقطۂ مقابل ہیں ۔

۵۳۹۱ کنوں ہر عالمے باشد زامت ✤ رسولے را مقابل در نبوت ✤ اب کہ نبوت ورسالت کا دور ختم ہو چکا ہے ۔ انبیائے سابقین سے ہر ایک نبی کے مقابل ایک عالم ربانی عارف حقانی امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں سے ہوگا ۔ اور اسی نبی کے طریقہ پر ہوگا اور فیضان الٰہی حاصل کرنے میں وہ دل مثل کلید گر ہونگے ۔ یہاں عالم سے عارف باللہ ولی اللہ مراد ہے ۔ بدلیل علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے کیونکہ انبیاء بنی اسرائیل کے علوم وہبی لدنی کشفی تھے نہ علوم کسبی تعلیمی ✤ علم کاں نبود زموزہ بواسطہ ✤ آں نیاید ہمچو رنگ ماشطہ ✤ ہاں مکش بھر ہوا ایں بار علم ✤ تا بینی در درروں انبار علم ✤ ہمچو آہن زآہنی بے زنگ شو ✤ در ریاضت آئینہ بے زنگ شو ✤ تا بدانی علمہائے انبیاء ✤ بے کتاب وبے مفید وبے اوستا ✤ سرّ اسمینا لکردیا بخواں ✤ راز اصبحنا عن ابیا بداں ✤ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمہ اللہ نے فرمایا قد کان اسم العالم یطلق علی العلماء باللہ وبایاتہ وافعالہ فی خلقہ الذین کانت عنایاتہم فی مراقبة الباطن والتفتیش عن صفات النفس ومکائد الشیطان وغوائل الدنیا وتحصیل مقامات الدین من الورع والزهد والتقوی والخوف والحزن والتفکر والمجاهدة والتوکل والاخلاص فلما حدثت مصنفات الکلام فی القرن الرابع وکثر الخوض فیہ بانواع الجدل اختص علم الیقین فی الاذهان باسم الجادل المتکلم عالما واسم الفاجر المزخرف کلامہ بالاشعار والقصص واعظا وصار التوسم فی التدریس والقضاء وتولیة الاوقاف والوصایا واموال الایتام ومخالطة السلاطین ولیس الخبر کالمعاینة ۔ ای برادر دست وادار از سخن ✤ خود نما پیدا کہ عالم لدنیں ✤ زر ہوا کی زری باجام ھو ✤ ای رھو قانع شدہ بانام ھو ✤

۵۳۹۲ بنی چون در نبوت بود اکمل ✤ بود از ہر ولی ناچار افضل ✤ ہر ایک نبی کے مقابل امت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ایک ولی ہونیکا ذکر ہو چکا مذکور ہوا اس سے ولی نبی کے مساوی ہونیکا وہم پیدا ہوتا تھا اس وہم کو دفع کرنیکیلئے

کہا کہ ہر نبی نبوت و ولایت دونوں کا جامع ہے اور ولی کو فقط ولایت ہے اسلئے نبی کا ولی سے افضل ہونا ضروری و یقینی ہے اور تمام انبیاء و آنحضرت علیہ السّلام کے مشکاتِ نبوت سے فیض نبوت کا استفاضہ کرتے ہیں اور ہر نبی جب ہر ولی سے افضل ہے تو بالضرور سید الانبیاء تمام انبیاء و اولیاء سے اکمل و افضل ہیں ؎ روشن از نورِ تو شمع انبیاء ٭ اولیاء را آستانت ملتجا ٭ گفت حق لَا تَقْرَبُوا مَالَ الْیَتِیْم ٭ کی رسد کس را مقام آں کریم ٭ داد حق اورا خلافت در جہاں ٭ قُمْ فَاَنْذِرْ آمدہ در شرح آں ٭ **۳۹۳ ولایت شد بہ خاتم جملہ ظاہر ٭ براوّل نقطہ ہم ختم آمد آخر** ٭ ولایت ۔ قیام عبد بحق بحالت فنائے خودیِ خود کا نام ہے اگرچیکہ یہ ولایت کا ظہور مظاہر یعنی اولیاء اللہ میں حسب اختلاف استعداد و قابلیات مختلف طور پر ہے حد و نہایت نہیں ہے ۔ لیکن خاتم الاولیاء امام محمد مہدی علیہ السّلام میں ولایت کا ظہور اتم و اکمل ہے کیونکہ وہ ولایت مطلقہ کے مظہر ہیں باقی اولیاء خاتم الاولیاء کے مشکوٰۃ ولایت سے نور ولایت کا اقتباس کرتے ہیں ۔ پس ضرور ہے کہ مطلق کل مقیدات کو شامل ہوگا اور یہ ولایت مطلقہ باطن نبوت مطلقہ خاتم الانبیاء ہے چونکہ نشاۃ نبوت میں وصف رسالت اظہار کمالات ولایت کا مانع تھا اسلئے باطن آنحضرت علیہ السّلام خاتم الاولیاء محمد مہدیؑ کی صورت میں بروز و ظہور پاکر کمالاتِ ولایت محمدیہ کا کامل طور پر اظہار فرمادیگا اسلئے فرمایا کہ جملہ ولایت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) خاتم الاولیاء سے ظاہر ہوگی اور براوّل نقطہ یعنی حقیقت محمدی جسپر نشاۃ نبوت میں نبوت ختم ہوئی تھی نشاۃ ولایت میں اسی نقطۂ اول دائرہ ظہور و اظہار یعنی محمد پر ولایت بھی ختم ہوگی اور خاتم الاولیاء باطن نبوت خاتم الانبیاء ہے اسلئے یواطی اسمہ اسمی و کنیتہ کنیتی فرمایا یعنی خاتم الاولیاء محمد مہدیؑ کا نام میرا ہی نام ہے اور اسکی کنیت میری کنیت ہے ؎ بو دیم یکے دو سینمودیم ٭ نابود شد آن نمود در بود ٭ گویند کہ عشق را بپوشاں ٭ خورشید بگل نشاید اندود ٭ فائدہ واضح ہو کہ تمام اولیاء اللہ و عرفائی محققین نے تناسخ کی نفی اور مسئلۂ بروز و ظہور کا اثبات فرمایا ہے اصحاب ذوق سلیم کے پاس ہر دو میں بیّن فرق ہے جسطرح کہ ظاہر اسماء و صفات میں ہویت حق کا ظہور ہے اسیطرح صُور مختلفہ کاملین میں حقیقت محمدیہ کا بھی ظہور ہے ؎ آں یار عین ماست نہ از روئے اتحاد ٭ ایں خانہ پُر از دوست ولیکن نہ از حلول ٭ دانش ہمہ بمذہب من ہست معرفت ٭ در دین ما جزیں نہ فروعست و نے اصول ؎ ہر مرسل و یوسف و علیؑ بودم ٭ موسیٰؑ و عیسیٰؑ و بسے زیبھا ؎ در کمال سیر اطوار وجود ٭ نہصد و ہفتاد قالب دیدہ ام ٭ گر بگویم شرح سال زندگی ٭ بارہا چوں سبزہ من روئیدہ ام ٭ ؎ مرد میباید کہ باشد رشد شناس ٭ تا آیند شاہ را در ہر لباس ٭ جبکہ حقیقت الحقائق ایک ہی ہے اور حقیقت کو تبدّل نہیں اور اسکی تجلی کو تکرار بھی نہیں تو ضرور ہے کہ ہر ایک تعیّن سے اسکا ظہور ہو ۔ اس ظہور و بروز کو تناسخ سمجھنا قصور فہم کی دلیل ہے ؎ گر بروز است و گر تناسخ صرف ٭ ایچہ حق بود گفتہ شد ایشما ۔ **۳۹۴ از و عالم شود پُر امن و ایمان ٭ جماد و جانور یابد ز و جان** ٭ چونکہ خاتم الاولیاء محمد مہدی علیہ السّلام اسم العدل کے مظہر ہیں اور انکا زمانہ بھی انکشاف حقیقت کا زمانہ ہے اسلئے انکے ظہور کیوجہ سے عالم پر امن و ایمان ہوگا ۔ اور تمام اشیاء تصدیق توحید حقیقی کی زبانیں ہو جائینگی ۔ اور بحکم انطقنا اللہ الذی انطق کل شیء توحید الٰہی

کی شہادت سے ناطق وگویا ہونگے۔ اور اُن جمادات میں جان آجاویگی ۵ زخود فانی ودرعین بقا ئیم ✤ وجود جملہ موجودات مائیم ✤ جہان مردہ ہردم زندہ سازیم ✤ چو بحر رحمت بے منتہائیم ✤ ۳۹۵ نماند در جہاں یک نفس کافر ✤ شود عدل حقیقی جملہ ظاہر ✤ ظہور مہدی علیہ السلام مستلزم ظہور اسرار توحید حقیقی ہے اسلئے کفر وستر وکتمان حق جو لوازم جہل سے ہے اسوقت معدوم ہوجائیگا اور دنیا میں ایک نفس کافر باقی نہ رہیگا اور تمام عارف وموحد ہوجائینگے اور وحدت حقیقیہ کا ظل عدل حقیقی جو شریعت وطریقت وحقیقت پر مشتمل ہے۔ کامل طور سے ظاہر ہوگا اور ہر ذی حق کو حسب استعداد واستحقاق بمقتضائے اسم العدل کمال حاصل ہوگا ۵ یکے تشنہ در شہر ما اکنون نماند ✤ زانحا شیریں خسرواں را بر نشاند ✤ نقل بر نقل است ومئی بر مئی ملا ✤ بر منارہ روبزن بانگ صلا ✤ سرکہ نہ سالہ شیریں میشود ✤ سنگ مرمر رام زریں میشود ✤ آفتاب اندر فلک دستک زنان ✤ ذرہا چوں عاشقاں بازی کناں ✤ چشم دولت سحر مطلق میزند ✤ روح شد منصورؒ انا الحق میزند ✤ در شکر غلطیدا ی حلوائیاں ✤ ہمچو طوطی کوری صفرائیاں ✤ گوش را بر بند وانصوں بامخ ✤ جز فسون آں ولیٔ دادگر ✤ ۳۹۶ بود از سرّ وحدت واقف حق ✤ در و پیدا نماید وجہ مطلق ✤ خاتم الاولیاء صاحب توحید ذاتی ہیں اور ذات وصفات واسماء سے حق کی تجلی ہوئی ہے اور وہ اپنی ہستی سے نیست ہوکر انہی ذات وصفات وافعال کو حق کی ذات وصفات وافعال پا کر عین وحدت حق ہوگئے ہیں پس ان ذات وصفات افعال پر سر وحدت کیساتھ واقف وعارف حق ہوگئے ہیں اسلئے کہ ہر چیز کی کمال معرفت کیلئے اسوقت میسر ہوگی جب کہ وہ شخص اُس چیز کا عین ہوجاوے۔ لا یعرف اللہ الا اللہ اسیطرف اشارہ ہے ۵ تو تا نیست نگردی آنچ دانی اش تمام ✤ خواہ کاں انوار باشد یا ظلام ✤ اور جبکہ مہدی علیہ السلام مظہر ولایت مطلقہ ہیں تو وجہ مطلق حق کمال اطلاق کیساتھ ان میں ظاہر نظر آئیگا۔ کمال حقیقت انسانی انکی نشاۃ میں ظاہر اور کمال ولایت انکی ذات پر ختم ہوگا۔ سوال ۳۹۷ ہنجم۔ کہ شد بر سرّ وحدت واقف آخر ✤ شناسائے چہ آمد عارف آخر ✤ سرّ وحدت سے واقف کون ہے اور عارف کس معروف کا شناسا ہے۔ جواب۔ ۳۹۸ کسی بر سرّ وحدت گشت واقف ✤ کہ او واقف نشد اندر مواقف ✤ مواقف جمع موقف کی کھڑے رہنے کی جگہ اس سے مراتب تعینات مراد ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ذات احدیت ظہور واظہار کے مراتب ومنازل میں لباس اسماء وصفات ومظاہر جسمانی وروحانی سے متلبس ہوکر ہر ایک تعین کے پردہ میں مخفی ومستتر ہے۔ طالب سرّ وحدت بطریق سلوک وارشاد پیر ومرشد کامل جمیع مراتب تعینات وکثرات سے عبور کریگا تو مقام وحدت اطلاقی میں اسکی رسائی ممکن ہے اور جو شخص کہ مراتب تعینات میں نہ ٹھہرے بلکہ پیر ومرشد کامل کے حسب ارشاد سلوک اختیار کرکے ہوائے نفسانی ولذات جسمانی کو ترک کردے اور مراتب قلبی ومشاہدہ ملکوتی تک پہنچے اور ملکوت سے عبور کرکے منزل جبروت وتجلیات اسمائی وصفاتی تک پہنچے پھر مراتب اسمائی وصفاتی سے تجلی ذاتی تک ترقی کرے تو ایسا شخص سرّ وحدت سے واقف ہوگا۔ ۳۹۹ دل عارف شناسائے وجود است ✤ وجود مطلق او را در شہود است ✤ وجود کا عارف۔ عارف کا دل ہے

اور جو اہل دل نہیں یا تو وہ وجود کا منکر ہوگا یا عرفاء کی تقلید و تصدیق سے مومن مقلد ہوگا۔ اور ایمان تقلیدی غیر نافع ہے اسلئے اہل دل سے فیضیاب ہونا ضروری ہے تاکہ وجود کی معرفت حاصل ہو۔ اور جب وہ عارف ہو جائیگا تو وجود مطلق کا مشاہدہ کرلیگا۔ اور تمام موجودات میں جو اسکی نمایش و عکوس و آئینہ و تعینات ہیں ہر لحظہ اسکو مشہود و جلوہ گر پائیگا وجود مطلق من حیث ہو ہو یعنی لا بشرط شئی جو عین واجب الوجود ہے کلی جزئی نہ عام نہ خاص نہ واحد بوحدت نادرہ بر ذات مطلقہ اور نہ کثیر و متعدد تمام قیود بلکہ قید اطلاق سے بھی مطلق و مبرا ہے۔ مطلق سے یہاں مراد نہیں ہے کہ اطلاق جسکی قید و صفت ہو۔ بلکہ یہ تمام قیود مذکورہ بحسب مراتب اس حقیقت مطلقہ کے ظہور کے لوازم و تعینات ہیں یعنی وہ سب کچھ ہوتا ہے مگر کچھ بھی اسکی حقیقت وحدت صرفہ مطلقہ کی تقدس پاکی میں تغیر و تبدل و خلل نہیں ہوتا فبحان من عجز عن ادراکہ ذات العقول ؎ عقل اگر از تو وجودے پی برد ۔ لیک ہرگز رہ بکنہت کی برد

زد نشان جزے بنشانے کس نیافت ۔ چارۂ جز جانفشانی کس نیافت ۔ **نیست جز ہست حقیقی ہست نشناخت ۔ و یا ہستی کہ ہستی پاک در باخت** ۔ محققین صوفیہ کے پاس حقے وجود مطلق مراد ہے اسپر انکا کشف و ذوق و وجدان ہی قوی تر دلیل ہے اہل ذوق محتاج دلیل نہیں۔ عیاں راچہ بیاں ؎ من کہ بنیم جمال دوست عیان ۔ حاجتے نبود مرا بہیچ بیاں ۔ اگرچیکہ یہ ذوق و کشف غیر پر دلیل نہیں ہے مگر ذوالعقلین کیلئے ذوق ہی سب سے قوی تر دلیل ہے لیس الخبر کالمعائنۃ۔ علامہ سید شریف جرجانی رحمہ اللہ نے حاشیہ شرح تجرید میں فرمایا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جو مفہوم کہ وجود کا مغائر ہو جیسا کہ انسان مثلاً جبتک وہ وجود مفہوم انسان کے ساتھ منضم نہ ہوگا کسیطرح وہ مفہوم نفس الامر میں قطعاً و اصلاً موجود نہ ہوگا اور جبتک کہ اس مفہوم کے ساتھ وجود منضم نہ ہو کیا عقل ملاحظہ نہ کریگی اس مفہوم کی موجودیت پر ہرگز حکم نہ کریگی پس ہر مفہوم اپنے نفس الامری موجود ہونیمیں اپنے غیر کا محتاج ہے وہ غیر جو اس مفہوم کا محتاج الیہ ہے (وجود ہے) پس جو چیز کہ اپنی موجودیت میں غیر کی محتاج ہو کی ضرور ہے کہ وہ ممکن ہوگی واجب نہ ہوگی کیونکہ ممکن کا معنی ہی یہ ہے کہ اپنی موجودیت میں غیر کا محتاج ہو۔ پس ہر مفہوم جو وجود کا مغایر ہو ممکن ہے اور کوئی ممکن واجب نہیں ہے پس کوئی مفہوم جو مغائر وجود ہو واجب نہیں ہے اور برہان سے ثابت ہے کہ واجب موجود ہے پس واجب الوجود نہیں ہے مگر عین وجود کہ وہ وجود بذات خود موجود ہے اور اپنی موجودیت میں اپنے غیر کا محتاج نہیں ہے ورنہ واجب کا ممکن ہونا لازم آئیگا۔ اور انقلاب حقیقت محال ہے۔ جبکہ یہ بات واجب ہے کہ واجب الوجود جزئی حقیقی قائم بذات خود ہو اور واجب کا تعین بذات خود ہو نہ کہ کسی ایسے امر سے جو زائد بر ذات واجب ہو۔ تاکہ ترکیب لازم نہ آئے تو یہ بھی واجب ہوگا کہ وجود مطلق بھی ایسا ہی ہو۔ کیونکہ وجود مطلق عین واجب ہے۔ پس وجود مفہوم کلی نہ ہوگا۔ جسکے افراد ہو سکیں بلکہ وجود فی حد ذاتہ جزئی حقیقی ہوگا جس میں تعدد و تجزی و انقسام ممکن نہیں قائم بذات خود ہوگا۔ اپنے غیر پر عارض ہونیسے منزہ ہے۔ پس واجب الوجود وجود مطلق ہے۔ تقیید اور غیر کیساتھ منضم و عارض ہونیسے مبرا ہے اس تقریر کی بنا پر ماہیات ممکنہ کو وجود عارض ہونا متصور نہیں پس ماہیات ممکنہ کی موجودیت کا مطلب بجز اسکے نہیں کہ ماہیات ممکنہ کی

ہر ایک ماہیت کو حضرت وجود قائم بذات خود کیساتھ ایک نسبت مخصوصہ ہے اور وہ نسبت مختلف وجوہ پر ہے اس نسبت کی حقیقت پر اطلاع متعذر ہے پس موجود کلی ہے اگرچیکہ وجود جزئی حقیقی ہے۔ اب شعر مذکور کی شرح کیجاتی ہے ہست و بود وجود الفاظ مترادفہ ہیں۔ حصول معرفت کے دو طریق ہیں ایک علم الیقین سے یقین جاننے کے بجز ہست حقیقی وجود مطلق حق کے کوئی دوسرا موجود نہیں جملہ موجودات کے وجودات وجود حق کی ظلال وعکوس ہیں۔ دوسرا طریق کشفی عین الیقین وکشف وحال ہے جو ارشاد مرشد کامل وریاضت و سیر وسلوک وطاعت وعبادت وذکر وفکر وتوجہ دائمی سے ایک ایسی محویت حاصل ہو کہ جس سے سالک اپنی ہستی مجازی کو ہستی حق میں فانی کردے اور بجز ہست حقیقی کے غیر حق کو نہ دیکھے ؎ گر تو خواہی حرّی دل زندگی ✤ بندگی کن بندگی کن بندگی ✤ از خودی بگذر اگر خواہی خدا ✤ فانی از خود شو کہ تا یابی بقا ✤ گر ترا باید وصال راستیں ✤ محو شو واللہ اعلم بالیقین ۴۰۱ وجود تو ہمہ حجاب راست و خاشاک ✤ بروں انداز از خود جملہ را پاک ✤ محبوب حقیقی کے وصال کی راہ میں سالک کی ہستی مجازی غیریت کی خس وخاشاک ہے جو مانع وصال ہے اسلئے اے سالک تو اپنے وجود کو خود سے دور کرکے بیخود وفانی ہو جا۔ تاکہ سر وحدت حق کی منزل میں تیری رسائی ہو ؎ ہر کہ از خود خلاصی یافتست ✤ پرتو نورش بعالم تافتست ✤ بایزید وقت آنکہ بود در جہاں ✤ آنکہ از دست خودی یابد اماں ✤ گر ز پندار خودی آئی بروں ✤ یار بینی ہم بہوں وہم دروں ✤ ۴۰۲ برو تو خانۂ دل را فرو رُوب ✤ مہیّا کن مقام وجائے محبوب ✤ اپنے خانۂ دل کو خس وخاشاک غیریت سے پاک وصاف کرکے مقام محبوب تیار کر تاکہ حق ہی حق کا مقام ہو۔ ۴۰۳ چو تو بیروں شدی او اندر آید ✤ بتو بے تو جمال خود نماید ✤ ہر تعین کے حجاب میں حق محتجب ہے۔ جب سالک کا پردۂ تعین اٹھ جائے تو سالک بغیر حجاب خودی کے دیدۂ حق سے جمال حق کو دیکھیگا اور سر وحدت سے واقف ہوگا اور معرفت عیانی اسوقت حاصل ہوگی ؎ گر برافتد پردۂ ما از میاں ✤ روئے او بنماید از کون ومکان ✤ شد حجاب روئی جاناں ماؤمن ✤ جانمن یک دم حجاب از رُخ فگن ✤ ۴۰۴ کسے کو از نوافل گشت محبوب ✤ بہ لائے نفی کرد او خانہ جاروب ✤ نوافل اشارہ ہے حدیث قدسی لا یزال العبد یتقرّب الیّ بالنوافل کیطرف یعنی بسبب عبادت نافلہ کے جو مقرّب ومحبوب حق ہو جائے اور لائے نفی لا الٰہ سے خانۂ دل کو خس وخاشاک غیریت سے پاک وصاف کردے تو مقصود آفرینش یعنی معرفت حق اسکو حاصل ہوگی۔ ۴۰۵ درون جائے کو محمود او مکاں یافت ✤ زلی یسمع ولی یبصر نشاں یافت ✤ مقام محمود جو مقام محمدیؐ ہے یعنی مقام جمع الجمع بقا بعد الفنا فانی فی اللہ ہو کر اوصاف الٰہی سے متحقق وباقی باللہ ہوگا فبی یسمع وبی یبصر کا اسکو پتہ ملیگا ؎ کشف اسمعنی اگر خواہی بیا ✤ تیغ لا زن بر سر غیر خدا ✤ بعد نفی خلق کن اثبات حق ✤ تا کہ گردی غرق بحر ذات حق ✤ از میاں برخیز وایں ما ومنی ✤ پس گدا گر دد بجز شاہ وغنی ✤ عالم توحید رو بنمایدت ✤ ہر چہ گفتم جملہ باور آیدت ✤ قول عارف نیست از تقلید وظن ✤

محض تحقیق و یقین است ایں سخن ✤ ۱۰۶
عارف صورتِ عین ✤ جنبکہ
یعنی وحدۃ الوجود حق ہی حق ہے اور
عیانی نہ ہوگی ے راہِ توحید آر
وصل خواہی شو فنا از خود نخ
دل نایدت نور ✤
قدم توبہ اور عصیان و
کیونکہ یہی خبائث
ہوں خانۂ دل
طہارت
اور انکی ط
دوم ا
جنکی
تاکہ
ز ا
ہ
کلی
جاؤ

چو ذاتت پاک گردد از
اپنی ہستی موہوم و پندار خودی و تعین
ٹنڈک نہو گی جعلت قرۃ عینی
ہر کہ از خود خویش خالی کردہ
نہ ہیچ تمیز شود
حق نہیں ہے اور سب
امتیاز صرف اطلاق و
تو عارف و معروف میں
مار طالب و مطلوب
تم از روی کار
چہ سودا
دو ایک ہیں
نمت
ست گر
علم

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ وَمَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ بجز حق کے عارف و معروف کوئی نہیں ہے۔ اسکا مطلب یہی ہے کہ جب ہر ایک چیز کی استعداد و قابلیت ذاتی کیصورت سے وہی حق ظاہر ہے تو عارف کی صورت سے بھی وہی حق معروف ظاہر ہے تو عارف و معروف حق ہی حق ہونا ثابت ہوا لیکن ہر شئی کی عین ثابتہ عین ذات حق نہیں ہے بلکہ غیر ذات حق ہے اسلئے غیریت حقیقی بھی ثابت ہوئی اسی مضمون کو بیان کیا ہے کہ اگرچہ کہ آفتاب کے انوار آفتاب کے ہی ہیں۔ خاک تیرہ و تار کو ان انوار سے حقیقی غیریت ہے لیکن اس آفتاب حقیقی کی ذرہ نوازی ہے جو اس خاک میں بوجہ قابلیت انعکاس تاب آفتاب سے حرارت و گرمی ظاہر ہوتی ہے اور یہی مشت خاک کے سر میں سودائے عشق و عرفان مولا پیدا کر صورۃً عارف و معروف غیر یکدیگر ہوئے جو عین یکدیگر بھی ہیں ؎ ہیچ کسے بخویشتن موجود نبوئے او ✤ بلکہ بیائے او رود ہر کہ رود بکوئے او ✤ قدر نبات یافت چوب از اثر مصاحبت ✤ گل چو شود قرین گل گیرد رنگ و بوئی او ✤ مست و خراب او منم جام شراب او منم ✤ نیست بغیر من کسے میکدہ و سبوئے او ✤ **۴۱۹ عجب نبود** **که دارد ذرّه امّید ✤ هوائے تاب مهر نور خورشید ✤** ممکنات کے اعیان ثابتہ علم حق کو ذرہ سے تشبیہ دیگئی کہ جسطرح ذرات کا ظہور بدون نور خورشید کے ممکن نہیں اعیان ثابتہ بھی نور تجلی خورشید وجود حق ان پر چمکنے کے بغیر عالم (عین) یعنی وجود خارجی میں انکا ظاہر ہونا ممکن نہیں ؎ خورشید رخت چو گشت پیدا ✤ ذرات دوکون شد ہویدا ✤ ہر ذرہ ز نور مہر رویت ✤ خورشید صفت شد آشکارا ✤ عجب نہیں کہ ذرہ ناچیز کو یہ امید ہو کہ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ کے خورشید محبت کی شعاع اسپر پڑے اور محبت اصلی کے سبب سے آفتاب ذات و صفات الٰہی کے انوار اسپر تابان ہو کر عدم کی ظلمت سے صحرائی وجود میں لائے اور جو کچھ اسکی قابلیت میں بالقوہ مخفی تھا بالفعل ظاہر کر دے ✤ **۴۲۰ بیاد آور مقام حال فطرت ✤** **گزین جا باز یابی اصل فکرت ✤** واضح ہو کہ مرتبہ واحدیت میں جو اسماء و نسبتوں کی کثرت پیدا ہونیکا مرتبہ ہے اعیان ثابتہ جو صور اسماء الٰہیہ ہیں بسبب امتیاز اسماء کے ایک دوسری سے امتیاز علمی کیساتھ ممتاز ہوئے اسوقت ہر ایک شئی کی عین ثابتہ کو ایک ایک اسم الٰہی (جو اس شئی کا رب ہے) کی معرفت ذاتی حاصل تھی۔ اس اسم الٰہی کی ربوبیت کا اقرار کر کے اسی اسم الٰہی کی تسبیح و ذکر میں وہ عین ثابتہ مشغول تھی وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ - الَّذِیْ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی کے موافق اس معرفت کیلئے ہدایت عام لازم ہے پس اس اعتبار سے ہر شئی اپنے رب کی معرفت کیوجہ سے ہدایت پر ہے اور حقیقت انسانی جو اسم جامع صفات کمالیہ (یعنی اللّٰہ) کیصورت ہے اور اسی اسم کا عبد و مربوب و مظہر ہے اسلئے ذات حق بجمیع اسماء و صفات ظاہر ہونیکی انسانیں قابلیت تھی بحکم عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا تمام اسماء کی تعلیم اسکو دیگئی۔ اور عہد اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کیساتھ انسان ہی مخصوص ہوا۔ اسی مضمون کو بیان کرتا ہے کہ ای انسان تو اپنے مقام حال فطرت اصلی کو یاد کر کہ جب تو لباس وجود سے برہنہ تھا اور لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مذکور کے پردہ غیب میں مخفی تھا۔ اسوقت سے تیری عین ثابتہ متقاضی تھی کہ نیستی سے ہستی میں جب تو بھیجیگا تو اپنے اصل مبدء المبادی کی معرفت کا ظہور تجھسے ہوگا۔ اور سیر و سلوک و ریاضت و عبادت و مجاہدۂ نفس

عالم شہادت میں تجھسے ظاہر ہونگے اور تو ان عبادات کے ذریعہ جسمانی و روحانی حجابات کو دور کر کے حقیقی عبداللہ ہوکر مبدا حقیقی سے واصل و عارف باللہ ہوگا۔ پس تکلیف شرعی عبادات کی تیری فطرت کا مقتضا ہے جب تو حال فطرت کو یاد کریگا تو اصل فکرت و عبادت کی تجھپر ظاہر ہوگی۔ ۴۲۱ **الست بربکم ایزد گر اگفت ✤ که بود آخر که آن ساعت بلی گفت ✤** اگرچیکہ عہد الست تمام موجودات کو شامل ہے اور سب اس خطاب سے مخاطب ہیں۔ اور ربوبیت حق کے مقر و معترف اور موجد حقیقی سے فیض وجود کو جو قبول کرتے ہیں دراصل عہد الست کی قول بلی سے تصدیق کرتے ہیں ؎ ہر زماں از حق ندا آید الست ✤ جوہر و اعراض میگردند هست ✤ گر بلے زایشاں نمی آید ولے ✤ آمدن شاں از عدم باشد بلے ✤ لیکن حقیقت انسانی میں معرفت تامہ کی قابلیت تھی۔ اور صفات و اسماء کا مظہر انسانی میں ہی ظہور کی ہوا ہے اسلئے نشاۃ انسانی ہی میں بحکم **واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظهورهم ذريتهم واشهدهم على انفسهم الست بربكم قالوا بلى** صفت نطق خاص کیساتھ ربوبیت حق کا اقرار و اعتراف ہوا ہے اسلئے فرمایا کہ مقام فطرت میں حقتعالی نے الست بربکم کسکو کہا اور کس نے اس خطاب حق کا جواب بلی ادا کیا۔ آخر اسی حقیقت انسانی ذریات بنی آدمؑ نے جو اس خطاب سے مخاطب تھے جواب میں بلی کہا ہے اگر نوع انسانی کو معرفت حق ذاتی و فطری نہوتی تو کسطرح ربوبیت حق کے مقر و معترف ہوتے پس اس سے ثابت ہوا کہ یہ سودائے عشق و طلب معرفت حق انسان کو اسکی حالت عدم میں ہی موجود تھا ؎ ما در ازل بعشق تو افسانہ بودہ ایم ✤ تا هست رند و عاشق و دُردی کشانہ بودہ ایم ✤ نام و نشان لیلی و مجنوں نہ بد کہ ما ✤ از عشق عقل سوز تو دیوانہ بودہ ایم ✤ پیش از ظہور عالم صورت بہ بزم انس ✤ با تو حریف ساغر و پیمانہ بودہ ایم ✤ ۴۲۲ **در آنروز کہ گلہا می سرشتند ✤ بدل در قصۂ ایماں نوشتند ✤** اس فطرت کے دن قابلیت و جامعیت مظہریت علم و معرفت تامہ کے سبب سے بحکم خمرت طینتہ آدم بیدیّ اربعین صباحاً تجلی اقدس سے طینت و حقیقت انسانی جمال و جلال کے دونوں ہاتھوں سے خمیر کیگئی بحکم **أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ** ایمان و عرفان و تصدیق ذاتی کے زیور و زینت سے اسکا دل آراستہ ہوکر علم حق میں ظہور پایا۔ اور وجود علمی سے متصف اور کمال عرفان کے قابل و مستعد تھا۔ ۴۲۳ **اگر آں نامہ را یکرہ بخوانی ✤ ہر آں چیزیکہ میخواہی بدانی ✤** اگر وہ ارقام و خطوط استعداد ذاتی جو ہر ایک کے عین ثابتہ کے کارنامہ میں مرقوم ہیں پڑھیگا تو تجھکو معلوم ہوجائیگا کہ جو کچھ علم و عرفان و تصدیق و اقرار و ایمان و کفر و عصیان و کمال و نقصان ہر ایک سے ظاہر ہو رہا ہے یہ سب ہر ایک کی عین ثابتہ کی اقتضائی ذاتی کیموافق ہے اور مقتضائے اعیان ثابتہ کے برخلاف نہیں ہے کیونکہ تکلیف مالا یطاق علیم حکیم کی شان عدل کے خلاف ہے ؎ ہر چہ ظاہر زین و شین شماست ✤ موجب مقتضائے عین شماست ✤ ہر چہ عین شما تقاضا کرد ✤ فیض جود من آں ہویدا کرد ✤ (از سلسلۃ الذہب جامی علیہ الرحمہ) ۴۲۴ **تو بستی عقد عہد بندگی دوش ✤ ولے کردی بناداں فراموش ✤** تجلی اوس دن فیض اقدس جو اعیان اور انکے استعدادات و قابلیات کی تعین کرنیوالی ہے یعنی تجلی حق ذاتی کی (روشنی) سی

سرّ سر

تعبیر کیگئی۔ جیساکہ دران روزے کہ گلہامی سرشتند۔ کہا کیونکہ وہ وحدت وتجلّی ذات بلا اسماء وصفات کا مرتبہ ہے جو روز روشن کیطرح روشن وظاہر ہے اسماء وصفات کے لباس وحجاب سے ہنوز متلبس ومحجب مثل شب نہیں ہے کثرت اسمائی کی آلودگی سے یہ تجلّی اقدس وپاک ہے اور احدیت کا مرتبہ جو مقام علم وامتیاز اسماء واعیان ہے اسکو شب کہا جیساکہ (تو بستی عقد عہد بندگی دوش) مرتبۂ وحدت اطلاق ذاتی بمنزلہ روز تھا وہاں سے تنزّل کرکے اسماء وصفات کے حجاب میں محجب ہونا بمنزلہ شب ہے مطلب یہ ہے کہ کل شب تو نے وجود علمی میں ربوبیت حق کا اقرار کیا اور وجود عینی خارجی میں بوجہ غلبۂ احکام اسمائے جلالیہ حجاب ظلمانی طبعی وعلائق وعوائق جسمانی میں محجب ہوکر لذات وشہوات نفسانی میں گرفتار ہوکر اقرار بلی کو فراموش کر دیا ہے۔ **۴۲۵ کلام حق بداں گشت است منزل ✤ کہ تا یادت دہد آں عہد اوّل ✤** کلام حق انبیاء پر اسلئے نازل ہوا ہے کہ تجھکو تیری معرفت فطری جو اوّلاً تھی اسکو اور اقرار ربوبیت حق کو یاد دلائیں نہ کہ اب اس عالم میں معرفت حق حاصل کرنیکی تجھکو ہدایت کریں فذکر ان نفعت الذکری۔ انّما انت مذکر وغیرہا آیتیں عرفان سابق کے تذکیر ویاد دہانی کے طریقہ پر نازل ہوئی ہیں۔ **۴۲۶ اگر تو دیدۂ حق را بآغاز ✤ دریں ہم تو انی دید نش باز ✤** مراتب استعداد انسانی میں بہت فرق وتفاوت ہے بعض ایسے اکمل افراد ہیں کہ لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل اور ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی جنکی شان ہے بعض ایسے اسفل ہیں کہ اولئک کالانعام بل ہم اضل انکی صفت ہے بعض کو جمیع اسماء وصفات میں حق کا مشاہدہ حاصل ہے بعض حیوانات کیطرح خواب وخور وحب جاہ ودنیا میں فنا ہیں۔ ہر ایک کی ضمن میں خالق حکیم کی حکمت ہے ؎ کفر ہم نسبت بخالق حکمت است ✤ چوں بما نسبت کنی کفر آفت است ✤ حاصل یہ ہے کہ فطرت میں مشاہدۂ جمال مطلق کی قابلیت تھی اور بدو فطرت میں اگر تو نے حق کو دیکھا تھا تو اس نشاۃ کونی میں بھی دیکھ سکیگا کیونکہ یہ دوسرا عالم پہلے عالم کے مطابق ہے۔ **۴۲۷ صفاتش را ببیں امروز اینجا ✤ کہ تا ذاتش تو انی دید فردا ✤** اس دنیا میں انکا صفات کو آیات آفاقی وانفسی میں دیکھنا کہ کسطرح مظاہر عالم میں انکا ظہور ہے تاکہ علائق بدنی سے مجرد ہونیکے بعد فردائے قیامت میں ذات حق کو دیکھ سکیگا ورنہ جو مشاہدۂ صفات سے یہاں اندھا ہے وہاں بھی مشاہدۂ ذات سے اندھا رہیگا۔ مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا دنیوی مشاہدۂ صفات کو اخروی مشاہدۂ ذات کیلئے جو شرط گردانا گیا ہے وہ عالم التقیاء مومنین کیلئے ہے ورنہ کاملیاء اولیاء وعرفائے اس دنیا میں آخرت کو دیکھا ہے اور ذات جمیع اسماء وصفات الٰہی کا اسی دنیا میں کشف وشہود حاصل ہے ؎ مائیم بطور دل چو موسیٰ ✤ بیہوش فتادہ از تجلّی ✤ بنمود بما جمال اینجا ✤ آں وعدہ کہ کردہ شد بعقبیٰ ✤ درصورت ہر چہ روی بنمود ✤ می بین رخش ارنہ تو اعمیٰ ✤ شیخ عبداللہ بلیانی فرماتے ہیں ؎ تا حق بدو چشم سر نہ بینم ہردم ✤ از پائے طلب می نہ نشینم یکدم ✤ گویند خدا بچشم سر نتواں دید ✤ آں ایشانند و من چنینم ہردم ✤ فُؤَادِي عِنْدِي مَشْهُودِي مُقِيمٌ ✤ يُشَاهِدُ وَا

عند کم لسانی ۴۲۸ وگرنہ رنج خود ضائع مگرداں ✤ بروبینوش لاتھدی زقرآں ✤ تحصیل کمالات کیلئے قابلیت فطری کیضرورت ہے ورنہ رنج ومحنت وسعی ضائع ہے انک لاتھدی من احببت جنکو رویت لقائے محبوب حقیقی کی قابلیت فطری نہیں ہے وہ ضرور اس رویت کے منکر ہونگے تمثیل اس امر کے بیان میں ہے کہ جسکو کسی امر کی قابلیت فطری نہو تو وہ ضرور اسکا منکر ہوگا۔ واذلم یھتدوا بہ فسیقولون ھذا افک قدیم۔ ۴۲۹ ندارد باور آنکہ زالوان ✤ وگر صد سال گوئی نقل وبرہان ✤ اگر بینا شخص مادرزاد اندھے سے جو کسی طرح کا رنگ دیکھا نہ ہو اقسام کے رنگ سبز وسرخ وزرد وکبود سفید وسیاہ کا ذکر کرے اور سیکڑوں سال ان رنگوں کے وجود پر دلیل وبرہان پیش کرے تو وہ اندھا کبھی تصدیق نکریگا۔ بلکہ اسکا انکار زائد ہوتا رہیگا اور کہیگا کہ اگر یہ رنگ موجود ہوتے تو میں بھی دیکھتا تھا:۔ ۴۳۰ سفید وسرخ وزرد وسبز کاہی ✤ بنزد وے نباشد جز سیاہی ✤ تمام سفید وسرخ وزرد وسبز کاہی رنگ اس مادرزاد اندھے کے نزدیک بجز سیاہی کے اور کچھ نہیں ہے بلکہ وہ سیاہی کو سمجھنا بھی مشکل ہے کیونکہ سیاہ کو سفید وغیرہ رنگوں کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے ۵ ہر کسے را سوی گنج ارزہ بدند ✤ ہر گدائے اندریں رہ شہ شدے ✤ چشم کو تا گنج بیند در جہاں ✤ گوش کو تا بشنود اوصاف آں ✤ ۔ ۴۳۱ نگر تا کور مادرزاد بدحال ✤ کجا بینا شود از کحل کحال ✤ مادرزاد نابینا کو دیکھ کہ ہمیشہ بدحال واندھا ہی رہتا ہے ہرگز سرمہ ڈالنوالی حکیم کے سرمہ سے بینا نہیں ہوسکتا لیکن اگر اول فطرت میں بینا ہو اور پھر کسی وجہ سے اندھا ہوگیا ہو تو اسکا علاج استاد حکیم کامل کی قوت میں ہے اسیطرح جو توفیق یافتہ اصل فطرت میں دیدۂ حق بین سے بینا ہو اور روح وعینی کوئی میں شہوات نفسانی وعلائق جسمانی کے سبب سے اسکی فطری دیدۂ حق بین میں اندھاپن طاری ہوگیا ہو تو مرشدان کاملین اطبائے روحانی کے سرمۂ ارشاد سے اسکا اندھاپن دور ہوسکتا ہے لیکن جو اصل فطرت میں ہی اندھا پیدا ہوا ہو تو اس شقی ازلی کا علاج بحکم انک لاتھدی من احببت کاملین سے ممکن نہیں ۵ وضع ایں کوری بدست خلق نیست۔ ۴۳۲ خرد از دیدن احوال عقبیٰ ✤ بود چون کور مادرزاد دنیا ✤ عقل بھی اُخروی کل احوال کی رویت اور حق کی رؤیت سے دنیوی کور مادرزاد کی طرح اندھی ہے مدرکات کشفیہ کے ادراک میں عقل کی ایسی مثال ہے کہ بصر کو مسموعات اور سمع کو مبصرات سے جیسی نسبت ہے ۵ گر بعقل ادراک ایں ممکن بدے ✤ قہر نفس از بھر چہ واجب بدے ✤ باچنان نعمت کہ دارد شاہ ہش ✤ بیضرورت چوں بجوید مدعش ✤ فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم ۴۳۳ ورائے عقل طوریست در انساں ✤ کہ بشناسد بداں اسرار پنہاں ✤ عقل نظری جو چیزوں کو معلوم کرنیکے لئے ترتیب دینے کا نام ہے اس کے اوپر اور ایک طریقہ ہے جس سے رازہائے مخفی معلوم ہوسکتے ہیں وہ طریق تصفیہ وسلوک وریاضت ومجاہدہ وتفریغ دل از غیر حق وانقطاع الی اللہ وہ دام توجہ ہے جو تمام انبیاء واولیا کا

طریقہ ہے۔ ۴۳۴ بسان آتش اندر سنگ و آہن ✤ نہاد است ایزد اندر جان و تن ✤ حکمت الٰہی نے سنگ و آہن میں جسطرح آگ رکھی ہے (چقماق) جب دونوں کو ایک دوسرے پر ماریں تو آگ نکلتی ہے لیکن الگ الگ کسی میں بھی آگ نظر نہیں آتی اسیطرح عشق و محبت جو طریق تصفیہ ہے انسان کے جسم و جان میں رکھا ہے جب جان اور تن ایک دوسرے سے ٹکرائیں تو عشق کی آگ اُن سے نکلتی ہے اسلئے غیب ظاہر ہوتے ہیں الگ الگ جان یا تن کو یہ بات نصیب نہیں جان و تن کو ایک دوسرے پر مارنے کا مطلب یہ ہے کہ خواہشات و عادات کے خلاف نفس کشی و ریاضت میں مشغول رہے تاکہ آتش عشق مشتعل ہو کر غیریت کے خس و خاشاک کو جلا ڈالے ؎ آتشے از عشق در جانہا برفروز ✤ ہو ہو نابودت در آں آتش بسوز ✤ ہر کجا سلطان عشقش جا کند ✤ صد جہاں در یک نفس بر ہم زند۔ ۴۳۵ ازاں مجموع پیدا گردد ایں راز ✤ چو بشنیدی برو با خود بپرداز ✤ صرف عقل سے یہ راز مخفی معلوم نہیں ہو سکتا بلکہ جان و تن کے مجموعہ سے بطریق تصفیہ و سلوک مکشوف ہوتا ہے جب تو نے اسکو سن لیا تو تصفیۂ قلب از غیر حق میں مشغول رہ ؎ تا ہست غمے خود ترا نہ بخشایند ✤ تا تا تو توئی است ہیچ نہ نمایند ✤ تا از خود و ہر دو کون فارغ نشوی ✤ ایں در مزن ای خواجہ کہ نگشایند ✤ ۴۳۶ چو برہم اوفتاد آن سنگ و آہن ✤ ز نورش ہر دو عالم گشت روشن ✤ جب جان و تن کے سنگ و آہن ایک دوسرے سے ٹکرا کر آگ پیدا ہو تو اس نور سے دو عالم روشن ہونگے یعنی جب بطریق تصفیہ از غیر بیخودی پیدا ہو کر باقی بحق ہو جائے تو خود کو عین نور و وحدت حقیقی اور ہر دو عالم کو اپنے نور سے منور دیکھیگا ؎ او چو فانی گردد از خودی ✤ یافت خود را عین نور ایزدی ✤ چوں بعشق دوست گشتی جانفشان ✤ پُر ز خود (یعنی) ہر کون و مکان ✤ ۴۳۷ توئی تو نسخۂ نقش الٰہی ✤ بجو از خویش ہر چیزیکہ خواہی ✤ ای انسان تیرے سوائے نسخہ جامعہ صورت الٰہی کوئی نہیں ہے تیرے حجاب تعین میں کمال ظہور سے حق مخفی و محتجب ہے۔ تو جو کچھ چاہتا ہے اپنے آپ سے طلب کر اگر یہ چاہتا ہے کہ حق کو عیاناً دیکھے تو اول خود شناسی میں کامل ہو جا تاکہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کے مطابق مشاہدۂ جمال الٰہی تجھکو حاصل ہو یہ دولت عظمیٰ محض قوت عقل سے حاصل نہیں ہوتی مگر جلتک کہ تو حسب ارشاد مرشد کامل اپنے تعین و ہستی مجازی کو حق میں محو و فانی کریگا اور تیری توئی کے پردہ کو اٹھا کر نہ دیکھیگا تو تیری توئی کے پردے پیچھے سے اپنے میں حق کا مشاہدہ کریگا ؎ مائی ما چوں شد عدم ✤ شد موجہا بحر قدم ✤ منصورؒ وقتم دمبدم ✤ گویم انا الحق بر ملا ؎ ای زبہ انصافی خود بیخبر ✤ یکزماں انصاف ره بینماں نگر ✤ گر ز تو انصاف آید در وجود ✤ بہ کہ عمرے در رکوع و در سجود ✤ سوال ہفتم۔ ۴۳۸ کدامیں نقطہ را ناطق است انا الحق ✤ چہ گوئی ہر زہ گو بود آں مزبق ✤ کس نقطہ کمال پر پہنچ کر سوائے انا الحق کہنا شایاں ہے۔ کیا یہ واقعی حال ہے جو کاملین کو حاصل ہوتا ہے یا وہ بیہودہ گو یا رہ چڑھا ہوا لمیع تھا جسنے انا الحق کہا۔ یعنی حسین بن منصور حلاجؒ جو کامل ولی اللہ تھے جنہوں نے انا الحق کہا تو انکو دار پر چڑھایا انکا بدن جلا کر دریائے دجلہ میں ڈالا گیا

دجلہ کو طغیانی ہوئی ۳۰۹ھ میں یہ واقعہ ہوا۔ پس کیا یہ کاملین کا کمال مقام وحال ہے یا مصنوعی عیاری ملمع کاری یہودہ گفتار ہے۔ صحاح اللغۃ میں ہے الزیق فارسی معرب وسنہ دراہم مزابق والعامۃ تقول مزیق زیق فارسی لفظ ہے جو عربی بنا لیا گیا ہے دراہم مزابق اسی سے ماخوذ ہے عامۃ الناس مزیق کہتے ہیں، بعض مرزق کہا ہے سرقۃ ترزیقا ای کذا ۱۲ سے ماخوذ ہے جو اسم ۴۳۹ انا الحق

کشف اسرار است مطلق ✤ بجز حق کیست تا گوید انا الحق ✤ انا الحق مطلقاً بیشک وشبہ کشف واظہار اسرار حق ہے ہرگز بیہودہ گوئی بیمعنی نہیں ہے غیر حق کون ہے جو انا الحق کہے

ے آں انا الحق نیست از غیر خدا ✤ غیر حق خود کیست تا گوید انا ✤ چوں ترا از تو بکل خالی کند ✤ تو شوی لیست او سخن عالی کند ✤ ۴۴۰ ہمہ ذرات عالم ہیچو منصور ✤ تو خواہی مست گیر و خواہ مخمور ✤ ۴۴۱ دریں تسبیح و تہلیل اند دائم ✤ بدیں معنی ہمی باشند قائم ✤ تمام ذرات عالم خواہ وہ کامل مست ہوں یا نیم مست ہوں مثل منصور کے تسبیح وتہلیل نفی غیر واثبات حق وتنزیہ حق میں دائم وقائم ہیں تسبیح وتہلیل کا کمال یہ ہے کہ تسبیح وتہلیل کرنیوالا خود انا الحق کہے کیونکہ ھُوَ الحق اور اَنْتَ الحق کہنے سے نما ئب او مخاطب میں دوئی وشرکت باقی رہتی ہے غیر حق کی کامل نفی نہیں ہوسکتی، کیونکہ تسبیح وتہلیل تو ابھی خودی میں باقی ہے جبتک نہ ہو گر ھُوَ اور اَنْتَ کہتا ہے جب، انا الحق کہیگا تو خود بھی رہیگا اسکا آنا فنا ہو کر حق ہی حق رہیگا پس انا الحق کہنا کمال ہے نہ کہ عیب ے ما حق لفظ احمق است بہم ✤ چوں ز ما بگذری چہ ماند حق ✤ حق کیساتھ لفظ ما ملنے سے الف ح کے پہلے اور میم ح کے بعد لا حق ہو جیسے احمق بنتا ہے۔ جب (احمق سے) یہ میم والف ما نکلجائے تو حق رہیگا۔ حق ہی سب کا قیوم ہے اسی قیومیت حق سے۔ سب قائم ہیں ے خواہی کہ شود کشف برت سر انا الحق ✤ فانی ز خودی باش و بحق باقی مطلق ✤ ۴۴۲ اگر خواہی کہ گردد بر تو آساں ✤ وان من شیء یسبح فرو خواں ✤ تمام ذرات عالم کی تسبیح انا الحق کہنے سے مشکل راز کو تجھ پر آسان کرنا چاہتا ہے تو وان من شیء الا یسبح یعمل ۱۲ ولکن لا تفقھون تسبیحھم ہر عضو سے پڑھ اور یہ سمجھ کہ کامل تسبیح وحمد حق کا حق انا الحق کہنے ہی سے ادا ہوتا ہے ۔ ۴۴۳ چو کردی خویش را بینہ کاری ✤ تو ہم حلاج وار این دم برآری ✤ جب تو اپنے وجود خیالی ومجازی کی روئی کو دھنک کر پرخیال کردیگا تو خود بخود بیخود حق کیساتھ باقی رہکر خود کو حق اور لسان حق سے حسین بن منصور حلاج کیطرح انا الحق کا دم بھریگا ے از شراب جام منصوری بنوش ✤ مست وبیخود گو انا الحق بر بلا ✤ جاں جاناں زندہ جاوید گشت ✤ تا ز قید خود وبکلی شد فنا ✤ گفت اسیری گر تو میخواہی وصال ✤ بے ہوائی در بہ در وصل ما در آ ۔ ۴۴۴ بر آور بینہ بیدارت از گوش ✤ ندائے واحد القہار بشنو ش ✤ تیری غفلت وپندار کا پنبہ جو کشف حقیقی سے مانع ہے گوش ہوش سے اگر نکالا رہیگا تو آج ہی لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار کی ندا سن لیگا اور جانیگا کہ ملک وجود میں بجز حق کے کوئی موجود نہیں ہے کیونکہ شان وحدت حقیقی ہمیشہ انیٔ غیر کی

متقاضی ہے ۔ ۴۴۵ ندامی آید از حق بردوامت ✤ چرا گشتی تو موقوف قیامت ✤
ذات ہستی حق ہمیشہ یگانگی مطلق کو چاہتی ہے کہ ہستی کے سوائے باقی سب نیستی کے سوا کچھ نہیں ہے ۔ ندائے لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ قُلْ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ شان وحدت کا ذاتی مقتضا ہے جب ذات ہمیشہ دائم و باقی ہے تو ذات کا اقتضا بھی ہمیشہ باقی ہے ذات سے ذاتیات منفک نہیں ہوتے تو پس ظہور شان وحدت مطلقہ کو قیامت پر کیوں موقوف و منحصر رکھا ہے فقط بندۂ غفلت و پندار سے تیرے کان بھرے ہوئے ہیں بحکم لَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بھائی وحدت مطلقہ کو نہیں سنتا ہے ۔ ۴۴۶ در آور وادی ایمن کہ ناگاہ ✤ درختے گویدت اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ ✤ اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ اشارہ ہے آیتہ کریمہ فَلَمَّا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ کیطرف ۔ موسیٰ علیہ السلام جب (وادی ایمن میں پہنچے تو درخت سے آواز آئی کہ اے موسیٰ میں اللہ رب العالمین ہوں ۔ یہاں وادی ایمن سے طریق تصفیۂ دل از غیر حق مراد ہے جب آئینۂ دل زنگ غیریت سے مصفا ہوگا تو ہر صورت سے جمال وحدت حقیقی کا مشاہدہ کریگا اور ہمیشہ تمام مظاہر عالم کی صورتوں سے حق مطلق کو اَنَا اللّٰهُ وَاَنَا الْحَقُّ کہتا ہوا سنیگا ✤ زنگ دوئی ز آئینۂ دل زدودہ ایم ✤ تا حسن جانفزائے تو با تو نمودہ ایم ✤ ہمچوں کلیم تا بہ طور دل آمدیم ✤ اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ از ہمہ عالم شنیدہ ایم ✤ ۴۴۷ مگر واباشد انا اللہ از درختے ✤ چرا نبود روا از زنیکے ✤
اس پر رد ہے اُن لوگوں کا جنہوں نے شیخ حسین بن منصور حلاج کے انا الحق کہنے کے سبب سے انکے کفر اور واجب القتل ہونیکا فتویٰ دیا ✤ چوں قلم در دست غدارے بود ✤ لاجرم منصور بردارے بود ✤ چونکہ حکم اندر کف رنداں بود ✤ لاجرم ذوالنون در زنداں بود ✤ یوسفاں از مکر اخواں در چہند ✤ گرگ صد یوسف بگرگاں میدہند ✤ درخت کا اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ کہنا قرآن شریف سے ثابت ہے چونکہ درخت صفات کمال کا مظہر تام نہیں ہے اور انسان کامل منصور جیسا نیک بخت باعتبار جامعیت صفات کمال اکمل جمیع موجودات ہونیکے سبب سے تجلی حق کا مجلا و مظہر ہونا بطریق اولیٰ ممکن ہے تو پھر اسکا انا الحق کہنا کسطرح موجب کفر و قتل ہوا اور درخت کا انی انا اللہ رب العالمین کہنا کسطرح جائز ٹھیرا ۔ ۴۴۸ سر انگشتری را کہ اندر دل شکے نیست ✤ یقین داند کہ ہستی جز یکے نیست ✤
جنکو دلائل یقین کے استدلال سے یا بطریق کشف یقین حاصل ہو وہ یقیناً جانتے ہیں کہ ہستی و وجود صرف ایک ہی ہے واجب کے سوا کوئی نہیں ہے ممکنات کی ہستی کا یہی مطلب ہے کہ واجب بصورت ممکنات ظاہر و جلوہ گر ہے ۔ ۴۴۹ انانیت بود حق را سزاوار ✤ کہ ھُوَ غیب است و غائب وہم و پندار ✤
ذات ہستی چونکہ یگانگی مطلق کا تقاضا کرتی ہے ۔ انانیت (میں پن) یعنی اَنَا اللّٰهُ یا انا الحق کہنا حق کو ہی سزاوار ہے ۔ کیونکہ سب مظاہر میں وہی ایک حق ظاہر ہے اسکا غیر کوئی نہیں ہے لفظ ھُوَ غیب پر بولا جاتا ہے اور اصطلاح صوفیہ میں ھُوَ ذات کو باعتبار غیب و نایافت ہونیکے کہتے ہیں ۔ اور غائب وہم و خیال و پندار ہے ۔ اور حق حاضر ہے اور تمام اشیاء کا عین و

وہمہ اوست ۔ پس جو چیز غیریت و دوئی کی موجب ہو حقیقت حق کے لائق نہیں انانیت میں پن میں دوئی وغیریت کے توہمات نہیں ہیں اسلئے انانیت اسکی شان کو زیبا ہے ۔ ۴۵۰ جناب حضرت حق را دوئی نیست ✤ در انحضرت من و ما و توئی نیست ✤ جناب حضرت حق جو بوحدت حقیقی واحد ہے اس بارگاہ وحدت میں دوئی کی گنجائش نہیں تاکہ ھُو ضمیر غائب سے اسکی تعبیر کیجاسکے بلکہ من و ماجو مفرد و جمع اور توئی جو مستلزم مخاطبت ہے انکی گنجائش بھی نہیں تمام کثرات حقیقی و اعتباری سے منزہ و مبرا ہے یہ سب اعتبارات ہماری نسبت و اعتبار سے ہیں ۴۵۱ من و ما و تو و او ہست یک چیز ✤ کہ در وحدت نباشد ہیچ تمیز ✤ میں اور ہم اور تو اور وہ بغیر مائی و توئی و اوئی کے سب ایک چیز و ایک ذات و ایک حقیقت ہیں کیونکہ مرتبہ وحدت میں فرق و تمیز و غیریت کی اصلا گنجائش نہیں ۵ من و تو بے من و تو ما و شما ست ✤ ہمہ یکذات و کثرت از اسماست ✤ توئی تو نمود اوی اوست ✤ انا و انت عین نحن و ھو است ✤ عالم خلق و امر ہر دو یکیست ✤ وحدت ہستی من و تو یکیست ✤ ۴۵۲ ہر آنکو خالی از خود چوں خلا شد ✤ انا الحق اندر و صوت و صدا شد ✤ جو شخص اپنی خودی سے خلا کیطرح خالی ہوجائے اسمیں انا الحق کی آواز و گونج پیدا ہوگی یعنی انا الحق کہنے والا تو حق ہی ہے مگر اس خلا میں آواز و گونج پیدا ہوگی نادان سمجھیگا اس شخص منصور وغیرہ نے انا الحق کہا واجب القتل ہے عارف سمجھیگا کہ پہاڑ کے درمیان خلا میں تو نے آواز بلند کریگا تو اسی مطابق پہاڑ سے جسطرح آواز و گونج پیدا ہوگی اسیطرح خلائے عارف سے انا الحق کی صدا گونج رہی ہے مگر انا الحق کی آواز بلند کرنیوالا ھُو الحق ہے ۵ از زبانم چوں تو خود گفتی انا الحق آشکار ✤ پس چو منصورم چرا بردار عشق آویختی ✤ تاکہ باشد از غبار غیر بر روئت نقاب ✤ گرد غیریت بصحرائی وجود انگیختی ✤ ۴۵۳ شود باوجہ باقی غیر ہالک ✤ یکے گردد سلوک و سیر و سالک ✤ ہر موجود میں دو وجہ ہیں ۔ وجہ فانی اسکا تعین ۔ وجہ باقی وجہ اللہ وجود مطلق حق کل شیٔ ھالک الا وجھہ ۔ اور ما عندکم ینفد وجہ فانی ۔ وما عند اللہ باق وجہ ربانی ہے جب تعین و تشخص اٹھ جائے تو وجہ باقی کے ساتھ یہ سالک بھی باقی غیر ہالک رہیگا ۔ سیر و سلوک و سالک سب ایک چیز ہوگی ۵ ایں تعین شد حجاب روی دوست ✤ چونکہ برخیزد تعین جملہ اوست ✤ آنچہ تو جویای آنی روز و شب ✤ در توئی شد او نہان یا اللعجب ✤ چوں دلت صافی شود از نقش و رین ✤ پرتو مارا تو بر خیز از زمین ✤ نیست گردد صورت بالا و پست ✤ حق عیان بینی بنقش ہر چہ ہست ✤ تا تعین بر نخیزد از میان ✤ حق نہانست و نخواہد شد عیان ✤ ۴۵۴ حلول و اتحاد اینجا محال است ✤ کہ در وحدت دوئی عین ضلال است ✤ عقیدۂ صوفیہ یہ ہے کہ اشیاء کیجو توں سے حق ظاہر ہے اس عقیدہ میں حلول و اتحاد کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ صوفیہ وحدت حق کے معتقد ہیں حلول و اتحاد کیلئے دو چیز کی ضرورت ہے اسلئے کہ ایک چیز میں ایک چیز کے اتر آنے کو حلول کہتے ہیں ۔ اور ایک چیز عین دوسری چیز ہو جانیکو اتحاد کہتے ہیں وحدت میں

ایسی دوئی گمرہی ہے ۵ اینجا حلول کفر بود اتحاد ہم ✤ کیں وحدتیست لیک بتکرار آمدہ ✤ اینجا چہ جای
نعت حلول است و اتحاد ✤ کیں یک حقیقت است کہ بانوار آمدہ ✤

۴۵۵ حلول و اتحاد

از غیر خیزد ✤ ولے وحدت ہمہ از سیر خیزد ✤ حلول و اتحاد غیر سے پیدا ہوتے ہیں
کیونکہ جبتک دو چیز نہوں نہ حلول ہوگا نہ اتحاد لیکن وحدت سیر سے حاصل ہوتی ہے یعنی ذات حق
مراتب تنزلات میں مختلف نقش و صورت سے جلوہ گر ہے بنقوش و صورتیں و تعینات سے کثرت و تعدد کا
وہم ہوتا ہے جب سالک سیر رجوعی سے عروج کریگا تو تعینات کی کثرت تجلی وحدت سے محو و فانی ہوکر وحدت
صرفہ ظاہر ہوگی ۵ برفشان بر سر دو عالم آستین ✤ در مقام وحدت آ ایمن نشین ✤ چوں روی راہ خدا
بینجو برد ✤ دوست خواہی از خودی بیگانہ شو ✤ چونکہ گردد نور وحدت آشکار ✤ ظلمت کثرت نماند برقرار ✤

۴۵۶ تعین بود گر ہستی جدا شد ✤ نہ حق بندہ و نہ بندہ خدا شد ✤

خود سے خالی ہونا اور اپنی ہستی سے محو و فانی ہونا جو کہا جاتا ہے اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ بندہ کبھی ایک
وجود و ہستی ہے سعی و کوشش سے تیرے وجود و ہستی کو مٹا کر فانی ہو جا بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ وجود
حق کا صرف ایک ہی ہے لیکن تعینات کیصورتوں سے حق ظاہر ہے جسطرح دریا پر موج و حباب کا
تعین عارض ہوتا ہے تو موج و حباب کی صورت سے دریا کا ظہور ہوتا ہے اور موج و حباب دریا کے غیر
معلوم ہوتے ہیں حالانکہ دریا کے سوائے کوئی چیز نہیں ہے لیکن موج و حباب کی ہستی کا وہم ہوتا ہے
پس موج و حباب کا تعین دریا کے چہرہ سے اٹھا دیا جائے تو دریا صرف اپنی وحدت پر باقی رہیگا موج و
حباب کی کثرت دفع ہوگی - اسیطرح تعین عالم کا جب ہستی بحت سے جدا ہو جائے تو ہستی حق اپنی وحدت
اصلی پر ظاہر ہوگی تعین جدا ہونیکا یہ مطلب نہیں ہے کہ بندہ خدا یا خدا بندہ ہوگیا ہے ۵ جملہ عالم نقش این
دریاست بس ✤ ہر چہ گویم غیر ازیں موہوم است بس ✤ بحر کلی چون بجنبش گر درآی ✤ نقشہا بر بحر کلی ماند بجای
۵ تا تو پیدائی خدا باشد نہاں ✤ تو نہاں شو تا کہ گردد حق عیاں ✤ چوں برافتد از جمال او نقاب ✤ از
پس ہر ذرہ تابد آفتاب ✤

۴۵۷ وجود خلق و کثرت در نمود است ✤ نہ ہر چیزے کہ مے بینی بدید است ✤

مخلوقات کے وجود اور سکنات کی کثرتیں صرف نمود بے بود ہیں جو کچھ نظر آتا ہے وہ عین بود و وجود حق نہیں ہے بلکہ وہ وجود مطلق حق ان تعینات سے ظاہر ہوا ہے
پس وجود مطلق حق اور تعینات میں غیریت ثابت ہوئی ۵ ایں نقشہا کہ ہست سر اسر نمایش است ✤
اندر نظر چو صورت بسیار آمدہ ✤ ایں موجہائے بحر محیط حقیقت است ✤ ویں جوشہا ز قلزم زخار آمدہ ✤
تمثیل نمودے بود ✤

۴۵۸ بنہ آئینہ اندر برابر ✤ در و سنگر ببیں آشخص دیگر

۴۵۹ بیک رہ باز بیں تا چیست آنعکس ✤ نہ اینست و نہ آں پس کیست آنعکس ✤

آئینہ روبرو رکھکر دیکھ کہ اسمیں جو شخص نظر آتا ہے پھر اسکو بار دیگر غور سے
دیکھ کہ آئینہ میں جو عکس ہے وہ کیا چیز ہے وہ عکس درحقیقت نہ شخص مجازی آئینہ ہے کہ آئینہ ہے نہ
آئینہ کے اندر ہے - اگر آئینہ کے اندر کوئی چیز ہوتی یا خود آئینہ ہوتی تو اس شخص کے سامنے ہونے بعد بھی

نظر آتی اور دیکھنے والے شخص اور آئینہ کے درمیان بھی کوئی صورت واقع نہیں ہے پھر وہ ممکن کیا چیز ہے وہ ایک نمود بے بود کی خیالی و مثالی صورت ہے جسکو بحکم یضرب اللہ الامثال للناس لعلھم یتذکرون بندو بخی تفہیم و تمثیل کیلئے اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا ہے :۔ ۴۶۰ چو من ہستم نہ ذات خود معین ✤ اندانم تا چہ باشد سایۂ من ✤ (نمود بے بود کی دوسری مثال) جبکہ میں اپنی ذات سے معین ہوں اور مجھ کو وجود بھی ہے میں نہیں جانتا یہ سایہ جو ان شعاعوں کے انعکاس سے جو میرے حجاب کے پیچھے سے (نور و سایہ کے درمیان خط فاصل واقع ہوا ہوں) نظر آتا ہے وہ سایہ کیا ہے درحقیقت میں وہ نہیں ہوں جو نور و سایہ کے درمیان خط فاصل ہوں نہ نور ہے پس اس تمثیل سے معلوم ہوا کہ صرف نمود بغیر بود و وجود کے بے حقیقت ہے ممکنات کے وجود بھی اسیطرح نمود بے بود ہیں جنکی کوئی حقیقت نہیں ہے ۔ ۴۶۱ عدم با ہستی آخر چوں شود ضم ✤ نباشد نور و ظلمت ہر دو باہم ✤ نیستی ہستی کیساتھ ضم نہیں ہوسکتی اسلئے کہ ضدین ہیں ضدین کا اجتماع محال ہے اور نور و ظلمت بھی باہم جمع نہیں ہوسکتے کیونکہ انمیں عدم و ملکہ کا تقابل ہے اور ممکن فی حد ذاتہ نہ ہستی ہے نہ نیستی یعنی امکان ایسا اعتبار ہے جسکا خارج میں وجود نہیں اور ممکن ہستی کے وقت میں واجب الوجود سے اور اپنی حقیقت اعتبار عدمیت پر باقی ہے ورنہ قلب حقائق لازم آئیگا ۔ اور ممکن کا واجب بالذات بالسبب ظہور وجود کے ایک دوسرا اعتبار ہے اسیطرح واجب ہمیشہ اپنے وجوب ذاتی پر باقی ہے اور ممکن کیصورت میں واجب کے ظاہر ہونیسے نہ ذات واجب میں تغیر لازم آتا ہے نہ ممکن میں کیونکہ واجب اپنے وجوب ذاتی پر باقی ہے اور ممکن بھی اپنے اعتبار عدمیت پر باقی ہے اور ممکنات کا وجود نمود بے بود بے حقیقت ہے ؎ نقش عالم درمیاں آوردہ است ✤ روئے خود در پردہ پنہاں کردہ است ✤ ہر کہ او بگذشت از وہم و خیال ✤ پیش او نقش دوئی باشد محال ✤ ۴۶۲ چو ماضی نیست مستقبل مہ و سال ✤ چہ باشد غیر ازاں یک نقطۂ حال ✤ زمانہ فلک اعظم کی حرکت کے مقدار کا نام ہے چونکہ اسکی حرکت دائمی ہے اس حرکت میں جو تعین کہ مفروض ہوگا تو بعض تعینات کے اعتبار سے مسبوق ہوگا بعض کے اعتبار سے سابق یعنی اول ہوگا اور بقا رہیں دو تعین کا جمع ہونا محال ہے اور امتداد زمانی جو اس حرکت سے دیکھی جاتی ہے اس امتداد میں جو جز فرض کیا جائے بعض اجزاء کی نسبت مسبوق اور پیچھے ہوگا تو اجزائے سابقہ جو کہ نیست ہوگئے ہیں اسکا نام زمانۂ ماضی ہے اور بعض اجزاء کی نسبت آگے ہوگا ۔ یہ اجزاء جو ابھی تک نہیں آئے زمانۂ مستقبل انکا نام ہے اور وہ جزو مفروض کا نام حال و آن ہے جو ماضی کی انتہا اور مستقبل کی ابتدا اور ماضی و مستقبل کے درمیان حد فاصل ہے حال و آن کی نسبت امتداد زمانی کیساتھ وہی ہے جو نقطہ کو ہر دو جانب سے غیر متناہی فرض کئے ہوئے خط کیساتھ ہوتی ہے پس حاصل یہ کہ زمانۂ ماضی کیطرح زمانۂ مستقبل اور ماہ و سال بھی نیست و عدم ہیں کیونکہ ماضی گذر چکا اسلئے وہ بھی عدم ہے مستقبل ہنوز آیا نہیں اسلئے وہ بھی عدم ہے ۔ ماہ و سال کا وجود زمانہ پر منوط و موقوف ہے اسلئے وہ بھی عدم ہے

آگر گزرا ہوا ہے تو معدوم ہے ہنوز آیا نہیں تو بھی عدم ہے اس امتداد میں بجز ایک نقطۂ حال کے دوسری کوئی چیز نہیں ہے تعینات نقطۂ حال کے تازہ بتازہ ہونیسے ہی امتداد زمانی خط ممتد غیر متناہی کی طرح نظر آتا ہے۔ حاصل یہ کہ ماضی و مستقبل و ماہ و سال سب نمودے بود ہیں۔ ایسا ہی ممکنات بھی نمودے بود ہیں۔ **۵۴۶۲ یکے نقطہ است وہمی گشتہ سا ری ✤ تو اورا نام گردش نہر جاری** ✤ جسکا نام نہر جاری ہے وہ بھی ایک نقطۂ وہمی ہے نمودے بود ہے حال و آن کی امتداد زمانی کے ساتھ ایسی نسبت ہے جیسی ایک نقطہ کی جانبین سے غیر متناہی خط ممتد کیساتھ نسبت ہے یا جیسی نقطہ کی نسبت ہے نہر جاری کیساتھ سہ یان کے اعتبار سے اور جسطرح وہ نقطہ جو اس خط وہمی میں ہے اعتباری و فرضی ہے نقطۂ حال و آن بھی فرضی وہمی ہے ورنہ جزو لا یتجزی لازم آئیگا۔ جو حکما کے پاس محال ہے اسلئے فرمایا کہ ایک نقطۂ وہمی ہے جو سریان کیا ہوا ہے بسبب سرعت تجدد کے جو اسکو دوام حرکت فلک اعظم کے سبب سے اسکو حاصل ہوتی ہے سریان کی صورت اس سے متوہم ہوتی ہے جیسا کہ بارش کا قطرہ نازلہ نزول کے وقت ایک رسی کی طرح مسلسل نمایاں ہوتا ہے اور جسطرح سے نقطہ شعلۂ جوالہ گردش کیوجہ سے دائرہ معلوم ہوتا ہے ایسا ہی نقطۂ وہمی پانی کا سرعت تجدد کے سبب سے سریان کیا ہوا معلوم ہوتا ہے جسکو تو نہر جاری آب رواں نام رکھا ہے جسکو مبدار و منتہا نہیں ہمیشہ جاری ہے۔ جبکہ نقطۂ وہمی سے نہر جاری رواں معلوم ہوتی ہے ممکنات کے وجودات کو بھی ایسا ہی نمودے بود یقین کرلیں۔ **۵۴۶۴ جز از من اندریں صحرا دگر کیست ✤ بگو با من کہ ایں صوت و صدا چیست** ✤ یہ بھی نمودے بود کی تمثیل ہے کہ آواز کرنیوالے شخص کے سامنے جب کوئی جسم ذی صلابت بلند عمارت یا صحرا جسکے اطراف پہاڑ ہوں آواز بلند کیجائے تو اسکے محاذی دیوار و پہاڑ کو پھینکر بسبیل انعکاس وہی آواز پھر سنائی دیتی ہے حالانکہ آواز کرنیوالا ایک شخص ہے اس ایک آواز سے وہ عمارت و کوہ و صحرا پر صوت و صدا ہوتا ہے گونجنے لگتا ہے اور ایسا متصور و متوہم ہوتا ہے کہ شاید آواز کرنیوالے بہت لوگ ہیں پس یہ گونج جیسی نمودے بود ہے اسیطرح اس صحرائے وجود میں بغیر مبہم ایک مطلق حق متعین بتعینات ممکنات دوسرا کون ہے یہ صوت و صدا و کلمہ و کلام کسکا ہے وہی ایک نغمہ امر کن کی صوت و صدا و گونج ہے جو اپنے ظہور و اظہار کمالات کی حکمت سے حق مطلق سے ظاہر ہوئی اور اعیان ثابتہ ممکنات سے جو بمنزلہ جسم صلب ہیں منعکس ہوکر بشکل فیکون ظاہر ہوئی اور گونجنے لگی ہے پس تمام عالم نمود بے بود ہے ✤ مطرب عشق میکوازد ساز ✤ عاشقے کو کہ بشنود آواز ✤ ہمہ عالم صدائے نغمۂ اوست ✤ کہ شنیدیں چنین صدائے دراز ✤ زاں آواز جہاں بروں افتاد ✤ نمود صدا کئی رنگا و دارد راز ✤ **۵۴۶۵ عرض فانیست جوہر زوم رکب ✤ بگو کی بود یا خود کو مرکب** ✤ یہ بھی نمودے بود کی تمثیل ہے جو متکلمین کہ مادہ سے مجرد جواہر مثل عقول و نفوس کے قائل نہیں ان کے پاس جوہر صرف فرد اور اس سے مرکب شدہ اجسام میں منحصر ہے بعض متکلمین مجموعۂ اعراض مجتمعہ کو جواہر کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اعراض حقیقت جوہر جسم میں داخل ہیں۔ جوہر وہ ہے جو اپنی ذات سے آپ قائم ہے اور عرض وہ ہے جو

بذات خود قائم نہ ہو بلکہ قائم بالغیر ہو پس حکم الاعراض لا تبقی زمانین عرض فانی ہے ہر لحظہ نیست ہوتی ہے پھر متجدد امر ہو پیدا ہوتی ہے تو جب عرض کو وجود ہی نہیں نابود ہے تو نابود عرض سے جو جوہر جسم مرکب ہوگا اسکا وجود کسطرح ثابت ہوگا۔ یا اعراض مجتمعہ کو جو جوہر کہتے ہیں یا جوہر جسم کی حقیقت میں اعراض کو داخل مانتے ہیں انکے اعتقاد کیموافق صراحتہً ثابت ہوتا ہے کہ تمام عالم نمود بے بود ہے کیونکہ عرض غیر قار اور زمانی فانی دبے بود ہے بے بُود سے جو مرکب ہو وہ بھی بے بُود ہے۔ ۴۶۶ زطول وعرض وازعمق اندر اجسام ✤ وجودے چوں پدید آید زاعدام ✤ یعنی نمود بے بود کی تمثیل ہے یعنی جسم کی تعریف یہ ہے کہ طول وعرض وعمق ابعاد ثلثہ سے اجسام پیدا ہوئے ہیں طول وعرض وعمق یہ سہ تمہیں امور اعتباری وہمی وعدمی ہیں اعدام سے اجسام کسطرح پیدا ہوسکتے ہیں لایخلق من العدم۔ ہرگز وجود نہیں ہوسکتا کیونکہ قلب حقائق محال ہے پس معلوم ہوا کہ وجود نہیں بلکہ نمود بے بود ہے یعنی وحدت مطلقہ متعین ہوئی تو ایک نقطہ ہوا نقطہ کی سرعت الفضا اور تعینات مختلفہ کے تجدد سے طول پیدا ہوا جو خط ہے اور خط کے ایک جانب تجدد تعین سے عرض اور دوسری جانب کے تجدد تعین سے عمق پیدا ہوا۔ اور طول وعرض وعمق ابعاد ثلثہ کی ترکیب سے صورت جسمیہ پیدا ہوئی

۴۶۷ ازیں جنس است اصل جملہ عالم ✤ چو دانستی بیار ایمان وفا لزم ✤ تمام عالم کی اصل وجود اسی قسم کی نمود بے بود ہے آئینہ کی عکسی صورت وعکس ظلی دہر جاری سریان لفظہ وہمی خیال وحدا وگوہ اور اعراض قائمہ سے جو ہر کی ترکیب اور اعدام ثلثہ طول وعرض وعمق سے اجسام کا ظہور وغیرہ نمود بے بود کی مثالیں جو مذکور ہوئیں اسلئے ثابت ہوا کہ مخلوقات کا وجود صرف نمود بے بود ہے وجود مطلق حق کے سوائے کوئی موجود نہیں ہے پس اب توحید حقیقی وعدم موجودیت غیر حق پر ایمان لا اور تصدیق کر کہ جو کچھ ہے وہ حق ہے اور غیر حق عدم ہے اس توحید حقیقی سے کبھی نہ نزل مت ہو حکم اصبت فالذہ اسی معنی ومقصود کا ملازم دم بدم ثابت ہو گردراں کوچہ باریابی تو ✤ کہ ازاں کوچہ بازگردی تو ✤ نقش خود بر تراش واو راباش ✤ تا شود منعکس ہمہ ان یاشی ✤ ۴۶۸ جز از حق نیست ہستی دیگر الحق ✤ ہو الحق گوئی گر خواہی انا الحق ✤ بجز حق کے کوئی ہستی ہی نہیں تو ھو اور انت اور انا۔ غائب ومخاطب ومتکلم سب کا مرجع حقیقی ایک حق ہے تو اب ھو الحق کہو یا انا الحق کہو سب حق ہے عارف جس عبارت سے طبیعت کی تعبیر کریگا بیشک وہ اسکی جہت واصلیت کو سمجھتا ہے تو درست ہے۔ ۴۶۹ نمود وہمی از ہستی جدا کن ✤ نہ بیگانہ خود را آشنا کن ✤ تیری حق سے غیریت وبیگانگی دوئی ودوری کا رہم صرف اسوجہ سے ہے کہ ہستی مطلق حق پر تعین ونمود بے بود موہوم عارض ہوا ہے۔ اور تجھکو حق سے مہجور ومحجوب کر رکھا ہے اس نمود وہمی بے حقیقت کو ہستی حق سے جدا کر دے تو معلوم ہوگا کہ تو حق سے بیگانہ وغیر نہیں ہے بیگانہ واجنبی مت بن بلکہ اپنے کو آشنا کر یعنی اس نمود بے بود وتعین موہوم کو جدا کر دے تو یہی آشنائی ہے ✤ قرب حق تحصیل حاصل ہے یقیں ✤ ورنہ حق سے دور کوئی بھی نہیں

سوال ہشتم :- ۴۷۰ چہ المخلوق را گویند واصل ✤ سلوک وسیر او چوں گشت حاصل ✤ جو شخص کے بطریق سلوک منازل ومراحل طے کر کے منزل

توحید حقیقی کو پہنچا ہے تو ارباب طریقت اسکو کہتے ہیں کہ واصل حق ہوا تو بس مخلوق کو واصل حق کیوں کہتے ہیں۔ اسکو سلوک و سیر و وصال خالق کسطرح حاصل ہوا :- **جواب ۹۴۷ وصال حق** **ز خلقیت جدائیست ✤ ز خود بیگانہ گشتن آشنائیست ✤** اپنے تعین و خلقیت سے جدا ہونا وصال حق ہے اور اپنے سے بیگانہ ہونا حق سے یگانگی و آشنائی ہے ؎ یار ما با ماست از ما کی جدا است ✤ مائی ما پردۂ ادبار ماست ✤ ہر کہ از ما و منی بیگانہ شد ✤ بے حجاب جان جانہا آشنا است ✤ مرشد کامل کے حسب ارشاد سیر و سلوک و ریاضت و مجاہدہ و تصفیہ قلب و تزکیۂ روح سے فنا فی اللہ و بقا باللہ کی مرتبہ کو پہنچنے سے وصال حقیقی حاصل ہوتا ہے نہ کہ صرف (من نیستم من نیستم من نیستم) کہنے سے بغیر تعلیم و ارشاد مرشد کے عرفان و وصول الی اللہ میسر ہوگا ؎ فانی شو اگر بقا بایدت ✤ بگذر ز خود از خدا بایدت ✤ مردان کہ رہ خدا سپردند ✤ در عالم زندگی بمردند ✤ گر مردن تو ز خود تمام است ✤ حشر تو ہم اندریں مقام است ✤ حقا کہ بہر دو گوں امیری ✤ گر پیشتر از اجل بمیری ✤ فانی شو ازیں خودی بمردی ✤ تا زندۂ لایموت گردی ✤ گر مرد رہی محال بگذار ✤ تحقیق طلب خیال بگذار ✤ **۹۴۷ چو ممکن گرد امکاں بر فشاند ✤ بجز واجب دگر چیزے نماند ✤** ممکن اپنی موجودیت کے وقت واجب الوجود ہے۔ جسکے ساتھ قید تعین عدمی کی گرد و غبار از امکان ہے جو صفحۂ وجود مطلق پر جمی ہے جب ممکن اپنے امکانی تعین کے گرد کو جھاڑ دیگا تو واجب کے سوائے کچھ باقی نہ رہیگا کیونکہ امکان نمود بلا وجود ہے بحث سے یہ وہمی نمود رفع ہونیکے بعد واجب الوجود و بود حقیقی ویسا ہی رہیگا ؎ قصۂ ما و من مگو با او ✤ یا تو با شی دریں میاں یا او ✤ رہنمائے من و تو از قرآن ✤ از قال اللہ تذرھم خوان ✤ **۹۴۸ وجود ہر دو عالم چون خیالست ✤ کہ در وقت بقا عین زوالست ✤** ہستی اور ہے پن اللہ کے ہے جو کہ نیستی اور نہیں ہے یعنی عالم کی صورت جو ظاہر ہے تو حق ہمیشہ ہست ہے اور ہر دو عالم ہمیشہ نیست ہے مثل وہم و خیال۔ بقا اور موجودگی کے وقت میں ہی عین عدم و زوال ہے نمود بے بود ہے :- کل شیء ھالک الا وجھہ وجہ اللہ کے سوائے ہر ایک شئی ہر وقت ہالک و نیست و باطل ہے نہ یہ کہ آئندہ کبھی ہلاک ہونیوالی ہے بلکہ اس موجودگی کی حالت میں خود معدوم ہے نمود بے بود کی نمائش سے اہل حجاب اسکو موجود سمجھتے ہیں شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے فص یوسفی میں فرمایا ہے فاعلم انک خیال و جمیع العالم خیال فالموجود ای الوجود الکونی کلہ خیال فی خیال والوجود الحق انما اللہ خاصۃ من حیث ذاتہ وعینیتہ لا من اسمائہ ؎ دو عالم یا رو غیر او خیال است ✤ مشو جانا گرفتار خیالات ✤ عالم بقا و موجودگی کے وقت بھی نیست و نابود ہونیکا مطلب یہ ہے کہ عالم ہمیشہ نیست ہے کبھی ہست نہیں ہو سکتا اور حقتعالی ہمیشہ ہست ہے ہرگز کبھی نیست نہیں ہوتا پس عالم موجود معلوم ہونیکا یہی مطلب ہے کہ وہ ہست حقیقی اس نیست کی صورت سے موجود و ظاہر ہوا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عالم بھی گو یا موجود ہے ورنہ در اصل نیست ہے ؎ نیستی نیستت یا ہستت ✤ نیست است او اگر چہ با ہست است ✤ **۹۴۹ ھو فشان ہمیشہ حق را داں ✤ خلق را کل من علیھا فان ✤**

نہ مخلوقست آں کو گشت واصل ✤ بگوید ایں سخن را مرد کامل ✤ ہو واصل
حق ہوتا ہے وہ مخلوق نہیں کیونکہ خلق و مخلوق تعین و تشخص ہے اور نہ وجود ہمیشہ ہی ہست ہے واجب ہے جبتک تعین و تشخص دور نہ ہوگا وصال نہ ہوگا اسلئے کہ وصال نام ہے رفع تعین کا جب تعین رفع ہوا تو مخلوق نرہا تو ثابت ہوا کہ مخلوق یا مخلوقیت کا جبتک اثر باقی رہیگا واصل نہو سکیگا۔ اور مخلوق واصل ہے کہنا کامل کا کلام نہیں ہے ۵ بوصل ادکارہ میتواں بردن ہماتا ذرۂ مائی ماہست ✤ جب ہمارا تعین نرہا تو مخلوق نرہا پنے واصل آپ ہوئے۔ **۵۴۷۵ عدم شئی راہ یابد اندریں باب ✤ چہ نسبت خاک را با رب ارباب ✤** ممکنات اپنی ذات کے اعتبار سے عدم ہیں اور سلوک و وصال و وجدان وجود کے لوازم سے ہیں جو چیز اپنی ذات کے اعتبار سے عدم ہو اسکو حضرت وجود سے کیا مناسبت ہے جو واصل حق ہو سکے کیونکہ مدرک اور مدرک میں جبتک مناسبت نہو ادراک ممکن نہیں اور خاک کو باوجود کثافت و ظلمت کے رب ارباب لطیف محض و نور مطلق سے کیا نسبت ہے۔ جو عارف و واصل حق ہو سکے۔ **۵۴۷۶ عدم چہ بود کہ با حق واصل آید ✤ وز و سیر و سلوکے حاصل آید ✤** عدم یعنی ممکنات کی کیا بساط ہے جو حق کے ساتھ واصل ہو سکے اور سیر و سلوک کو جو وجود و حیات و علم کے تابع ہیں عدم کسطرح حاصل کر سکیگا **۵۴۷۷ اگر حالت شود زیں معنی آگاہ ✤ بگوئی در زمان استغفر اللہ ✤**
اس معنی سے کہ حق وجود مطلق ہے اور غیر حق عدم و نمود بے بود ہے اگر تیری جان نفس ناطقہ آگاہ ہوگا تو فوراً بے تامل و تردد مخلوق واصل حق ہونیکے اعتقاد بد سے استغفار کریگا استغفر اللہ کہیگا۔
۵۴۷۸ تو معدوم و عدم پیوستہ ساکن ✤ بواجب کی رسد معدوم ممکن ✤ تو ممکن اور اپنی ذات کے اعتبار سے معدوم ہے اور عدم ہمیشہ ساکن رہتا ہے کیطرح ساکن کی حرکت نہیں کر سکتا تو واجب الوجود حق مطلق کیطرف سیر و سلوک و واصل حق ہونیکی حرکت معنوی کسطرح کر سکیگا کیونکہ حرکت اسکی ذات عدم و ساکن کے منافی ہے۔ **۵۴۷۹ ندارد ہیچ جوہر بے عرض عین ✤ عرض چہ بود کہ لا یبقی زمانین ✤** تمام عالم جوہر قائم بذات خود ہے۔ یا عرض قائم بغیر خود ہے۔ اور جوہر کی عین و ذات بغیر عرض کے ثابت نہیں ہو سکتی اسلئے کہ اگر جواہر بسیطہ ہیں تو جبتک عوارض و تشخصات سے متعین و متشخص نہوں عین و خارج میں متحقق نہیں ہو سکتے۔ اگر جواہر مرکبہ جسمانی ہیں تو اعراض سے مرکب ہیں اور عرض بحکم لا یبقی زمانین ہمیشہ فانی و متجدد ہوتی ہے۔ پس جو جوہر کہ عرض فانی سے مرکب و متحقق ہوگا وہ بھی فانی ہوگا۔ **۵۴۸۰ حکیمے کاندریں فن کردہ تصنیف ✤ بہ طول و عرض و عمقش کردہ تعریف ✤**
حکماء نے اجسام طبیعہ کی تعریف یوں کی ہے کہ جسکو ابعاد ثلثہ طول و عرض و عمق ہوں اور یہ ابعاد ثلثہ اعراض وعدمی امور ہیں پس عدم سے وجود جسم کسطرح مرکب و موجود ہوگا۔ وجود ممکنات کی عدمیت دنیستی دلائل سے واضح ہے۔ **۵۴۸۱ ہیولی کہ ہست جزو معدوم مطلق ✤ کہ**

میگردد بدو صورت محقق ✤ حکماء نے جوہر کی تعریف ممکن موجود لافی الموضوع کی ہے اور اسطرح تقسیم کی ہے کہ ایک جوہر دوسرے جوہر کا محل ہوگا تو وہ جوہر ہیولی ہے اگر حال ہوگا یعنی اپنے محل میں حلول کرنیوالا ہوگا تو صورت ہے اگر ہر دو سے مرکب ہوگا تو جسم ہے پس ہیولی بجز معدوم مطلق ہونیکے اور کیا چیز ہے۔ اسلئے کہ ہیولی صورت سے الگ نہیں ہوسکتا۔ اور صورت ہیولی سے ثابت و محقق ہوتی ہے اور ہیولی کو لازم ہے کیونکہ حال کا تحقق محل سے ہوتا ہے اور جو چیز کے معدوم سے محقق و ثابت ہوا سکا کیا حال ہوگا۔ پس یہ جواہر جو اجسام کے اصل ہیں انکی یہ حقیقت ہے کہ خود عدم و نیست و فانی ہیں پھر ان فانی جواہر سے جو اجسام مرکب و محقق ثابت ہونگے وہ کسطرح موجود و باقی ہوسکینگے۔ ۴۸۲ چو صورت بے ہیولی در قدم نیست ✤ ہیولی نیز بے او جز عدم نیست ✤ حکماء نے برہان عقلی سے ثابت کیا ہے کہ صورت ہیولی سے اور ہیولی صورت سے ہرگز منفک و جدا نہیں اسلئے کہا کہ صورت بغیر ہیولی کے قدم میں نہیں ہے یعنی قدیم نہیں ہے تو ہیولی بھی بغیر صورت کے غیر عدم نہیں ہے بلکہ نیست و عدم ہے۔ ۴۸۳ شدہ اجسام عالم زیں دو معدوم ✤ کہ جز معدوم زا ایشاں نیست معلوم ✤ حکماء کے پاس اجسام عالم دو معدوم یعنی ہیولی و صورت سے مرکب ہیں۔ اور یہ دو سے انکی معدومیت کے سوائے اور کچھ معلوم نہوا کہ یہ کیا چیز ہیں پس تمام عالم جو دو معدوم ہیولی و صورت سے یا ابعاد ثلثہ طول و عرض و عمق سے مرکب ہوا ہو موجود کہنا غلط ہے کیونکہ عدم سے وجود کا حصول محال ہے کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمآن ماء حتی اذا جاءہ لم یجدہ شیئاً ✤ صورت وحدت از جہان مثال ✤ نقطہ بست نقشبند خیال ✤ نقطہ مانند شعلہ عکس انداخت ✤ دہمش از دور صورتے برساخت ✤ بازچوں دائرہ مجسم گشت ✤ کرہ شکل چرخ اعظم گشت ✤ عکسہا چوں زوہم در ہم شد ✤ نقش ہژدہ ہزار عالم شد ✤ نقطہ بود و رود و اگر است اگر ✤ وحدت ذات را چو عکس و صور ✤ نیست ہیچ اندریں میاں جز حق ✤ ما و حق چیست گو بہم احمق ✤ ۴۸۴ بہ بیں ماہیت را بے کم و بیش ✤ نہ موجود و نہ معدوم است در خویش ✤ تیری ماہیت کو بے کم و بیش دیکھ کہ نہ تو موجود ہے نہ معدوم کیونکہ اگر ذاتاً موجود ہوتی تو معدوم نہ ہوتی۔ اگر ذاتاً معدوم ہوتی تو ماہیات ممتنعہ کیطرح موجود نہیں ہوسکتی تھی اسلئے کہ قلب حقائق محال ہے پس معلوم ہوا کہ ممکن ایک امر اعتباری ہے جسے عقل وجود و عدم کے ادراک سے باہم ترکیب دیتی ہے پس ذات کے اعتبار سے موجود ثابت الذات ہے اور وجود کے اعتبار سے معدوم مسلوب الوجود ہے اسکو موجود اضافی اور معدوم اضافی کہتے ہیں۔ وجود دائماً واجب اور عدم دائماً معدوم ممتنع ہے۔ ۴۸۵ نظر کن در حقیقت سوئے امکان ✤ کہ او بے ہستی آمد عین نقصان ✤ نظر حقیقت سے امکان کیطرف نظر کر کہ اسکے ساتھ جبتک ہستی نہ ملے وہ نیست ہے بہت نہیں ہوتا۔ اور عین نقصان میں ہے۔ ہستی سے زیادہ اور کیا نقصان ہوگا ✤ یا رست عیان بصورت کون ✤ ویں نقش جہاں نمود بے بود ✤ شد نقش دوئی خیال احول ✤ چوں

غیر یکے نبود موجود ✤ **۵۴۸۶ وجود اندر کمال خویش ساریست ✤ تعیناتہا امور اعتباریست** ✤ واجب کا وجود مطلق اپنے کمال وحدت وانبساط میں بوجہ حُبِّ ظہور واظہار کمالات خود من الازل الی الابد تمام ماہیات ممکنہ میں بتجلی وجود سے متجلی وساری ہے یعنی ان ممکنات کی صور تو نے خود موجود ہو رہا ہے اور اس حقیقت واحدہ پر تعینات جو عارض ہو رہے ہیں محض امور اعتباری ہیں خیالی وہمی صورتیں ہیں موجود حقیقی فقط ایک حق ہے۔ **۵۴۸۷ امور اعتباری نیست موجود ✤ عدد بسیار و یک چیز است معدود** ✤ وجود مطلق حق پر جو تعینات عارض ہوتے ہیں امور اعتباری ہیں۔ جو حقیقت میں موجود نہیں ہیں۔ اور موجود صرف ایک ہے جیسا کہ عدد تو بہت ہیں مگر معدود ایک چیز ہے یعنی ایک کو دو بار گنو تو دو تین بار گننے سے تین چار بار گننے سے چار اسیطرح بیحد و بیشمار اعداد حاصل ہونگے مگر اسی ایک کی تکرار واعادہ واضافہ سے تعداد بڑھیگی ✤ عدد بے نہایت و بیحد ✤ از یکے دیگے بروں زعدد ✤ بفضول وخواص نامعدود ✤ گشتہ ہریک زجنس خود موجود ✤ مبدا و منتہائے جملہ شمار ✤ وحدت آمد زاندک وبسیار ✤ **۵۴۸۸ جہان زانیست ہستی جز مجازی ✤ سراسر کار او لہو است و بازی** ✤ انما الحیوٰۃ الدنیا لعب و لہو۔ عالم کی ہستی مجازی اعتباری ہے حیات وممات لذت والم۔ رنج وراحت خوشحالی وبدحالی بچوں کی کھیل کیطرح ہے کہ چند مٹی کی مورتیں خاک کے پتلے بناتے ہیں اور ہر ایک کا ایک نام رکھتے ہیں آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں اور ان صورتوں ومورتوں کو توڑ دیتے ہیں آخر سب کچھ بیکار ہو جاتا ہے دنیا کے کاروبار بھی ایسے ہی ہیں عالم کون وفساد سے بننا بگڑنا ہوتا ہے ؎ ایں عمر بے بقا کہ نہ کرد او بجز وفا ✤ ایں دولت دو روزہ بے اعتبار ہیچ ✤ ایں تاج وتخت وسلطنت وجاہ وکوکبہ ✤ ویں لشکر وخزانہ وویں گیر ودار ہیچ ✤ ایں میری ووزیری وخرگاہ وطمطراق ✤ ویں اسپ واشتران وقطار ودہار ہیچ ✤ ایں مال وملک وآب وزمین وسراو باغ ✤ ویں نقد وجنس ودرد سر بیشمار ہیچ ✤ ایں جستجوئے منصب و اسباب وحرص وجاہ ✤ ویں کار وبار دینی وایں دنیا دار ہیچ ✤ عالم کی ہستی مجازی اور اسکے کاروبار کھیل بازی ہونیکی تمثیل اطوار وجود میں یعنی مراتب کثرات میں وجود مطلق کا ظہور اور تجلیات سمائی وافعالی وہستی مجازی عالم کا بیان اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حیات دنیا کی مثال فرمائی ہے۔ انما مثل الحیوٰۃ الدنیا کماء انزلناہ من السماء فاختلط بہ نبات الارض مما یاکل الناس و الانعام حتی اذا اخذت الارض زخرفہا وازینت وظن اہلہا انہم قادرون علیہا اتاہا امرنا لیلا او نہارا فجعلناہا حصیدا کان لم تغن بالامس کذلک نفصل الآیات لقوم یتفکرون۔ **۵۴۸۹ بخارے مرتفع گردد زدریا ✤ فرو بارد بامر حق تعالیٰ** ✤ عالم عناصر اربعہ کو عالم کون وفساد کہتے ہیں یعنی بننے اور بگڑنے کا عالم ایک صورت کے بعد دوسری صورت کو قبول کرنا کون ہے اور صورت کو چھوڑ دینے کا نام فساد ہے عناصر میں سے ہر ایک عنصر میں یہ قابلیت ہے کہ اپنی صورت کو چھوڑ کر دوسری صورت کو قبول کرنے جیسا کہ

آگ کا ہوا بجانا ہم دیکھتے ہیں کہ شعلہ نکلتا ہے ہوا بجاتا ہے اور ہوا لوہار کی بھٹی میں آگ بجاتی ہے اور اکسیر و کیمیائی عمل سے پتھر پانی بجاتا ہے اور ہوا پانی بنتی ہے جسطرح شبنم اور حرارت سے پانی ہوا بجاتا ہے جسکو آفتاب کی گرمی آب دریا و نخر و مناک جگہ میں اثر کرنے سے بخار بنکر صعود کرتا ہے (بخارے مرتفع گردد ز دریا۔) بخار چھوٹے چھوٹے ہوائی و آبی اجزاء سے مرکب ہے جنکو حس تمیز نہیں کر سکتی پھر یہ بخار جب کرۂ زمہریر میں پہنچتا ہے اگر سرما بہت غالب ہو تو وہ بخار کثیف و منجمد ہو کر اولے برف کی صورت میں نیچے اُترتا ہے اگر سردی کمتر ہو تو وہ بخار مجتمع ہو کر متقاطر ہوتا ہے جسکو بارش کہتے ہیں یہ سب امر حق سے ہوتا ہے۔ **۴۹۰ شعاع آفتاب از چرخ چارم ✤ بر و افتد شود ترکیب با هم ✤** وہ بخار بارش بنکر صحرا میں گرتا ہے اور چوتھے آسمان سے آفتاب کی شعاع مٹی سے ملی ہوئی بارش پر پڑتی ہے اور باہم ترکیب ہوتی ہے۔ **۴۹۱ کند گرمی دگر ره عزم بالا ✤ در آویزد بدو آن آب دریا ✤** شعاع آفتاب کی گرمی اس آب و خاک سے ملتی ہے اور دوبارہ اوپر جانیکا عزم و ارادہ کرتی ہے کیونکہ آگ کا کرہ اسکا مرکز ہے مگر چونکہ آب و خاک میں باہم ترکیب و ازدواج پائے ہوئے ہیں اسلئے آب دریا جس سے بادل و بارش بنی تھی اس گرمی سے ساتھ چھٹ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ تو جہاں جاویگی مجھ کو چھوڑ کر مت جا۔ **۴۹۲ چو با ایشاں شود خاک و هوا ضم ✤ بروں آید نبات سبز و خرم ✤** جبکہ گرمی اور پانی کے ساتھ ہوا گرمی کی مناسبت سے اور خاک سردی کی مناسبت کیوجہ سے ضم ہو جاتے ہیں تو باہمی کرہ و انکسار اور چھوٹے چھوٹے اجزا ہونیکی وجہ سے ترکیبی و امتزاجی صورت قبول کرتے ہیں اور تضاد و تخالف ترک کرتے ہیں تو وحدانی صورت نبات سبز و خرم ظاہر ہوتی ہے چونکہ گرمی و ہوا اوپر کیطرف کھینچتے ہیں اور آب و خاک نیچے کیجانب نگاہ رکھتے ہیں تو نبات درمیان میں کھڑی ہو جاتی ہے۔ **۴۹۳ غذائے جانور گردد بتبدیل ✤ خورد انساں و یابد باز تحلیل ✤** چونکہ مقصود آفرینش معرفت حق ہے اور کامل معرفت حق بجز نشاۃ انسانی کے کیکو حاصل نہیں پس ہر شئی اس دھن میں ہے کہ کیطرح ترقی کر کے مرتبۂ انسانی تک پہنچ جائے لیکن ترقی بتدریج ہوتی ہے اسلئے اولاً نبات جانور کی غذا بنتی ہے۔ پھر صورت نباتی سے صورت حیوانی میں ترقی پاتی ہے اور حیوانات کو انسان کھاتا ہے وہ حیوان انسان میں تحلیل پاتا ہے اور مرتبۂ حیوانی سے درجۂ انسانیمیں ترقی پاتا ہے۔ **۴۹۴ شود یک نطفه گردد در اطوار ✤ وزاں انساں شود پیدا دگر بار ✤** جب حیوان انسان میں تحلیل پاکر انسان کا جزو بدن ہو گیا اور مرد و زن کے ازدواج سے نطفہ کیصورت ہو کر علقہ مضغہ وغیرہ کئی طور سے تبدیل پاکر پھر دوبارہ انسان پیدا ہوتا ہے۔ (بخارے مرتفع گردد ز دریا۔) **۴۹۵ چو نور نفس گویا در تن آید ✤ یکے جسم لطیف و روشن آید ✤** جبکہ نفس گویا یعنی نفس ناطقہ کا نور تن میں آیا تو ایک لطیف نازنین جسم علوم و معارف کے انوار سے منور و روشن پیدا ہوا **۴۹۶ شود طفل و جوان و کہل و ہم پیر ✤ بداند علم و عقل و رائے و تدبیر ✤** وہ صورت انسانی جب ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے تو چند مدت تک طفل رہتا ہے۔ نیک و بد تو نہ

عقل کی تمیز نہیں رہتی طفولیت کے بعد جوان دبا تمیز ہوتا ہے۔ سن وقوف کو پہنچتا ہے پھر ادیب کہلاتا ہے اور ساٹھ سال سے زائد عمر ہوئی تو ارذل عمر کو پہنچتا ہے۔ سن تمیز و شعور سے آخر عمر تک علم و رائی و عقل و تدبیر سیکھتا ہے اور اقسام کے صفات۔ کمال اس سے ظاہر ہوتے ہیں۔

۵۴۹۷ رسد آنگہ اجل از حضرت پاک ✤ رود پاکی بپاکی خاک با خاک ✤ جب عمر کے مراتب و صفات کمال حاصل کرنیکے بعد عمر صوری طبعی جب آخر ہوئی تو اجل موت پہنچتی ہے تو پاک چیز پاک میں جاتی ہے یعنی روح قدسی اضافی بدن سے قطع تعلق کرکے اپنے مبدار و اصل کیطرف رجوع ہوتی ہے اور خاک خاک میں اور ہر عنصر اپنے اصل کیطرف راجع ہوگا۔

۵۴۹۸ ہمہ اجزائے عالم چوں نباتند ✤ کہ یک قطرہ زدریائے حیاتند ✤ یہاں تک جو بیان کیا گیا وہ سب ظہور وحدت حق بصورت کثرات عالم کی تمثیل تھی اب اسکی تطبیق اسطرح کیجاتی ہے کہ تمام عالم نباتات کے مانند ہیں یعنی جسطرح نبات ایک قطرۂ بارش سے حاصل ہوتی ہے اسیطرح تمام عالم دریائے حیات وحدت حقیقی کا ایک قطرہ ہے اسلئے کہا کہ تمام موجودات ایک تجلی شہودی یعنی ظہور حق بصورت ممکنات سے حاصل ہوا ہے ورنہ موجودات عالم کا ہر ایک جزء بحر توحید کا ایک ایک قطرہ ہے کیونکہ ہر ایک جزو ایک ایک الگ اسم الٰہی کا مظہر ہے

۵۴۹۹ زمان چوں بگذرد برد سے شود باز ✤ ہمہ انجام الشان ہمچو آغاز ✤ جب عالم پر ظہور کا زمانہ گزر کر ختم ہو جائیگا تو ان سب کا انجام مثل آغاز کے ہوگا۔ جسطرح نیستی سے ہستی میں آئے تھے پھر ہستی سے نیستی میں جاوینگے اسم المبدیٔ والمعید کی تجلی سے اجزائے عالم کا انجام و آخر و معاد مثل آغاز و مبدار کے ہوگا یعنی جسطرح وحدت حقیقی سے تکثر عالم کثرت میں ظاہر ہوئے تھے پھر وحدت حقیقی کیطرف واپس ہو جاوینگے۔ منہ بدا و الیہ یعود انا للہ وانا الیہ راجعون ؎ کثرت نقشے برائے آں بود ✤ تا وحدت از ان شود پدیدار ✤ گر در نظر تو کثرت آید ✤ وحدت بود آن ولی باطوار ✤

۵۵۰۰ رود ہر یک از ایشاں سوئے مرکز ✤ کہ نگزارد طبیعت خوئے مرکز ✤ تمام عالم کا مبدار و اصل مقام مرکز ہے یعنی عدم ہے۔ پس مدت ظہور کثرت ختم ہوگی بعد بحکم کل شئ یرجع الی اصلہ وکل شئ ہالک اپنے مرکز عدم اصلی کیطرف واپس ہونگے جسطرح سنگ و کلوخ کو ہوا پر زور و قوت سے پھینکدیا جائے تو انکی طبیعت مرکز سفل کا میلان نہیں چھوڑتی اسلئے پھر زمین کیطرف واپس لوٹتے ہیں۔

۵۵۰۱ چو دریا ئیست وحدت لیک پر خون ✤ گزو خیزد ہزاراں موج مجنون ✤ وحدت مثل دریا ہے لیکن پر قل و خون ہے کیونکہ موجودات و تعینات عالم کو بہت جلدی و تیزی سے فنا کر دیتا ہے یہ آن تجدد تازہ بتازہ نو بنو تبدل و تغیر پاتا ہے مولانا شلبی میں ہمیشہ زوال و انتقال ہوتا رہتا ہے۔ دریا کو وحدت اور موج کو کثرت و مجنون کیساتھ تشبیہ دینے میں اعلیٰ درجہ کی مناسبت و مشابہت ہے یعنی جسطرح دریا سے امواج ہر لحظہ فنا پذیر و تازہ بتازہ تغیر و تبدل پاتے ہیں اسیطرح ہمیشہ دیوانے کیطرح بے اختیارانہ حرکات میں بے قرار و بے ثبات ہیں کسیوقت انکو آرام و چین نہیں ہے کثرات تعینات ممکنات بھی ہر آن متجدد و متغیر و متبدل

ہوتے رہتے ہیں۔ ۵۰۲ نگر تا قطرۂ باراں زدریا ✤ چگونہ یافت چندیں شکل واسما ✤ دیکھ کہ قطرۂ بارش نے دریا سے نکلکر اسقدر مختلف نام وشکلیں کیسے حاصل کئے ہر جگہ ظہور خاص واسم خاص سے موسوم ہوا چنانچہ جس ذیل ہے۔ ۵۰۳ بخار و ابر و باراں و نم و گل ✤ نبات و جانور انسان کامل ✤ یعنی اوّل جو دریا سے ظاہر ہوا بخار نام ہوا نا طبقۂ زمہریر میں پہنچکر مجتمع ہوا تو ابر کہلایا۔ قطرہ قطرہ ہوکر برسا تو بارش نام پایا۔ زمین پر پھیلا تو نم سے نامزد ہوا مٹی سے ملا تو گل اور کیچڑ نام ہوا۔ پھر صورت ترکیبی و امتزاجی پاکر زمین سے نکلا تو نبات سے موسوم ہوا۔ پھر وہی نبات جب جانور وحیوان کی غذا بنگئی تو حیوان کہلایا پھر اس حیوان کو انسان استعمال کیا نطفہ علقہ مضغہ جنین ہوکر رحم میں صورت انسانی پاکر انسان کامل الخلقت پیدا ہوا جبکہ ایک چیز اتنی شکل وصورت و نام سے موسوم ہوئی تو فرمایا۔ ۵۰۴ ہمہ یک قطرہ بود آخر در اوّل ✤ کزو شد ایں ہمہ اشیا ممثل ✤ بخار سے لیکر انسان کامل بننے تک کا حال جو مذکور ہوا اسپر غور کر کہ یہ سب کچھ اوّل تو ایک قطرہ تھا صورت کا استحالہ ہوکر یہ تمام کون وفساد وغیرہ عوالم سے ممثل ومصور ومشکل ہوا وہ ایک چیز اتنے کثیر لباسوں سے ظاہر وجلوہ گر ہوکر اشیاء کثیرہ بنگئی تاہم اسکی حقیقت وحدت ویکتائی میں فرق نہ آیا۔ صرف صورت بدلتی رہتی ہے۔ ۵۰۵ جہاں از عقل و نفس و چرخ و اجرام ✤ چو آں یک قطرہ داں زاغاز و انجام ✤ عقل کل نفس کل چرخ وافلاک واجرام سماوی وارضی بسائط ومرکبات جنکا نام عالم ہے سب اوّل سے آخر تک اسی ایک قطرہ کے مانند ہیں عقل کل دریائے وحدت حقیقی کے ایک قطرہ کے جیسی ہے جو سب سے پہلے ظہور پاکر تعینات وکثرات امکانیہ میں سیر کرکے مختلف نام وصورت سے موسوم ومتشکل ہوکر اسقدر بیحد عوالم بنگئے جب ظہور کثرت کا زمانہ ختم ہوگا ماحی و مبید ومعید کی تجلی سے سب کثرت عالم محو وفانی ہوکر جسطرح بطون سے ظہور ہوا تھا آخر ظہور سے بطون وکثرت سے وحدت ومرکز اصلی کیطرف سب کی واپسی ہوگی۔ ۵۰۶ اجل چوں در رسد در چرخ و انجم ✤ شود ہست ہمہ در نیستی گم ✤ کمال اسمائی وذاتی کا ظہور مظاہر کے اظہار واخفاء پر موقوف ہے۔ اظہار پر موقوف ہونیکی صورت یہ ہے کہ جبتک مظاہر کونیہ کی صورتوں سے حق کا ظہور نہ ہوگا کمال اسمائی کا تحقق وظہور ممکن نہیں۔ مثلاً جبتک مخلوق ومرزوق ومرحوم ومغفور ومقہور مظاہر نہ ہونگے اسمائے الٰہیہ خالق ورازق ورحیم وغفار وقہار کو ظہور نہ ہوگا۔ اخفا یعنی مظاہر کو مخفی کرنے پر کمال ذاتی کا موقوف ہونا اسطرح ہے کہ جب تک مظاہر ممکنات بالکل محو وفانی ونیست ونابود نہ ہونگے حق کی ذات اسمائی وصفاتی حجابات میں محتجب رہیگی اور وحدت اطلاقی حقیقی ظاہر نہ ہوگی۔ اظہار کو ایجاد وتکوین وتخلیق واحیاء کہتے ہیں۔ اخفاء کو افناء واعدام واماتت کہتے ہیں۔ اور موت اختیاری رفع تعین کا نام ہے جسطرح تعینات خلقیہ کا اظہار اسماء الٰہیہ مثل مبدئی۔ خالق وبارئی۔ ومصور کی تجلیات سے ہوتا ہے اسیطرح اخفاء وافناء واعدام واماتت وزوال تعینات عالم کا تحقق اسمائے ذاتیہ احد

وفرد وقہار ومیت ومعید وماحی وغنی کی تجلیات پر موقوف ہے پس اظہار کرنا وایجاد کرنا وزندہ کرنا کمال اسمائی کا اقتضا ہے۔ مارنا فنا کرنا کمال ذاتی کا ذاتی اقتضا ہے عارف کامل کے بغیر کمال اسمائی وکمال ذاتی کی معرفت کاملہ کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہے قیامت کبریٰ میں جو فنائے عالم بطور کلی ہوگا اور لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ کی ندا کیجاویگی کوئی جواب دینے والا ہی نہ ہوگا تو قُلْ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ خود جواب ادا فرمائیگا۔ اس فنائے کلی کا مشاہدہ اسی عالم حس وشہادت میں عارف کامل کو میسر ہوتا ہے اسکے فنا وبقا کے اسرار اسپر منکشف ہوتے ہیں حاصل یہ کہ آسمان اور تارونکی اجل پہونچیگی تو سب کی ہستی نیستی میں گم ہو جاویگی۔ اور اپنی اصلی عدم ونیستی کیطرف واپس ہونگی اور ابتک انکے موجود و باقی رہنے سے کمال اسمائی کا ظہور تھا۔ جب محو وفانی ونیست ہونگے تو کمال ذاتی کا تحقق ہوگا:۔

۵۰۶ چو موجے برزند گر دو جہاں طمس ✤ یقیں گردد کان لم یغن بالامس ✤ طمس لغت میں محو وفنا کو کہتے ہیں۔ اصطلاح صوفیہ میں یہ ہے سالک کے آثار وصفات نور الانوار میں محو وفانی ہوتے ہیں۔ یعنی دریائی وحدت حقیقی میں جبکہ وہ القہار الماحی کی تجلی سے متجلی ہو تو تمام جہاں طمس ومحو وفانی ہو جائیگا۔ اسطرح کہ گویا کل تھے ہی نہیں خدا تعالیٰ نے حیات دنیا کی تمثیل جو دی ہے اسکا کامل یقین ہوگا۔ **۵۰۸ خیال از میش برخیزد بیکبار ✤ نماند غیر حق در دار دیار** ✤ تجلی ذاتی حق سے جو فنائے مظاہر عالم کی مقتضی ہے ممکنات کی ہستی جو درحقیقت خیال ونمود بے بود ہے نیست وفانی ہو جائیگی بحکم کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام اور وجود دوسرائے ہستی میں غیر حق دیار نہ رہیگا ہستی حقیقی مطلق محض ہو کر ظاہر ہوگی۔ کثرات وتعینات کا تمایز نہ رہیگا۔ **۵۰۹ تو را تا قرنے شود آں لحظہ حاصل ✤ شوی تو بے تو ئی با دوست واصل** ✤ جب تعین وہمی خیالی جس سے غیریت کا ایہام ہوتا تھا اٹھ جائیگا تو تب تجھ کو قرب حق حاصل ہوگا۔ اور یقین ہوگا کہ بعد ودوری کا سبب تعین وہمی تھا اور تو بغیر تو ئی کے دوست سے واصل ہو جاویگا کیونکہ تو ئی دوئی کی موہم تھی جب دور ہوگئی تو اب تو من حیث الحقیقت او (وہی) ہے اس معنی ومطلب سے واقف ہونا ہی وصال حق ہے۔ ورنہ حقیقۃً کسیکو حق سے فراق نہیں ہے ؎ ظن برد وہ بدم کہ من من بودم ✤ من جملہ تو بودم وتمیدانم ✤ ؎ نقاب مائی ما گر برافتد ✤ شود پیدا کہ مائے ما شمائیم ✤

۵۱۰ وصال اینجا کہ رفع خیال است ✤ خیال از میش برخیزد وصال است ✤ جو لوگ غیر حق کو موجود نہیں مانتے اور ہر شئی کو من حیث الحقیقت حق ہی حق کہتے ہیں۔ یہی اہل حق واہل توحید حقیقی ہیں انکے نزدیک عالم کے تعینات کو جو نمود بے بود و وہم وخیال ہے رفع کر دینا اور ہستی وہمی کا خیال دور کر دینا ہی وصال ہے ورنہ ہر ممکن واجب سے کیا واصل ہو سکتا ہے ممکن جو دوسرا چیز ہے جو واجب سے وصال وفراق کا حکم کر سکے۔ **۵۱۱ مگو ممکن ز حد خویش بگذشت ✤ نہ او واجب شد و نے واجب او گشت** ✤

یہ جواب ہے ایک پوشیدہ سوال کا کہ جب ممکن موجود ہونیکا مطلب یہی ہے کہ ممکن کیصورت سے حق کا ظہور ہوا ہے تو ممکن اپنی موجودیت کیحالت میں ممکن نہ رہا بلکہ واجب ہوکر موجود ہوا اور نہ ممکن مساوی الوجود والعدم کا موجود ہونا بغیر واجب ہونیکے محال ہے اسکا جواب یہ ہے کہ ممکن کو امکان یعنی عدمیت دائماً لازم ذاتی ہے اسلئے ممکن ہمیشہ اپنی نیستی و عدمیت پر باقی ہے اپنی حد ذاتی عدم سے کبھی دور نہیں ہوسکتا اور ممکن کا واجب ہونا محال ہے بحالت موجودیت بھی ممکن کو وجوب وجود ذاتی نہیں ہے بلکہ وجوب بالغیر ہے اور واجب الوجود کو وجوب وجود ذاتی ہے اسلئے دائماً اپنے وجوب وجود و وحدت حقیقی پر باقی ہے واجب کبھی ممکن نہیں ہوسکتا (کیونکہ قلب حقائق محال ہے) اسلئے کبھی تغیر و تبدل یا فنا نہیں ہوسکتا الآن کما کان مقدس و منزہ شان تھے۔ **۵۱۲ ہر آنکو در معانی گشت فائق ✤ نگوید کیں بود قلب حقائق** ✤ جو شخص وہم و خیال کی تقلید سے دور ہوکر معانی و حقائق امور میں ضعیف العقل اشخاص سے فائق و سابق ہوگا ہرگز نہ کہیگا کہ واجب ممکن اور ممکن واجب ہوجاتا ہے اسلئے کہ اسطرح کہنے سے قلب حقائق لازم آتا ہے جو محال ہے ✤ ممکنیت زمکنے منفک ✤ نشود بے خلاف و شبہ و شک ✤ ہرگز او واجب الوجود نشد ✤ منبع فیض و فضل و جود نشد ✤ واجب آنچہ نمیشود ممکن ✤ گردش ذات کی بود ممکن ✤ زانکہ قلب حقائق است محال ✤ حاش للہ زاید و متعال ✤ خود گرفتم کہ می بگشت صفات ✤ منقلب کی شود حقیقت ذات ✤ صفتے ذات ہم نمیگردد ✤ ہیچ وقتی عدم نمی گردد ✤ **۵۱۳ ہزاران نشاداری خواجہ در پیش ✤ برادآمد شد خود را اینجا در پیش** ✤ ہزاران نشانہ ہے کثرت نشانہ مراد ہے نہ کہ تعین و تقیید۔ اسی انسان تجھ کو بہت نشانیں و بیشمار ظہورات درپیش ہیں کیا معنوی اور کیا صوری اور ان ہر دو قسم میں سے ہیں پھر سعادتی و معاشی و معادی یعنی دینوی و اخروی نشانوں و عوالم پر غور و تفکر و تدبر کر۔ آمد کی نشانہ سے مراد نشانہ مبدئی ہے اور شد سے نشانہ معادی مراد ہے ان حالات و نشانات سے غافل مت رہ کیونکہ بہت سے کام تجھکو درپیش ہیں تو اسی نشانہ دنیا پر منحصر مت سمجھ بلکہ جسطرح دنیا انسان سے معمور ہے آخرت بھی انسان سے آباد و معمور رہیگی۔ جو کچھ آفاق میں موجود ہے سب انسان میں ہے بلکہ سب کچھ انسان ہی ہے۔ **۵۱۴ زبحث جزو و کل نشارت انسان ✤ بگو یکے یک بیک پیدا و پنہاں** ✤ بعض نسخوں میں (بجزو و کل از نشارت انسان) ہے مطلب ہر دو کا ایک کا ہے۔ صاحب گلشن راز نے کہا کہ انسانی جزوی و کلی نشانوں سے بحث و تحقیق کرکے ایک ایک ظاہری و باطنی حال بیان کرونگا حالانکہ اس شعر پر تو سوال ہشتم کا جواب ختم ہوچکا ہے۔ پھر نشارت انسانی جزوی و کلی بحث کہاں کیگئی ہے جواب یہ ہے کہ اس سے دو سوال کے بعد اسوال یازدہم (چہ جزو است آنکہ او از کل فزونست) کے جواب میں نشارت انسانی جزوی و کلی بحث و تحقیق کیگئی ہے۔ **سوال نہم۔ ۵۱۵ وصال ممکن دو واجب بہم چیست ✤ حدیث قرب و بعد و بیش و کم چیست** ✤

ممکن و واجب کا وصال کسطرح ممکن ہے خدا سے دُوری و نزدیکی کا مطلب کیا ہے جیسا کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص خدا کا تقرب ہے اور فلاں شخص اس سے زیادہ قریب تر ہے۔ اور فلاں شخص خدا سے دُور پڑا ہوا ہے یہ کمی و بیشی و نزدیکی و دُوری کہاں سے پیدا ہوئی۔ **جواب ۵۱۶ زمن پشنو حدیث بے کم و بیش ✤ نزدیکی تو دُوری افتادی از خویش** ✤ جبکہ تمام ذرات موجودات کی صورت سے حق تجلی فرما ہے اور سب کی ہستی کی نمود اسی حق کی ہستی و وجود سے ہے اسکے وجود کے بغیر سب معدوم محض ہیں۔ فضل عام رحمانی یعنی افاضۂ وجود حق سے کوئی محروم و بے بہرہ نہیں ہے ہر ایک حسب استعداد اپنے رحمت امتنانی وجودی حق سے فائز المرام ہے تو واقعی بیان بے کم و بیش مجھ سے سُن لے کہ تو نہایت نزدیکی کی وجہ سے دُور پڑا ہوا ہے جسطرح نہایت دُوری موجب عدم ادراک ہے نہایت نزدیکی بھی عدم ادراک کا سبب ہے تو نہیں جانتا کہ تیرے نقش و شکل و صورت سے حق ظاہر ہوا ہے اور تیری ہستی حق سے قائم اور تو حق سے دائماً نزدیک ہے اس سے زیادہ اور کیا قرب ہوگا کہ تیری صورت لیکر حق ظاہر ہوا ہے۔ **نحن اقرب الیہ من حبل الورید** ✤ میان آبجیاتی و آب میجوئی ✤ فراز کنجی و از فاقہ در تگ و پوئی ✤ تو گوئی دوست ہمی جوئی و نمیدانی ✤ کہ گر نظر بحقیقت کنی تو آں گوئی ✤ **۵۱۷ چو ہستی را ظہورے در عدم شد ✤ از انجا قرب و بعد و بیش و کم شد** ✤ بارہا بیان کیا گیا کہ حسب قابلیت و استعداد اعیان ممکنہ کے انکی صورتوں سے حق کا ظہور ہوا ہے ہر ایک کی قابلیت و استعداد خاص میں دوسری چیز شریک نہیں اسی وجہ سے ایک تجلی حق حسب قابلیات مختلفہ مختلف معلوم ہوتی ہے جسمیں ظہور کمالات وجود حق کی قابلیت زیادہ ہوگی وہ اپنے مبدأ حق سے اقرب و نزدیکتر ہے اور جسمیں قابلیت ظہور کمالات وجود حق کی کمتر ہوگی وہ مبدأ یعنی حق سے ابعد و دُورتر ہے جسطرح کہ آئینے الوان و اشکال و صفائی و تیرگی و کدورت میں مختلف ہوتے ہیں تو ظہور نور آفتاب بھی آئینوں کی صفائی و کدورت کے اعتبار سے مختلف طور پر ہوگا حالانکہ حقیقت میں آفتاب کا نور ایک ہی ہے کسی آئینہ میں زیادہ کسی میں کم سُرخ آئینہ میں سُرخ سبز آئینہ میں سبز وغیرہ مختلف رنگ و صورت سے نور آفتاب کا مختلف نظر آنے کا سبب آئینوں کی صفائی و کدورت و رنگ کا اختلاف ہے ؎ آفتابے در ہزار آئینہ تابانتہ ✤ پس ہر رنگ ہر یکے تابے عیان انداختہ ✤ جملہ یک نور است اما رنگہائے مختلف ✤ اختلافے در میان ایں و آں انداختہ ✤ العین واحدۃ والحکم مختلف ✤ وذالک سرّ لا یعلم الا العلم ینکشف ✤ ؎ ہر چہ ہست از قامت ناسازی اندام ماست ✤ ورنہ تشریف تو بر بالائے کس کوتاہ نیست ✤ **۵۱۸ قریب آں ہست کو را رش نور است ✤ بعید آں نیستی کز ہست دور است** ✤ قریب وہ ہستی ہے جس نے نور کی بارش ریزش و چھڑکاؤ کو پالیا۔ اور بعید وہ نیستی ہے جو ہست حقیقی سے دور و مہجور رہے۔ قرب دو قسم پر ہے ایک قرب وجودی و ایجادی ہے بحکم حدیث ان اللہ خلق الخلق فی ظلمۃ ثم رش علیہم من نورہ فمن اصابہ ذالک النور اہتدی ومن اخطاہ ضل وغوی۔ خلق سے یہاں مراد فرض و تقدیر و اندازۂ سابق بر ایجاد و تخلیق ہے

اور ظلمت سے اعیان ثابتہ مراد ہیں جو وجود خارجی کے اعتبار سے عدم اضافی کی تاریکی و ظلمت سے ہے اور رشحۂ نور سے ظہور نور وجود مطلق حق بصورت اعیان مراد ہے فمن اصابہ ذالک النور اھتدی سے اس بات کیطرف اشارہ ہے کہ نور وجود مطلق حق جن اعیان کی شکل و صورت سے ظاہر ہوا وہ اعیان وجود علمی سے وجود خارجی میں ظاہر ہوئے۔ ومن اخطاہ ضل وغوی کا یہ مطلب ہے کہ جن اعیان کی صورت سے حق ظاہر و موجود نہ ہوا وہ ہنوز علم سے عین میں نہیں آئے پردۂ عدم اضافی میں مستور ہیں حاصل یہ ہے کہ قرب وجودی و ایجادی یہ ہے کہ جن اعیان کی شکل و صورت سے حق ظاہر ہو کر انکو نیست ہست نما بنایا موجود اضافی کر دانا ان اعیان کو انکے استعداد و قابلیت کے موافق کیکو زیادہ کیکو کم قرب وجودی و ایجادی حق حاصل ہے اسطرح پر کہ انکی صورتوں سے خود حق ظاہر ہوا ہے ؎ ہر کس بیارد ست در آغوش ویچیز ؛ چو دیر نہ یار ما کجاست ؛ ؎ با تو است آں یار دائم از تو یکدم دور نیست ؛ گرچہ تو مہجوری ازوے او ز تو مہجور نیست ؛ اور جنکی صورتوں سے حق ظاہر نہ ہوا نہ پرتو نور نہ ہوا وہ ہنوز عدم کی ظلمت میں مستور ہیں۔ حق سے بعید و دور و مہجور ہیں۔ دوسری قسم قرب شہودی درج ذیل ہے۔

۵۱۹ اگر نورے زخود در تو رساند ؛ ترا از ہستئ خود وا رہاند ؛ اعیان ثابتہ علمیہ کو قبل از وجود خارجی بحکم الست بربکم قالوا بلی ادراک بسیط فطری حاصل ہے جو عبادات اضطراری و رحمت عام رحمانی کی مقتضی ہے۔ جو مستلزم قرب ایجادی ہے یہ ادراک فطری وذاتی ہے جو ذات سے منفک نہیں ہوتی اسمیں تفکر کی حاجت نہیں کیونکہ تحصیل حاصل محال ہے اس ادراک کا ادراک ادراکی و تفکری اور مستلزم عبادات اختیاری و سیر و سلوک و رحمت خاص رحیمی ہے اسکا انتہائی مرتبہ یہ ہے کہ مدرِک مدرَک میں مستغرق و محو و فانی ہو جائے اسکی ہستی مجازی و ادراک باقی نہ رہے یہی قرب شہودی موجب معرفت یقینی و مقصود آفرینش ہے۔ قرب نوافل و مقام محمود اسی مرتبہ کا نام ہے ارسال رسل و انزال کتب و تفکر و تذکر کا حکم اسی قرب کو حاصل کرنیکے لئے ہے آدم کا مسجود ملائکہ ہونا اسی قرب و اختصاص کیوجہ سے ہے ؎ آدمی چوں نور بگرفت از خدا ؛ گشت مسجود ملائک را جبلا ؛ نیز مسجود کے کو چوں ملک ؛ رستہ باشد جانش از طغیان و شک ؛ یہ قرب شہودی کا حصول حسب سابقۂ ازلی و قابلیت فطری ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا افمن کان میتا فاحییناہ وجعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس کمن مثلہ فی الظلمات لیس بخارج منہا بجز نور ہدایت الٰہی کے سالک اپنی ہستی مجازی سے محو و فانی اور بقاء حق سے باقی رہنا محال ہے جعلنا لہ نورا کو رشحۂ نور جو سابقاً ہمکو ہوا مراد لینا غلط ہے اسلئے کہ رشحۂ نور موجب ظہور و قرب ایجادی ہے بغیر اسکے میں اور تو اور جملہ عالم کا عدم سے وجود میں آنا محال ہے پس رشحۂ نیستی سے ہستی ہیں لانیوالا قرب ایجادی کیلئے موجب ہے اور جعلنا لہ نورا ہستی مجازی و نمود بے بود سے اصلی نیستی کیطرف پہنچانیوالا قرب شہودی کا سبب ہے۔ ہر دو میں تضاد ہے۔

۵۲۰ چہ حاصل ترا زین بود و نابود ؛ کزو رنگ و بیت خوف و گہ رجا بود ؛ تجھکو اس بود و نابود وجود و عدم حیات و موت سے کیا حاصل ہے کہ جسکے سبب سے تجھکو کبھی موت و نیستی کا ڈر ہے اور کبھی

حیات وہستی کی امید ہے یہ تیرا وجود امکانی جسکو عقل نے بود و نبود و وجود و عدم سے گھڑ لیا ہے تو اسکی پیچھے کیوں پڑا ہے کیلئے اپنے آپ کو راہ حق میں قربان نہیں کرتا ۔ تاکہ خدا کے خاص نور سے منور ہو کر اپنی خودی سے نکلے اور آرام پائے کیونکہ جبتک تیرا یہ وجود امکانی و خودی باقی رہیگی خواہ عالم حس و شہادت میں ہو یا عالم برزخ میں ہو ۔ نابودی و فنا کا خوف اور بود و ہستی کی امید رہتی ہے ؎ در عشق مجوی مار و من را ✤ صد بار بگفتم این سخن را ✤ ای ابجد عشق او نخوانده ✤ در وصل و فراق خویش مانده ✤ در عشق نه شک نه یقین است ✤ نه خوف و رجا نه کفر و دین است ✤ آنسر ور دین چو رفت این راه ✤ بنگر که چه گفت لی مع اللہ

۵۲۱ نتواند زوکسے کورا شناسد ✤ کہ طفل از سایہ خود می هراسد ✤

جو عارف و خدا شناس ہو وہ ولی اللہ ہے اولیا اللہ کو خوف و حزن نہیں الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۔ انسان کو خوف و غم ظاہری زندگی فوت ہونیسے یا اپنے مفید و نافع چیزوں کے فوت ہونیسے یا مضرات و آفات و بلیات واقع ہونیسے ہوا کرتا ہے جب سالک فانی فی اللہ اور وجود حق سے باقی باللہ ہو جائے تو مفید و مضر حسی و مثالی و خیالی سب کو ظل و سایۂ شئونات وجود حقیقی اپنے سمجھتا ہے اور اپنے سایہ سے آپ ڈرنیوالے اطفال ہوتے ہیں مبلغ کمال انسانی کے بالغ و عاقل کو کسی شئی کا خوف باقی نہیں رہتا ؎ خلق اطفالند جُز مست خدا ✤ نیست بالغ جز رہیدہ از ہوا ۔

۵۲۲ نماند خوف اگر گردی روانہ ✤ نخواہد اسپ تازی تازیانہ ✤

عارف سالک کو کیا ذکر سالک سبیل اللہ کو بھی کوئی خوف نہیں رہتا جب کہ وہ وصال محبوب حقیقی کی طلب میں راستہ کی کل رکاوٹوں اور موانعات کو دل سے دور کر دیتا ہے اور خواہشات نفسانی ترک کر کے شوق و ذوق عبادات و طاعات میں سرگرم و تلاش یار میں بیچین و بیقرار اسپ تازی کیطرح تیز رفتار رہتا ہے اڈیل مٹو کیطرح تازیانہ خوف غضب الٰہی و عذاب دوزخ کا محتاج نہیں ہوتا ؎ عاشق آں باشد کہ چوں آتش بود ✤ گرم و سوزندہ و سرکش بود ✤ لحظہ نہ کافر می ماند نہ دیں ✤ ذرہ نہ شک شناسد نہ یقیں ✤ عشق جاناں ہر کجا منزل گرفت ✤ جان آتش را ز ہستی دل گرفت ✤ مستان عشق الٰہی غایت شوق و محبت سے لابالی و بیباکانہ راہ فنا میں روانہ ہوتے ہیں ؎ جان شتابد چو وصلش در فنائے خویش دید ✤ بر سر کوئے فنا زاں شاد و خنداں میرود ✤

۵۲۳ ترا از آتش دوزخ چہ باک است ✤ کہ از ہستی تن و جان تو پاک است ✤

جبکہ تیرا تن و جان ہستی مجازی کے اعمال قبیحہ و اخلاق خبیثہ سے پاک ہے تو تجھ کو آتش دوزخ سے کیا خوف و باک ہے کیونکہ یہی شہوات نفسانی و اعمال قبیحہ عالم برزخ مثالی میں نار و مار و گزدم و مالک و زبانیہ کی صورتوں سے متشکل ہوتے ہیں ۔ تو ان رذائل سے مخلی اور فضائل سے محلی ہو گیا ہے ۔ ہر ایک عمل خبیث کو اسکے ضد عمل نیک سے تبدیل کر چکا ہے تو اب تجھکو دوزخ کا خوف نہیں ۔ جنات و باغات حور و قصور و غلمان نعمتیں حاصل ہیں اور قرآن میں وان منکم الا واردھا کان علی ربک حتما مقضیا جو وارد ہے اسکا مطلب یہ ہے سب کو مقتضیات طبیعت و نفس سے گذرنا دوزخ ہیں عبور و مرور ضروری ہے تاکہ مرتبۂ صفات قلبی کو پہنچ سکیں جو مثل جنات

ہیں :- ۵۲۴ ز آتش زر خالص برفروزد ✤ چو عشقش نبود اندروے چہ سوزد ✤ زر خالص اگ میں چمک اٹھتا ہے کیونکہ جب اسمیں آمیزش نہیں تو جلیگا کیا۔ سالک طلبی وشہوانی ونفسانی مقتضیات واعمال واخلاق ذمیمہ کو جو بمنزلۂ آمیزش زر کے ہیں ترک کرکے آتش عشق ومحبت وذکر وفکر حق میں جلکر مثل زر خالص چمک اٹھے تو پھر اسکو آتش دوزخ سے کیا ڈر ہے ✤ ہفت دوزخ سوزد از یک آہ من - دوزخ اہل نفس وہوا کا مسکن ہے مقربان الٰہی کو دوزخ سے کیا نسبت ہے وہ تو بہشت سے بھی قانع ہیں ✤ قرب جاناں جنت جانست و بُعدش دوزخست ✤ ہر دو دل بُعد یار وقامتش طوبیٰ بود ✤ ۵۲۵ ترا غیر از تو چیزے نیست در پیش ✤ ولیکن از وجود خود بیندیش ✤ تیری خودی وتوئی کے سوائے کوئی چیز درپیش نہیں ہے جو تیری برائی وعذاب کا سبب ہوسکے جو اس بود بے بود ومستی مجازی وتعیّن کو اٹھا دیگا۔ اسکو کوئی آفت وبرائی پیش نہ آئیگی لیکن خودی سے گزرنا اور اپنی نیستی اصلی کیطرف واپس ہونا آسان کام نہیں ہے بجز ارشاد مرشد وریاضات شاقہ ممکن نہیں ✤ بیخ بُردم روز وشب عُمرے دراز ✤ تا بصد زاری درے گردید باز ✤ تو بدیں زودی بداں درکے رسی ✤ ورز نخستیں پایہ برسر کے رسی ✤ سالہا باید مرداں انتظار ✤ تا یکے را یار شد از صد ہزار ✤ ۵۲۶ اگر در خویشتن گردی گرفتار ✤ حجاب تو شود عالم بیکبار ✤ حقیقت انسانی تمام عالم سے منتخب نسخہ ہے جب انسان اپنے خودی کے حجاب میں گرفتار ہوتا ہے تو تمام عالم کے حجاب میں گرفتار ہوتا ہے جب اپنی خودی وپندار ہستی سے خلاص وآزاد ہوا تو پھر کوئی حجاب اس کو مانع نہ رہا۔ تمام گناہوں کی اصل جز خودبینی ہے ✤ کفر است نفی خویش کن زود ✤ کہ جز حق در حقیقت نیست موجود ✤ اذا قلت ما اذنبت قالت محیّیہ ✤ وجودک ذنب لا یقاس بہ ذنب ✤ گفتم چہ دورم از تو چو ما را گناہ نیست ✤ گفتا کہ ہست ہستی تو بدتریں گناہ ✤ ۵۲۷ توئی در دور ہستی جز و اسفل ✤ توئی با نقطۂ وحدت مقابل ✤ دائرۂ مدارج ومعارج وجودی میں مرتبۂ انسانی قوس نزولی کا منتہا واخیر نقطہ اور قوس عروجی کا مبدا ہے تو ضرور ہے کہ یہ جز واسفل نقطۂ وحدت کے مقابل ہوگا اور اسی سے عروج وترقی کی ابتداء ہوگی۔ ۵۲۸ تعینہائے عالم بر تو طاریست ✤ ازاں گوئی کہ شیطان ہمچو من کیست ✤ ہر ایک موجود ممکن کے تعین سے ایک اسم خاص الٰہی کیساتھ حق مطلق متعین وظاہر ہوا ہے اس اسم الٰہی کی خصوصیت اس مظہر ممکن کی انانیت و میں پن وخودبینی کا باعث ہوئی ہے کیونکہ اس اسم خاص کے مظہر ومربوب ہونے میں اسکے ساتھ دوسری شئی شریک نہیں ہے اسلئے اپنے سے بہتر وبرتر کسی دوسری چیز کو نہیں سمجھتا اور انا انا کہتا ہے ۔ جو کچھ ہوں میں ہوں مجھ جیسا کوئی نہیں ہے کہتا ہے انسان چونکہ نقطۂ وحدت کا مقابل ہے اور اسم جامع صفات کمالیہ (اللہ) کا مظہر ہے اور جمیع اسماء وصفات متقابلہ جلالی وجمالی کے ساتھ صورت انسانی سے حق ظاہر ہوا ہے اور تمام عالم کے تعینات وخصوصاً تعین انسانی میں

ظہور پذیر ہیں۔ پس تمام عالم کی انانیت وہیں ہیں وخودی وخود بینی انسان میں ظاہر ہورہی ہے اسی مضمون کو بیان کیا ہے کہ تمام عالم کے تعینات تجھ میں طاری ہوئے ہیں۔ اسی سبب سے تو مثل شیطان کے انا خیرٌ اور اور ہمچو من کیست کا دعویٰ کرتا ہے۔ ۵۲۹ ازاں گوئی مرا خود اختیار است ✤ تن من مرکب وجانم سوار است ✤ اسی غرور وپندار خودی سے تو کہتا ہے کہ میں خود مختار ہوں میرا تن سواری اور میری جان اسپر سوار ہے۔ نقطۂ وحدت کے مقابل ہونیکے سبب سے واحد حقیقی کے آثار قدرت وارادات واختیارات کو بوجہ انعکاس خود میں دیکھتا ہے اور حقیقت حال سے غافل ہے کہ اس انسان کیساتھ جسطرح وجود ہستی کی نسبت مجازی ہے اسیطرح صفات وافعال کی نسبت بھی مجازی ووہمی ہے کیونکہ صفات وافعال ذات کے تابع ہیں انسان کی ذات کا وجود ہے نہ صفات کا اور اعلیٰ واسفل کے مراتب کی جامعیت اپنے میں دیکھتا ہے اور افعال کا صدور تصویر عقل وتدبیر نفس وتحریک اعضا وجوارح وتمدید اعصاب وعضلات پر موقوف سمجھتا ہے اسوجہ سے اپنے افعال پر خود کو قادر ومختار مستقل سمجھتا ہے یہ نہیں جانتا کہ قادر مطلق بالذات مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ ہے:۔

۵۳۰ زمام تن بدست جاں نہادند ✤ ہمہ تکلیف بر من زاں نہادند ✤ یہ محجوب جو خود کو اپنے افعال پر مستقل بالذات قادر مطلق ومختار سمجھتا ہے اس امر کا معتقد ہے کہ زمام اختیار افعال جسمانی اسکے عقل وجان کے ہاتھ میں دیکر اسکو مختار بنایا گیا ہے جب چاہتا ہے کہ کوئی کام اس سے صادر ہو تو اوّلاً عقل اسکی تصویر بناتی ہے اور نفس اس کام کو حاصل کرنیکی تدبیر میں سعی وکوشش کرتا ہے تو قوائی باعثہ وفاعلہ کی جُنبش وتحریک سے وہ کام صادر ہوتا ہے اگر بندہ اپنے افعال میں مختار ومستقل الاختیار نہوتا تو کون وکن کی تخلیق سے تکلیف نہوتا یہ غلط فہمی ہے۔

۵۳۱ ندانی کیں رہ آتش پرستی است ✤ ہمہ ایں آفت وشومی زہستی است ✤ افعال کی نسبت بندہ کیطرف بالاستقلال گبر ومجوس وآتش پرست قوم کا اعتقاد ہے کہ وہ دو مبدا ر ایک خالق خیر یزداں۔ دوم خالق شر اہرمن کے معتقد ہیں یہ سب آفت وشومی اعتقاد اپنی ہستی موہوم کو ہستی واقعی سمجھنے کی وجہ سے ہے ورنہ اگر اپنی ہستی مجازی کو اپنی نہ سمجھتا تو یہ اختیار افعال کی نسبت بھی اپنے طرف باطل سمجھتا۔ ۵۳۲ کدایں اختیار اے مرد جاہل ✤ کسے را کو بود بالذات باطل ✤ جو شخص بالذات باطل ومعدوم ونیست ہو اسکو کونسا اختیار مستقل ہوگا۔ ذات ممکن کہ نزد اہل شہود ✤ نیست فی حد ذاتہ موجود ✤ فعلش از وے وجود چون یابد ✤ ہست از نیست بود چوں یابد ✤ آنمثل یاد کن کہ صاحب ہش ✤ ثبت العرش گفت ثم انقش ۵۳۳ چو بود نست یکسر ہمچو نابود ✤ نگوئی کا ختیارت از کجا بود ✤ جب تیرا بود وجود مثل نیستی ونابود ہے تو پھر افعال کا اختیار تجھ کو کہاں سے آگیا۔ بعض نسخوں میں (چو کو دنست یکسر محو ونابود) ہے۔ ۵۳۴ کسی کورا وجود از خود نباشد ✤ بذات خویش نیک وبد نباشد ✤ افعال تابع صفات اور صفات تابع ذات ہیں جسکو وجود

اپنی ذات سے نہو اور بالذات معدوم ہو وجود کی نسبت بھی اسکیطرف مجازی ہو تو ایسے معدوم و موجود مجازی موہوم سے نیک و بد افعال صادر نہیں ہو سکتے ۵ والا فعلی وجز آں ہیچ نہ ✤ واز فاعل وفعل جز نشان ہیچ نہ ✤ تو تعالے وغرض زعالم ہم ایک ✤ چوں درنگری ازاں میاں ہیچ نہ ✤

۵۳۵ گر ادیدی تو اندر جملہ عالم ✤ کہ یک دم شادمانی یافت بی غم ✤

بندہ بے اختیار ہونے پر دلائل دوسری قسم سے بیان کئے گئے ہیں کہ اگر صدور افعال میں کسیکو اختیار ہوتا تو سب کام اپنے حسب خواہش ہوتے کبھی مرضی کے خلاف نہ ہوتا ہمیشہ خوش رہتا کبھی غمگین نہ ہوتا تو انصاف سے کہدے کہ تمام عالم میں تو کسکو دیکھا ہے جو ہمیشہ خوش وخرم رہا۔ رنج و غم اسکو نہ پہنچا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمان عرفت اللہ بفسخ العزائم بندہ بے اختیار ہونیکی دلیل ہے

۵۳۶ گر اشد حاصل آخر جملہ امید ✤ کہ ماند اندر کمال خویش جاوید ✤

کہ شخص کی ساری امیدیں حاصل ہوئیں اور کون شخص اپنے کمال میں دواماً باقی رہا۔ انبیاء علیہ السلام نبوت میں اولیاء ولایت میں حکماء وعلماء کمال حکمت وعلم و دانش میں سلاطین کمال سلطنت میں ہمیشہ قائم و دائم نہ رہے ہر کمالے را زوالے بہ زوال و انتقال بے اختیاری کی دلیل ہے ۵ در نظر ای صاحب سالک نظر ✤ تا محمد کو و آدم در نگر ✤ آدم آخر کو و ذریات کو ✤ نام کلیات و جزئیات کو ✤

۵۳۷ مراتب باقی و اہل مراتب ✤ بزیر امر حق و اللہ غالب ✤

مراتب نبوت یعنی ولایت و کمالات باقی ہیں۔ اور اہل مراتب ولایت زیر فرمان حق ہیں خدا تعالیٰ اپنے حکم میں غالب ہے حسب مشیت ہر ایک کو متغیر و متبدل کرتا ہے ایک جاتا ہے دوسرا آتا ہے مراتب علم و سلطنت کا بھی یہی حال ہے اگر بندہ کو اختیار ہوتا تو اسکو زوال و انتقال نہ ہوتا۔ خدا مختار ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

۵۳۸ مؤثر حق شناس اندر ہمہ جائے ✤ زحد خویشتن بیرون منہ پائے ✤

ہر ایک مگہ میں خدا تعالیٰ کو مؤثر حقیقی سمجھ۔ اپنی حد یعنی امکانیت ذاتی و عدمیت سے اپنا پاؤں باہر مت رکھ کیونکہ جب بجز حق کے کسیکو وجود نہیں تو قدرت و اختیار کسطرح ہوگا۔ افعال و صفات بھی بغیر وجود حق کے موجود نہیں ہو سکتے ۵ او بصنعت آذر ست و من صنم ✤ آلتے کو ساز دم من آں شوم ✤ گر مرا چشمہ کند آبے دہم ✤ ور مرا آتش کند تابے دہم ✤ گر مرا شکر کند شیریں شوم ✤ ور مرا حنظل کند تلخیں شوم ✤ من چو کلکم در میان اصبعین ✤ نیستم در صنع طاعت بین بین ✤

۵۳۹ زحال خویشتن پرس این قدر چیست ✤ وزا نجا بازداں اہل قدر کیست ✤

اشاعرہ متکلمین۔ معتزلہ کو قدریہ کہتے ہیں کیونکہ وہ افعال کو بندوں کی قدرت سے منسوب کرتے ہیں۔ اور بندوں کو خالق افعال کہتے ہیں اور معتزلہ۔ اشاعرہ کو قدریہ کہتے ہیں کیونکہ اشاعرہ تمام افعال خیر و شر کو تقدیر الٰہی سے منسوب کرتے ہیں۔ معنی اور استعمال کے لحاظ سے ہر دو فریق پر بھی قدریہ کا اطلاق ہو سکتا ہے لیکن اشاعرہ اپنے قدریہ ہونیکی نفی و تردید ان دو حدیثوں سے کرتے ہیں القدریۃ مجوس ھذہ الامۃ۔ القدریۃ خصماء اللہ فی القدر۔ حدیث اوّل سے

فرقہ قدریہ کی مجوس سے مشارکت واضح ہوتی ہے جسطرح مجوس دو خالق کو ثابت کرتے ہیں ایک خالق خیر یزداں یعنی رحمان۔ دوسرا خالق شر اہرمن یعنی شیطان۔ اسیطرح معتزلہ بھی بندہ کو اپنے افعال کا خالق مانتے ہیں۔ اور بدی و شر کو بندہ سے منسوب کرتے ہیں۔ اور خیر کو خدا کیطرف۔ دوسری حدیث میں قدریہ کو خدا کیساتھ قدر میں خصومت و جھگڑا کرنیوالا کہا گیا ہے یہ معنی بھی معتزلہ پر صادق آتے ہیں کیونکہ وہ خلق و تدبیر و افعال میں بندہ کو خدا کیساتھ مشارک و منازع و مخاصم مانتے ہیں کہ جن افعال کو خدا تعالیٰ پسند نہیں کرتا نہ انکا ارادہ فرماتا ہے ان افعال کا خالق و مقدر بندہ کو سمجھتے ہیں۔ پس قدریہ کہلانیکے زیادہ مستحق معتزلہ ہیں نہ اشاعرہ کہ جو تمام خیر و شر کو تقدیر الٰہی سے سمجھتے ہیں۔ اب شعر کا مطلب یہ ہے کہ بندہ کو اپنے افعال میں قدرت و اختیار ہے یا نہیں سمجھنا ہو تو پہلے اپنے حال پر نظر کر کہ اکثر کام تیری خواہش و مرضی کے موافق ہوتے ہیں یا برخلاف اس سے خود ثابت ہوگا اگر قدریہ کیسے نادان ہیں جو بندوں کو اپنے افعال میں قادر و مختار مستقل مانتے ہیں ۵۴۰

ہر آنکس را کہ مذہب غیر جبر است ✤ نبی فرمود کو مانند گبر است ✤

فرقہ جبریہ۔ قدریہ و اشاعرہ ہر دو کے برخلاف ہے انکا اعتقاد ہے کہ بندہ کو بالکل کسی قسم کی قدرت نہیں نہ قدرت مؤثرہ جسکے معتزلہ معتقد ہیں نہ قدرت کاسبہ جیسا کہ اشاعرہ کہتے ہیں کہ بندوں کے افعال تقدیر الٰہی کے مطابق ہوتے ہیں۔ خالق افعال خدا ہے فاعل وہ کاسب بندہ ہے۔ جبریہ کا اعتقاد یہ ہے کہ بندہ صدور افعال میں جمادات و پتھر کیطرح مجبور ہے ہر طرح کی قدرت خدا کو ہے قدرت و باقی صفات و افعال کی نسبت اپنے ظرف کرنا عارفین محققین کے اعتقاد کے خلاف ہے اسلئے فرمایا کہ جس شخص کا اعتقاد و مذہب غیر جبر (قدریہ) ہے وہ مثل گبر ہے القدریۃ مجوس ھذہ الامۃ اس بیت میں اشاعرہ و معتزلہ ہر دو کو فرقہ قدریہ میں شمار کیا گیا ہے کیونکہ معتزلہ خلق افعال بر بندو کو قائل سمجھتے ہیں۔ اشاعرہ بندوں کو کاسب اور کسب افعال پر قادر مانتے ہیں۔ ۵۴۱

چنان کاں گبر یزداں اہرمن گفت ✤ ہمیں نادان احمق او و من گفت ✤

جسطرح گبر و مجوس خالق خیر کو یزداں رحمان اور خالق شر کو اہرمن شیطان کہتے ہیں اسیطرح یہ نادان احمق قدریہ یعنی معتزلہ اور اشاعرہ وہ اور میں کہتے ہیں۔ کیونکہ معتزلہ جسکی خدا کیطرف سے بدی بندہ کیطرف سے کہتے ہیں اور اشاعرہ سب کچھ اللہ کی تقدیر سے ہے لیکن ہمارے کسب کا بھی اسمیں دخل ہے پس دونوں وہ یعنی خدا اور میں یعنی بندہ کہنے والے ہیں۔ توحید حقیقی سے ہر دو فریق دور ہیں فالکل واضح ہو جواز غیر جبر یعنی قدرت و اختیار کا اعتقاد مسئلہ وحدت الوجود کے اقرار و انکار پر مبنی و متفرع ہے اسطرح پر کہ محققین صوفیہ صرف ایک وجود حق کے قائل ہیں اسلئے کہ دو وجود کا قائل مشرک ہے (من قال بالاشفاع کان مشرکا) (از نصوص الحکم شیخ اکبرؒ) پس جبکہ غیر حق کو وجود ہی نہیں تو بالفرض قدرت و اختیار بھی نہیں ہے کیونکہ قدرت وغیرہ جملہ صفات وجود کے تابع ہیں جب اصل متبوع کا ہی وجود نہ ہو تو فرع و تابع قدرت کا ہونا بھی محال ہو متکلمین اہل ظاہر وحدۃ الوجود کے منکر ہیں وجود عبد و حق کے قائل ہیں اسلئے قدرت و اختیار افعال بھی بندوں کے لئے ثابت کرتے ہیں پس منشا اختلاف فریقین وحدۃ الوجود کا اقرار و انکار تحقیر الکبیر جبر کا اعتقاد کمال کے حق میں عین کمال ہے ناقص کے حق میں عین نقصان و وبال ہے کیونکہ اگر کامل کسب افعال پر خود کو قادر و مختار سمجھیگا تو خود ہی خود بینی

وحدۃ وجود کے عرفاء پندار میں گرفتار ہوگا اسکے علاوہ اثبات قدرت۔ مستلزم وجود غیر حق اور منافی توحید وجودی ہے اسلئے قدرت کا اعتقاد کمال کے حق میں

موجب نقص و بال اند جبر کا اعتقاد عین کمال ہے قل کل من عند اللہ اسیطرح ناقص اگر خیر و شر من اللہ اور کسب افعال سے مجبور محض سمجھے تو اسکی ہلاکت ریاضتی فسق و فجور و معصیت کا موجب ہے جبر کا اعتقاد ناقص کے حق میں ہزار فاضل ہے پس عوام کیلئے مشکلین کا قول مفید و مناسب ہے کہ خدا خالق افعال ہے بندہ کسب افعال پر قادر ہے لاجبر ولا قدر ولکن امر بین الامرین مختار کی فعلہ مجبور کی اختیارہ بندہ خدا کی مانند مختار بھی نہیں اور پتھر کیطرح مجبور بھی نہیں حاصل یہ کہ اعتقاد جبر کامل کے حق میں محمود اور ناقص کے حق میں مذموم ہے اسیطرح قدرت افعال اختیاری کامل کے حق میں مذموم اور ناقص کے حق میں محمود ہے حسنات الابرار سیات المقربین ۔ جبر باشد پتر و بال کاملاں ۔ جبر ہم زندان و بند جاہلاں ۔ بال بازاں استو سلطاں برد ۔ بال زاغاں بحورستاں برد ۔ ہر چہ گیرد علتی علت شود ۔ کفر گیرد کاملی ملت شود نعمت جنات خوش بر دوزخی ۔ نقمت محرم گرچہ حق آمد سخی

۵۴۲ بما افعال را نسبت مجازیست ✤ نسب خود در حقیقت لہو و بازیست ✤ ہم مظاہر حق کیطرف افعال کی نسبت مجازی ہے کیونکہ افعال وجود کے تابع ہیں جسکو نفس الامر میں وجود حقیقی نہ ہو تو پھر اس افعال کا صدور کسطرح ممکن ہے یہ ساری نسبتیں دراصل بچوں کی کھیل و بازی ہیں

۵۴۳ بودی تو کہ غلت آفریدند ✤ ترا از بہر کارے بر گزیدند ✤ اوّل قدیم تیرا جو اعتقاد ہے کہ میں اپنے افعال پر قدرت مؤثرہ (عقیدۂ معتزلہ) یا قدرت کاسبہ (حسب اعتقاد اشاعرہ) رکھتا ہوں بالکل غلط ہے کیونکہ تو ہنوز وجود خارجی میں موجود بھی نہ تھا اس سے پہلے تیرے نیک و بد کام پیدا کئے گئے ہیں لحکم کل شیٔ فعلوہ فی الزبر تیرے افعال و اعمال علم حق میں معین و مقدر و مخلوق ہو چکے ہیں ۔ تیرے پیدا ہونے سے پہلے جو افعال کہ پیدا ہو چکے ہیں وہ تیری قدرت (مؤثرہ یا کاسبہ) سے کسطرح پیدا ہوئے اور تجھ کو روح انسانی کی تشریف اس لئے عطا نہیں کیگئی کہ تو اپنے اختیار و قدرت سے ایک کام نیک و بد کا فاعل ہو بلکہ ایک بڑے کام کیلئے بحکم لقد کرّمنا بنی آدم تجھکو برگزیدہ و مکرم بنایا گیا ہے وہ بڑا کام یہ ہے کہ ذات و صفات و اسماء و کمالات حق کو دیکھنے کیلئے تو ایک آئینہ صاف و شفاف بنے تاکہ حق اپنے اور اپنے جمیع کمالات ذاتی و صفاتی و اسمائی کو تجھ میں مشاہدہ کرے پس ضرورت تجھ میں دکھلانے میں آئینہ کو کیا قدرت و اختیار ہے ۔ جمال روئے تو آخر چنانچہ ہست بگوی ✤ کہ جز در آئینہ ما کجا کنی ادراک

۵۴۴ بقدرت کے سبب دارای برحق ✤ بعلم خویش کردہ حکم مطلق ✤ قادر برحق نے جسکا کوئی کام باطل و عبث نہیں (افحسبتم انما خلقنکم عبثا) اور کوئی کام غرض پر مبنی نہیں معلل بالاغراض نہیں اپنی قدرت و حکمت و ارادت سے ہر ایک کی عین ثابتہ کی قابلیت و استعداد کے موافق ہر ایک کا قول و فعل و عمل خیر و شر اپنے علم میں جسطرح معین فرمادیا ہے اسی مطابق اس عالم میں ظہور ہو رہا ہے ۔ لا تبدیل لخلق اللہ

۵۴۵ مقدر گشتہ پیش از جان و از تن ✤ برائے ہر کسے کارے معین ✤ جان و تن ملنے کا تو کیا ذکر بلکہ ہر شخص کی روح عالم ارواح میں اور ہر شخص کا تن عالم اجسام میں ظاہر ہونے کے پہلے ہی ہر ایک کیلئے علم الٰہی میں افعال و اعمال معین و مقدر ہو چکے ہیں اسی علمی احکام کا عین و خارج میں ظہور ہو رہا ہے اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا راد لما قضیت ✤ ناچوناتیم و نوا در مازنست ✤ ماچو کوہیم و صدا در مازنست ✤ نقش باشد پیش نقاش و قلم ✤ عاجز و بستہ چو کودک در شکم ✤ ماکہ باشیم ای تو ما را جان جان ✤ تا کہ ما باشیم با تو در میان ✤ لذت ہستی نمودی نیست را ✤ عاشق خود کردہ بودی نیست را

۵۴۶ سیج ہفصد ہزار ش سالہ طاعت ✤ بجا آور د و کردش طوق لعنت ✤ تمام کام علم ازلی الٰہی کے حکم کے مطابق عالم میں واقع ہوتے ہیں اسمیں کسی کی قدرت و اختیار کو دخل

نہیں ابلیس کا قصہ اسکا شاہد ہے کہ سات سو ہزار یعنی سات لاکھ سال عبادت کرتا رہا باوجود اس طاعت کثیرہ کے طوق لعنت اسکی گردن میں ڈالا گیا۔ کیونکہ علم الٰہی میں ابلیس کی عین ثابتہ میں یہی قابلیت تھی جسکا ظہور ہوا۔ سات سو ہزار اشارہ ہے سات مرتبہ افراط و تفریط کیطرف جو اصول اخلاق ذمیمہ ہیں یہ سات اصول ابلیس یعنی قوت واہمہ میں بدرجۂ اتم تھے۔ ۵۴۷ دگر از معصیت نور و صفا دید ✤ چو توبہ کرد نام اصطفا دید ✤ بحکم لا تقربا ھذہ الشجرۃ آدم و حوا درخت کی نزدیکی سے روکے گئے مگر وہ نہ رکے فعصیٰ آدم ربہ فغوی۔ اس لغزش پر معتوب ہوکر دنیا میں روانہ کئے گئے اپنی خطا سے نادم و پشیمان ہوکر تائب ہوئے تو بحکم ثم اجتباہ ربہ فتاب علیہ و ھدیٰ شرف اصطفا و اجتبا سے مشرف و برگزیدہ ہوئے دیدۂ عبرت سے دیکھنے والونکو بخوبی واضح ہوگا کہ افعال اللہ خدا کے کام بے سبب و بے غرض جو کچھ علم الٰہی میں مقرر ہوچکا ممکن نہیں کہ بدل سکے دیکھو شیطان باوجود سات لاکھ سال عبادت کرنیکے ملعون و مطرود اور آدم باوجود خطا کرنیکے مرحوم و مغفور و مقبول یہ اس امر کی دلیل ہے کہ خدا کے کام معلل بالاغراض نہیں اور خدا کے سوائے کیکو کسی قسم کی قدرت حاصل نہیں ۵۴۸ عجب تر آنکہ ایں از ترک مامور ✤ شد از الطاف حق مرحوم و مغفور ✤ باوجود طاعت ابلیس کا ملعون ہونا اور باوجود خطا آدم کا مقبول ہونا عجیب و غریب امر ہے لیکن اس سے عجب تر یہ بات ہے کہ ابلیس کے ترک مامور یعنی ترک سجدہ سے آدم کی عزت و عظمت زیادہ ہوگئی مرحوم و مغفور ہوگئے۔ اسکی ایسی مثال ہے کہ اگر بادشاہ نے زید کی تعظیم و تکریم کا اپنے ملازمین کو حکم کرے تو بعض ملازمین تکبر سے زید کی عظمت نہ کرکے خود کو اس سے فائق و برتر سمجھیں انا خیر منہ کہیں تو غیرت سلطانی کا مقتضا یہ ہے کہ زید کی عظمت اور زیادہ کرے۔ ۵۴۹ مر آں دیگر زمنہی گشت ملعون ✤ زہے فعل تو بیچند و چہ چون ✤ جسطرح ابلیس کے ترک سجدہ آدم سے ابلیس ملعون و مقہور ہوا آدم مرحوم و مغفور ہوئے۔ اسیطرح آدم سے ایک ممنوع کام یعنی قرب درخت صادر ہونیسے ابلیس ملعون ہوگیا کہ تونے آدم کو اس قرب درخت کا مرتکب بنایا اسکو عجب تر اسلئے کہا کہ صورت اولیٰ میں استغنائے الٰہی کا ظہور تھا کہ باوجود سات لاکھ سال طاعت کے ابلیس ملعون بنایا گیا اور باوجود خطا کاری آدم کو مقبول بنایا یہ دوسری صورت پہلے سے بھی عجب تر اسلئے ہے کہ ابلیس کا سجدہ نکرنا آدم کی مغفرت کا سبب ہوا اور آدم کی خطا کیوجہ سے ابلیس ملعون بنایا گیا ایخذا تو فعال لما یرید ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے کسی غرض و علت سے تیرے کام معلل نہیں ✤ فعل باری پے غرض نبود ✤ زانکہ در ذات او عرض نبود ✤ لانہ ذات بے مشلش ✤ باز چوں ذات بے سبب فعلش ✤ عالمے را اگر بہ بخشاید ✤ از کرم بے عمل ہمی شاید ✤ موسیٰ را گر عذاب کند ✤ از غضب بے گنہ صواب کند ✤ زاں سبب گفت با تولا یسئل ✤ کہ ترا نیست ہیچ گونہ محل ✤ خلاصۂ قصۂ آدم و ابلیس کا یہ ہے کہ حکمت الٰہی سے ابلیس کا ترک سجدہ آدم کی خطائے قرب درخت کا باعث ہوا اگر فرضاً ابلیس آدم کو سجدہ کرتا تو آدم کو شجرۂ طبیعت کے قریب ہونیکا وسوسہ نہ ڈالتا اور آدم جامعیت مرتبۂ اعلیٰ و اسفل کی رحمت و ظہور کمال معرفت سے فائز نہ ہوتے جو انکی تعظیم و تکریم کا باعث ہے اور کمال جامعیت جو آدم کی

مقتضائے ذاتی ہے ظاہر نہ ہوتی۔ اور مقصود ایجاد حاصل نہ ہوتا اور قرب شجرۂ طبیعت کی ہی سے نہ رکنا ظاہر نہوتا جو بہشت تجرد سے بعالم دنیا یعنی عالم طبیعت میں آدم کے اخراج کا سبب ہے تو ابلیس یعنی قوت واہمہ کے کمال وسوسہ و اغوا کا ظہور نہ ہوتا جو ابلیس کا مقتضائے ذاتی ہے کہ آدم و اولاد آدم کو قیامت تک برے وساوس میں مبتلا کرے جلال الٰہی کا کمال جو انانیت اور میں پن کے پردے میں مخفی ہونے اور مہدار سے دور رہنے کا مقتضی و تعین عالم کا باعث ہے ظاہر نہ ہوتا اور اسمائے جلالیہ کے مقتضیات ظاہر نہوتے وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ کا حکم محکم کا خلاف ہوتا۔ اور لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ کی حقیقت واقع کے مطابق نہ ہوتی۔

۵۵۰ جناب کبریائی لَا اُبَالِیست ✤ منزہ از قیاسات خیالیست ✤ لَا اُبَالِی

اشارہ ہے حدیث قدسی هُوَ لَا اُبَالِیْ فِی الْجَنَّةِ وَلَا اُبَالِیْ بِطَاعَتِهِمْ وَهُوَ لَا اُبَالِیْ فِی النَّارِ وَلَا اُبَالِیْ بِمَعَاصِيْهِمْ کی طرف یعنی جناب کبریائی کمال استغنا کے سبب سے لَا اُبَالِی دبے باک ہے بندوں کی طاعت و معصیت کی کوئی پرواہ نہیں تمام عالم اتقی ہوجائیں تو اسکے شان کبریائی میں کوئی زیادتی نہیں ہوتی اور تمام عالم اشقی ہوجائیں تو اسکی عظمت میں کوئی کمی نہیں نہ تو کسی غرض و علت پر اسکے افعال مبنی تھیں وہ چونکہ ہمارے خیالی قیاسات سے اسکے کمالات ذاتی و افعالی کا حقیقی ادراک ممکن ہونا تو اسقدر مذاہب مختلفہ و عقائد متفرقہ نہوتے ؎ نے تو در علم آئی و نے در عیاں ✤ نے زیان و سودت از سود و زیان ✤ نے ز موسیٰ برگزیت سودے رسید ✤ نے ز عوعنت زیاں بودے رسید ✤ زو نشانے جرّ بے نشانے کس نیافت ✤ چارۂ جز جانفشانے کس نیافت ✤

۵۵۱ چہ بود اندر ازل اے مرد نااہل ✤ کہ ایں شد یا محمدؐ آں ابوجہل ✤ اے نااہل و نادان انسان اگر خدا کے کام معلل بالاغراض ہوتے تو ازل و مبدا فطرت میں کیا سبب و کیا علت و غرض تھی کہ ایک تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے مقبول و محبوب ہوئے دوسرا ابوجہل ملعون و مغضوب ہوا علم و عقل سے اسکی حقیقت معلوم نہیں ہوسکتی بلکہ طریقۂ کشف سے اسقدر معلوم ہوا کہ اعیان ثابتہ اسمائے الٰہیہ کی صورتیں ہیں اور اسماء شؤنات ذاتیہ کی صورتیں ہیں اور اعیان و استعدادات جعل جاعل سے مجعول نہیں ہیں ہر ایک عین ثابتہ کی استعداد کیموافق اسکے ساتھ علم حق کا متعلق ہے اور قضا علم کے تابع ہے اور ان اعیان کی قابلیت و استعداد کے مطابق عالم عین و خارج میں انکی صورتوں نے حق متجلی ہے۔

۵۵۲ کسی کو باخداچوں وچرا گفت ✤ چو مشرک حضرتش را ناسزا گفت ✤ چونکہ کمالات ذاتیہ الٰہیہ احاطۂ عقل و دانش کے باہر ہیں جو افعال کہ علم حق میں مقدر تھے وہ خارج میں اسی علم کے مطابق صادر ہوتے ہیں اسمیں چون و چرا کرنیوالا یعنی ایک کو فقیر ایک کو امیر ایک کو صحیح و تندرست ایک کو مریض ایک کو عالم و عارف ایک کو جاہل و ناواقف کیوں بنایا ایک کو لڑکپن میں ہی موت دیتا ہے ایک کو پیر و من اور ارذل عمر کو پہنچاتا ہے۔ اس قسم سے چون و چرا کہنے والا مشرک کیطرح شان حق کے ناقابل بات کہنے والا ہے کیونکہ افعال و ایجاد حق میں کم و کیف چون و چرا سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ علم حق میں شریک ہے تاکہ پوچھے کہ ایسا کیوں کیا۔ دوسری طرح کیوں نہ کیا فعل حق کا سبب طلب کرنا خدائیمیں شرکت کا دعویٰ کرنا۔

۵۵۳ ورا زیبد کہ پرسد از چہ و چوں ✤ نباشد اعتراض از بندہ موزوں ✤ عظمت و کبریائی شان خداوندی ہے خدا کو زیبا و سزاوار ہے کہ

بندوں سے چون وچرا کا سوال کرے تاکہ ان کا عجز و قصور و نقصان انیہ ظاہر ہو اور خطا کے معترف ہو جائیں لیکن بندہ سے چون وچرا کا اعتراض موزوں و پسند نہیں۔ ۵۵۴ خداوندی ہمہ در کبریائیست ✤ نہ علت لائق فعل خدائیست ✤ الوہیت و خداوندی کبریائی و عظمت و استغنا میں ہے حضرت حق سے جو کچھ صادر ہوتا ہے عین کمال ہے علت و غرض و غایت فعل خدائی کے لائق نہیں کیونکہ افعال حق معلل بالاغراض یعنی جلب منفعت و دفع مضرت کی غرض سے ہوتے تو خدا یتعالیٰ کا محتاج و ناقص ہونا اور اس غرض کے حاصل کرنے میں ہی خدا کا کامل ہونا موقوف و منحصر ہونا لازم آتا ہے کیونکہ جس فعل کی غرض کا وجود و عدم فاعل کے حق میں مساوی یا مرجوح ہو تو اس فعل کے صادر کرنے پر باعث نہیں ہوتی پس فعل کی غرض فاعل کے حق میں اصلح و لائق ہونا ضروری ہے تاکہ فاعل کو اس فعل کے صادر کرنے پر مجبور کرے تاکہ اس غرض سے فاعل کا استکمال یعنی کامل ہونا ثابت ہو۔ ۵۵۵ سزاوار خدائی لطف و قہر است ✤ ولیکن بندگی در قہر و جبر است ✤ لطف و قہر حسب اقتضائے ذاتی لائق خدائی ہے تاکہ شان اطلاق اسمائے متقابلہ جلالی و جمالی میں ظاہر ہو اور وجود کا کمال جو ظہور کا مقتضی ہے قوت سے فعل میں آوے اور اختلاف اسمار اختلاف مظاہر کا سبب ہو کر سلطنت و کامرانی کا کمال لطف و قہر کی صورت میں ظاہر ہو۔ جسطرح لطف و قہر لائق خدائی ہے جبر و فقر بندہ پن کے لائق ہے یعنی فقر و احتیاج ذات میں جبر اضطرار افعال میں ضرور ہے تاکہ لطف و رحمت عام سے وجود و کمالات وجود کا ان بندوں پر افاضہ ہووے اور قہر سے صدور افعال میں بندوں کو مجبور و بے اختیار ثابت کرے تاکہ اپنی مجبوری و پستی پر مطلع ہو کر بندگی کی حد سے آگے نہ بڑھیں ۵۵۶ کرامت آدمی را اضطرار است ✤ نہ آں کورا نصیبے زاختیار است ✤ چونکہ آدمی ذات و اسمائے الوہیت کا مظہر و مجلا ہے اسلئے تصرف و خرق عادت یعنی کرامات اس سے اضطراراً ظاہر ہوتے ہیں اسکو اظہار کرامات میں کچھ اختیار نہیں اسکی طرف کرامات کی نسبت بھی مجازی ہے کیونکہ ہر شئی خیر و شر کا خالق خدا ہے بحکم واللہ خلقکم وما تعملون جب آدمی کو اپنی آفرینش میں کچھ اختیار نہیں ہے تو اپنے افعال و اعمال و کرامات میں بھی کچھ اختیار نہیں ہے جو کچھ آدمی سے ظاہر ہوتا ہے وہ حقتعالیٰ کا تصرف ہے ۵۵۷ نبودہ ہیچ چیزش ہرگز از خود ✤ پس آنگہ برسد از نیک و از بد ✤ انسان کو کوئی چیز مطلقاً وجود و صفت و فعل خود سے نہیں اسکی سب چیزیں حق ہیں کیونکہ ممکن فی حد ذاتہ عدم ہے اسکی ہستی و وجود کا مطلب ہی کہ اسکی صورتیں حق جلوہ گر ہے پس باوجود اسکے کہ انسان کو نہ وجود ہے نہ فعل پھر بھی نیک و بد کا اس سے سوال کیا جاویگا یہ سب حق کے مستغنی ہونے اور اسکے فعل بے غرض اور اظہار کمال خداوندی کی دلیل ہے۔ ۵۵۸ ندارد اختیار و گشتہ مامور ✤ زہے مسکین کہ شد مختار و مجبور ✤ انسان اپنے افعال میں مجبور و بے اختیار ہے جو فعل اس سے صادر ہوتا ہے قدرت و ارادت و تقدیر الٰہی سے ہوتا ہے باوجود ایسے مجبور ہونیکے اوامر و نواہی کے تکالیف سے مکلف و مامور ہے انسان عجب مسکین ہے کہ مختار بھی ہے کیونکہ مکلف ہے اور مجبور بھی ہے کیونکہ اسکے سب کام قدرت و ارادت حق و تقدیر ازلی سے واقع ہوتے ہیں اسکو نفس الامر میں کچھ بھی

اختیار نمیں ہے ۔ ایں چہ استغنائیست ایں ✤ باکہ تواں گفت آخر چیست ایں ✤ من ندارم اختیار خویشتن ✤ گشتہ ام مجبور رام ذوالمنن ✤ ہر زماں آرد دگر راہم بپیش ✤ وہ کہ بس حیرانم اندر کار خویش ✤ گہ مکانم میکند در لامکاں ✤ گہ کند جانم اسیر خاکداں ✤ گہ درآرد در دلم صد دیو و دد ✤ گاہ خالی میکند از غیر خود ✤ گہ غرق بحر انوارم کند ✤ گہ اسیر تید پندارم کند ✤ گہ چناں سارد کہ رشک آرد ملک ✤ گہ زنامم ننگ میدارد ملک ✤ گہ ز طبع نفس پر ظلمت تنیم ✤ گاہ از نور تجلی روشنم ✤ او بھر ساعت بہانہ نو کند ✤ آتش اندر خرمن جانم زند ✤ گاہ گوید نیک از من بذر تو است ✤ گاہ گوید جملہ من تو رنگ و بو است ✤ گاہ گوید ہست جملہ از قضا ✤ گہ ندامم گوید اندر بر رضا ✤ گوید ایں یک کافر و آں مومن است ✤ آں یکے در شک و ایں یک موقن است ✤ گوید ایں یک عاصی و آں عابد است ✤ آں یکے میخوارہ دیگر زاہد است ✤ ایں عبث نبود کہ محض حکمت است ✤ عین عالم عدل و لطف و رحمت است ✤ اختلاف امتاں و انبیاء ✤ چونکہ عین رحمت آمد اے فتا ✤ اختلاف خلق و خالق چوں بود ✤ رحمت ایں بیگماں افزوں بود ✤ رہ بدیں رحمت نبردے جاہلے ✤ اعتراضے میکنی بیجا صلے ✤ گنج پنہانست زیر ہر طلسم ✤ پیش عارف شد مسمّٰی عین اسم ✤ او بھر جا مینماید وصف خاص ✤ یک حقیقت داں چہ عام و چہ خواص ✤ تو سن عرفاں بود تند و حروں ✤ ہاں عنانش را بکش اے ذو فنون ✤ تا توانی رہ رواں ہشیار باش ✤ راز جانت را مکن باخلق باز ✤

۵۵۹ نہ ظلم است ایں کہ عین علم و عدل است ✤ نہ جور است ایں کہ محض لطف و فضل است ✤

انسان باوجود بے اختیار و مجبور ہونیکے مامور و مکلف ہونا ظلم نہیں بلکہ عین علم و عدل ہے علم اسلئے کہ علم حق میں جسطرح مکلف و مقدر ہوئے تھے عین و خارج میں اسیکا ظہور ہوا عدل ہوانا اسلئے ہے کہ وضع الشیٔ فی موضعہ ہے مالک کا اپنی ملک میں تصرف کرنا ظلم نہیں بلکہ عدل ہے ۔ تکلیف عبادت جور و ستم نہیں بلکہ محض لطف و فضل ہے کیونکہ انسانمیں عبادات و معرفت حق کی قابلیت تھی اسیکا حکم کیا گیا ہے ۔

۵۶۰ بشرعت زاں سبب تکلیف کردند ✤ کہ از ذات خود ت تعریف کردند ✤

اے انسان تجھہ کو تکلیف شرعی اسلئے دیگئی کہ تجھکو بحکم اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ اپنی ذات سے تیری تعبیر و تشہیر کیگئی یعنی تیری صورت میں اپنی ذات و جمیع اسماء و صفات کیساتھہ حق کا ظہور ہوا ہے اور علم و قدرت الٰہی کا تو مظہر خاص بنایا گیا ہے ۔

۵۶۱ چو از تکلیف حق عاجز شوی تو ✤ بکنار از میاں بیروں روی تو ✤

جبکہ تو اپنی نیستی و عدمیت کی حقیقت سے واقف ہوگا تو تکلیف حق سے عاجز ہوگا اور سمجھیگا کہ تیرا مکلف ہونا محض مظہر و مظاہر کے اتحاد کیوجہ سے ہے اپنی ذات و صفات کو تجھسے منسوب کیا گیا اور تیری تعریف بھی اپنی ذات و صفات سے کیگئی یعنی موجود و عالم و سمیع و بصیر کلیم مزید حی و قدیر وغیرہ ورنہ تجھہ کو نہ وجود ہے نہ افعال جو موجود ہی نہ ہو وہ کیا خاک مکلف و مامور ہوگا ۔ درمیان سے جب تو باہر ہو جائیگا یعنی تیرے بندہ پن و عدمیت و نیستی کو الٰہیت یعنی ہستی و وجود سے الگ کریگا تو نمود بے بود کے سوائے تیری ہستی کچھہ نہ رہیگی عابد و معبود عارف و معروف مکلف و مکلف ایک ہی حقیقت سے ہو اطلاق و تقیید کے اعتبار سے باہم جدا و ممتاز ہوتے ہیں اُسوقت معلوم ہوگا کہ قدرت و اختیار کی نسبت تیری طرف

کرکے تجھکو باوجود مجبوری مکلف و مامور کرنیکی کیا حکمت و مصلحت تھی۔ ۵۶۲ بکلیت رہائی یابی از خویش ✤ غنی گردی بحق اے مرد درویش ✤ تجھکو مکلف و مامور کرنیمیں یہی حکمت تھی کہ عبدیت و بندہ پن کی جہت یعنی نیستی کا ظہور ہو تیرے تعین عدمی اور فقر امکان سے رہائی پاکر بمحو و فنائی ہوجائے اور یقین ہو کہ (میں نہیں جو کچھ ہے سب اللہ ہے) پھر وجود حق سے متحقق اور بقا بعد الفناء سے متصف ہوکر تو حق کیساتھ غنی و تواںگر ہوگا اور اوّل تو فقیر و نادار تھا اب وجود و قدرت علم و اختیار حق سب خود میں مشاہدہ کریگا سب کچھ تو ہی رہیگا تیری تو ئی نہ رہیگی ؎ تا ظن نبری کہ ہست ایں رشتہ دو تو یکتو است خود اصل رشتہ بنگر تو نجو ✤ ایں اوست ہمہ دلیک پیدا است بمن ✤ شک نیست کہ ایں جملہ منم لیک باو ✤ ۵۶۳ برو جان پدر تن در قضا دہ ✤ بتقدیرات یزدانی رضا دہ ✤ ای جان پدر جبکہ تو مجبور و بے اختیار ہے تو جا اور تن کو قضا کے حوالے کردے یعنی قضائے الٰہی کو مان لے یقیناً سمجھ لے کہ تیرے بارہ میں وہ فاعل مختار جو کچھ مقدر و معین کر دیا ہے جو حکم علمی جاری ہوا اسکا خلاف ممکن نہیں پس تقدیر الٰہی سے راضی ہوجا۔ ارادت الٰہی کے برخلاف کسی امر کے حاصل کرنیمیں سعی و کوشش مت کر نا حق پریشان مت ہو۔ سوال دہم ۔ ۵۶۴ چہ بحر است آنکہ نقاش ساحل آمد ✤ ز قعر او چہ گوہر حاصل آمد ✤ وہ کونسا سمندر ہے کہ جسکا ساحل و کنارہ نطق ہے اسکے قعر و تہ سے کیا کیا موتی حاصل ہوتے ہیں۔ جواب ۵۶۵ بحے دریا ست ہستی نطق ساحل ✤ صدف حرف و جواہر دانش دل ✤ ہستی و وجود ایک دریا کے مانند ہے اسکا ساحل نطق ہے حروف و الفاظ صدف کے مانند ہیں دل کی دانش اس صدف کے موتی و جواہر ہیں نطق کے دو معنی ہیں اوّل ادراک کلیات دوم تکلم جو آواز و حروف و الفاظ سے پیدا ہوتا ہے غایت ظہور نطق ادراک پر موقوف ہے بحر مراتب وجود کا ساحل نطق ہے یعنی حقایق و معارف کے جوہر و علوم و معانی کے گوہر آواز و حروف و الفاظ کے صدف میں ساحل نطق پر نکلتے ہیں۔ ۵۶۶ بہر موجے ہزاراں در شہوار ✤ بروں ریزد ز نقل و نص و اخبار ✤ ہر ایک موج کے ساتھ جو دریائے ہستی سے اٹھتی ہے حقائق و معارف و علوم یقینیہ و نقل کلمات کاملین و نص قرآن و حدیث کے در شہوار بیحد ساحل نطق پر ظاہر ہوتے ہیں۔ در شہوار شاہانہ موتی اعلیٰ قیمت کا جیسا منقول ہے کہ سلطان معبود کے خزانہ میں پچاس دانہ در شہوار کے تھے استادان و ماہران و صرّافان زماں نے ہر ایک موتی کی قیمت ایک لاکھ بیس ہزار دینار طلا روٹھرائی تھی۔ ۵۶۷ ہزاراں موج خیزد ہر دم از وے ✤ نگردد قطرۂ ہرگز کم از وے ✤ دریائے ہستی کی انبساط و تجلیات کی کثرت کے اسطرح ہے کہ ہر دم و ہر لحظہ و ہر ساعت ہزاروں موجیں اس دریا سے ظاہر ہوتی ہیں مگر ایک قطرہ بھی اس دریا سے کم نہیں ہوتا کیونکہ شیونات ذاتیہ غیر متناہی ہونیکی وجہ سے تجلیات و ظہورات بھی بے انتہا ہیں۔ لو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات اللہ ۵۶۸ وجود علم ازاں دریائے ژرف است ✤ غلاف در و از صوت و حرف

است ✤ علم و ادراک کا بحر بھی عمیق و محیط سمندر سے ہے جو ہستیٔ وجود ہے۔ کیونکہ صفات کا مصدر و منبع ذات ہے، علم کے موتیوں کا خلاف آواز و حروف میں اسلئے کہ علوم کا افادہ و استفادہ بغیر الفاظ و حروف کے میسر نہیں ہوتا۔ ۵۶۹ معانی چوں کند اینجا تنزّل ✤ ضرورت باشد اورا از تمثل ✤ چونکہ معانی یعنی وجود و علم و نطق و صوت و حرف نے اس سوال کے جواب میں دریا و ساحل و صدف و دُر و جواہر کی صورت میں تنزّل کیا ہے یعنی معقول اشیا کی محسوس اشیاء سے تعبیر کیگئی ہے اسلئے ان معانی کو تمثیل سے ممثل کرنا ضروری ہوا تمثیل۔ ۵۷۰ شنیدم من کہ اندر ماہ نیساں ✤ صدف بالا رود از قعر عمّاں روسیوں کے مہینوں سے ایک ماہ کا نام نیسان ہے جو فصل میں واقع ہے صدف ایک آبی حیوان ہے کہ جسکے جسم سے دو صدف چسپیدہ محیط ہیں اسکا گوشت نہایت سخت ہوتا ہے جس سے پتلی چکٹ خلط ملوط ہے اور گوشت کے درمیان دو شاخ اور سر صدف کے ایک کنارہ پر ہوتا ہے اور سر میں منہ نہایت تنگ اسکا پیٹ مرغ کے سینہ کے مثل ہوتا ہے دو صدف مذکور دو پرندوں کے بازو کے مانند ہیں جنکو کبھی کبھی کھولتا ہے کبھی بند کرتا ہے اس ماہ نیسان میں وہ جانور دریا کی تہ سے پانی کی سطح پر ظاہر ہوتا ہے۔ ۵۷۱ زشیب قعر بحر آید بر افراز ✤ بروئے بحر بنشیند دہن باز ✤ دریا کی تہ سے وہ صدف اوپر آتا ہے اور سطح سمندر پر منہ کھولکر بیٹھتا ہے۔ ۵۷۲ بخارے مرتفع گردد ز دریا ✤ فرو بارد بامر حقتعالیٰ ✤ یہ شعر سہ شرح نمبر ( ) پر مذکور ہو چکا ہے۔ ۵۷۳ چکد اندر دہانش قطرۂ چند ✤ شود بستہ دہان او بصد بند ✤ جسطرح رحم نطفہ کو قبول کرتا ہے اسیطرح اس صدف کا پیٹ چند قطروں کو قبول کرتا ہے پھر اسکا منہ اسقدر مضبوط و بند ہو جاتا ہے کہ گویا سو بندوں سے بند کیا ہوا ہے۔ ۵۷۴ رود در قعر دریا بادلے پُر ✤ شود آں قطرۂ باراں یکے دُر ✤ وہ صدف قطرات نیساں سے پُر دل و پُر حوصلہ ہو کر دریا کی تہ میں جاتا ہے وہاں چند روز ٹھہرنیکے بعد یہ طریقہ اختیار کرتا ہے کہ اوّل صباح سمندر کی سطح پر آجاتا ہے اور شام تک ہوا کھاکر پھر شام سے صبح تک پانی کے نیچے رہتا ہے اسیطریقہ سے چند روز گذرنیکے بعد وہ قطرے بستہ و منجمد ہوتے ہیں پھر وہ دریا کی تہ میں ٹھہرتا ہے اور قدرت ربانی سے قیمتی موتی بنجاتے ہیں جب اُنکے نکالنے کا وقت آتا ہے تو ۵۷۵ بقعر اندر رود غوّاص دریا ✤ ازاں آرد برُوں لولوئے لالا ✤ غوطہ لگانیوالے سمندر کی تہ میں جاتے ہیں اس سے صاف و شفاف چمکیلے موتی نکالتے ہیں۔ اس تمثیل کے بعد مثل کا بیان شروع کیا گیا۔ ۵۷۶ تن تو ساحل و ہستی چو دریا است ✤ بخارش فیض و باراں ہمچو اسما است ✤ ہستی و وجود مثل دریا ہے اسکا ساحل دکنار، سابقاً نطق بتلایا گیا ہے یہاں بدن انسانیکو ساحل کہا تاکہ یقیناً معلوم ہو کہ اس نطق سے نطق صوری متکلم مراد ہے جو بدن سے متعلق ہے نہ کہ نطق معنوی جو ادراک ہے۔ اور درحقیقت ساحل۔ انسان کا تعین ہے جو سب عوالم کا جامع ہے بخار اس دریا کا فیض عام رحمانی ہے جو حُبّ ظہور و اظہار کمالات کی حرارت سے بحکم فاحببتُ ان اُعرف مرتفع ہوا ہے باران و بارش سے اسمائے الٰہیہ کا علم مراد ہے جو دریائے فیض رحمانی سے حقیقتِ انسانی کی قابلیات و استعدادات کی زمینات پر برستی ہے۔ ۵۷۷

خرد غواص آن بحر محیط است ✤ که او را صد جواہر در گلیم است ✤ اس دریائی ہستی کی غواص عقل ہے جو ہمیشہ تفکر و تدبر کی غوطہ زنی میں رہکر سیکڑوں ہزاروں علوم و معارف کے جواہر نفیسہ اپنے استعداد کی کملی میں چھپا رکھتی ہے اور دریائے ہستی سے ساحل نطق و تکلم پر لاتی ہے۔ ۵۷۸

دل آمد علم را مانند یک ظرف ✤ صدف بر علم دل صوت است با حرف ✤ دل جمعیت الیہ کی صورت ہے اپنی جامعیت کے بسبب اسمائے علم کیلئے جو بمنزلہ قطرات بارش ہیں ایک ظرف ہے جو تمام ما کان و ما یکون پر محیط ہے اور مرکزیت کے اعتبار سے مثل گہر دریائے ہے اور علم دل کا صدف آواز و حروف ہیں۔ کیونکہ یہ معانی کے غلاف ہیں جنمیں معانی پرورش و صفائی پاکر ان سے ظاہر ہوتے ہیں۔ ۵۷۹

نفس گردد رواں چوں برق لامع ✤ رسد زو حرفہا با گوش سامع ✤ جسطرح نیساں فعل بھار میں تیز ہوائیں صدفوں کو سمندر کی تہ سے مثل حباب پانی کی سطح محدب پر لاتی ہیں تاکہ بارش کے قطرے انکے منہ میں پڑیں اسیطرح نفس انسانی کی ہوائیں رواں و متحرک ہوکر چمکتے بجلی کیطرح سانس لینے والے کے باطن کی تہ سے آواز و حروف کی سیپیوں کو مخارج میں عبور کرنے کیلئے خارج مین سرکرتی ہے اس نفس رواں یعنی چلتی ہوئی سانس سے سننے والے کے کان میں اواز و حروف پہنچتے ہیں۔ ۵۸۰

صدف شکن در شہوار ✤ بیفگن پوست مغز نغز بردار ✤ جسطرح صدف سے غرض جواہر موتی ہیں صدف کو توڑنیکے بغیر جو اور موتی نہیں نکلتے اسیطرح حروف و الفاظ مثل صدف ہیں انسے مقصود معانی و مطالب ہیں جبتک ظاہری علوم و الفاظ کے پوست سے آگے نہ بڑھیگا۔ حقائق و علوم مکاشفہ و مشاہدہ کی مغز تک نہیں پہنچیگا۔ ۵۸۱

لغت با اشتقاق و نحو با صرف ✤ ہمیگردد ہمہ پیرامن حرف ✤ علم لغت و اشتقاق و صرف و نحو سب حروف کے ارد گرد لپٹے ہوئے ہیں یہ سب الفاظ ہیں الفاظ حروف سے مرکب ہیں جو اصل مقصود نہیں۔ ۵۸۲

ہر آنکو جملہ عمر خود دریں کرد ✤ بحرزہ صرف عمر ناز نیں کرد ✤ جسنے اپنی ساری عمر ان غیر مقصود علوم میں صرف کردی اسنے ناز پروردہ عمر کو مفت برباد کیا۔ ۵۸۳

زجوزش قشر خشک افتادہ در دست ✤ نیابد مغز ہرگو پوست نشکست ✤ جسنے قشریات میں عمر کو ضائع کیا اسکے ہاتھ میں اخروٹ کا صرف خشک چھلکا آیا جو مفید و نافع نہیں جبتک چھلکے نہ توڑیں مغز نہیں نکلتا چھلکے توڑنیکا مطلب یہ ہے کہ اسی علوم مبادی و وسائل میں پھنسے نہ رہیں علم دین کے مطابق عمل کرکے مقاصد حاصل کریں۔ اعوذ باللہ من علم لا ینفع ۵۸۴

ولے بے پوست نا پختہ است ہر مغز ✤ زعلم ظاہر آمد علم دین نغز ✤ لیکن پوست کے بغیر مغز پختہ نہیں ہوتا کچا رہ جاتا ہے علم دین تفسیر و حدیث و فقہ کا کمال و جمال علوم قشریہ یعنی لغت و اشتقاق و صرف و نحو سے حاصل ہوتا ہے بقدر ضرورت قشریات کو حاصل کریں۔ ۵۸۵

زمن جان برادر پند بنیوش ✤ بجان و دل برو در علم دین کوش ✤ مقصود آفرینش عالم۔ معرفت حق ہے ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون (ای لیعرفون) ذکر سبب ارادہ مسبب ہے یعنی عبادت سبب معرفت ہے عبادت علم دین پر موقوف ہے کیونکہ امر و نہی و طریق عبادت کا جبتک علم ہو عبادت ممکن نہیں۔ اسلئے میری نصیحت مانکر علم دین

حاصل کرنیمیں کامل کوشش کرے ۵۸۶ که عالم در دو عالم سروری یافت ✤ اگر کمتر بد
ازوے بہتری یافت ✤ کیونکہ عالم دینی ہر دو عالم میں سردار ہے دنیا میں تو اسلئے کہ عبادات
و معاملات و مناکحات میں سب لوگ اس سے مسائل دریافت کرنے کی محتاج ہیں اور آخرت میں اسلئے سرداری ملیگی
کہ علم کے مطابق عمل کریگا تو ضرور اسکے مدارج بلند ہونگے اصل و نسب میں اگر کمتر ہو تو بھی برکت علم سے برتر و برزگتر
ہوگا۔ ۵۸۷ عمل کان از سر احوال باشد ✤ بسے بہتر ز علم قال باشد ✤
جس عمل میں حال پایا جائے بندہ و خدا کے درمیان سے پردے اٹھ جائیں وہ عمل بیفائدہ علم قال سے بہتر ہے کیونکہ
علم قال سے کیفیت عمل کو جاننا مقصود ہے اور عمل سے احوال باطنی کشف و شہود کا حاصل کرنا مقصود ہے پس جب
عمل سے اصل مقصود حال حاصل ہو تو ضرور وہ عمل علم صحیح کے مطابق ہی ہوگا۔ اور جو علم کے بغیر عمل کے جو سے
حصول مقصود ممکن نہو یہ علم غیر نافع ہے وہ عمل جو مفید حال ہے ضرور بہتر ہے۔ ۵۸۸ ولے کاریکه
از آب و گل آید ✤ نه چوں علم است کاں کار دل آید ✤ لیکن جو عمل آب و
گل یعنی جسم سے متعلق ہو حال سے منضم نہو وہ عمل علم قال سے بدتر ہے کیونکہ علم قال کار دل ہے اسکے برابر
کار آب و گل یعنی عمل بدنی نہ ہوسکیگا۔ ۵۸۹ میان جسم و جاں بنگر چه فرق است ✤
که ایں را غرب گیری واں چو شرق است ✤ مراتب ثلثہ مذکورہ کا فرق اسطرح سمجھ
کہ جسم و جان میں کسقدر فرق ہے یعنی بہت فرق ہے جسم کو مغرب سمجھ کیونکہ اسمیں کمالات علمیہ مخفی ہیں
اور جان کو مشرق سمجھ کیونکہ انوار صفات کمال علم و حیات قدرت و ارادت اس سے طالع و ظاہر ہوتے ہیں
۵۹۰ ازینجا بازداں احوال اعمال ✤ به نسبت با علوم قال با حال ✤ اسی سے احوال اعمال بدنی و علوم قال میں فرق سمجھ کہ علوم قال بہ نسبت اعمال بدنی مثل جان
کے ہیں کیونکہ علوم کار دل ہے اور اعمال بدنی کار آب و گل ہیں پھر حال علوم قال کی جان ہے کیونکہ حال سے
مکاشفہ و مشاہدہ مراد ہے جو عین الیقین ہے ۵۹۱ نه علم است آں که دار د میل
دنیا ✤ که صورت دارد اما نیست معنی ✤ جسمیں دنیا کی میل و خواہش ہو وہ علم نہیں حب
الدنیا راس کل خطیئة جو قرب حق کا ذریعہ ہو وہ علم ہے جاہ و منصب دنیا کا جو علم وسیلہ ہو وہ صورۃً
علم ہے معنی و حقیقت کے اعتبار سے وہ علم بھی دنیوی صنعت و حرفت ہے ۵ علم و جاہ و منصب و مال
جہاں ✤ فتنه آمد در کف بدگوہراں ✤ ۵۹۲ نگر د جمع هرگز علم با آز ✤ ملک خواہی
سگ از خود دور اندازه ✤ علوم دینیہ جو نفس کو برے اخلاق سے پاک کرتے ہیں حرص و حب دنیا
کے ساتھ ہرگز مجتمع نہیں ہوتے اگر تو ملائکہ یعنی طہارت نفس چاہتا ہے تو کتے کو اپنے پاس سے دور کر دے
لا تدخل الملائکة بیتا فیه کلب او تصاویر۔ حرص و حب دنیا کو کتے کیساتھ تشبیہ دیگئی ہے ۵۹۳
علوم دین ز اخلاق فرشته است ✤ بپاید در دلے کو سگ سرشته است ✤
علوم دینیہ جو موجب طہارت نفس انسانی ہیں فرشتوں کے اخلاق ہیں۔ فرشتوں کے اخلاق کو کتوں کے عادات سے
ضد و خلاف ہے جسمیں حرص و طمع یعنی کتوں کی عادتیں ہوں فرشتوں کے اخلاق و علوم دین اسمیں حاصل

نہیں ہوتے اگرچہ صورۃً علم معلوم ہوتا ہے مگر معنیً علم دین کا اثر اسمیں نہیں ہوتا۔ ۵۹۴ حدیث
مصطفےٰ آخر ہمین است ✤ بگو بشنو کہ البتہ چنین است ✤ حدیث نبوی
کا بھی یہی مطلب ہے کہ جس گھر میں کتا ہو وہاں فرشتے نہیں آتے پس سگ سرشتوں کے پاس فرشتی یعنی علوم دین
اور اسکے اثرات جمع نہیں ہوتے۔ ۵۹۵ درون خانہ چوں ہست صورت ✤
فرشتہ ناید اندروے ضرورت ✤ جس گھر میں تصویر ہو وہاں فرشتے نہیں آتے۔ ۵۹۶
برو بزدائے اول تختۂ دل ✤ کہ تا سازد ملک پیش تو منزل ✤ عالم النفس میں تختۂ دل کو
جو لوح محفوظ آفاقی کیطرح ہے صفات ذمیمہ حرص وحسد وشہوت وغضب جب جاہ وحب دنیا کی تصاویر ونقوش
سو ذکر وفکر وتصفیہ وتخلیہ کے پانی سے دھوکر پاک وصاف کرتا کہ ملائکہ وارواح مقدسۂ صور علمیہ حقیہ تیرے مصفا
خانۂ دلمیں نزول کریں۔ ۵۹۷ ازو تحصیل کن علم وراثت ✤ زبہر آخرت مبگن
حراثت ✤ جب تیرے پاک وصاف دلمیں ملک فرشتہ نازاں ہوگا تو اس سے علم وراثت علم لدنی کشفی حاصل
کر یحکم علمہ شدید القویٰ علم وراثت کیصورت نرسیگی چونکہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے آخرت کیلئے کشت وزراعت
کرلے ✤ ایں دست آنوقت تخم انداختن ✤ کار کائے روز حاجت ساختن ✤ ہرچہ کشتی جنس آں خواہی درود
نیک وبد آنجا عیان خواہد بود ✤ چو انجا فرصت ہست ہشیار ✤ بہیدرنگ ✤ آں نہال میوہائے رنگ رنگ ۵۹۸
کتاب حق بخواں از نفس وآفاق ✤ مزین شو باصل جملہ اخلاق ✤ حق کی کتاب انفس
آفاق کو پڑھ اور تمام اخلاق کی اصل عدل وحکمت کی زینت سے مزین ہو کیونکہ جمیع کتب الٰہی کی جامع کتاب
انفس ہے جسمیں اسماء وصفات کی آیتیں مکتوب ہیں اور آفاق ایک دوسری کتاب ہے جو کتاب انفس کی تفصیل
ہے۔ اور باعتبار تعین بخشے خارج ہے قاعدہ ۵۹۹ اصول جملہ نیک آمد عدالت ✤
پس از وے حکمت وعفت شجاعت ✤ نفس ناطقہ انسانی میں دو قوتیں ہیں اوّل قوت
وادراک۔ دوم تحریک ارادی ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں ادراک کی دو قسمیں نظری یا علمی۔ وعملی۔ اسی اعتبار
سے حکمت کے بھی دو قسم ہیں حکمت نظری علمی۔ وعملی۔ تحریک ارادی کی دو قسمیں شہوی وغضبی جلب منفعت کی
طرف تحریک ہو تو شہوی۔ اور دفع مضرت کیطرف حرکت ہو تو غضبی کہتے ہیں۔ پس اس اعتبار سے قوتیں چار ہیں
علم وعمل۔ شہوت وغضب۔ ہر ایک قوت بلا افراط وتفریط بطریق اعتدال صرف کیجائے تو فضیلت وخوبی حاصل
ہوگی۔ پس فضائل بھی جو اصول اخلاق ہیں چار ہیں۔ تہذیب قوۃ نظری وعلمی حکمت۔ تہذیب قوت عملی یعنی عدالت
تہذیب قوت شہوی یعنی عفت۔ تہذیب قوت غضبی یعنی شجاعت ✤ قوت عمل کا کمال یہ ہے کہ اپنے متعلقہ امور میں
کما حقہ تمرن کرے اسلئے حکمت وعفت وشجاعت پر عدالت کا حصول موقوف ہے ان تینوں فضیلتوں پر عدالت
کی اسلئے فضیلت ہے کہ بغیر عدالت کے ان تین کو تو کبھی فضیلت ثابت نہیں ہوسکتی اسلئے عدالت اصول اخلاق
حسنہ ہے۔ ۶۰۰ حکیم راست کردار وگفتار ✤ کسے کو متصف گردد بدیں
چار ✤ جو شخص ان چار فضائل سے متصف ہو تو وہ حکیم راست کردار وراست گفتار ہوگا یعنی حکمت کی دو
قسم نظری علمی وحکمت عملی سے متصف ہو کر علم کے مطابق عامل رہے اور حقائق اشیا کو کما حقہا پہچانے تو راست گفتاری

بھی حاصل ہوگی کیونکہ قول علم کی صورت ہے۔ ۶۰۱ بحکمت باشدش جان ودل آگہ ✤ نہ گربہ باشد وے نیز ابلہ ✤ جو شخص اخلاق حسنہ کے ان چاروں اصول مذکورہ سے متصف ہو تو اسکے جان ودل حکمت سے واقف ہو جائینگے حکمت کے مطابق عمل کر سکیگا۔ اصول مکارم اخلاق سے ہر ایک کیلئے متوسط محمود ہے اور اسکے ہر دو طرف (افراط وتفریط) مذموم جسطرح حالت متوسط کا نام فضیلت ہے اسکے دو طرف مخالف افراط وتفریط کو رذیلت کہتے ہیں جیسا کہ اعتدال قوت نطقی حکمت ہے اسکی افراط گربزی ہے اور تفریط ابلہی ہے ہر دو مذموم ہیں۔ گربزی وہ ہے کہ غیر ضروری امور میں فکر کرے یا ضرورت سے زیادہ فکر کرے ابلہ وہ کہ قوۃ فکریہ کو معطل کردے ضرورت کے وقت بھی قصداً فکر ترک کردے۔ حکیم وہ ہے جو ضروری امور میں بقدر ضرورت فکر ونظر سے کام لے اس سے زیادہ گربزی ومکاری ہے۔ گربز دراصل گرگ وبز سے مرکب ہے جو شخص بظاہر بکری کے جیسا نرم اور باطن میں گرگ کیطرح درندہ صفت ہو۔ مجازاً مکار وحیلہ گر اور ضرورت سے زیادہ چالاک شخص پر اطلاق کیا جاتا ہے۔ ۶۰۲ بہ عفت شہوت خود کرد مستور ✤ شرہ ہمچو محمود ازوے شدہ دور ✤ قوت شہوی کی درمیانہ ومعتدل حالت یعنی عفت جو قوت عاقلہ کی مطاوعت اور اپنی خواہشوں کی اتباع نکرنیسے حاصل کی ہے اس عفت میں شہوت کو مخفی کر رکھا ہے اور عفت کے طرفین افراط شرہ اور تفریط خمود مردہ دلی ہر دو وصف مذموم سے وہ حکیم دور ہے۔ ۶۰۳ شجاع وصافی از ذل ستبر ✤ مبرا ذاتش از جبن وتہور ✤ حکیم شجاع اور تکبر کی ذلت سے پاک ہوگا۔ اور اسکی ذات نامردی وحد سے زیادہ دلیری دونوں سے مبرا ہوگی۔ شجاعت قوت غضبی کی درمیانہ ومعتدل حالت کا نام ہے جو نفس ناطقہ کی اطاعت وحد اعتدال کی تجاوز نکرنیسے حاصل ہوتی ہے شجاعت کی افراط تہور اور تہور کا لازم تکبر ہے۔ شجاعت کی تفریط جبن ونامردی ان سب ذلتوں سے حکیم پاک رہیگا۔ ۶۰۴ عدالت چون شعار ذات اوشد ✤ ندارد ظلم ازاں خلقش بکوشد ✤ عدالت مساوات ورستی وتہذیب قوت عملی حکیم کا شعار ولباس ہوگیا ہے تو اسمیں ظلم جو وضع الشی فی غیر موضعہ ہوتا ہے نہ ہوگا۔ بلکہ عدل (جو وضع الشی فی موضعہ ہے) سے متصف ہونیسے اسکے تمام اخلاق نیک ہو جاتے ہیں جو کچھ اس سے واقع ہوگا وہ ایسا ہی ہوگا جیسا کہ ہونا چاہئے۔ ۶۰۵ ہمہ اخلاق نیکو درمیانہ است ✤ کہ از افراط وتفریطش کرانہ است ✤ تمام اخلاق حسنہ اوسط درمیان ہوتے ہیں کیونکہ وسط افراط وتفریط دونوں کے کنارہ پر ہے یعنی دونوں سے دور ہے اسلئے کہ افراط وتفریط دونوں طریق وسط سے دور ہونیکا نام ہے ۶۰۶ میانہ چوں صراط مستقیم است ✤ زہر دو جانبش قعر جحیم است ✤ درمیانی راہ اوسط صراط مستقیم ہے جو ہر رو کو تفضل الامر کمال نفسی کے مقام ومنزل میں پہنچاتی ہے بجز طریق اعتدال کسب کمال معرفت اور حقائق امور ممکن نہیں وسط کے ہر دو جانب افراط وتفریط قعر جحیم ہے جو شخص کہ حد اعتدال ووسط سے ذرا بھی ادھر ادھر ہوا افراط وتفریط اختیار کرکے گرفتار دوزخ ہوا۔ جادۂ کمال سے درکات نقص ووبال میں جا گرا۔ صراط مستقیم اعتدال پر جبتک عبور نہ ہو بہشت تک پہنچنا ممکن نہیں۔ ۶۰۷ بباریکی وتیزی ہمچو شمشیر ✤ نہ روے گشتن ولودن برو دیر ✤

پُلصراط کی صفت بال سے باریکتر تلوار سے تیز تر جو والہ ہے ایسا ہی ہے بلکہ اس سے زیادہ باریک و تیز حد وسط و اعتدال صراط مستقیم ہے جس سے سرمو ادھر اُدھر ہونیوالا بیحد افراط و تفریط میں گرفتار ہوجاتا ہے جیسا پلصراط کی بیحد تیزی کی وجہ سے دیر تک اسپر ٹھیرنا یا واپس لوٹنا نہیں ہوسکتا اسیطرح صراط مستقیم ہدایت کی تیزی و باریکی کے سبب اسپر استقامت ہر شخص کا کام نہیں ہے ؎ صورت عدل است میزان و صراط ✤ برصراط حق گذر با احتیاط ✤ انحراف از ہر دو جانب دوزخ است ✤ اعتدال اندر وسط چوں برزخ است ✤ راہ اوسط رو کہ شد جبر الامور ✤ تا رہی از دوزخ پُرشر و شور ✤ تا نسازی بر صراط حق عبور ✤ کی رسی در جنت و حور و قصور ✤

۶۰۸ عدالت چوں یکے دارد ز اضداد ✤ ہمیں ہفت آمد ایں اضداد از اعداد ✤

حکمانے حکمت و عفت و شجاعت اصول اخلاق حسنہ کے جسطرح دو طرف افراط و تفریط بیان کئے ہیں اسیطرح عدالت کے بھی دو طرف مقرر کئے ہیں طرف افراط کو ظلم اور تفریط کو انظلام کہا ہے۔ لوٹ مار بلا استحقاق مال لینا اور بُرے طریقوں سے مال پیدا کرنیکا نام ظالم ہے اور انظلام ظلم سہنا۔ ایسے بدمعاش قزاق لٹیرو نکو جگہ دینا۔ اور بلا استحقال کسیکا مال چھیننے میں انکی تابعداری کرنیکا نام ہے۔ لیکن صاحب گلشن راز نے صرف ظلم کو ہی ایک ضد عدالت کی اعتبار کیا ہے۔ پس اب اضداد اصول مکارم اخلاق کے سات ہوئے حکمت کے دو ضد۔ گرنجی و بلاہت۔ عفت کے دو ضد۔ شرہ۔ خمود۔ شجاعت کے دو ضد۔ تہور۔ وجبن۔ عدالت کی ایک ضد یعنی ظلم اور انظلام کو ضد عدالت میں اسلئے شمار نکیا کہ وہ عمدہ وصف ہے ؎ گر برد مال تو ور دز پوشنے ✤ رہزنے کا بر دہ باشد رہزنے ✤ کیونکہ نقرو ولایت و عرفان کا کمال عجز و نیستی میں ہے پس انظلام یعنی مظلوم بننا حصول مراتب کمال کا ذریعہ و وسیلہ ہے اسلئے صفات مذمومہ میں اسکا شمار نہیں ہوسکتا۔ بلکہ مراتب کمال کی انتہا یہ ہے کہ خلق کی ایذا رسانی سے متلذذ ہو۔ کیونکہ عارف ہر صورت میں محبوب حقیقی کا مشاہدہ کرتا ہے معشوق کے ظلم و ستم میں عاشق کو لذت و ذوق حاصل ہوتا ہے ضرب الحبیب زبیب ؎ انچہ از دوست میرسد نیکوست ؎ انچہ کفر است بر خلق برماد ین است ✤ تلخ و ترش ہمہ عالم بر ما شیریں است۔

۶۰۹ بریں ہر عدد سرّے نہفتہ است ✤ ازاں در بائے دوزخ نیز ہفت است ✤

مکارم اخلاق کے سات اضداد جو رذائل ہیں انمیں سے ہر ایک عدد کے نیچے کوئی نہ کوئی راز مخفی ہے از انجملہ یہ کہ سات رذائل۔ دوزخ کے سات دروازو نکیطرف اشارہ ہے۔

۶۱۰ چناں کز ظلم شد دوزخ مہیا ✤ بہشت آمد ہمیشہ عدل را جا ✤

جسطرح دوزخ ظلم سے تیار ہوئی ہے۔ اسیطرح بہشت عدل کا مقام ہے ؎ خلق نیکو شد بہشت و حور عین ✤ خلق بد را دوزخ سوزاں ببیں ✤ روضۂ رضواں ہمہ خلق نکو خلق نیکت را جنا دیدار اوست ✤ ہر کہ دارد در جہاں خلق نکو ✤ مخزن اسرار حق شد جان او۔

۶۱۱ جزائے عدل نور و رحمت آمد ✤ سزائے ظلم لعن و ظلمت آمد ✤

جزائے اعمال لازم اعمال ہے ہر چیز اپنی خاصیت ظاہر کریگی۔ جیسا کہ انگبی کو زہر اور شہد کو حلاوت لازم ہے اسیطرح اخلاق و افعال میں عدل و راستی کی جزا انوار تجلیات الٰہی و رحمت نامتناہی ہے اور ظلم و انحراف و معصیت کی سزا لعنت و ملامت و ظلمت ہے ؎ نیست انساں ہر کہ اخلق بد است ✤ در حقیقت بلکہ چوں

دیو و دد است ✤ مایۂ دوزخ چہ باشد خلق بد ✤ خلق بد آمد براہ دوست سد ✤ چوں شوی پاک از ہمہ اخلاق بد ✤ اسلم الشیطان ترا باشد سنہ ✤ ۶۱۲ ظہور نیکوئی در اعتدال است ✤ عدالت جسم را اقصیٰ الکمال است ✤ اعتدال میں حسن و جمال ہے اسلئے کہ انسان جب فضائل و مکارم اخلاق سے آراستہ ہوتا ہے تو ظاہر و باطن اسکا اچھا ہوتا ہے ظاہری حسن بدن عبادت و طاعت جسکی آرائش اسلام ہے باطنی حسن نفس معرفت الٰہی جسکی آرائش ایمان ہے بہر حال حسن ظاہر و باطن اعتدال پر موقوف ہے یہی اعتدال جسم کیلئے بھی انتہائی کمال ہے کیونکہ اعتدال مساوات ہے جو بغیر وحدت کے متصور نہیں ہوتی اجسام کا غایت کمال یہی ہے کہ اسکے متضاد و متباعد اجزا متسالم و متقارب ہو جائیں باہمی کسر و انکسار سے اجزا چھوٹے چھوٹے ہو کر آپسی ضدیت رفع ہو کر ایک دوسرے میں داخل ہو کر مل جل کر ایک ہو جائیں اور صورت وحدانی پیدا ہو تو یہی عدالت و اعتدال ہے جو مرکب میں بصورت بسیط ظاہر ہوتی ۶۱۳ مرکب چوں شود مانند یک چیز ✤ ز اجزا دور گردد فعل و تمیز ✤ مرکب بدن انسانی جب اجزا کے ایک دوسرے سے قریب ہونے اور ملنے و چھوٹے ہونے اور ان کی کیفیتوں کے کسر و انکسار سے مثل ایک چیز کے ہوگا تو اسکے اجزا سے فعل کیفی حرارت و رطوبت و برودت و یبوست دور ہو کر بوجہ اتحاد تام طبیعت واحدہ پیدا ہوگی اور انکا تضاد و تخالف و فرق و امتیاز مرتفع ہو جاویگا ۶۱۴ بسیط الذات را مانند گردد ✤ میان این و آں پیوند گردد ✤ وہ مرکب بوجہ وحدت و مساوات و اعتدال کیفی اجزا بسیط الذات یعنی عقول و نفوس مجردہ کے مانند و مشابہ ہوگا اور اس بنا سبت و مشابہت کیوجہ سے یہ مرکب بدن اور وہ بسیط الذات نفس ناطقہ و روح انسانی کے درمیان پیوند و اتصال ہو جاویگا ۶۱۵ نہ پیوندیکہ از ترکیب اجزا است ✤ کہ روح از وصف جسمیت مبرا است ✤ مرکب بدن اور بسیط الذات روح میں جو پیوند ہے اس قسم کا نہیں جو اجزائے بدنکی ترکیب میں ہوتا ہے اسلئے کہ یہ پیوند ترکیبی جسم کے لوازم سے ہے روح و نفس ناطقہ نہ جسم ہے نہ جسمانی جسمیت سے وہ مبرا ہے اسلئے جسم و جسمانیت کے اوصاف کا اس روح پر اطلاق نہیں ہو سکتا ۔ ۶۱۶ چو آب و گل شود یکبارہ صافی ✤ رسد از حق بدو روح اضافی ✤ آب و گل یعنی بدن انسانی جب تضاد طبعی کی کدورتوں سے صاف ہو کر باہم اتحاد پیدا کر لیتو بحکم و نفخت فیہ من روحی روح اضافی و جامعیت حق کے شرف سے مشرف ہوتا ہے باوجودیکہ بدن انسانی عناصر متخالفہ سے مرکب ہے ۔ ۶۱۷ چو یابد تسویہ اجزائے ارکان ✤ درو گیرد فروغ عالم جان ✤ جب ارکان و عناصر کے اجزا بوجہ کسر و انکسار باہمی مساوات و اعتدال و اتحاد حاصل کر لیتے ہیں تو عالم روحانی سے فروغ روشنی انپر چمکتی ہے اور آب و گل کو انوار علم و عرفان سے منور کر دیتی ہے ۔ واضح ہو کہ روح تجرد کی حیثیت سے بدن کی غیر ہے اور بدن سے تدبیری و تصرفی تعلق رکھتی ہے اور اپنے بقا میں بدن کی محتاج نہیں بلکہ قائم بذات خود ہے لیکن اپنے روحانی کمالات ظاہر کرنیکے لئے بدن کی محتاج ہے اور اجزائے بدن میں روح کا اسطرح سریان ہے جسطرح کہ تمام موجودات میں وجود مطلق حق کا سریان ہے حلولی و اتحادی سریان نہیں ہے اس اعتبار سے روح

اور جسم میں من کل الوجوہ غیریت نہیں ہے بلکہ اس عالم حس و شہادت میں روح کی صورت اور مظہر بھی بدن ہے اسلئے بدن نے روح منفک نہیں ہے جو شخص کہ خلق و خالق میں عینیت حقیقی و غیریت حقیقی کے جہات و اعتبارات اور ظہور حق بصورت اشیا کے علم سے واقف ہوگا وہ روح و بدن کی عینیت و غیریت و کیفیت ظہور روح بصورت بدن سے واقف ہوگا۔ کیونکہ روح بدن کا رب ہے رب و مربوب کا حال جاننے سے ظہور حق بصورت اشیا کا علم حاصل ہوگا۔ ۶۱۸ **شعاع جان سوئے تن وقت تعدیل ✤ چو خور شید و زمیں آید بمقابل**

تن کے اجزائے بنام معتدل ہونیکے وقت روح کی شعاع بدن پر چمکنے کی ایسی تمثیل ہے کہ جسطرح شعاع خورشید زمین پر چمکتی ہے۔ ۶۱۹ **اگرچہ خور بچرخ چارمین است ✤ شعاعش نور تدبیر زمین است**

خورشید اگرچہ چوتھے آسمان پر ہے لیکن اسکی شعاع زمین میں تدبیر و تصرف کرتی ہے یعنی اسکو روشن کرتی ہے (سوال دوم میں یہ شعر گذر چکا ہے) ۶۲۰ **طبیعتہائے عنصر نزد خور نیست ✤ کواکب گرم و خشک و سرد و تر نیست**

خورشید میں عنصری طبیعتیں نہیں ستارے گرم و سرد و خشک و تر نہیں ہیں کیونکہ یہ عناصر کے طبائع و خواص ہیں فلکیات اس سے مبرا ہیں اسکے گرم و سرد نہ ہونے پر دلیل یہ ہے کہ اگر گرم ہوتے تو خفیف ہوتے اسلئے کہ گرمی خفت کا سبب ہے اگر سرد ہوتے تو ثقیل ہوتے کیونکہ سردی موجب ثقل ہے پس افلاک میں صعود و ہبوط کا میلان ہوتا کیونکہ خفت قوت طبیعی ہے جسکے سبب سے جسم اوپر چڑھنے کی حرکت کرتا ہے اور ثقل بھی قوت طبیعی ہے جسکے سبب سے جسم نیچے اترنیکی حرکت کرتا ہے پس افلاک کا حرکت مستقیم کے قابل ہونا لازم آئیگا۔ جو خلاف واقع و محال ہے کیونکہ برہان قطعی سے ثابت ہو چکا ہے کہ افلاک میں حرکت مستقیم نہیں بلکہ حرکت مستدیرہ ہے اسیطرح اگر تر ہوتے تو اشکال مختلفہ کو سہولت سے قبول کرتے اگر خشک ہوتے تو دشواری سے اشکال کو قبول کرتے بہرحال آسانی سے ہو یا دشواری سے ہو اشکال کو قبول کرتے تو خرق و التیام کے قابل ہوتے اور یہ خلاف و محال ہے اور اسکے شفاف و بیرنگ ہونے پر یہ دلیل ہے کہ اگر رنگ دار ہوتے تو مانع رویت ہوتے حالانکہ سات آسمان کے اوپر ٹمٹماتے ہوئے کواکب نظر آتے ہیں پس ثابت ہوا کہ فلکیات بے رنگ ہیں ۔ ۶۲۱ **عناصر جملہ اوے گرم و سرد است ✤ سفید و سرخ و سبز و آل و زرد است**

اگرچہ آفتاب و دیگر کواکب میں رنگ نہیں مگر تمام مرکبات عنصر یہ تاثیر آفتاب و کواکب اور انکی شعاع کی وجہ سے گرم و سرد سفید و سرخ و سبز و پیازی و زرد رنگ نظر آتے ہیں۔ ۶۲۲ **بود حکمش روان چوں شاہ عادل ✤ کہ نہ خارج تواں گفتن نہ داخل**

عناصر میں آفتاب اور اسکی شعاع کا حکم بادشاہ عادل کے حکم کے مانند جاری و ساری ہے یعنی جسطرح بادشاہ عادل کے حکم میں ظلم و ستم نہیں ہوتا اسیطرح انمیں بھی کوئی بیقاعدگی نہیں ہوتی شعاع آفتاب طبایع عناصر میں نہ داخل ہے نہ خارج اگر خارج ہوتی تو تاثیر نہ ہوتی اگر داخل ہوتی تو تجزی و انقسام لازم آتا۔ حالانکہ شعاع بسبب ذات منقسم و متکثر نہیں ہوتی۔ ۶۲۳ **چو از تعدیل شد ارکان موافق ✤ بجنبش نفس گویا گشت عاشق**

اعتدال کیوجہ سے ارکان عناصر میں تناسب تام و توافق یعنی حسن اعتدال و تناسب پر نفس ناطقہ عاشق ہوگیا روح و بدن میں عاشق و معشوق کے جیسا تعلق ہے۔ عاشق ہمیشہ معشوق کے ساتھ رہتا ہے جدا نہیں ہوتا:۔

۶۲۴ نکاح معنوی افتاد در دین ✤ جہانرا نفس کلی داد کابین ✤ صورت انسانی کے حسن تناسب و اعتدال پر نفس ناطقہ عاشق ہوا تو نفس ناطقہ و صورت انسانی میں نکاح معنوی یعنی عقد و تصرف (جو دین میں نکاح صوری کی حقیقت ہے) بحکم ذالک الدین القیم ولی مطلق کی اجازت سے واقع ہوا چونکہ نکاح میں مہر کی ضرورت ہے۔ نفس کلی نے اپنے تمام نفوس جزئیہ جمیع عالم کو مہر میں انسان کو دیا تمام عالم انسان کی ملک ہوئی اور اسکے حکم و تصرف میں آئے۔ ۶۲۵ ازیشاں مینشود ظاہر فصاحت ✤ علوم و نطق و اخلاق و صباحت ✤ انسے فصاحت یعنی اظہار معانی بلا تنافر و تعقید لفظی و علوم حقیقیہ و نطق و ادراک معقولات و اخلاق حسنہ و صباحت یعنی جمال اعمال کے نتائج ظاہر ہوتے ہیں۔ ۶۲۶ ملاحت از جہان بے مثالی ✤ در آمد ہمچو رند لا ابالی ✤ بوجہ اعتدال و تناسب اجزائی عنصریہ و تعلق و بدن کے کمال و جمال کی صفتیں ظاہر ہوتی ہیں تو صباحت و ملاحت (جو نور وحدت حقیقی کی چمک ہے) مرتبہ اطلاق و جہان بیمثالی و پردہ غیب و خفا سے نزول کر کے تقیید و مثال کی مملکت میں رند لا ابالی کیطرح آئی تاکہ دلوں کو اپنی طرف کھینچے اور حسن و جمال کی تخت گاہ پر اپنا مقام کیا۔ ۶۲۷ بشہرستان نیکوئی علم زد ✤ ہمہ ترتیب عالم را بہم زد ✤ جبکہ حسن اعتدال و مساوات میں جاگزین ہو کر نفس ناطقہ کو اپنا عاشق بنالیا ان ہر دو کے نکاح معنوی سے صفات جمال و کمال ظاہر ہوئے ملاحت بھی ایک وجدانی حالت ہے حسن پر اضافہ سونے پر سہاگہ ہو کر حسن و جمال کے شہر میں بے باکانہ جھنڈا کھڑا کر دیا۔ ملک حسن و جمال کی مالک و ملکہ بنگئی۔ چونکہ شور انگیز و فتنہ پرداز تھی ترتیب عالم کو درہم و برہم کر دیا دلونکو مسخر کر کے اپنی طرف مائل کر لیا اور ہر ایسی صفت کیصورت میں ظاہر و جلوہ گر ہوئی جو دلربائی سے قریب تر تھی۔ ۶۲۸ گہے بر رخش حسن او شہسوار است ✤ گہے با نطق تیغ آبدار است ✤ وہ ملاحت جو پرتو نور وحدت حقیقی ہے اقسام کے مظاہر میں ظہور کرتی ہے کبھی حسن و جمال کے گھوڑے پر شہسواری کرتی ہے میدان عشق میں دلوں کے گیند پر جہین لیتی ہے اور کبھی گویائی و نطق کیصورت میں ظاہر ہوتی ہے تو تیغ آبدار کیطرح جو مشکل پیش آئے کاٹکر حق کو باطل سے جدا کر دیتی ہے۔ ۶۲۹ چو در شخص است گوید ش ملاحت ✤ چو در نطق است گویندش فصاحت ✤ صورت انسانی میں ظاہر ہو تو اسکو ملاحت کہتے ہیں۔ نطق و تکلم میں جلوہ گر ہو تو فصاحت کہتے ہیں۔ ۶۳۰ ولی و شاہ و درویش و پیمبر ✤ ہمہ در تحت حکم او مسخر ✤ ولی اور بادشاہ اور درویش و پیغمبر چاروں قسم کے شخص ملاحت کے تحت حکم مسخر ہیں۔ ولولا عجلک حسنہن۔ ۶۳۱ درون حسن رمزے نیکوان ہست ✤ نہ آن حسن است تنہا گوئی آن چیست ✤ حسینوں کے حسن صورت کے اندر کیا ہے وہ فقط اکیلا حسن ہی نہیں ہے پس بتاؤ کہ وہ کیا چیز ہے جو دلفریب و دلربا ہے۔ تناسب اعضا تو اکثر انسانوں میں پایا جاتا ہے مگر انمیں دلربائی نہیں ہوتی۔ ۶۳۲ جز از حق می نیاید دلربائی ✤ کہ شرکت نیست کس را در خدائی ✤ تصرف و جذب ان قلوب کا جو لا یسعنی ارضی و لا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المومن کی وسعت سے موصوف ہیں بحکم لا موثر فی الوجود الا اللہ بجز حق کے

کسی سے ممکن نہیں کیونکہ خدائی (تصرف و تاثیر) میں کسیکو شرکت نہیں وہی جمال مطلق صورجمیلہ مظاہر میں ظاہر ہوکر دلربائی و تصرف وجذب قلوب کرتا ہے ۔ ۶۳۳ گہ شہوت دل مردم ربا ید ✤ گہ حق گہ زباطل مینماید ✤ حق و باطل جو شرعاً مستعمل ہیں ہر ایک حق حقیقی وجود مطلق کے اقسام سے ہیں حق حقیقی کے مقابل باطل حقیقی ہے جو عدم ہے ۵ الا کل شئی ما خلا اللہ باطل جسکا غیر حق باطل و عدم ہے تو وجود میں موثر و متصرف عدم نہیں ہوسکتا پس معشوقوں کے حسین چہروں میں درحقیقت حقتعالیٰ دلربا و متصرف و موثر ہے اگرچیکہ وہ باطل شرعی کیصورت میں مظاہر الٰہیہ ہیں خواہ جمالی (مطابق شریعت) ہوں یا جلالی (خلاف شریعت) ایک شئی مختلف نسبتوں کے اعتبار سے منکر و ناجائز ہوتی ہے اور وہی چیز جائز و مستحسن مثلاً کفر کو حق کیساتھ بھی نسبت ہے کیونکہ حق اسکا خالق و موجد ہے اور بندہ کیساتھ بھی نسبت ہے اس اعتبار سے کہ بندہ کفر کا محل اور اوسے متصف ہے پس کفر کا مذموم و منکر ہونا نسبت ثانیہ یعنی بندہ متصف و محل کفر ہونیکے اعتبار سے ہے اور نسبت اولیٰ یعنی کفر کو پیدا کرنے و ایجاد کرنیکے اعتبار سے خالق کیطرف نسبت کیجائے تو محکم ہے ۵ کفر ہم نسبت بہ خالق حکمت است ✤ گر بما نسبت کنی صد آفت است ✤ ۵ ہر حسن یک رقم زکتاب جمال اوست ✤ در دفتر جمال تو کم شور قم مبیں ✤ ۵ حرف عشق از سر زبان دور است ✤ شرح ایں آیت از بیاں دور است ✤ ۶۳۴ مؤثر حق شناس اندر ہمہ جائے ✤ زحد خویشتن بیروں منہ پائے ✤ ہر ایک صورت میں جمالی ہو یا جلالی حقتعالیٰ ہی کو مؤثر سمجھ اور اپنی حد امکانیہ سے باہر پاؤں مت رکھ یہ شعر اس سے پہلے سوال نہم نمبر (۵۳۸) میں مذکور ہوا ہے ۔ معشوقان مجازی یعنی ممکنات کے تعینات درحقیقت معدومات ہیں انکا وجود حق سے ہے انمیں جو کچھ دلربائی کے جذبات و تصرفات ہیں وجود حق کے تابع ہیں بلکہ ان تمام صورتوں میں غیر حق موجود نہیں ہے ۵ آنکہ خود را مینماید از رخ خوباں چو ماہ ✤ میکند از دیدۂ عشاق در خوباں نگاہ ✤ عشق چوں خود کرد با خود آنچہ کرد و میکند ✤ پس نباشد عاشق و معشوق را جرم و گناہ ✤ خیمہ بیرون زد پئے اظہار خود سلطان عشق ✤ تا کند بر عرصۂ ملک جہاں عرض سپاہ ✤ عشق کثرت بنا بدیں اوباشد کے ✤ یوسف و گرگ و زلیخا و عزیز و جاہ و چاہ ✤ آنچہ مشہود است صورت نیست آں ✤ خواہ عشق آنجہان و ایں جہاں ✤ آنچہ بر صورت تو عاشق گشتۂ ✤ چوں بروں شد پس چہ ایں و آں ہشتۂ ✤ صورتش بر جاست ایں سیری زچیست ✤ عاشقا واگو کہ معشوق تو کیست ✤ ۵ فکل جمیل حسنہ من جمالها ✤ مُعارٌ له بل حُسن کل مَلیحَةٍ ✤ وَمَا ذاك الّا ان بدت بمظاهر ✤ فظنوا سواها وهي فيها تجلّت ✤ وتظهر للعشاق في كل مظهر ✤ من اللبس في اشكال حُسن بديعة ۶۳۵ حق اندر کسوت حق دین حق وآں ✤ حق اندر باطل آمد کار شیطاں ✤ حق کو حق شرعی کے لباس میں پانا دین حق اور سچا اسلام ہے اور حق کو باطل شرعی میں پانا کار شیطان و نفس ہوا ہے یعنی اگر عشق مجازی کسی حسین و جمیل کیساتھ پاک طریقہ سے ہو اور شہوت نفسانی کا اسمیں دخل نہ ہو تو یہ عشق مجازی حق شرعی کے لباس میں حق کا مشاہدہ ہے دین حق ہے باطل سے دور ہے عشق حقیقی کو پہنچا نیوالا ہے کیونکہ آتش عشق غیر معشوق غیر حق کو جلادیتی ہے معشوق مجازی کیصورت و تعین کو بھی سوختہ کردیتی ہے المجاز قنطرة الحقيقة ۵ متاب از

عشق رو گرچہ مجازیست ولے حقیقت کارسازیست ✤ یہی عشق باطل حق ہو جاتا ہے ✤ عشق آن باشد
کہ باطل حق نمود ✤ تبدیر انگذارد و متعلق شود ✤ در دل عاشق چو عشق آتش فروخت ✤ ہر چہ جز معشوق بود
آنجا بسوخت ✤ عشق عاشق را بود حبل المتین ✤ عاشقی بالاتر است از کفر و دین ✤ اگر نظر شہوانی و طبیعت
حیوانی سے یہ عشق پیدا ہوا ہے تو حسن صورت کی دلربائی و تاثیر و جذب و تصرف فعل حق ہے جو باطل شرعی
یعنی شہوت کے لباس میں ظاہر ہوا ہے پس یہ کار شیطان و فعل نفس ہے منظر شر اور دین حق سے انحراف
کا موجب ہے شریعت میں ممنوع ہے اسکا مرتکب ملعون ہے مبدا الحقیقی سے دور کرنیوالا ہے کیونکہ انبیاء و
اولیا و علمائے ربانی و عرفا و محققانی اہلباء روحانی ہیں جو اعمال و افعال و اقوال کہ مبدا حقیقی و قرب حق
کے موجب ہیں بندگان خدا کو ان کاموں کے ادا کرنیکا واجب و مستحب طور پر حکم فرمایا ہے اور جو کام خدا سے دور
کرنیوالے ہیں ان کاموں سے منع فرمایا اور حرام و مکروہ گردانا اوامر و نواہی کے فوائد و حکمتیں انبیاء و اولیا
کے سوائے کسی دوسرے کو معلوم نہیں اعمال و افعال کا ہر ایک جماعت کے اعتبار سے مختلف حکم ہوتا ہے
کامل کا ناقص پر یا برعکس قیاس صحیح نہیں۔ خلاصہ سخن یہ ہے کہ معشوقوں کے لباس حسن و جمال میں مشاہدہ
حق کا حال بھی کامل و ناقص کے اعتبار سے مختلف ہے۔ اور عام طور پر حکم کلی یہی ہے کہ لباس حق
شرعی میں حق حقیقی کا مشاہدہ دین حق ہے اور باطل شرعی و ناجائز صورت میں فعل نفس و کار شیطان ہے
کاملین اس سے مستثنیٰ ہیں۔ سوال یازدہم ۶۳۵ چہ جزو است آنکہ او از کل
فزونست ✤ طریق جستن آن جزو چونست ✤ وہ جزو کونسا ہے جو کل سے بڑا ہو
اس جزو کو تلاش کرنیکا طریقہ کیا ہے۔ جواب ۶۳۶ وجود آں جزو داں کز کل
فزونست ✤ کہ موجود است کل وین واژگونست ✤ وجود مطلق جزو ہے
جو کل یعنی موجود سے بڑا ہے اسلئے کہ وجود مطلق مع تعین و تشخص کو موجود کہتے ہیں ہر موجود میں دو جزو
ہیں ایک وجود مطلق دوسرا تعین و تشخص خاص ان دو جزو کے اعتبار سے موجود تو کل ہوا اور وجود مطلق
جزو لیکن یہ جزو وجود مطلق ہے باعتبار صدق و شمول کے کل یعنی موجود سے بڑا ہے اسلئے کہ ہر موجود
میں وجود مطلق ہے اور تعین خاص ہے تعین خاص کیوجہ سے ہر ایک موجود دوسرے موجود کا غیر ہے
مثلاً آسمان باعتبار اپنے تعین خاص کے زمین کا غیر ہے لیکن وجود کے اعتبار سے کل موجودات عین
یکدیگر ہیں پس وجود کل موجودات پر شامل و صادق ہوا اور ایک موجود دوسرے موجود پر من حیث
التعین صادق نہیں آتا یہ جزو یعنی وجود مطلق کا کل سے زیادہ ہونا دوسرے جزو کل کے برعکس ہے
کیونکہ قیاساً جزو سے کل بڑا ہوتا ہے۔ ۶۳۸ بود موجود را کثرت برونی ✤ کہ او
وحدت ندارد جز درونی ✤ موجودات کی کثرت بیرونی صورت و تعین کے اعتبار سے ہے
ورنہ اندرونی حقیقت تمام عالم کی وحدت وجودی ہے۔ ۶۳۹ وجود کل ز کثرت گشت
ظاہر ✤ کہ او بر وحدت جزو است ساتر ✤ کل موجودات کی ہستی نسبتوں و اضافتوں
کی کثرت سے ظاہر ہوئی وہ کل کی کثرت اپنے جزو کی وحدت پر پردہ دار ہوئی یعنی ایک وجود مطلق پر

خاص خاص تعینات عارض و لاحق ہونیسے وہی جزو کل اور وحدت کثرت کی صورت سے جلوہ گر ہے۔ ۶۴۰ چو کل از روئے ظاہر ہست بسیار ✤ بود از جزو خود کمتر بمقدار ✤ کل اگرچہ از روئے ظاہر جزو سے کثیر ہے لیکن از روئے تشخص مقدار صدق و شمول میں جزو سے کمتر ہے کیونکہ جمیع موجودات پر وجود مطلق صادق و شامل ہوتا ہے لیکن ایک موجود دوسرے موجود پر صادق نہیں آسکتا جیسا کہ زید و بکر از روئے تشخص غیر یکدیگر ہیں ایک پر دوسرا صادق نہیں آسکتا۔ اور از روئے حقیقت متحد و متفق ہیں۔ ۶۴۱ نہ آخر واجب آمد جز وہستی ✤ کہ ہستی کرد او را زیر دستی ✤ ہستی سے تمام موجودات عالم مراد ہے واجب سے وجود مطلق مراد ہے یعنی تمام موجودات کا جزو واجب الوجود ہے کیونکہ وجود مطلق جزو ہے ہر موجود کا اس وجود مطلق پر تعینِ لاحق ہونیسے کل اور موجود متعین ہوا۔ بغیر وجودِ مطلق کے کوئی موجود نہیں ہو سکتا اسلیے ہستی یعنی تمام موجودات اپنے جزو وجود مطلق کے ماتحت و زیر دست و محتاج ہیں زیر دستی و ماتحتی و تابعداری وجود مطلق کی کرتے ہیں ؎

بود ہر بود با تو نابود است ✤ وبیں چیں بودہ است تا بود است ✤ ہستی نیست با تو ہستی نیست ✤ نیستی ہست با تو ہستی نیست ✤ بودن بود با نمود تو بود ✤ ہمہ نابود از اں نمود نمود ✤ ۶۴۲ ندارد کل وجودی در حقیقت کہ اوہوں عارضے شد بر حقیقت ✤ حقیقت کل یعنی موجودات عالم کو وجود نہیں بلکہ وہ حقیقت وجود پر عوارض کے مانند ہیں کیونکہ عالم نمود بے بود ہے بجز حق کے کوئی موجود نہیں۔ وجود مطلق پر تعینات عارض ہونیسے عالم موجود اضافی کہلایا ؎ یا راست عیاں بصورت کون ✤ ویں نقش جہاں نمود بے بود ✤ شد نقش دوئی خیال احول ✤ چوں غیر یکے نبود موجود ✤ ۶۴۳ وجود کل کثیر و احد آید ✤ کثیر از روئے کثرت مینماید ✤ تمام موجودات کا وجود نسبت واسماء کے اعتبار سے کثیر ہے مگر حقیقت وجود کے اعتبار سے ایک ہے کیونکہ حقیقت واحدہ کثیر صورتوں میں ظاہراً آثار نمایاں ہوتی ہے باطناً ایک ہے۔ ۶۴۴ عرض شد ہستی کاں اجتماعیست ✤ عرض شوئی عدم بالذات ساعیست ✤ ممکن کی ہستی درحقیقت وجود و عدم کی ترکیب سے نمایاں ہوتی ہے جو امور اجتماعیہ سے ہے امور اجتماعیہ عرض ہیں اور عرض بالذات عدم و نیستی کیطرف جانیکی سعی کرتی ہے۔ ۶۴۵ بہر جزو کہ کل کاں نیست گردد ✤ کل اندر دم ز امکاں نیست گردد ✤ کل موجودات کے دو جزو ہیں اوّل وجود مطلق جو کبھی متغیر نہیں ہوتا دوم تعینِ لاحق جو ایک امر عارضی ہے ہر لحظہ نیست ہوتا ہے جزو کے نیست ہونیسے کل کا نیست ہونا لازم آتا ہے پس تمام ممکنات از روئے امکانیت ہر آن فنا ہوتے ہیں۔ ۶۴۶ جہاں کل است در ہر طرفۃ العین ✤ عدم گردد و لا یبقی بزمانین ✤ جہان کل ہے جسمیں دو جزو ہیں۔ وجودِ مطلق۔ وتعینِ عدم و وجود کی ترکیب ہیئت اجتماعی کا نام عالم ہے ہیئت اجتماعی عرض ہے جو دو زمانہ میں باقی نہیں رہتی۔ ۶۴۷ دگر بارہ شود پیدا جہانے بہر لحظہ زمین و آسمانے ✤ عالم ہر لحظہ اقتضائے ذاتی سے فنا ہوتا رہتا ہے پھر فیض رحمانی وجودی سے نیا جہان نئی زمین و نیا آسمان پیدا ہوتا ہے (تجدّدِ امثال میں تفصیل مذکور ہوئی۔) ۶۴۸ بھر ساعت جوان و کہنہ پیر است ✤ بھر دم اندر و حشر و نشیر است ✤ عالم ہر ساعت جوان بھی ہے اور پیر کہنہ بھی ہے جوان اس اعتبار سے ہے کہ ہر آن نئی شان و تازہ بتازہ نو بنو لباس و تعینِ مختلف سے متلبّس و متزیّن ہوتا ہے۔

پیر کھنہ اس اعتبار سے ہے کہ فیض وجود مطلق ہمیشہ ایک حال پر باقی ہے اسکو تغیر و فنا نہیں ہے عالم میں ہمیشہ نشر و نشر ہونیکا یہ مطلب ہے کہ حشر جمع ہونا اور نشر منتشر ہونا ہے پس چونکہ تمام تعینات عالم ہر دم نسبت ہو کر وحدت حقیقی کیطرف جمع ہو کر تمام اشیاء باعتبار وجود شئی واحد ہوتے ہیں حشر پایا گیا اور حقیقت واحدۂ وجود مطلق تعینات عالم کی کثرتوں میں ظاہر و منتشر ہوتی ہے تو نشر صادق ہوا یہ عروج و نزول متلزم حشر و نشر ہے ۶۴۹ در و چیزے دو ساعت می نپاید ✤ دراں لحظہ کہ می میرد بزاید ✤ کوئی چیز بھی دو گھڑی ایک حال پر نہیں رہتی جس آن میں مرتی ہے اسی آن میں پیدا ہو جاتی ہے۔ ۶۵۰ ولیکن طامۃ الکبریٰ نہ ایں است کہ ایں یوم العمل آں یوم دین است ✤ لیکن یہ فنا و بقا مرنا و جینا طامۃ الکبریٰ بڑی قیامت نہیں ہے کیونکہ یہ روز عمل ہے اور وہ قیامت روز جزا ہے بلکہ یہ قیامت کا نمونہ و مثال ہے اور قیامت کبریٰ یوم آخر میں ہوگی جسمیں تمام تعینات نیست ہو جائینگے۔ ۶۵۱ ازاں تا ایں یسے فرق است زہنار ✤ بنادانی مکن خود را گرفتار ✤ اس طامۃ الکبریٰ میں اور اس دنیا کی ہر لحظہ قیامت میں بہت فرق ہے ہر دو کو ایک مت سمجھ نادان نہیں گرفتار مت ہو۔ اوّل فرق یہ کہ وہ قیامت کبریٰ یوم الجزا ہے اور یہ تجدد امثال یوم العمل ہے۔ دوم یہ کہ طامۃ الکبریٰ میں دفعی ظہور ہے یعنی تمام چیزیں وہاں دفعۃً واحدۃً ظاہر ہو جائینگی۔ اور اس دنیا میں تدریجی ظہور ہے سوم یہ کہ وہاں تفصیلی ظہور ہے یہاں اجمالی ہے چہارم یہ کہ وہ ابدی ہے اور یہ فانی ہے پس جو شخص تجدد امثال کو ہی قیامت کبریٰ سمجھیگا اور قیامت کبریٰ کا انکار کریگا تو وہ گمراہ ہے۔ اصطلاحات کاشی میں ہے قیامت کے معنی نقل ہونیکے ہیں حیات ابدی کیساتھ بعد موت کے یعنی قیامت تین قسم پر ہے اول قیامت صغریٰ یعنی موت طبعی کے بعد حیات برزخی یا علوی یا سفلی کیساتھ جیسا کہ وہ حیات دنیا میں تھا اسی طرح زندہ ہونا کما تعیشون تموتون وکما تموتون تبعثون اور من مات فقد قامت قیامتہ بھی اسیطرف اشارہ ہے۔ دوم موت ارادی و اختیاری کے بعد عالم قدس میں حیات ابدیہ قلبیہ کیساتھ اٹھنا قیامت وسطیٰ ہے موتوا بالارادۃ تحیوا بالطبیعۃ او من کان میتا فاحییناہ وجعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس الخ اسیطرف اشارہ ہے سوم فنا فی اللہ کی موت کے بعد بقا باللہ کی حیات سے زندہ ہو کر اٹھنا قیامت کبریٰ ہے فاذا جاءت الطامۃ الکبریٰ اسی کیطرف اشارہ ہے۔ ۶۵۲ نظر بکشای در تفصیل اجمال ✤ نگر در ساعت و روز و مہ و سال ✤ اس اجمال کی تفصیل پر غور کر ساعت اور روز اور ماہ و سال کو دیکھ کہ ساعت اجمال ہے اسکی تفصیل روز ہے روز بھی اجمال ہے اسکی تفصیل ماہ ہے ماہ بھی اجمال ہے اسکی تفصیل سال اسیطرح طامۃ الکبریٰ بھی تفصیل و مثال و نمونہ قیامت تنہ گانہ ہے۔ ۶۵۳ اگر خواہی کہ ایں معنی بدانی ✤ ترا ہم ہست مرگ و زندگانی ✤ اگر تو تجدد امثال و طامۃ الکبریٰ میں فرق جاننا چاہتا ہے تو اپنے احوال موت و حیات پر قیاس کر یعنی موت ہیئت ترکیبی و اجتماعی کے متفرق ہونے اور پوشیدہ ہونیکا نام ہے۔ حیات علم و شعور و بروز و ظہور کا نام ہے جسطرح حیات حسی یعنی صوری و معنوی ہوتی ہے ممات بھی صوری و معنوی ہے۔ ۶۵۴ ز ہر چیز آں در جہاں از زیر و بالاست ✤ مثالش در تن و جان تو پیداست ✤ عناصر و موالید (جو نیچے ہیں) عقول و نفوس و افلاک (جو اوپر ہیں) ان سب کی مثال انسان کے جسم و جان میں ظاہر ہے کیونکہ یہ نسخہ جامعہ مراتب عوالم ہے ؎ از غفلت خویش در گمانی ✤ گر

طالب خودشوی بدانی ✤ ای صورت خوب وزشت بالو ✤ هم دوزخ وهم بهشت باتو ✤ داری توزمین وآسمانی ✤ گریافتہ
زخود نشانی ✤ هفتاد وسه ملت معین ✤ در آب وگل توهست روشن ✤ بینی چونظر کنی چپ وراست ✤ کیس هژده هزار عالم
ایجاست ✤ گر رد جوتو در نوردی این فرش ✤ معلوم ترا استوی علی العرش ✤ گر دیدهٔ دیده برکشائی ✤ در خود همه را
بخود نمائی ✤ **۶۵۵ جهان چون تست یک شخص معین ✤ تو اورا گشته چون جان او**
تراتن ✤ جهان مجموعی حیثیت سے مثل انسان کے ایک شخص معین ہے جیسا انسان کو بدن وروح ہے بدن کی حیات
وکمالات روح پر موقوف ہیں جسم بے جان مثل جماد ہے تمام عالم بھی انسان کیلئے مثل بدن ہے اور انسان جان جملۂ جہان
ہے ؎ ماهاری سرکن فکانیم ✤ ما نسخهٔ جامع جهانیم ✤ این جملهٔ جهان مثال جسم است ✤ ما جان جهان وجان جانیم ✤
مائیم محیط هر دوعالم ✤ بنگر که چه بحر بیکرانیم ✤ آن گنج نهان بما عیان شد ✤ ما خود بطلسم داستانیم ✤ چون مظهر ظاهر
وباطن ✤ هم بین عیان ودهم نهانیم ✤ بیرون ز احاطهٔ جهانیم ✤ برتر ز زمان وازمکانیم ✤ ازما مطلب نشان اسیری ✤ از
نام ونشان چو بے نشانیم ✤ **۶۵۶ سه گونه نوع انسان را ممات است ✤ یکے هر لحظه**
وآں بر حسب ذاتست ✤ نوع انسان کیلئے تین قسم کی موت ہے ایک تو ہر لحظہ حسب اقتضائے ذات حکمتاً
لازم امکانیت ہے بحکم کل شیٔ هالك الا وجهه دائماً لا انه یصیر هالکا فی وقت من الاوقات ممکن ہر وقت
فنا ونیست ہوتا ہے پھر بمقتضائے بل هم فی لبس من خلق جدید نفس رحمانی کے فیض وجودی سے ہست ہوتا ہے ہمیشہ
طلوع ولبس سے مشغول ہے تجلی وجودی کی سرعت کیوجہ سے اس موت ونیستی کا ادراک نہیں ہوتا علی الدوام ایک حالت پر
موجود وموہوم ہوتا ہے ✤ **۶۵۷ دوم زانہا ممات اختیاریست ✤ سوم مردن مرا ورا**
اضطراریست ✤ دوسری موت اختیاری ہے یعنی نفس کشی ۔خواہشات نفسانی ولذات جسمانیکو ترک کرنا موتوا
قبل ان تموتوا ۔ اسیطرف اشارہ ہے ؎ رمز موتوا قبل موتوا شنو ✤ زندگی جوئی پے این مرگ رو ✤ نازروی
نفس هرکو مرده است ✤ از حیات جاودان رہ برده است ✤ مردگی اینجا به از صد زندگی ✤ هرکه میرد یابد او پایندگی ✤ چون
بکشی نفس وارستی زغم ✤ رو نفس فارغ ز لذات والم ✤ هرکه مرد از آرزوئے نفس شوم ✤ هست قدرش برتر از درک فهوم
تیسری موت اضطراری جو بدن سے روح جدا ہونیکا نام ہے یہ سب جاندار پر کو شامل ہے ۔ **۶۵۸ چو مرگ و**
زندگی آمد مقابل ✤ سه نوع آمد حیاتش در منازل ✤ جب موت وحیات باہم ضد ومقابل ہیں تو موت کیطرح حیات بھی تین قسم پر ہے اوّل وہ حیات جو تجلی نفس رحمانی سے ہر لحظہ فیض وجودی تمام موجودات
کو پہنچتا ہے ۔ دوم حیات اختیاری ابدی قلبی ہے جو رذائل نفسانی کو ترک کرکے فضائل وصفات قلبی سے آراستہ ہونا
ہے سوم حیات اضطراری برزخی مثالی ہے جو ہر میت کے حسب حال آخرت میں حاصل ہوگی ۔ کما تموتون تبعثون
۶۵۹ جهانرا نیست مرگ اختیاری ✤ که آنرا از همه عالم تو داری ✤ مرگ اختیاری تمام
جہان کو نہیں ہے صرف انسان کیساتھ مخصوص ہے جس سے حیات ابدی سرمدی حاصل ہوتی ہے ؎ اقتلونی اقتلونی
یا ثقات ✤ ان فی قتلی حیاة فی حیات ؎ گر بریزد خون من آں دوست رو ✤ پائی کوباں جاں برافشانم براو ✤
آزمودم مرگ را صد زندگیست ✤ چون رهم زیں زندگی پایندگیست ✤ آنچه مردن پیش چشمش تهلکه است ✤ امر لا تلقوا بگیرد
او بدست ✤ وآں که مردن پیش او شد فتح باب ✤ ساز هوا آید مرا ورا در خطاب ✤ **۶۶۰ دلے هر لحظه میگردد**

مبدّل ✤ در آخر هم شود مانند اوّل ✤ اگرچیکہ موت اختیاری انسان کیساتھ مخصوص ہے سارے عالم کو نہیں ہے لیکن ہر لحظہ عالم مبدل ہوتا رہتا ہے آخر میں پھر اوّل کی طرح ہو جاتا ہے یہ تجدّد کا مسئلہ ہے جو بارہا مذکور ہوا۔
۶۶۱ ہر آنچہ گردد اندر حشر پیدا ✤ زتو در نزع میگردد ہویدا ✤ جو کچھ حشر و قیامت کبریٰ میں ظاہر ہوگا وہ سب حالات تیری جان کنی کیوقت تجھے ظاہر ہوتے ہیں کیونکہ تو سارے عالم کا خلاصہ ہے
۶۶۲ تن تو چوں زمیں سر آسمانست ✤ حواست انجم و خورشید جانست ✤ چونکہ انسان کتاب عالم کا منتخب مجموعہ ہے اسلئے ارباب عقول نے اجزائے وجود انسانی انیکو اجزائے تعینات عالم کیساتھ بالتفصیل مطابقت دی ہے کہ عالم نفسی میں انسانکا تن عالم آفاقی کی زمین کے مانند ہے اور سر انسانی اسکے پردے عالم نفسی میں مثل طبقات سموات آفاقی ہیں۔ اور حواس انسانی انفس میں بمنزلہ کواکب و نجوم آفاقی کے ہیں اور روح انسانی عالم انفس میں مثل خورشید عالم آفاق ہے۔ جسطرح عالم آفاقی نور خورشید سے منوّر ہے عالم انفس بھی خورشید روح کے نور سے منوّر ہے اور جسطرح زمین میں معادن و نباتات شعاع خورشید کیوجہ سے ظاہر ہوتے ہیں بدن انسانی میں سارے کمالات خورشید روح کیوجہ سے ظاہر ہوتے ہیں۔
۶۶۳ چو کوہست استخوانہائیکہ سخت است ✤ نباتِ موی و اطرافت درخت است ✤ سخت ہڈیاں پہاڑوں کی طرح ہیں اور بال نباتات اور دست و پا و اعضا مثل درخت ہیں۔
۶۶۴ تنت در وقت مردن از ندامت ✤ بلرزد چوں زمیں روز قیامت ✤ مرتے وقت ندامت سے تیرا تن بدن اسطرح کانپتا ہے جسطرح قیامت کے دن زمین کانپیگی۔ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا۔ یہ غافلین کا حال ہے جو زندگی میں مقصود آفرینش معرفت حق حاصل نکر کے مرتے وقت ندامت و حسرت سے کانپینگے۔
۶۶۵ دماغ آشفتہ و جان تیرہ گردد ✤ حواست ہمچو انجم خیرہ گردد ✤ قیامت کے وقت بحکم اِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ وَاِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ مجھ آسمان پھٹ جائینگے مرتے وقت دماغ جو مرکز روح انسانی اور سر کے اجزا سے ہے اور سر مثل آسمان ہے آشفتہ ہو جائیگا اور بحکم اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ آفتاب تیرہ و تاریک جسطرح ہوگا جان بھی جو مثل آفتاب ہے تاریک ہو جائیگی اور جسطرح ستارے بحکم اِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ بے نور ہونگے حواس خمسہ بھی جو ستاروں کے مانند ہیں خیرہ و بے نور ہونگے۔
۶۶۶ مسامت گردد از خوی ہمچو دریا ✤ تو در وے غرق گشتہ بے سر و پا ✤ مسامات بدن پسینے سے بحکم وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ مثل دریا بہینگے تو اسمیں غرق ہو کر بے سر و پا ہو جائیگا۔
۶۶۷ شود از جاں کنی ای مرد مسکین ✤ زسستی استخوانہا پشم رنگین ✤ بحکم وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ ہڈیاں جو پہاڑوں کی مانند ہیں رنگین اون کیطرح ہو جاوینگی۔
۶۶۸ بہم پیچیدہ گردد ساق با ساق ✤ ہمہ جفتی شود از جفت خود طاق ✤ بموجب وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جاویگی اور بحکم يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُغْنِيْهِ ہر دوست اپنے دوست سے جدا ہو جاویگا۔
۶۶۹ چو روح از تن بکلیت جدا شد ✤ زمیعت قاع صفصف لاترٰی شد ✤ جسطرح قیامت کبریٰ میں زمین سے پہاڑ اٹھا لیے جاوینگے تو زمین چٹیل میدان ہو جاویگی اونچ نیچ نہ رہیگا اسیطرح قیامت صغریٰ یعنی موت اضطراری کے بعد زمین بدن انسانی بحکم قَاعًا صَفْصَفًا لَا تَرٰى فِيْهَا

عوجًا و لا امتا قاع صفصف ہموار چٹیل میدان ہو جائیگی۔ ۶۷۰ بدیں منوال باشد حال عالم ✤ که تو در خویش می بینی در آندم ✤ جسطرح جاگنی کیوقت تو اپنے میں یہ تمام احوال مذکورہ دیکھتا ہے قیامت کبریٰ کے وقت بھی عالم کا یہی حال ہوگا۔ ۶۷۱ بقا حق را است باقی جملہ فانیست ✤ بیانش جملہ در سبع المثانیست ✤ بقائے حقیقی حقتعالیٰ کو ہے باقی سب موجودات فانی ہیں فنائے عالم کا بیان سبع المثانی (یعنی کلام اللہ) میں ہے غیر حق پر بقا کا اطلاق صرف اسلئے ہے کہ ان مظاہر سے حق ظاہر ہے ورنہ فی حد ذاتہا معدوم ہیں۔ ۶۷۲ بہ کل من علیہا فان بیان کرد ✤ و من خلق جدید ہم عیان کرد ✤ کل من علیہا فان بحالت وجود و نمود بے بود غیر حق فانی ہونے پر دلیل ہے اور بل ھم فی لبس من خلق جدید عالم پر بقا کے اطلاق کی دلیل ہے جو تجلی رحمانی بصورت امکانی کیوجہ سے موجود اضافی و باقی کہلانیکے مستحق ہوے یہ تجدد امثال فنا و بقا خلع و لبس کا بارہا مفصل بیان ہو چکا ہے۔ ۶۷۳ بود ایجاد و اعدام دو عالم چو خلق و بعث نفس ابن آدم ✤ ہر دو عالم کو موجود و معدوم کرنا مثل خلق و بعث و اعادہ نفس بنی آدم ہے۔ یعنی جسطرح نفوس بنی آدم ممکن ہیں ہر دو عالم بھی ممکنات سے ہیں جسکا وجود و عدم مساوی ہے انکی تخلیق و ایجاد اسمائے الٰہیہ جمالیہ خالق و مبدی و محی و نافع و نور و باسط و غیرہا کی تجلیات سے ہوئی ہے جو ایجاد و تخلیق و ظہور و اظہار کے مقتضی ہیں پھر انکا اعدام و افنا و اہلاک اسمائے جلالیہ قہار و ممیت و معید و قابض و غیرہا کی تجلیات سے متعلق ہے جو بطون و کمون و اخفاء و اعدام و اہلاک کے متقاضی ہیں اور جسطرح بنی آدم نیست ہوتے ہیں تمام عوالم بھی قیامت میں نیست ہونگے اور اب جو ہست نظر آرہے ہیں صرف نمائش و نمود بے بود ہے کیونکہ غیر حق کوئی موجود نہیں ہے اور نہ ہوگا بلکہ یہ سب نیست ہست نما ہیں نیتی اشیا کا انکار ضعف ایمان کی علامت ہے۔ ورنہ جسکا دیدۂ دل نور عرفان سے منور ہے وہ عالم کو علی الدوام متغیر و متبدل بحکم بل ھم فی لبس من خلق جدید دیکھتا ہے۔ ۶۷۴ ہمیشہ خلق در خلق جدید است ✤ اگرچہ مدت عمرش مدید است ✤ ۶۷۵ ہمیشہ فیض فضل حقتعالیٰ ✤ بود از شان خود اندر تجلی ✤ ۶۷۶ ازاں جانب بود ایجاد و تکمیل ✤ وزیں جانب بود ہر لحظہ تبدیل ✤ ان اشعار میں تجدد امثال کا بیان ہے موجودات ممکنہ حسب اقتضائے ذاتی ہر لحظہ تبدیل و نیستی کو چاہتے ہیں جانب حق سے ہر آن ایجاد و تکمیل کا فیضان انکو موجود کرتا ہے بحکم کل یوم ہو فی شان فیض فضل حقتعالیٰ ہر آن نئی شان سے جلوہ گر ہوتا ہے۔ ۶۷۷ ولیکن چون گذشت ایں طور دنیا ✤ بقای کل بود در دار عقبا ✤ چونکہ تعینات عالم درحقیقت نیست و فانی ہیں ان فانی مظاہر میں وجہ باقی کا ظہور ہوا ہے فانی اور باقی میں مخالفت ہے موافقت نہیں ہے فانی مظاہر اقتضائے ذاتی کیوجہ سے ہر آن فنا ہوتے ہیں وجہ باقی انکو افاضۂ وجود سے موجود و باقی رکھتا ہے اسیوجہ سے دنیا میں فنا و بقا و تجدد و خلع و لبس ہوتا رہتا ہے۔ جب دنیا ختم ہوگی تو عالم آخرت میں ظاہر و مظاہر کے درمیان موافقت و مشابہت کامل طور پر رہیگی جب ظاہر متوافقہ میں وجہ باقی کا ظہور ہوگا تو اہل آخرت دائم الوجود مخلد و مؤبد بقائے کلی سے باقی رہینگے۔ وھم فیھا خالدون ۶۷۸ کہ ہر چیز بحکم میتۃ بالضرورت ✤ دو عالم دارد از معنی و صورت ✤ ہر چیز اور ہر تعین کو بالضرور دو عالم ہیں ایک عالم صورت و ظاہر۔ دوم عالم معنی و باطن۔ ۶۷۹ وصال اولین عین

فراقست ✤ مراں دیگر زعند اللہ باقست ✤ عالم صورت دنیوی کا بود و بود وصال درحقیقت عین فراق ہے۔ ما عندکم ینفد۔ اور عالم معنی وحقیقت و باطن بحکم ما عند اللہ باق باقی و دائمی ہے جو ہستی مجازی صوری سے نیست ہوگا وہ وجود حقیقی معنوی سے مبعوث و محشور ہوکر مخلد و دائم الوجود ہوگا ✤ ہر کہ اندر وحدت باشد فنا ✤ کل شئی ہالک نبود ورا ✤ زانکہ در الا است او از لا گذشت ✤ ہر کہ در الا است او فانی نگشت ✤ ہر کہ از خود مُرد شد زندہ بحق ✤ فارغ از مرگست و پایندہ بحق ✤ ۶۸۰ بقا اسم وجود آمد ولیکن ✤ بجای کاں بود سائر چو ساکن ✤ بغا وجود کا نام ہے لیکن اُس جائے کہ وجود سائر و ظاہر در مظاہر باوجود سیر و ظہور کے ایک حال پر ساکن و برقرار ہے کیونکہ اگر چہ کہ مظاہر میں ظہور و سیر کرنیکی وجہ سے وجود کو سائر کہتے ہیں لیکن اس سیر و ظہور سے قطع نظر کریں تو وجود اپنے حال پر ساکن و برقرار ہے کسیطرح وجود میں تغیر و تبدل کی گنجائش نہیں اسلئے درحقیقت بقا وجود کا نام اور لازم ذاتی ہے اسیطرح فنا رفع تعین خاص کا نام ہے یہ فنا تعین گنبدی لازم ذاتی ہے جو ہمیشہ سائر و متغیر ہوتا رہتا ہے ایک حال پر ساکن و برقرار نہیں رہتا جیسا کہ مٹی کا برتن ٹوٹ جاتا ہے اسکا تعین و صورت باقی نہیں رہتی اسپر عدم و فنا کا اطلاق کرتے ہیں اور اسکے سفال و ٹھیکرے کو باقی کہتے ہیں پھر جب سفالی تعین رفع ہوکر خاک و خاکستر ہوجائے تو سفالی تعین کو فانی کہتے ہیں مگر مٹی پر بقا کا اطلاق کرتے ہیں کیونکہ جب ثابت برتن تھا تب بھی مٹی باقی تھی جب برتن ٹوٹ کر ٹھیکرا ہوگیا تب بھی مٹی باقی رہی جب ٹھیکرا بھی فانی ہوکر خاک و خاکستر ہوگیا تب بھی مٹی باقی ہے پس مٹی بمنزلہ وجود کے ہے جو ہر تعین و تشخص میں بھی اپنے حال پر ساکن و برقرار ہے اسلئے بقا وجود کی شان ہے اور اسکا لازم ذاتی ہے اور مٹی کا تعین جو بدلتا رہا اسپر فنا کا اطلاق کرتے ہیں۔ ۶۸۱ مظاہر چوں قدیر و رفیق ظاہر ✤ در اوّل مینماید عین آخر ✤ مظاہر جب حق ظاہر کے موافق ہوں تو اول میں یعنی مظاہر میں عین آخر یعنی حق ظاہر کما حقہ بصفات کمال ظاہر ہوگا جسطرح آئینے جسقدر مصفا و پاک و جلا دار ہونگے اسیقدر اسمیں نور کامل طور پر نظر آئیگا۔ دوسرا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ جب مظاہر یعنی انسان کامل بحکم تخلقوا باخلاق اللہ۔ کے موافق و مطابق واقع ہوں تو اول یعنی عالم دنیوی صوری میں ہی عین آخر یعنی نشاۃ دعالم اخروی معنوی دکھلائی دیگا۔ جو کچھ عالم آخرت میں منشہود ہوگا نشاۃ دنیا میں ہی ان پر جلوہ گر ہوکر غیب و شہادت انکے نزدیک ایک ہوجائینگے اول میں آخر اور ظاہر میں باطن کو مشاہدہ کرینگے۔ دوسرے حققین جو نسبہ اوہارہے انکے حق میں نقد ہوگا۔ ۶۸۲ ہر آنچہ ہست بالقوہ در دار ✤ بفعل آید دراں عالم بیکبار ✤ تعین جو خفا پوشیدگی کا موجب ہے جب اُٹھ جائیگا اور سالک عالم صورت سے عالم معنی میں پہنچیگا تو کچھ اس دنیا میں بالقوہ مخفی تھا وہ سب فعلیت میں آکر دفعۃً اپر ظاہر ہوجائیگا۔ کیونکہ جسطرح عالم صورت محل ظہور حکمت ہے اور اسکے کام بتدریج ہوتے ہیں عالم معنی مظہر قدرت ہے اسکے کام دفعۃً واقع ہوتے ہیں۔ قاعدہ ✤ نفسانی و بدنی اعمال و عادات عالم آخرت میں اُسی عالم کی مناسب شکل و صورت لینے کے بیان میں ہے ۶۸۳ ز تو ہر فعل کا قول گشت ظاہر ✤ برآں گردی ببازی چند قادر ✤ جو خیر و شر کام تجھسے اول کبھی در دنیا اسکو بار بار کرنیسے تو مشاق و قادر ہوجاتا ہے پھر اسکام کا کرنا سہل ہوجاتا ہے۔ ۶۸۴ بہر بارے اگر نفع است

اگر خیر ✤ شود در نفس تو چیزے مدخر ✤ ہر بار میں اس کام کا نفع و ضرر جو کچھ بھی ہو تیرے پاس ذخیرہ ہو جاتا ہے۔ ۶۸۵ بعادت حالہا باخوے گردد ✤ بمدت میوہا خوشبوے گردد ✤ جلد زائل ہونیوالی نفسانی کیفیت کو حال اور دیر سے زائل ہونیوالی کیفیت کو خلق و خو کہتے ہیں خلق نفس کا ملکہ ہے جس سے صدور فعل میں آسانی ہوتی ہے ملکہ ایک کیفیت نفسانی ہے اور عادت جو ملکہ کا ایک سبب ہے اسطرح پر ہے کہ سوچ سمجھکر اولاً کوئی کام اختیار کر کے تکلیف و تکلف سے شروع کرے پھر اس کام میں شوق و محنت کرنیسے اس کام سے الفت ہو جاتی ہے پھر وہ کام نہایت آسانی کیساتھ اس سے صادر ہوتا ہے اسلیئے کہا کہ عادت کے سبب سے حال خوی و ملکہ ہو جاتا ہے ۶۸۶ ازاں آموخت انساں پیشہارا ✤ دنال ترتیب کرد اندیشہارا ✤ اسی عادت و شق ممارست افعال و احوال سے انسان نے صنعت و حرفت و پیشے سیکھے اسی عادت کو سوچ فکر و اندیشہ کی ترکیب و ترتیب دی۔ اور نیک و بد کا موسکے مکرر کرنیسے نفوس کاملہ و ناقصہ میں ملکات فاضلہ و رذیلہ و نیک و بد اخلاق مذکورہ ذخیرہ و محزون ہوئے:۔ ۶۸۷ ہمہ افعال و احوال مدخر ✤ ہویدا گردد اندر روز محشر ✤ دنیا میں نیک و بد کا تو ملکات جو نفوس انسانیمیں ذخیرہ ہوئے ہیں بروز حشر مناسب شکل و صورت سے ظاہر ہونگے ؎ چوں گذشتی ازرہ دانش درست ✤ خود بہ بینی انچہ دانستی نخست ✤ دیدۂ باطن چو بینا میشود ✤ ہر چہ پنہانست پیدا میشود ۶۸۸ چو عریان گردی از زیر اہن تن ✤ شود عیب و ہنر یکبارہ روشن ✤ جب روح انسانی بدن سے قطع تعلق کر کے لباس تعین جسمانی سے برہنہ ہوگی تب و بد افعال کا عیب و ہنر ظاہر ہوگا ؎ باش تا روئے بندہ بکشایند ✤ باش تا با تو در حدیث آیند ؎ تا کیا نرا گرفتۂ در بر ✤ تا کیا نرا نشاندۂ در بر ۶۸۹ تنت باشد ولیکن بے کدورت ✤ کہ بنماید ازو چوں آب صورت ✤ اس بدن حسی سے روح جدا ہوگی بعد انسانکو تن مثالی و جسم معنوی ہوگا جسمیں ظلمت و کدورت و کثافت عنصری نہ ہوگی پانی کیطرح صاف و شفاف ہوگا جو چیز اسکے سامنے رکھیں اسمیں منعکس ہو کر نظر آویگی تمام اعمال و اخلاق اس عالم آخرت کی مناسب صورتوں سے اسمیں منعکس و محسوس ہونگے۔ ۶۹۰ ہمہ پیدا شود آنجا ضمائر ✤ فروخواں آیت تبلی السرائر ✤ تمام اعمال و افعال جو نفس میں مرکوز و مضمر تھے۔ بدن کے ظلمانی حجاب دور ہونیکی وجہ سے عالم برزخ میں مثالی صورتوں سے ظاہر ہونگے آیت قرآنی یوم تبلی السرائر اس بات پر دلیل ہے ؎ نقاب قوت حسی چو از پیش تو بردارند ✤ اگر گبری سقر یابی وگر مومن جناں یابی ✤ اگر اباش طبیعت یا پرہیز یابی ز دل زدان پس ✤ ہمہ رمز الٰہی را ز ظاہر ترجماں بینی ✤ ۶۹۱ دگر بارہ بوفق عالم خاص ✤ شود اخلاق تو اجسام و اشخاص ✤ جسطرح مبداء کی باطنی قوت عالم معاش میں اس حسی عالم کیموافق ظاہر ہوئی تھی اسیطرح عالم معاش بدنی کی باطنی قوت عالم معاد میں اسی معادی و اخروی نشاۃ کے موافق فعلیت میں آویگی اور اخلاق و اعمال اس عالم آخرت کی مناسب صورتوں سے مجسم ہو کر ظاہر ہونگے۔ ۶۹۲ چناں کز قوت عنصر درینجا ✤ موالید سہ گانہ گشت پیدا ✤ جسطرح قوت عنصری سے اس دنیا میں موالید ثلثہ جمادات و نباتات و حیوانات پیدا ہوئے اسیطرح ۶۹۳ ہمہ اخلاق تو

در عالم جان ✤ گہے انوار گردد گاہ نیراں ✤ اسیطرح تیرے تمام اخلاق کبھی نور کبھی نار ہونگے
ہفت دوزخ صیت اخلاق بدت ✤ ہشت جنت نیز اعمال خودت ✤ حشر تو بر صورت اعمال تست ✤ ہر چہ مینی نیک و بد احوال تست ✤ جملہ اخلاق رذیلہ ای پسر ✤ ہر زماں گردد مصور در صور ✤ گاہ نار است مینماید گاہ نور ✤ گاہ دوزخ گاہ جنات است و حور ✤ لالہ گلہا در یکان گلشن ✤ حور و غلماں جملگی اوصاف تست ✤ مہر و مہ روح است و قلب صاف تست ✤ تصفر مرجاید و دُر ہائے ثمین ✤ شد دل پُر نور تو ای مرد دیں ✤ جوئی خمر جوئے آب و جوئی شیر ✤ نیز ہست جز اوصاف پاک دلپذیر ✤ آن زبانی صیت لفظ پُر ستیر ✤ زینہا ای جانمن ازوی گریز ✤ گر ز آتش صورت فعل بد است ✤ روح را زو بے خطاب سرمد است ✤ مالک دوزخ قوائی کلبی است ✤ مانع لذات روح قدسی ست ✤ طاعت او را دہ روی دریا ✤ گشت ز خم سر کیہ اندر جزا ✤ صورت عدل است میزان و صراط ✤ بر صراط حق گذر با احتیاط ✤ شد عباد تہا طاعات اے پسر ✤ آن طعام و مے ہست ہمچوں شیر ✤ چوں شود اخلاق تو اوصاف نکو ✤ ہشت جنت خود توئی ای نیکخو ✤ گر گزینی اخلاق بد شدی ✤ ہم تو دوزخ ہم عذاب سرمدی ✤ آنچہ گفتم ہست از عین الیقین ✤ نے بماند قال و تقلید است این ✤ راست گوی راست دان و راست بین ✤ راستی کن نیچ مرو در راہ دین ✤ خلق نیکو بہترین طاعتست ✤ در خلاف نفس جانرا راحتست ✤ ۶۹۴ تعین مرتفع گردد ز ہستی ✤ نماند در نظر بالا و پستی ✤ تعینات و تشخصات جو وجود مطلق پر عارض ہیں ۔ سب اٹھ جائینگے اور نظر حق ہی میں کثرت و تعین کی اونچ نیچ نہ رہیگی ۔ وحدت حقیقی ظاہر ہوگی غیریت اعتباری محو و فانی ہو جاویگی یہی قیامت ہے ۵ زاہدا پیوستہ چوں در دست ہجرانی اسیر ✤ کہ کجا گنجی باو کہ جانی ما بجانان واصل است ✤ ہر کہ غرق بحر وحدت شد خبر دارد ز ما ✤ ورنہ حال ماہیہ داند ہر کہ در ساحل است ✤ ۶۹۵ نماند مرگ تن در دار حیوان ✤ بیک رنگی برآید قالب و جان ✤ دار حیوان دار آخرت ہے وان الدار الاخرۃ لھی الحیوان یعنی حیات دائمہ کا گھر جسکو موت و زوال نہیں و ہاں جسمانی موت نہ ہوگی جسم و جان متحد و یک رنگ ہونگے اختلاف و ضدیت تعینات کی اٹھ جائیگی یہ عالم وحدت اتقیائے مومنین کو موت کے بعد نظر آئیگا عرفائے واصلین کو اسی دنیا میں حاصل ہے ۔ ۶۹۶ بود پا و سر و چشم تو چوں دل ✤ شود صافی ز ظلمت صورت گل ✤ تیرے تمام اعضاء قوی دل کے مانند ظلم و ادراک و شعور سے متصف اور دانا و بینا و شنوا و گویا ہونگے اور تمام قوائے کسبی و قوتین و ادراکات ہر قوت کو حاصل ہونگے ۔ مٹی اور دیگر عناصر کی ظلمت و کدورت سے اعضاء و اجزاء صاف و پاک ہونگے ۔ موجب کثافت جو تعین تھا جب اٹھ گیا تو تمام نورانی و لطیف محض ہونگے ۔ دست و پا و چشم و سر و دل میں فرق و امتیاز نہ رہیگا ۵ پس بدانی چونکہ رستی از بدن ✤ گوش و بینی چشم میماند شدن ✤ راست گفت است آن شہ شیریں زبان ✤ چشم گردد موسوی عارفان ✤ ۶۹۷ کند ہم نور حق بر تو تجلی ✤ بہ بینی بے جہت حق را تعالی ✤ نور وحدت کے مشاہدہ سے مانع جو تعین تھا اٹھ جائیگا روح و بدن متحد اور سب اعضاء قوی دل کے مانند پاک و صاف ہونگے تو نور الٰہی تجھپر جلوہ گر ہوگا تو بے کیف و بے جہت کمال اطلاق سے جمال و عزت ذوالجلال کا مشاہدہ کریگا ۔ مرتبہ علم الیقین سے عین الیقین میں پہنچکر خدا میں و خدا میں ہوگا اور رویت حق کے جواز و عدم جواز و نوع و اقوال میں جو علماء کا اختلاف ہے اسکو دفع ہو جاویگا ۔ ۶۹۸ دو عالم را ہمہ

بزہم زنی تو ✤ ندانم تا چہ مستیہا کنی تو ✤ طالب صادق دیدار حق کی طلب میں دنیا و عقبیٰ و لذات صوری و معنوی کو ترک کر کے آتش عشق و شوق لقائے محبوب میں جلتا رہے تو تجلی کے سبب سے اسکو ایسی مستی اور بیخودی ہوگی کہ ہر دو عالم اور خود سالک کے کوہ ہستی کو ریزہ ریزہ کر دیگی فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا ۵ ساقی بدہ مئی کہ بود ہستیش فنا تا وارہاند ہم ز خیال منی و ما ✤ زاں بادہ کہ چونخہ بنوشیم جرعۂ ✤ فارغ کند ز غصۂ دنیا و دیں مرا ✤ دائم حریف شاہد مئی باش و رند مست ✤ گر زانکہ میروی رہ ریبان بے ریا ✤ ۶۹۹ سقاہم ربہم شرابا طہورا چہ بود بیندیش ✤ طہورا چیست صافی گشتن از خویش ✤ سقاہم ربہم شرابا طہورا کو سمجھ کہ کیا ہے اور اس سے غافل مت ہو کہ اہل اللہ کو خدا کیسا کھلائے پلائے حالات و معاملات میں کہ فہم و عقل میں نہیں آتے طہور شراب کی صفت ہے کہ جسکی مستی تعین و ہستی مجازی کی گندگی سے پاک کرتی ہے نہ فعل نہ صفات نہ ذات کسی قسم کا حدث باقی نہیں رہتا بلکہ فانی مطلق کر دیتی ہے ۔ ۷۰۰ ز مے شہ بت ز مے لذت ز مے ذوق ✤ ز مے دولت ز مے حیرت ز مے شوق ✤ نہایت تعجب سے فرمایا ہے کہ وہ شراب طہور عجب شربت شیریں ہے جو ساقی باقی کے ہاتھ سے پیتے ہیں عجب لذت ہے کہ جسمیں جمال محبوب کا مشاہدہ ہونا ہے عجب ذوق ہے جو اس شراب کے چکھنے والے کو ہمہ تن سے بیخود و مخمور کر دیتا ہے ۔ عجب دولت ہے جو سعادتمند ازلی کو ملی عجب حیرت و سکر و استغراق ہے جو اس نور تجلی کے مشاہدہ اور اس شراب لایزالی کے پینے میں حاصل ہے ۔ عجب شوق ہے کہ باوجود سکر و حیرت اسکے مشتاق ہیں اور ہر لحظہ نیا دیدار دیکھتے ہیں ۵ ای بیخبر از حالت مستان خرابات ✤ زیں مئی نہ چندی کہ شدی سوے مناجات ✤ زاں بادہ طلب کن کہ ز اوّل مئی عرفاں ✤ نوشید و چناں بیخبر افتاد بیفات ✤ تا مست ازیں مئی نشوی واقف اسرار دل از شطح و ز طامات ✤ زیں بادہ اگر مست شوی ہر دو جہاں را ✤ محکوم تو سازند ز بہر لطف و عنایات ✤ نوشیدن مئی از کف ساقی سقاہم ✤ درپیش اسیریست ز اجملہ عبادات ۔ ۷۰۱ خوشا آنمدم کہ مانے خویش باشیم ✤ غنی مطلق و درویش باشیم ✤ وہ وقت بہت اچھا ہوگا کہ ہم یہ تو تجلی احدی کی تاب اور مستی شراب طہور سے بیخود و بیخویش اور غنی مطلق و درویش ہو جائینگے ۔ درویش اصطلاح تصوف میں وہ شخص ہے جو باعتبار وجد و حال اپنی خودی کی دولت کھو کر فانی فی اللہ و باقی باللہ ہو ۔ پس یہ درویش بھی ہے اور غنی مطلق بھی ہے کیونکہ نقد خودی کھو بیٹھنے سے درویش اور باقی باللہ ہونیکے سبب سے غنی مطلق بھی ہے ۔ ۷۰۲ نے دین و عقل نے تقوی نہ ادراک ✤ فتادہ مست و حیراں بر سر خاک ✤ اس مرتبہ بیخودی و سکر و استغراق توحید میں نہ دین ہے نہ عقل و تقوی اور نہ ادراک و شعور کیونکہ یہ تمام امور ہستی و تعین کے لوازم ہیں سالک تو مقام فنا و نیستی میں محو و مستغرق ہے ہستی اور نیستی ہر دو ضد میں ضدین کا اجتماع محال ہے اور شراب طہور نوش کر کے خاک ذلت و نیستی پر مست و بیخود و حیران پڑا ہوا ہے کہ دنیا و ما فیہا بلکہ اپنی خودی سے بھی بیخبر ہے اور مست و لایعقل ہو کر گاتا ہے کہ ۵ بدستی عاشقان جانباز ہر صبا بار اصلا بر طہر ✤ ۷۰۳ بہشت و حور و غلماں ایچ ایچ چہ سنجد ✤ کہ بیگانہ دراں خلوت نگنجد ✤ مشاہدہ جمال معشوق و سکر و استغراق عاشق کے مقام میں بہشت و حور و غلمان کیا زن رکھتے ہیں یا سنگ بھی نہیں کیونکہ خلوتخانۂ وحدت جمعی میں بیگانہ

بہشت و حور و غلمانی گنجائش نہیں بلکہ سالک کے تعین کی بھی گنجائش نہیں مرتبہ وحدت و اطلاق میں کثرت و قیود و تعینات محال محض ہیں۔ عارف واصل کیلئے نظام خود بعین عین ظہور ہے جسطرح جنتی دوزخ سے بنا ہوا ہوتا ہیں۔ واصلان حق بھی جنت و دوزخ و ذات جنت کو متفرد ہیں غیر محبوب پر نظر کرنا اسکے نزدیک گفر ہے ؎ گر تو خواہی تا شوی از اہل راز ✤ تا ابد منگر بسوے ہیچ باز ✤ زانکہ گر جائے نظر خواہی فگند ✤ در کنار خویش سر خواہی تگند ✤ تا بہشت و دوزخت در رہ بود ✤ جان تو زیں راز کی آگاہ بود ✤ چوں ازیں ہر دو بروں آئی تمام ✤ صبح ایں دولت بروں آید ز شام ✤ ۷۰۴ چو رویت دیدم و خوردم ازاں مئی ✤ ندانم تا چہ خواہد شد پس ازوے ✤ میں نے دیدار سے مشرف ہوکر شراب طہور پی لی چونکہ وہ حال دائمی نہیں ہوتا ہر وصال کیلئے فراق لازم ہے پھر اسکے بعد معلوم نہیں کہ کیا ہوگا۔ نعوذ باللہ من الحور بعد الکور ؎ یک نفس دوری ز روئے ہمچو ماہ ✤ مینماید پیش عاشق سال و ماہ ✤ من کجا صبر و ہجران کجا ✤ یا بگویم یا ہر زماں روئے نما ✤ ۷۰۵ بے جمال جانفزائے روئے یار ✤ نیست عاشق را نہ صبر و نے قرار ✤ ہر زمانے بانشد خمارے ✤ دریں اندیشہ دل خوں گشت بارے ✤ حال متحول و متبدل ہوتا رہتا ہے کسی دوام نہیں ہے ہر مستی کے بعد خمار ہوتا ہے مختلف اوقات میں مختلف حالات پیش ہوتے ہیں اسی اندیشہ میں کہ مبادا حال ہمیشہ باقی نہ رہے۔ اور جمال محجوب حجاب عزت میں محجوب ہوجائے میرا دل خون ہوگیا ؎ عمر کاں بے روئے جانانی بگذرد ✤ از حساب عمر جانم بشمرد ✤ بے جمالش مرگ بہتر از حیات ✤ وصل او شد زندگی ہجرش ممات ✤ گر نماید دوست در دوزخ جمال ✤ ہست آں دوزخ بہشت اہل حال ✤ در بہشت ار وعدۂ دیدار نیست ✤ جان عاشق را بہ جنت کار نیست ✤ یہ تغیر حالات کیطرف اشارہ ہے جو مقام تلوین میں اہل تلوین کو پیش آتے ہیں۔ کاملین مقام تمکین میں متمکن ہیں تمکین میں یہ خوف فوت حال نہیں ہے اکملین کا نہایت کمال یہ ہے کہ ظہور آثار کثرت کیوجہ سے احکام وحدت سے محجوب نہ ہوں توحید میں تمکین حاصل ہو۔ کثرت میں وحدت اور وحدت میں کثرت دیکھیں ؎ وحدت منم کثرت منم معنی منم صورت منم ✤ ہم نور و ہم ظلمت منم پنہان و ہم پیدا منم ✤ اوّل منم آخر منم باطن منم ظاہر منم ✤ غائب منم حاضر منم یکتائے بے ہمتا منم ✤ علوی منم سفلی منم دنیا منم عقبیٰ منم ✤ حجت منم دعویٰ منم عین ہمہ اشیا منم ✤ ۔ سوال دوازدہم ۔ ۷۰۶ قدیم و محدث از ہم جدا شد ✤ کہ ایں عالم شد آں دیگر خدا شد ✤ قدیم وہ ہے جسپر کسیکو ذاتی سبقت نہ ہو اور کسی سلت سے اسکا استناد نہ ہو۔ اسکو اول و مبدا نہ ہو بلکہ سب کا مبدا یہی ہو۔ اور محدث اسکے برعکس ہے محققین کہتے ہیں قدیم بذات خود واجب الوجود حقتعالیٰ ہے اور محدث تعینات و تشخصات و کثرات عالم ہیں اب سوال یہ ہے کہ یہ قدیم اور محدث خلق ایک دوسرے سے کیونکر جدا ہوئے حالانکہ خلق محدث اسی حق قدیم واجب الوجود کی نمایش و صورت ہے اسی صورت ممکنہ سے حق قدیم ظاہر و جلوہ گر ہے نہ ہر دو ایک ہوئے پھر انمیں کیسی جدائی ہوئی کہ قدیم حق ظاہر کو خدا کہتے ہیں۔ اور محدث مظہر کو عالم کہتے ہیں۔ جواب ۷۰۷ قدیم و محدث از ہم خود جدا نیست ✤ کہ از ہستیست باقی دائما نیست ✤ قدیم و محدث واجب و ممکن ایک دوسرے سے جدا نہیں بلکہ ملے ہوئے ہیں قدیم کا ہمیشہ محدثات میں ظہور ہے محدثات ممکنہ نیست و عدم ہیں انکی نمود بے بود و ہستی وہمی فقط

قدیم واجب الوجود ہستی مطلق انکی صفت ہونیکی وجہ سے ہے نہ بجز ہستی کے کچھ اور ہے شہد اللہ انہ لا الہ الا ھو قدیم حق واجب الوجود ہست نیست نماہے حدثات ممکنہ نیست ہست نمایں۔ ان ھی الا اسماء سمیتموھا انتم وآبائکم ۵۰۰ ہمہ آنست وایں ما منا عنقا است ✤ جزو از حق جملہ اسم بے مسما است ✤ جو کچھ ہے سب وہی قدیم ہے اور یہ حدث مثل عنقا اسم بے مسمی ہے اور حقیقت وہمی مطلق غیر حق نہیں ہے کیونکہ ہستی کا عدم وغیر ہستی ہے اور نیستی عدم صرف ولاشی محض ہے ۵ بغیر یار دریں دایرہ نیست دیارے ✤ خیال غیر اگر ہست پیش نادانست ✤ فنا گشتہ خلاصی بجوز دست فراق ✤ بوصل دوست رسیدن نہ کار آسانست ✤ ۵۰۱ عدم موجود گردد ایں محال است ✤ وجود اندرے ہستی لایزال است ✤ حدث عدم ہے عدم کا موجود ہونا محال ہے اسیطرح وجود از روئے ہستی لایزال ہے۔ زوال پذیر نہیں ہے وجود ہمیشہ موجود ہے کبھی معدوم نہ ہوگا۔ عدم ہمیشہ معدوم ہے کبھی موجود نہ ہوگا۔ ورنہ قلب حقائق لازم آئیگا جو محال ہے پس محدث کے موجود ہونیکا یہی مطلب ہے کہ وجود قدیم بشکل محدث عدیم ظاہر ہوتا ہے ۵ گشت روشن حادث از نور قدم ✤ در حقیقت غیر حق باشد عدم ✤ بود عالم جز نمود بیش نیست ✤ شو ز ارباب یقین برطن مایست ✤ ۵۰۲ تا آن ایں کرد دور نے ایں شود آن ✤ ہمہ اشکال گردد بر تو آسان ✤ نہ وہ قدیم محدث ہوتا ہے نہ حدث قدیم نہ واجب ممکن ہوتا ہے نہ ممکن واجب ہوتا ہے ورنہ قلب حقائق لازم آئیگا جو محال ہے پس ہستی وجود مطلق قدیم دائما اپنے وجوب وقدم ذاتی پر باقی ولایزال ہے اور ممکن دائما اپنی حقیقت اعتباری عدمی پر باقی ہے اور وجود بیت ممکن کی بسبب ظہور وجود واجب بصورت ممکن کے دوسرا اعتبار ہے نہ یہ کہ ممکن نفس الامر میں واجب اور عدم موجود ہوگیا ہے جبکہ یہ امر معلوم ہوا کہ جو کچھ ہستی روجود ہے وہ قدیم ہے اور محدث تعین وتشخص ہے جو صرف نمود بے بود ہے تو اب سب مشکلات وشکوک وشبہات حل وآسان ہوگئے اور یقین ہوگیا کہ قدیم محدث سے مقارن ومتصل نہیں ہے اور منفصل وجدا بھی نہیں ہے کیونکہ حدث بغیر قدیم کے عدم ہے اور ہستی کیسا تھ نیستی نہیں ملتی اسلئے اجتماع ضدین محال ہے اور جدا بھی نہیں ہوسکتی کیونکہ اگر بصورت ممکن وحدث واجب قدیم مطلق حق کا ظہور نہ ہوگا تو ممکنات وحدثات کا خلوق وپیدا ہونا محال ہوجائیگا۔ عالم لم یکن شیئا مذکورا کے عدم آباد میں ہے صفت خالقیت کا ظہور نہ ہوتا۔ جہاں در ظلمت نابود بودے حق دائم ✤ گر انوار وجود او نمیکردے جہاں روشن ✤ صفات عالم افروزت زمرآت جہاں پیدا ✤ وگر نہ ذات بے ہمتا کجا بودے نہاں روشن ✤ ۵۰۳ جہاں خود جملہ امر اعتباریست ✤ جو آں یک نقطہ کاندر دور ساریست ✤ تمام جہاں ایک امر اعتباری ہے جسطرح کہ ایک نقطہ کو تیز گردش دینے سے دائرہ معلوم ہوتا ہے اسیطرح نقطہ وحدت حقیقی تعینات عالم میں سرایت کرنیسے کثرت عالم کا دائرہ وجود موہوم ہوتا ہے ۵ چشم عالم چونکہ بینا شد بدوست ✤ ہر چہ می بیند بعالم جملہ اوست ✤ من ندیدم غیر جاناں در جہاں ✤ در حقیقت اوست پیدا اوست نہاں ✤ خلق ایمعنی بدیں از فہم است ✤ [illegible] ۵۰۴ [illegible] یک نقطہ آمد بر گردان [illegible] کنی دایرہ از نیست عیاں ✤ [illegible] ۵۰۵ [illegible]

بیحد مراتب اعداد پیدا ہوتے ہیں لیکن وہ ایک عدد ہی رہتا ہے نہیں ہوتا اپنی وحدت و یکتائی پر باقی ہے اسیطرح وجود واحد حقیقی تعینات کی کثرت سے کثیر نما ہوتا ہے لیکن اسکی وحدت میں فرق نہیں آتا ۵ حق شناساں از عدد باقی رغند ۴ غرقہ عدد دریائے یکچو ندو چند ۴ گر یکے صد بار شمار ی یکیست ۴ عارفاں را کثرتی در جمعی شتیست ۴ ۵۱۴ حدیث ما سوی اللہ را ریا گفتن ۴ بعقل خویش این راز ان جدا گفتن ۴ غیر حق محدث و عدد سے کثرت کا وجود نمود وہمی ہے واحد حقیقی کیساتھ محدثات کی نسبت ایسی ہے جیسی واحد عددی کیساتھ مراتب اعداد کی پس اب غیر حق کا ذکر چھوڑ دے عاقل عقل سے قدیم و محدث میں فرق سمجھ ۵۱۵ چہ شک داری درین کیں چوں خیال است ۴ کہ با وحدت دوئی کے عین محال است ۴ محدثات ممکنات کے وجود خیالی و نمود بے بود ہونیمیں تجھے کیا شک ہے اسلئے کہ وحدت وجود مطلق حق میں دوئی محال ہے ۵ اندریں خم کہ نیست جز یک رنگ ۴ واندریں خانہ نیست جز یک عکس ۴ یک صد یہ ثابت ست صد ہزار و رق ۴ یک ہوا است و صد ہزار فرس ۴ مجھے نیست گر نمی بینی ۴ گوہرے در میان چندیں خس ۴ ۵۱۶ عدم مانند ہستی بود یکتا ۴ ہمہ کثرت ز نسبت گشت پیدا ۴ جسطرح ہستی و وجود معنی واحد ہے اسیطرح عدم و نیستی بھی وحدہ لاشریک لہ ہے کیونکہ ہستی کا غیر وضد نیستی ہے اور نیستی کا غیر وضد ہستی ہے ہر دو میں لہٰذا کی وجہ سے کثرت پیدا ہوگئی ۵ یکے ذات بیچون نیست کہ ہست از صفات نمایش نمود کہ در ظہور و گاہ در اظہار آمدہ ۴ از ذات او ست اینہمہ اسما عیاں شدہ ۴ وز نور او ست اینہمہ انوار آمدہ ۴ ہم اسم و رسم و فعل و نعوت و صفت شدہ ۴ ہم عین و غین و اندک و بسیار آمدہ ۴ ۵۱۷ ظہور و اختلاف و کثرت شاں ۴ شدہ پیدا ز بوقلمون امکاں ۴ نسبتوں اور اسماء و صفات کا اختلاف اور شئونات ذاتیہ کی کثرتیں امکان یعنی اعیان ثابتہ کی بوقلمونی رنگ برنگی سے ظاہر ہیں جسطرح کھجور کی گٹھلی تو ایک ہے لیکن اسمیں درخت و شاخ و برگ و شگوفہ کے مختلف تعینات و کثرت کا ظہور ان ہی کے رنگ برنگ مختلف قابلیات کیوجہ سے ہے جو اس گٹھلی میں مندرج ہیں ۔ ۵۱۸ وجود ہر یکے چوں بود واحد ۴ بوحدانیت حق گشت شاہد ۴ ہر موجود کا وجود شخصی باعتبار خصوصیت و تعین خاص واحد یگانہ ہے اس وحدت خاصہ میں وہ لاشریک ہے یہ وجود واحد خاص حقتعالیٰ کی وحدانیت پر شاہد ہے ۵ دلیل وحدت او غیر او کیست ۴ چو موجود ے بعالم غیر حق نیست ۴ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۔ موجودات کو صفت وحدت حق کا ظاہر کرنا حقتعالیٰ کا اپنی وحدت پر آپ شاہد ہونا ہے ۵ ہم توئی او ی قدیم فرد آلہ ۴ وحدت خویش دلیل و گواہ ۴ شہد اللہ بشنو تو نیکو ۴ وحدہٗ لاشریک الا ہو ۴ سوال سیزدہم ۔ ۵۱۹ چہ خواہد مر دمعنی بیں عبارت ۴ کہ دارد سوئے چشم و لب اشارت ۴ مرد معنی یعنی اہل باطن و حقیقت کے پاس چشم و لب سے کیا مراد ہے ۵۲۰ چہ جوید از رخ و زلف و خط و خال ۴ کسے کاندر مقام ما ست حوال ۴ اہل مقام و حال کے پاس رخ و زلف و خط و خال سے کیا مراد ہے کیونکہ یہ سب صور تیں کے لوازم ہیں اب کے کونسی معنوی لذات مقصود ہیں ۔ جواب ۔ ۵۲۱ ہر آں چیزیکہ در عالم عیانست ۴ چو عکسے ز آفتاب آں جہانست ۴ جو کچھ اس عالم امکان میں ظاہر ہوا اور ہوتا ہے وہ اہل جہان کے آفتاب ذات اسماء و صفات الٰہیہ کے انوار کا عکس ہوا یا بوساطت ظہور حق تعالیٰ صور ممکنات نمایاں ہوکر ایک آئینہ سے نمایاں ہوتا ہے اور جسطرح اسماء و صفات مختلف ہیں مظاہر اسماء و صفات بھی مختلف ہیں ۔ ۵۲۲ جہاں چوں زلف و خط و خال و ابروست ۴

کہ ہر چیزے بجائے خویش نیکوست ✦ زلف وخط وخال ورو ہر یکطرح حسن صورت انسانی کے باعث ہیں انمیں سے ایک بھی کم ہو جائے تو حسن باقی نہیں رہتا اسیطرح تمام جہان کے موجودات بھی زلف وخط وخال ورو کے مانند موجب حسن عالم ہیں اگرچہ یکدیگر سے مختلف الحقائق ہیں مگر اپنی اپنی جگہ میں سب اچھی ہیں ایک چیز بھی اگر کم ہو تو صورت عالم کا حسن باقی نہیں رہتا۔ جیسا چاہئے ویسی ہی حسن وخوبی کیساتھ ہیں ✦ ہر چہ ہست آنجناں کہ باید ✦ نسبت بد بہ نیک کی شاید ✦ دیدن نقص غایت جہل است ✦ جاہلی نزد کاملاں سہل است ✦ لَیْسَ فِی الْاِمْکَانِ اَبْدَعَ مِمَّا کَانَ پس اب زلف وخط وخال ورو وغیرہ ہر ایک سے ایک ایک حقیقت کیطرف اشارہ ہے۔ مثلاً چشم سے شہود حق مراد ہے یعنی اعیان ثابتہ اور انکی قابلیات کو حق کا دیکھنا صفت بصیری اسیطرح ذات صفات میں محجوب ہیں تو صفات ذات کے حاجب ہوئے حاجب کے معنی ابرو پس ابرو سے صفات مراد ہیں اور سانس آنے جانے کا واسطہ ہے جو مدحیات ومفرح ذات ہے۔ سانس کو نفس کہتے ہیں پس لب سے نفس رحمانی مراد ہے جو عالم پر وجود کا فیض پھیلاتا ہے اسیطرح زلف سے تجلی اور رخ سے حقیقت من حیث ہی ہی مراد ہے جو ظہور وخفا دونوں کو شامل ہے خال سے نقطہ وحدت من حیث الخفا مراد ہے جو کثرت کا مبداء ومنتہی ہے منہ بدا والیہ یرجع الامر کلہ۔ خال سیاہ ہوتی ہے جسمیں نور وظہور نہیں ہوتا اسلئے ہویت غیبیہ سے مشابہ ہے جو اعیار کے علم وادراک سے مستور ہے لا یعلم اللہ الا اللہ۔

۷۲۳ تجلی گہ جمال وگہ جلال است ✦ رخ وزلف آں معانی را مثال است ✦

تجلی یعنی ظہور حق دو طرح پر ہے جمالی جو مستلزم لطف ورحمت وقرب ہے۔ جلالی جو موجب قہر وغضب وبعد ہے ہر جمال مستلزم جلال ہے جیسا کہ ظہور حق بصورت خلق اسمیں جمالی شان یہ ہے کہ اشیاء کیصورتوں سے قرب حق پایا گیا لیکن صورتوں کے حجاب میں مخفی ہونیسے بعد ودوری ثابت ہوئی بعد ودوری جلال ہے پس ثابت ہوا کہ جمال مطلق مستلزم جلال ہے اور ہر جلال کے پس پردہ جمال ہے جیسا کہ حجاب تعینات میں حق کا ظہور ہے حجاب تو جلال ہے اور ظہور حق جمال ہے ✦ جمالک فی کل الحقائق سائر ✦ ولیس لہ الا جلالک ساتر ✦ گر نبتی شعاع جمالش جہان جان ✦ ناچیز بودے از سطوات جلال او ✦ ور نہ نقاب روئے جمالش بدے جلال ✦ عالم بسوختی ز فروغ جمال او ✦

۷۲۴ صفات حقتعالی لطف وقہر است ✦ رخ وزلف بتاں رازاں دو بحر است ✦ خدا کے صفات لطفی لطیف نور ہادی رازق محی ہیں اور صفات قہری مانع قابض قہار۔ مذل ضار ہیں۔ رخ سے صفات لطفی الٰہی اور زلف سے صفات قہر خداوندی مراد ہیں ✦ مرا از روئی ہر دلبر تجلی میکند روزیش ✦ نہ از یکموش می بینم کہ می بینم ز ہر سویش ✦ کشد ہر دم مرا سوئی کمند زلف نہ روئی ✦ کہ اندر ہر سر سوئی نمی بینم بجز سویش ✦ ندانم چشم جادویش چہ افسوں خواند بر چشمم ✦ کہ در چشمم نمی آید بغیر از چشم وابرویش ✦ فروغ نور رخسارش مرا شد رہنما ورنہ ✦ کجا رہ بردمی سویش ز تاریکی گیسویش ✦ بہ پیش مغربی ہر ذرہ زاں روء مشرقی باشد ✦ کہ از ہر ذرہ خورشیدی نماید پرتو رویش ✦ اسمائے الٰہی ظاہر وباطن واوّل وآخر کی تجلی وتنزّل سے ظہور وبطون غیب وشہادت دنیا وآخرت اور رضا وغضب لطف وقہر بسط وقبض نور وظلمت کفر وایمان جسم وجان موت وحیات وغیرہ صفات متضادہ متقابلہ کا بمکمل والجلال والاکرام۔ خلق الموت والحیاۃ سے وجعل الظلمات والنور جو ظہور ہو رہا ہے وہ سب ان ہی دو شان جلال وجمال کا اقتضاء ہے رخ مخلوق سبب نور ولطف ورحمت کے جمال سے مشابہ ہے اور زلف بوجہ ظلمت وپریشانی وحجاب جلال سے مشابہ

ہے۔ ۷۲۵ چو محسوس آمد این الفاظ مسموع ✤ بخست از بہر محسوسند موضوع ✤ یہ الفاظ سمو
ع ذوق لطف وخط وخال وچشم وابرو لذت محسوس ہیں اوّلاً محسوسات کیلئے ہی موضوع ہیں ۷۲۶ ندارد عالم معنی
نہایت ✤ کجا بیند مرا در لفظ وغایت ✤ عالم معنی وباطن یعنی ذات اسماء وصفات الٰہیہ بے انتہا ہیں اپنے
انہیں سے ہر ایک بیحد مدارج ومراتب ہیں الفاظ میں ان معانی عالم معنی کی گنجائش کہاں ۷۲۷ ہر آں معنی کہ شد
از ذوق پیدا ✤ کجا تعبیر لفظی یابد اورا ✤ ذوق ووجدان کل اظہار الفاظ سے ممکن نہیں عرفان حقیقی تعلیم
وتعلم سے حاصل نہیں ہوتا کشف وشہود سے حاصل کرنا چاہئے ؎ تا دل نشود مطلع انوار الٰہی ✤ عارف نتواں گشت
زمہمات وطوالع ✤ عکس رخش از پردۂ ہر ذرہ نماید ✤ مرآت دل ہر یک شد از زنگ موانع ✤ اگرچہ یہ ذوقی امور کا بیان
الفاظ سے کیا متعلق ممکن نہیں لیکن اہل اشارات معقولات کو محسوسات سے تمثیل دیکر بیان کرتے ہیں اسلئے کہا ۷۲۸
چو اہل دل کنند تفسیر معنی ✤ بمانند کنند تعبیر معنی ✤ اہل دل اپنے ذوق ووجدان واردات و
جذبات قلبیہ کو ظاہر کرنا چاہتے ہیں تو ایسے محسوسات کے لباس میں اپنے معانی معقولہ ومکشوفہ کو ظاہر کرتے ہیں کہ ان معقولات و
محسوسات میں مشابہت ومناسبت پائی جاتی ہے جنمیں ان رموز واشارات کو سمجھنے کی قابلیت ہوتی ہے وہ تو سمجھ کر انکی
تصدیق کرتے ہیں اور جن محجوبین کو ایسے اشارات سمجھنے کی قابلیت نہیں ہوتی ان ظاہری الفاظ ومحسوسات کی تمثیل وتشبیہ سے
اہل دل کے مکاشفات کا انکار کرتے ہیں اور اہل حق پر لعن وتشنیع کو فرض وواجبات دین سے سمجھتے ہیں ؎ چو ہر یک را
ازیں الفاظ جائیست ✤ بزیر ہر یکے عنوان جائیست ✤ تو ہم بنگر بطرف جمع بگذر ✤ مشو جوئی باش از اسم بگذر ۷۲۹
کہ محسوسات ازاں عالم چو سایہ است ✤ کہ ایں چوں طفل وآں مانند دایہ است ✤
عالم شہادت ومحسوسات اس عالم اسماء وصفات حق کے مثال میں سایہ کے مانند ہے جسطرح کہ نور خورشید سے سایہ ظاہر ہوتا ہے
اور بغیر آفتاب کے سایہ موجود نہیں ہوتا اسیطرح آفتاب اسماء وصفات الٰہی کے انوار کی تجلی واشراق سے یہ عالم شہادت ومحسوس
پیدا ہوا ہے نیز یہ عالم محسوس بچہ کے مانند ہے وہ عالم معنی مثل دایہ کے مانند ہے جس سے اس بچہ کی پرورش وتربیت
وتکمیل ہوتی ہے بلکہ درحقیقت جو کچھ ہے وہی عالم معنی وباطن ہی ہے اور یہ عالم محسوس وظاہر صرف اس کا وجود ظلی ہے
۷۳۰ بنزد من خود الفاظ مأوّل ✤ بر اں معنی فتاد از وضع اوّل ✤ پہلے جو نہ تھا کہ الفاظ
محسوسہ اوّلاً محسوسات کیلئے ہی موضوع ہوئے ہیں اسکے بعد اہل دل صوفیہ نے معانی ومکاشفات کو ظاہر کرنیکے لئے وہ الفاظ کو
بطور تاویل ان معانی پر اطلاق کرتے ہیں یہ تو قوم صوفیہ کا مذہب تھا لیکن صاحب گلشن راز کہتے ہیں کہ میرے پاس تو
یہی محقق ہے کہ یہ الفاظ دراصل معانی معقولہ کیلئے ہی وضع کئے گئے ہیں پھر ان معانی معقولہ سے ظاہری معنون محسوسات پر
اہل ظاہر نے نقل کیا ہے کیونکہ محسوسات معقولات کے فرع وتابع ہیں۔ ۷۳۱ محسوسات خاص از عرف عام
است ✤ چہ دانند عام کاں معنی کدام است ✤ عرف عام میں اہل ظاہر جو اہل کشف نہ تھے ان الفاظ
کو اہل کشف وشہود سے منکرانہ کلمین کے مقصود ومراد کو نہ سمجھکر ان خاص محسوسات ظاہری کیلئے کسی قدر مناسبت
کیوجہ سے ان الفاظ کو بطور عرف عام نقل کر دیا ہے۔ اور اصل معنی اول کو ترک کر دیا ہے اسلئے یہ منقول عرفی ہیں عام
اشخاص کو کیا معلوم کہ ان الفاظ کے اصل معانی ومعنوی مقصود کیا ہیں اسلئے انہوں نے اپنی ظاہری سمجھ کے موافق ظاہری
ومحسوس معنوں کیلئے ہی موضوع سمجھا در اصل معانی معقولہ کیلئے موضوع ہیں جنکو خواص اہل اللہ ہی جانتے ہیں ۷۳۲

نظر چوں در جہان عقل کردند ✤ از آنجا لفظہا را نقل کردند ✤ عوام چونکہ اہل شہود نہ
نہیں تھے ان سنے ہوئے لفظوں کو جہان عقل میں پس انقل عجمی معانی مفہوم کر سکے تو اصل اول موضوع لہ یعنی
معانی معقولہ کو متروک کر کے محسوسات پر انکو استعمال کرنے لگے ۔ ۷۳۳ تناسب را رعایت کرد عاقل ✤
چو سوی لفظ معنی گشت نازل ✤ ۷۳۴ ۔ لے تشبیہ کلی نیست ممکن ✤ زجست و
جوی آں میباش ساکن ✤ اصل موضوع لہ اول یعنی معانی معقولہ سے محسوسات کیطرف ان الفاظ کو اتارنے
اور نقل کرنیکے وقت بقدر امکان تناسب اصلی کی رعایت کو ملحوظ رکھا لیکن ان دونوں معنوں میں تشبیہ کلی ممکن نہیں
اسلئے اسکی تلاش مت کر کیونکہ معدوم کی طلب عبث ہے ۔ ۷۳۵ بریں معنی کسے را بر تو دق نیست ✤
کہ صاحب مذہب اینجا غیر حق نیست ✤ خدا پر کسی نام یا فعل و صفت کا اطلاق حکم شریعت پر موقوف
ہے یا نہیں اسمیں علماء کا اختلاف ہے بعض نے جائز اور بعض نے ناجائز کہا ہے اہل سنت و جماعت کا مذہب مختار یہ
ہے کہ اسماء اللہ توقیفی ہیں یعنی خدا تعالیٰ پر کسی نام و کام و صفت کا اطلاق اجازت شارع پر موقوف ہے مثلاً خدا
کو کریم کہنا شرعاً جائز ہے سخی کہنا درست نہیں اگرچہ کریم و سخی مرادف و ہم معنی ہیں شعر کا مطلب یہ ہے کہ اہل
کشف و شہود کے پاس خدا کی شان کے مناسب نام و کام و صفت کا اطلاق خدا پر درست ہے اذن شریعت پر موقوف
نہیں ہے اس اطلاق میں کیونکر تجسیم گرفت و اعتراض کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ یہاں (یعنی عارفوں کے پاس) صاحب
مذہب غیر حق نہیں ہے پس جو مذہب حق ہے وہ ضرور ہے کہ وہ حق ہی حق ہے ۵ مذہب عشق از ہمہ دینہا جداست ✤
عاشقانرا مذہب و ملت خداست ✤ اہل کشف کے مکشوفات مدرکات عقل سے بالاتر ہیں تکلیف شریعت اہل عقل
پر ہے مستغرقین و محوان خداوان پر کچھ نہیں ہے لوگ معان و تر خان خدا ہیں ۵ مید رد امید وز دایں
خیاط کو ✤ مید مد میسوز داں نقاط کو ✤ ساعتے کا فر کند صدیق را ✤ ساعتے تا بد کند زندیق را ✤ ماشکا یم ایں چنیں
و آں چناں ✤ گوئی گوئیم جوگنانے کجاست ✤ ۷۳۶ ولے تا باخودی زنہار زنہار ✤ عیار
شریعت را نگہدار ✤ اگرچہ صاحب مذہب اس مرتبہ میں حق ہی حق ہے لیکن جبتک سالک باخود و باعقل و
ہوش رہے خلاف شریعت الفاظ و عبارات سے گفتگو کرنے و افشائے راز کرنے کو اہل طریقت نے منع فرمایا ہے
اہل کمال باوجود کشف حال علم شریعت کے مطابق عمل کرتے ہیں حال کے موافق عمل نہیں کرتے خواجہ عبداللہ انصاری
قدس سرہ کا مقولہ ہے کہ سگ در مزبلہ افگندہ بہ ز صوفی پراگندہ ۵ جمع صورت باچنیں معنی شدن ✤ نیست ممکن
غیر سلطان شکر کرد ✤ شکر و ہشیاری بباید جمع کرد ✤ تا بداند فقر باشی شیر مرد ۷۳۷ گہ رخصت اہل را
در سہ حال است ✤ فنا و سکر و آں دیگر دلال است ✤ اولیاء عرفائے سالکین پر کشف و
وجدان سے جو حالات و مقامات ظاہر ہوتے ہیں انکو مواجید کہتے ہیں جو موجود کی جمع ہے بمعنی یافتہ شدہ یہ وجدان
حالی مراد ہے نہ کہ علمی ۔ مطلب یہ ہے کہ اہل دل و وجدان کو تین حالت میں رخصت دیگئی ہے کہ اپنے مواجید یعنی
وجدانی حالات و کیفیات کو زلف و خط و خال و چشم و ابرو وغیرہ جس قسم کے الفاظ و عبارات میں ہو ظاہر کر سکتے ہیں ۔
فنا ۔ سکر ۔ دلال ۔ حدوث و قدم کے درمیان فرق و تمیز باقی نہ رہے جسطرح نور خورشید کے ظہور کیوقت ستارہ کا
نور مخفی و پوشیدہ ہو جاتا ہے اسیطرح اشیا میں باہمی فرق و جدائی کرنیوالی چیز یعنی عقل و بصیرت مشاہدۂ جمال الٰہی

دیدہ تو تجلی ذاتی میں محو و مستغرق ہو کر سالک کی ہستی مجازی نیست ہو جائے تو اسکو فنا کہتے ہیں بایزید بسطامیؒ نے اسی مقام فنا میں سُبحانی ما اعظم شانی اور لا الٰہ الا انا فاعبدونی فرمایا تھا اور جمال محبوب کے مشاہدہ سے محب کے باطن میں جو فرح و نشاط و انبساط اسطرح پیدا ہو کہ ظاہری محسوسات سے اسکے عقل و حواس حیران و پریشان ہو کر اشیاء کے مابین فرق و تمیز و جدائی کو نہ سمجھ سکتا ہو اور غایت بیخودی کی وجہ سے جو کہتا ہو اسکو سمجھ نہیں سکتا تو یہی (سکر ہے) اسی مقام سکر میں حسین بن منصور حلاج نے انا الحق کہ عزت بدیں مقدار کفر واجب ✤ لدیّ و عند المسلمین قبیح کہا تھا۔ ؎ بدستی عاشقان بیباک ✤ صد بار ز اصلاح و تبسم و جلوہ محبوب میں غایت عشق و ذوق سے سالک کے باطن میں جو قلق و اضطراب ہوتا ہے اسکا نام (دلال) ہے دلال میں سکر کیطرح بیخودی نہیں ہوتی لیکن کامل خودی و اختیار بھی نہیں ہوتا شدت اضطراب سے اسکے لوہوال پر حولا نحوار د ہوتا ہے بے اختیار کہہ گذرتا ہے۔ چوپان کی گفتار اسی مقام میں تھی۔ **۷۳۸ ہر آنکس کو شنا سد ایں سہ حالت ✤ بداند وضع الفاظ دلالت** ✤ جو شخص ان تین حالت فنا و سکر و دلال کو پہچانیگا وہ الفاظ کی وضع اور دلالتوں کو بھی پہچانیگا۔ **۷۳۹ ترا گر نیست احوال و مواجید ✤ مشو کافر بنا دانی و تقلید** ✤ اگر تجھمیں یہ تین مواجید و احوال حاصل نہ ہوئے تو اُن اہل حال کی تقلید سے ایسے کلمات منہ سے نکالکر کافر مت ہو کیونکہ ان حالات کے بغیر بے تحقیق ایسے کلمات کہنا موجب کفر ہے ؎ مر ذات حق ای دوست بحر حق نرسد ✤ مقید مواہبات مطلق نرسد ✤ دامن سفل سافلین بتقلید روے ✤ خرس و سگ و خوک را انا الحق نرسد ✤ **۷۴۰ مجازی نیست احوال حقیقت ✤ نہ ہر کس یابد اسرار طریقت** ✤ ارشاد نبوی رایت ربی فی احسن صورۃ۔ لی مع اللہ وقت۔ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ الحق اور قول حضرت علی رضی اللہ عنہ انا نقطۃ باء بسم اللہ وانا جنب اللہ الذی فرطتم فیہ۔ وانا القلم وانا اللوح المحفوظ وانا العرش وانا الکرسی وانا السموات السبع والارضون اور قول بایزید بسطامیؒ سُبحانی ما اعظم شانی اور لیس فی جبتی سوی اللہ اور انا الحق وانا الفاعل فی ھذا العالم ولیس بینی وبین ربی فرق الا انی تقدمت بالعبودیۃ۔ وانا اقل من ربی بشتین وغیرہ اقوال جو احوال حقیقت ہیں بعض مجازی ہے حقیقت نہیں ہیں لیکن ہر شخص اسرار طریقت کو نہیں پا سکتا کیونکہ ترک دنیا و دوام ذکر و فکر و توجہ و تبتل و گوشہ نشینی و دوام طہارت و عبادت و اخلاص طریقت کے شرائط ہیں۔ اور اسرار طریقت سے وہی احوال مراد ہیں کیونکہ طریقت مقدمۂ حصول حقیقت و سر شریعت ہے۔ اسیطرح حقیقت سر طریقت ہے طریقت بے شریعت الحاد و زندقہ ہے اور حقیقت بے طریقت دعوہ اور فتر ہے **۷۴۱ گزاف ایدوست نا یدز اہل تحقیق ✤ مرایں را کشف باید یا کہ تحقیق** ✤ اولیاء اللہ کے ارشادات لاف و گزاف مجازی بناوٹی تکلفات مصنوعی نہیں ہیں انکی تحقیق دو طرح ہو سکتی ہے بطریق کشف یا اولیاء اللہ کی تصدیق کامل ہو۔ **۷۴۲ بگفتم وضع الفاظ و معانی ✤ ترا سر بستہ گر داری** ✤ **بدانی** ✤ وضع الفاظ و معانی کا ذکر مجمل حسب تحقیق صوفیہ (الفاظ محسوسہ اولاً معنوی محسوسات و ظاہری معنوں کیلئے وضع کئے گئے ہیں بعد ازاں اہل دل و اہل باطن نے بطریق تاویل بوجہ مشابہت معانی معقولہ پر اطلاق کیا ہے) اور اپنی تحقیق (اولاً معانی معقولہ کیلئے الفاظ موضوع ہیں بعد ازاں اہل ظاہر نے ظاہری معنوں کیلئے نقل کیا ہے) ہر دو طریقہ سے میں نے کہا ہے اگر تو اسکو سربستہ محفوظ رکھے تو اسکی مراد کو سمجھ گا۔ **۷۴۳ نظر کن در معانی موئے غایت ✤ لوازم را یکایک کن رعایت** ✤ ہر معنی میں اسکی غرض و غایت پر نظر کر اور مراتب معانی کے ہر مرتبہ میں اسکے لوازم

علی کما ینبغی رعایت کرتا کہ تشبیہ و تنزیہ کی جہت معین ہو جائے اور حق کی جسمانیت کا وہم نہ رہے **۵۴۴ بوجہ خاص ازاں تشبیہ میکن ✤ زدیگر وجہ ہا تنزیہ میکن ✤** ان لوازم میں سے کسی وجہ خاص سے تشبیہ کرا اور دوسری وجوہات سے تنزیہ کر مثلاً اگر چشم کہا جائے تو اس سے شہود و صفت بصیری مراد لیں اس مناسبت سے کہ مراتب تجلیات و ظہورات حق کا سب سے آخر مرتبہ عالم حس و شہادت میں شاہد و بصیر کیلئے شہود و بصیری لازم ہے پس اس وجہ خاص سے تشبیہ ہوئی لیکن دوسرے وجوہ سے یعنی اسطرح کہ چشم جسم و لوازم اجسام سے ہے حقتعالیٰ جسم و اجسام سے منزہ ہے علیٰ ہذا القیاس کلام صفت حق ہے لیکن مرتبۂ ذات حق میں آواز و حروف و الفاظ و عبارات سے منزہ ہے اور مراتب مظہر تجلیات افعال و آثار میں وہی ہے جو سب کی شکل و صورت و نقش سے ظاہر و جلوہ گر ہے بہر حال مراتب تجلیات و ظہورات حق میں تشبیہ و تنزیہ ہر دو واقع ہیں اور فی الحقیقۃ تشبیہ و تنزیہ ہر دو امور اعتباری ہیں کیونکہ جب وجود حق ہی موجود نہیں تو کسکے ساتھ مشبہ ہے اور کس سے منزہ ہے تعالیٰ عن الاشباہ و الاضداد و الامثال و الانداد۔ **۵۴۵ چو شد ایں قاعدہ یکسر مقرر ✤ نمایم زاں مثال چند دیگر ✤** جبکہ ہر معنی کے لوازم کی رعایت ایک وجہ خاص سے تشبیہ اور دوسرے وجوہ سے تنزیہ کرنیکا قاعدہ بیان کیا گیا تو اس قاعدہ کے مطابق چند مثالیں بیان کیجاتی ہیں اولاً عملاً ذکر تھا اب تفصیلاً ذکر ہوگا۔ (اشارات بچشم و لب) **۵۴۶ گر کنرچشم شاہد چیست پیدا ✤ رعایت کن لوازم را در آنجا ✤** بعض نسخوں میں ہے (گر کز چشم و از لب چیست پیدا) چشم شاہد و محبوب حاضر سے کیا چیز پیدا و ظاہر ہے دیکھ یا چشم و لب سے کیا صفت اور کیا فعل اور کیا اثر ظاہر ہے دیکھ اور عالم معنی میں اسکے لوازم کی رعایت کر اور وجہ خاص سے تشبیہ کر **۵۴۷ ز چشمش خاستہ بیماری و مستی ✤ ز لعلش نیستی در تحت ہستی ✤** بیماری و مستی جو دوری و مہجوری و خودی کے پندار و غرور سے پیدا ہوئی ہے اور عاشقان دل سوختہ کو مشاہدۂ جمال معشوق سے محروم کر رکھا ہے چشم پر شمہ کے آثار و لوازم سے ہیں اور لب لعل سے ہستی کے تحت میں نیستی کی نمائش ہے یعنی لب سے نفس رحمانی کیطرف اشارہ ہے جسکے آثار و لوازم سے وجود مطلق حق کے احاطۂ وجوب میں ہستی امکان کی نمائش ہے ؎ پیش بے رخت چہ بود جہاں ✤ سایۂ در عدم سرائی خواب ✤ ز استوا مہر طلعت تو بتافت ✤ سایہ از رنگ مہر یافت خضاب ✤ بعض نسخوں میں ہے (ز لعلش گشت پیدا عین ہستی ✤) لب جانبخش (نفس رحمانی) سے حقیقت عین ہستی حق بصورت ہمہ اشیا ظاہر ہوئی جس سے ہستی کے احاطہ میں نیستی کا ظہور ہوا۔ **۵۴۸ ز چشم اوست دلہا مست و مخمور ✤ ز لعل اوست جانہا جملہ مستور ✤** اس پری پیکر کی چشم شوخ کے آثار سے یہ ہے کہ خلائق کے دل مست و مخمور و خراب اور اسیر مستی پندار و خمار و بُعد و حرماں و حجاب ہیں اور اس کی لب لعل کے اثر سے جان دار ارواح محجوبہ حجاب عزت میں پوشیدہ اور صفات نقص و خودنمائی سے مبرا و معرا ہیں **۵۴۹ ز چشمش ہمہ دلہا جگر خوار ✤ لب لعلش شفائے جان بیمار ✤** لوازم چشم سے اسکے یہ بات ہے کہ تمام دل جگر خوار ہیں یعنی گرفتار غم و اندوہ فراق و اشتیاق ہیں اور اسکے لب لعل کا یہ اثر ہے کہ دوری و مہجوری کے جان بیمار کو شربت وصال چکھاتا ہے اور مرض نیستی کے مرتبہ سے صحت ہستی میں پہنچاتا ہے ؎ تا چشم تو چہ فتنہ انگیخت ✤ کز ہر طرفے ہزار غوغا است ✤ تا جام لبت کدام می داد ✤ کز جملہ او دو کون شیدا است ✤ **۵۵۰ بچشمش گرچہ عالم در نیاید ✤ لبش ہر ساعتے لطفے نماید ✤** اگرچہ اسکے چشم بے رحم کی استغنائی و بے التفاتی کی ستی

کیوجہ سے عالم کو نظر ہستی میں نہیں لاتی بلکہ نیستی میں چھوڑ دیتی ہے مگر اسکے لب جان بخش (نفس رحمانی) ہر لحظہ فیض وجودی کے تجدد سے مقام ہستی میں لاتا ہے ؎ دل و جان ہمہ عالم فدائی لعل توشیش کہ چوں جام طرب نوشد و عالم جرعہ داں سازد ؛ خرابیہا کند چشمش کہ تواں گفت در عالم ؛ چہ شاید گفت با مستی کہ خود را ناتواں سازد ؛ **۷۵۱ دمے از مردمی دلہا نوازد ؛ دمے بیچارگاں را چارہ سازد ؛** باوجود کمال استغنا و بے التفاتی کے اسکی چشم مست کرم رہ مردمی سے عشاق مشتاق کے دلوں کی جمال معشوق کے مشاہدہ سے نوازش کرتی ہے اور لب جاں پرور بیچارگان عدم آباد کی افاضۂ وجود سے چارہ سازی کرکے نیستی سے ہستی میں لاتے ہیں ؎ چو نبات میگدایم ہمہ شب در آب دیدہ ؛ بامید آنکہ یابم شکر از دہان تنگش ؛ بروم ز چشم مستش نظرے بوام گیرم ؛ کہ بداں نظر بینم رخ خوب لالہ رنگش ؛

۷۵۲ بشوخی جاں دمد در آب و در خاک ؛ بدم دادن زند آتش در افلاک ؛

اسکی چشم دور بیں اپنی شوخی و بیباکی سے جامعیت انسانی کی قابلیت و استعداد دیکھکر آب و خاک بدن انسانی میں روح انسانی بخشتی ہے لطیف کو کثیف کا اسیر بناتی ہے اور اسکا لب جان بخش نفخت فیہ من روحی کا دم پھونک کر افلاک اور ملک میں غیرت و حسرت و حرماں و مایوسی کی آگ بھڑکاتا ہے ؎ نہ فلک راست میسر نہ ملک را حاصل ؛ انچہ در سر سویدائے بنی آدم ز دست ؛ **۷۵۳ ارد ہر غمزہ دام و دانہ شد ؛ و ز ہر گوشہ میخانہ شد ؛** غمزہ چشم معشوق کے بند کرنے اور کھولنے سے دلربائی و عشوہ گری کی حالت ہے بند کرنا بے التفاتی اور کھولنا دلنوازی کا اشارہ ہے یہی دو حالتیں خوف و امید کے موجب ہیں پس معشوق کا ہر غمزہ دام و دانہ ہے کہ عاشقوں کا مرغ دل دانہ کی بو سے دام بلا کا اسیر ہو جاتا ہے چونکہ ہر محنت میں راحت اور ہر راحت کے بعد محنت ہے دانۂ راحت کی حرص و ہوا میں دام محنت کی قید گوارا کر لیجاتی ہے پھر دام و دانہ ہر شخص کی نسبت مختلف ہوتا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا من اتسعت رحمتہ فی عین نقمتہ و اشتدت نقمتہ فی عین نعمتہ ؎ گر گریزی بر امید راحتے ؛ ز انطرف ہم پشت آید محنتے ؛ ہیچ کنجے بے دد بلوا نیست ؛ جز بخلوتگاہ حق آرام نیست ؛ واللہ از سوراخ جوشے گردوی ؛ مبتلائے گربہ چنگال شوی ؛ **۷۵۴ زغمزہ میدہد ہستی بغارت ؛ ببوسہ میکند بازش عمارت ؛** غمزۂ چشم مست و استغنی سے موجب ممیت ماحی و تہار و قابض روح عالم کو غارت و تاراج کر دیتا ہے اور لب جانفزا کے بوسہ نفخ روحی و احیائے موجب مخلق عالم و لطیف و بساط پھر عالم غارت زدہ و نیست شدہ کی بنیاد ہستی و ایجاد کی تعمیر کرتا ہے ؎ جاں بنیاد دادن ببوسہ ؛ برلبت لب را گاں توان نہاد ؛ خون من ابرو مژگاں ریختی ؛ تیر بزن در کماں خوان نہاد ؛ **۷۵۵ ز چشمش خون ما در جوش دائم ؛ ز لعلش جان ما مدہوش دائم ؛** اسکے چشم فتنہ انگیز کی استغنائی سے ہمارا خون ہمیشہ جوش زن ہے اور اسکی دوری و بے التفاتی کی خوف سے ہم ترساں و لرزاں ہیں اور اسکے لب لعل سے شراب وصال ہماری جان کے ملق میں اتنی زیادہ ہمیختی ہے کہ ہمارا جان ہمیشہ معت و مدہوش و بیخبر رہتی ہے اور اپنی ہستی کیطرف راہ نہیں پاتی ؎ مرا کہ لعل لبت صافی است و جام شراب ؛ ازاں چو نرگس مست تو ام مدام بخواب ؛ بدیں صفت کہ منم مست ساقیا باقی ؛ عجب کہ باز شناسم شراب را ز سراب ؛ **۷۵۶ بغمزہ چشم او دل می رباید ؛ بعشوہ لعل او جاں میفزاید ؛** غمزہ یعنی تھوڑی سی خفا سے اسکی چشم عیار عاشقوں کے دل لوٹتی ہے محبوب کو ناز و عتاب

ہیں کبھی ظاہر کبھی پوشیدہ کرتی ہے اور لطف عشوہ وغمزہ سے اسکا لب لعل جانفزائی کرتا ہے اور مراتب کمال کو پہنچاتا ہے
۷۵۷ چو از چشم و لبش خواہی کنارے ✤ مراں گوید کہ تی آں گوید آرے ✤ عاشق صادق قرب ووصال واغوش وکنارہ محبوب کا طالب ہوتا ہے تو چشم فتان استفتا کیساتھ کہتی ہے کہ نہیں ما للترا
وصلت الا سر باب اور لبیعنی نفس حمانی افاضۂ وجود کے کمال لطف سے کہتا ہے کہ ہاں ہاں ضرور ۷۵۸ زغمزہ
عالمے کار سازد ✤ بوسہ ہر دم جاں میفزاید ✤ غمزہ سے عالم کا کام تمام کر دیتا ہے یعنی تباہ و نیست
کر دیتا ہے کام تمام کرنا تباہ کرنے سے کنایہ ہے اسکا لب یعنی نفس حمانی بوسہ افاضۂ وجودی سے جاں نوازی کرتا ہے
یکبوسہ ربودم زلبت دل ہر گز نے خواست ✤ فرمود فراق تو کہ فنائی و گر نیست ۷۵۹ از دیک غمزہ وجاں
دادن آرما ✤ وز دیک بوسہ استادن آرما ✤ جسطرح فاعل کا کمال فعل کا کمال قبول تاثیر ہے قابل کا کمال مبدء
اثر ہے پس اسکیطرف سے فعل وتاثیر تو ایک غمزہ ہوتا ہے اور جان دیدینا ہمارے طرف سے قبول اثر ہے اور اسکے لب سے
تو ایک بوسہ یعنی افاضۂ وجود ہوتا ہے اور ہمارے طرف سے ہو جانا فیض وجود کو قبول کرنا ہمارا کام ہے۔ ۷۶۰ زلمح بالبصر
شد حشر عالم ✤ زنفخ روح پیدا گشت آدم ✤ کلمح بالبصر کیطرف اشارہ ہے یکچشم زدن سے
تحلل جلالی سے حشر واجتماع عالم کا ہو کر مقام فرق وکثرت سے منزل جمع ووحدت میں سب موجودات پہنچنے یا یعنی کہ عالم کی کثرت
فانی اور بجز موجود حقیقی کے کوئی باقی نہ رہا یہ عدم اماتت وحشر لوازم چشم سے ہے اور نفخ روح نفخت فیہ من روحی
تک کے لوازم سے ہے جس سے آدم جان عالم پیدا ہوا۔ ۷۶۱ چو از چشم و لبش اندیشہ کردند ✤ جہانی
می پرستی پیشہ کردند ✤ بحکم فاحببت ان اعرف تجلی اوّل میں شہود تفصیلی کی محبت کی مستی اور ہستی حقیقی وجوبی
کی شراب کو جو ساقی مخلوقات الخلق نے جام نیستی میں ڈالا اس مستی چشم وہستی (لب) میں جب فکر واندیشہ کیا گیا تو اس مستی و
ہستی کے اثر سے تمام موجودات عالم مئی محبت وہستی سے مست ومئی پرست ہو گئے ہیں ✤ ساقی چو شد کہ جملہ جہاں مئی پرست
شد ✤ ایں خود چہ بادہ بود کہ ذرات مست شد ✤ ایں روچہ روئی بود کہ یک جلوہ چو نکرد ✤ عالم کہ نیست بود ازاں جلوہ ہست
شد ✤ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ ظاہری مستی ومئی پرستی وشراب خواری بھی اسی شراب عشق ومحبت ازلی ومستی حقیقی کے
آثار ولوازم ظہور سے ہے جو بسبب تنزل یہاں نمودار ہوئی ہے ✤ نخستیں بادہ کاندر جام کردند ✤ زچشم مست جانہا نام
کردند ✤ لب میگون جاناں جام درداد ✤ شراب عاشقانش نام کردند ✤ زبہر نقل مستاں زاں لب وچشم ✤ مہیا
شکر و بادام کردند ✤ ۷۶۲ بچشمش در نیاید جملہ ہستی ✤ دروچوں آید آخر خواب ومستی ✤
تمام جہاں کی ہستی حقتعالی کی نظر بصیری میں آتی نہیں انکی ہستی کی قدر وقعت نہیں کیونکہ ہستی عالم مثال خواب ہے
جو سونیوالا دیکھتا ہے یا مستی وغفلت کیطرح ہے جو کسی سے نابود کو بود سمجھا جاتا ہے خدا تعالی خواب ومستی ہر دو سے
منزہ ہے پھر ہستی عالم کی شہود حق میں کیا وقعت ہوگی۔ ۷۶۳ وجود ما ہمہ مستیست یا خواب ✤
چہ نسبت خاک را با رب ارباب ✤ ہم تمام ممکنات کا وجود مستی وخواب کے مانند ہے پس اس دلیل
خاکی کو رب الارباب سے کیا نسبت ہے جو اسکے شہود میں باوقعت ہو سکے۔ ۷۶۴ خرد دارد ازیں
معنی کہ نہ اشگفت ✤ کہ وتصنع علی عینی چہ اگفت ✤ یہ بیت پہلے بیت سے ابتدا کی ہے کہ

اگر ہم تمام عالم کی ہستی شہود حق میں بتقدر ہو تو خرد خیرہ داں کو تعجب و حیرت و سرور اس بات سے ہے کہ حضرت موسیٰؑ کو القیت علیک محبۃ منی ولتصنع علی عینی کسلئے کہا میں نے تجھ پر اپنی محبت ڈالدی تاکہ تو میرا محبوب بنایا میرے تحت میں ہو تیرے سبب سے محبوب جملہ عالم حتیٰ کہ فرعون نے بھی تمکو محبوب بنالیا یہ چین سے بلوغ تک میری آنکھوں کے سامنے میری نگرانی میں تمہاری پرورش ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ حقتعالیٰ کی نظر میں ہم بھی کچھ چیز ہیں کیونکہ وجود کمالات وجود کا فیض بخش و موثر حقیقی خدا ہے لیکن اس تاثیر فیض بخشی کا اثر قبول کرنے کیلئے اعیان قابلہ کیطرف رہے جبتک متاثر اثر قبول کرنے نہ ہوگے تو تاثیر موثر کا ظہور ممکن نہیں ہے مثلاً خالق کیلئے مخلوق، رازق کیلئے مرزق خافر کیلئے مغفور قابر کیلئے مقبور کا ہونا ضروری ہے اور حدیث قدسی یا ابن آدم انی لک محب فبحقی علیک کن لی محبا میں تیرا محب ہوں پس تو میرا محب ہو یہ حق ہے کہ تو بھی میرا محب ہو جا۔ سے بھی انسان کی قدر و منزلت بارگاہ الٰہی میں جسقدر بے ملاحظہ کریں غافل نہ رہیں غافل مشو زکار کہ بیہودہ زیستی ✤ اگر نگشتہ گمراز خود کہ کیستی ✤ فصوص الحکم میں شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے فرمایا ہے کہ فلولاہ ما کنا ✤ ولولانا لما کان الذی کانا ✤ فانا اعبدٌ حقاً ✤ وان الرب طولانا ✤ وانا عینہ فاعلم ✤ اذا ما قلت انسانا ✤ فلا تجحد بانسان ✤ فقل اعجز ترجمانا ✤ فاعطیناہ ما یبدو ✤ بہ فینا و اعطانا ✤ فصار الامر مقسوماً ✤ بایاک و ایانا ✤ انسان کو عین اللہ و عین العالم کہنا کس معنی سے درست سمجھنا چاہئے ✤ ہمیشہ ذات حق مخفی و مستور است بمن ✤ برائے آنکہ جواب تو ورد ائی تو ام ✤ ورائی معلم و اسم جامع اعظم ✤ از ادام از عظمت بلکہ کبریائی تو ام ✤ لقائے خویش گرت آرزو کند دیدن ✤ مرا ببین بحقیقت کہ من لقائے تو ام ✤ مرا نگر کہ بمن ظاہر است جملہ جہان ✤ چرا کہ مظہر جام جہان نمائے تو ام ✤ بگوش ہوش جہان دوش مغربی میگفت ✤ مراشناس کہ من مظہر خدائے تو ام ✤ اشارت بزلف ۷۶۵ حدیث زلف جاناں بس دراز است ✤ چہ شاید گفت ازاں کاں جائے راز است ✤ جسطرح زلف پردۂ روئے محبوب ہے اسیطرح ہر ایک تعین بھی واحد حقیقی کے منہ پر مثل پردہ ہے۔ زلف کی درازی سے تعینات کی کثرت بے نہایت مراد ہے ہر تعین کی خصوصیتوں کی شرح کتبک اور کسطرح ہو سکے کہ وہ راز کی بات ہے راز کا افشا بوجب فتنہ و پریشانی و طعن و انکار ہے ۷۶۶ سخن زلف مشوش بگذار ✤ دل ازیں شیفتہ تر تواں کرد ✤ ابتلا است دریں کار مرا ✤ کہ ازاں ہیچ خبر تواں کرد ✤ ۷۶۷ مپرس ازمن حدیث زلف پرچیں ✤ مجنبانید زنجیر مجانیں ✤ مجھ عاشق بیدل سے معشوق کے زلف پیچاں کی بات مت پوچھ کیونکہ قیود احکام کثرت کی وجہ سے عاشقوں کی قید و گرفتاری الظہر من الشمس ہے شرح و بیان کی ضرورت نہیں عاشق کو معشوق کے جمال باکمال کے مشاہدہ سے یہی زلف تعین مانع ہے عشق و طلب کے دیوانو نکی زنجیر مت ہلاؤ کیونکہ یہی زنجیر زلف معشوق نے ان عشق کے دیوانوکو قید کثرت میں مقید کر رکھا ہے ہوائے وصال محبوب میں پرواز سے مانع یہی زلف تو ہے ۷۶۸ ہر دم بیاد رویش جمع آورم دل و جاں ✤ باز م کند پریشاں سودائے زلف دلبر ✤ از رخ نقاب زلفت برمدار تا نماند ✤ نام و نشاں بعالم از مومن و زکافر ✤ ۷۶۹ زقدش راستی را مقتضا شد سخن دوش ✤ سر زلفش مرا گفتہ فراموش ✤ معشوق کے قد و قامت یعنی استداد حضرت الہیہ کو جو برنج و جو بامکان ہے کل شیٔ تاتی و اعتدال سے میں نے موصوف کیا تو سر زلف معشوق نے مجھکو کہا کہ راستی کو پوشیدہ کر۔ اور ظاہر مت کر کیونکہ عالم ظہور تقاضا اسمائی و صفاتی میں کجی و تخالف ہے زلف کی بیحد درازی نے راستی قدو قامت کو پوشیدہ کر کہا ہے یعنی تعینات نے حقیقت کو مخفی کر دیا ہے ۷۷۰ کجی بر راستی زو گشت غالب ✤ وزو در پیچش آمد داہ

طالب ✦ اسی زلف پیچاں یعنی کثرت تعینات کی پیچیدگی کی وجہ سے کجی و انحراف و تضاد و تخالف راستی و اعتدال پر غالب ہے اور تخالف اسمائی و صفاتی کے ظہور نے تجلی ذاتی کی راستی و اعتدال کو جو تمام ذرات عالم میں یکساں ہے مخفی و پوشیدہ کر دانا ہے اور زلف کی کجی و خمیدگی کے سبب سے طالب عاشق پیچیدگی میں پھنسا ہوا ہے جسقدر کوشش سے راستہ طے کرتا ہے مگر منزل مقصود کو نہیں پہنچتا مراتب کثرت سے عبور کر کے مقام وحدت میں مطلق سے واصل نہیں ہو سکتا ۵ عاشق دیوانہ چوں عاجز کہ بیند روی یار ✦ زلف او آشفتہ گشت و پیچ و تابے میکند ✦ تا جمال او عیاں بیند مشتاقاں اگر ✦ پردہ بردارد ز رخ فکر صوابے میکند ✦ **۷۶۹** ہمہ دلہا از و گشتہ مسلسل ✦ ہمہ جانہا از و بودہ مقلقل ✦ تمام سچے عاشقوں کے دل اسکی زلف میں مسلسل و مقید اور تمام مشتاقوں کی جانیں قلقلہ و اضطراب میں ہیں حتی کہ تفرقہ سے آزاد مقام جمع والے مجذوب بھی تقاضائے تعینات کی وجہ سے نوشیدن و پوشیدن کے قید میں مقید ہیں ۵ اگر یکبار زلف یار از رخسار بر خیزد ✦ ہزاراں آہ مشتاقاں ز ہر سو را بصفیر د ✦ اگر غوغا کنیں سازد دل از جاں دست بفشاند ✦ وگر زلفش بر آشوبد ز جان ہا بر نخیزد ✦ **۷۷۰** معلق صد ہزاراں دل ز ہر سو ✦ شدیک دل بروں از حلقۂ او ✦ صد ہزار سے کثرت مراد ہے نہ کہ عدد خاص ہر طرف سے لاکھوں دل اسکی زلف سے وابستہ ہیں اس حلقہ سے ایک دل بھی باہر نہیں ہے ہر شخص مطلوب خاص کا طالب اور ہر شخص پر ایک خاص شوق غالب ہے ۵ زبونی زلفش ازاں غافل کہ مزکوی ✦ وگر نہ از حمر زلفش تو خود یکے موئی ✦ تو کوئی دوست ہمی جوئی و نمیدانی ✦ وگر نظر بحقیقت کنی تو آں گوئی ✦ **۷۷۱** اگر زلفین مشکیں بر فشاند ✦ بعالم در یکے کافر نماند ✦ اگر دو زلف یعنی تعینین جلالی و جمالی جو شاہد حقیقی وجہ اللہ پر نورانی و ظلمانی پردے و حجاب ہیں دور کر دے تو ان تعینات کے پردوں کے پیچھے جو معشوق مخفی ہے ظاہر ہو جائیگا اور جمال توحید الٰہی کے مشاہدہ سے تمام مشرک مومن اور مومن ہو جائینگے ایک بھی کافر نہ رہیگا کفر کا طریقہ ہی دنیا سے کافور ہو گا ۵ ایمان و کفر من ہمہ رخسار و زلف تست ✦ در بند کفر ماندہ و ایماں آرزوست ✦ **۷۷۲** وگر بگذارد ش بیوستہ ساکن ✦ نماند در جہاں یکنفس مومن ✦ اگر یہ دو زلف جو مذکور ہوئی یعنی تعینات چہرۂ وحدت پر سے نہ اٹھائے تو ایک شخص بھی حقیقی توحید یا ولی والا مومن نہ رہیگا ایمان دنیا سے معدوم ہو گا ۵ از روئے اوست ایں ہمہ مومن عیاں شدہ ✦ وز زلف اوست ایں ہمہ کفار آمدہ ✦ آں یک ز روئے اوست بہ تسبیح مشتغل ✦ ویں یک ز موئی اوست بزنار آمدہ ✦ **۷۷۳** چو دام فتنہ میشد چنبر او ✦ بشوخی باز کرد از تن سر او ✦ چنبر زلف یعنی دائرہ کونی مراتب موجودات کی کثرت تعینات طالب راہ مولیٰ کیلئے دام فتنہ و امتحان ہونے شوخی و غیرت و جذبۂ الٰہی نے زلف کے سر کاٹ کر چھوڑ دیا یعنی اثنار سلوک و ریاضت میں سالک پر تجلیات وحدت کے انوار ظاہر کرنے لگا تا کہ طالب کو تسکین و حصول مقصود کی امید ہو ۵ چوں نقاب زلف مشکیں از جمال خود کشود ✦ صبح صادق در شب دیجور ناگہ رخ نمود ✦ ہم بچشم دوست دیدم چوں جمالش جلوہ کرد ✦ کاں نتابد در مشرق ہر ذرہ تاباں گشتہ بود ✦ **۷۷۴** اگر زلفش بریدہ شد چہ غم بود ✦ کہ گر شب کم شد اندر روز افزود ✦ اگر زلف بریدہ ہوں یعنی تعینات کی کثرت کم ہو تو کیا غم ہے کیونکہ کثرت کی شب کم ہو جائے تو وحدت کے دن میں زیادتی ہو گی اسلئے کہ ہر تعین میں دو وجہ ہیں ۔ وحدت و کثرت کثرت محو ہو جائے تو وحدت کا

ظہور ہوگا یہ مطلب نہیں کہ ہست نیست یا نیست ہست ہوگا کیونکہ قلب حقائق محال ہے بعد قیامت گشت ہر دم آشکار ✤ تا جمالش پردہ از رخ برکشاد ✤ چون نقاب زلف از رخ برگرفت ✤ جان عاشق گشت واصل بامراد ✤ تا بزلفش سرفرازی میکنم ✤ سایۂ او از سر ما کم مباد ✤ ۷۷۵ چو او بر کاروان عقل رہ زد ✤ بدست خویشتن بر وے گرہ زد ✤ جب محبوب حقیقی نے کاروان عقل کو لوٹ کر معارف کشفی و توحید حقیقی کی نقد و جنس سے خالی و برہنہ کر دیا تو اپنے ہاتھ سے زلف تابدار کو گرہ دیکر مضبوط کر دیا تاکہ عقل پر عقیلہ کثرات و تعینات کے نقوش و اشکال مشکلہ کے قیود میں مقید ہونے کے سبب سے توحید حقیقی تک راہ نہ پا سکے بجز ارشاد مرشد کامل و ترک تجرید از ماسوی اللہ کشف حقائق و معارف ممکن نہیں ؎ گر بعقل ادراک ایں ممکن بدے ✤ قرنہا از بعد چہ واجب شدے ✤ عقل در سودائے او کور است و کر ✤ اندریں رہ عشق باید راہبر ✤ ۷۷۶ نیابد زلف او یک لحظہ آرام ✤ گہے بام آورد گاہے کند شام ✤ زلف کی بیقراری سے عالم کا تغیر و تبدل مراد ہے بام صبح وحدت ہے۔ شام ظلمت کثرت۔ یعنی ہر دو امر سالک سے متعلق ہیں کہ کبھی نور و وحدت کی تابش سے تمام مظاہر میں حق کو ظاہر دیکھتا ہے کبھی کثرت کے احکام غالب ہوتے ہیں تو نور وحدت کا مشاہدہ نہیں کر سکتا ؎ چہ جائے است حسن دوست زنار تا کرا چہ نگاں ✤ از لبس کہ ظاہر است نماید چنیں نہاں ✤ خورشید روئی دوست زہرہ زہرہ رو نمود ✤ مرآۃ حسن اوست اگر کون و مکاں ✤ ۷۷۷ زروئی و زلف خود صد روز و شب کرد ✤ لبی بازیچہائے بوالعجب کرد ✤ محبوب حقیقی نے اپنے چہرہ و زلف سے ایک روز ایک شب تو کیا سیکڑوں روز و شب پیدا کر دئے اور بہت سے عجیب کھیل و تماشہ ظاہر کئے۔ تمام نور و ظلمت صوری و معنوی۔ روز و شب۔ ابر و خورشید۔ مومن و کافر۔ نیک و بد۔ خوف و امید۔ قبض و بسط سالک۔ تلوین و تمکین۔ فرق و جمع۔ رنج و راحت جنت و دوزخ وغیرہ جملہ امور دینی و دنیوی سب اسی زلف و رخ کے آثار و لوازم ہیں۔ ۷۷۸ گل آدم در آندم شد مخمر ✤ کہ دادش بوئے آں زلف معطر ✤ طینت آدم اسوقت خمیر کیگئی کہ اس محبوب کی زلف معطر کی جامعیت جمیع اسماء و صفات کی خوشبو اسکو دی گئی اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ ؎ نسیم زلف عنبر بوئے او ساخت ✤ دماغ جملۂ عالم معطر ✤ قدحوں سر و اعزاز نماز ✤ لباس جان تن را گر دریدہ ✤ ۷۷۹ دل ما دارد از زلفش نشانے ✤ کہ خود ساکن نمیگردد زمانے ✤ ہمارا قلب زلف محبوب کا نمونہ ہے کہ ایک لمحہ بھی سکون و قرار نہیں پاتا کل یوم ھُوَ فی شان کا مظہر ہو کر ہر آن نئی شان و تازہ صفت و ظہور و تطورات و تجلیات سے منقلب ہوتا رہتا ہے اسی لئے قلب سے موسوم ہوا ہے۔ ۷۸۰ ازو ہر لحظہ کار ما سر گرفتیم ✤ زجان خویشتن دل بر گرفتیم ✤ اس زلف یاد کے سبب سے ہمکو ماسوی اللہ سے رشتہ توڑنا پڑتا ہے کیونکہ ہر چیز کثرت سے وحدت میں پہنچنے کی کوشش کیجاتی ہے مگر کثرات و تعینات کے وساوس و خطرات غیر اللہ جو آثار و لوازم زلف سے ہیں زلف پریشان کیطرح پراگندہ دل کر دیتے ہیں تو بار بار کہہ اٹھتا ہوں انہ لیغان علی قلبی و انی لاستغفر اللہ فی الیوم و اللیلۃ سبعین مرۃ نفی خطرات و دفع غین کیلئے توبہ و استغفار کئے جاتے ہیں مگر یہ راہ دور دراز پیچ ہے آسایش و آرام کو ترک کر کے اپنی جان کو دل سے ہٹا لیا مرضی مولیٰ از ہر دو لی رضا بر قضا کو مقدم سمجھا ؎ چوں قضا آید شود دانش بخواب ✤ مہ سیہ گردد نگیرد آفتاب ✤ ایں قضا بہر بود خورشید و ماہ ✤ فہم ہا باید ازیں چو موش ✤ گر قضا پوشد سیہ ہمچو شبے

ہم قضا دست بگیر و عاقبت ۔ گر قضا صد بار قصد جاں کند ۔ ہم قضا جانت دہد درماں کند ۔ این قضا را ہم قضا داند علیم ۔ عقل خلقان در قضا کیست و کیم ۔

۷۸۱ ازاں گردد دل از زلفش مشوش ۔ کہ از رویش دمے دارد پر آتش ۔ زلف محبوب سے عاشق کا دل اسلئے مشوش ہے کہ روئے محبوب کے عشق و خواہش سے دل آتش شوق میں سوزاں ہے اور زلف یعنی تعینات کی کثرت مانع رویت جمال وحدت ہے (اشارت رُخ و خط)

۷۸۲ رُخ اینجا مظہر حسن خدائیست ۔ مراد از خط جناب کبریائیست ۔ اگرچہ کہ سوال میں رخ مذکور نہیں ہے مگر خط کی مناسبت سے جواب میں رخ کا بھی ذکر کیا گیا ۔ دوسرے مقام میں رخ کا دوسرا معنی بھی ہو سکتا ہے مگر یہاں رخ سے مظہر حسن جمال الٰہی یعنی کمالات اسماء و صفات کی جمعیت مراد ہے جیسا متفرق چیزوں کو جمع کر دیا جیسطرح صفات مظہر ذات ہے اسیطرح ذات بھی مظہر صفات ہے ۔ جناب جیم کے زبر سے چوکھٹ و ہلیز ہے خط سے جناب کبریائی یعنی عالم ارواح مخزون و مراد ہے جو مرتبۂ اطلاق کیساتھ مراتب وجود میں سب سے قریب تر ہے جناب کبریائی سے مراتب غیب ہویت مراد ہیں جو جمیع دقائق و نکات

۷۸۳ رخش خطے کشید اندر نکوئی ۔ کہ از مانیست بیروں خوبروئی ۔ رخ محبوب کے لطافت و نزاکت جمال کا ایسا جامع خط کھینچا کہ پھر کوئی حسن و خوبی اس سے متجاوز نہ ہو سکے ۔

۷۸۴ خط آمد سبزہ زار عالم جاں ۔ ازاں گردند نامش دار حیواں ۔ جسطرح خط رخ پر اگتا ہے عالم ارواح کے تعینات بھی ذات الٰہی کے اردگرد ظاہر ہوتے ہیں اور خط یعنی تعینات ارواح عالم جان کے سبزہ زار ہیں کیونکہ جسطرح سبزہ اوّل نشو و نما و ظہور حیات ہے مرتبۂ ارواح بھی مظاہر میں ظہور حق کا اوّل مرتبہ ہے اور غیب مطلق و شہادت مطلقہ کے درمیان مرتبۂ ارواح برزخ ہے اور سبزہ زار ہونیکی وجہ سے دار حیوان سے موسوم ہوا ۔ لہٰذا الحیوان کیطرف اشارہ ہے حیوان حیات سے مشتق ہے الحیوان خلاف الموتان عالم ارواح کو دار آخرت اسلئے کہا کہ بدن سے جدا ہونیکے بعد ارواح مطہرہ وہاں واپس ہوتے ہیں ۔

۷۸۵ ز تاریکیٔ زلفش روز شب کن ۔ ز خطش چشمۂ حیواں طلب کن ۔ اسکی زلف کی تاریکی سے کثرت تعینات کے دن کو شب کر دے مٹا دے جب کثرت صوری محو ہو گئی تو اسکے خط یعنی عالم ارواح سے بھی گذر جانا اور حیوانوں کیطرح سبزہ میں گرفتار نہ ہونا اور خط اور تعینات ارواح کی ظلمت میں چشمۂ آبحیات ذات مطلق حق کو طلب و تلاش کر ۔

۷۸۶ خضر وار از مقام بے نشانی ۔ بجو از خطش آب زندگانی ۔ مقام بے نشانی ذات مطلق سے خط محبوب یعنی تعینات ارواح کے مانند چشمۂ آبحیات ذات سے خضر علیہ السلام کیطرح آبحیات پیا کر ۔ کبھی خور و خضر دولت از آبحیواں شربتے ۔ تا تو ظلمت را تصور کردۂ آبحیات

۷۸۷ اگر روئے و خطش مہیں تو بیشک ۔ بدانی کثرت از وحدت یکایک ۔ اگر تو محبوب کا چہرہ و خط دیکھیگا تو سمجھیگا کہ وحدت دن ہے جو یک وجہ و یک رو و جمعیت و نوریت والا ہے اور کثرت شب ہے جسمیں ظلمت و تفرقہ ہے یہ کثرت خط کیطرح ہے جو چہرہ کے اطراف اگا ہوا ہے ۔ جہاں خطیست کہ گرد عذار او بدمیدہ ۔ چہ خط خوش کہ بگرد عذار بیدا شد ۔ پدید گشت ز کثرت جمال وحدت دوست ۔ یکے بکوت چندیں ہزار پیدا شد ۔

۷۸۸ ز زلفش باز دانی کار عالم ۔ ز خطش باز خوانی خط مبہم ۔ زلف محبوب سے کثرت و تفرقہ عالم مراد ہے اور خط محبوب سے سر مبہم یعنی خط کثرت جو چہرۂ وحدت کے اردگرد ہے اور عالم ارواح کی شان ہے کہ غیب مطلق و شہادت مطلقہ کے درمیان برزخ ہے زلف و خط ہر دو سے کثرت مراد ہے زلف خط سے کثیر ہونیکے سبب سے زلف سے مطلق کثرت مراد ہے اور خط سے کثرت

تعینات ارواح مراد ہے ۵ از خط خوش نگار بر خواں ✤ ستر دو جہاں دلے مکن فاش ✤ بر نقش و نگار فتنہ گشتی ✤ زار روی نمیری بقاش ✤ ۷۸۹ کسے گر خط خشش از روی نکو دید ✤ دل من روئے او در خط او دید ✤ خط محبوب یعنی کثرت کو اسکے چہرۂ خوب یعنی وحدت سے جو دیکھیگا وہ ذو العقل ہے الحق مرآۃ الخلق خلق کو ظاہر حق کو باطن دیکھیگا صورت کے دیکھنے میں آئینہ کو دیکھنے سے محبوب ہے لیکن میرا دل محبوب کیصورت کو اسکے خط میں دیکھتا ہے میرے پاس خلق حق کا آئینہ ہے میں ذو العین ہوں حق کو ظاہر خلق کو باطن دیکھتا ہوں سابقاً مذکور ہوا ہے ۵ ای جلہ جہاں درخ جاں بخش تو پیدا دی روئی تو در آئینۂ خلق ہویدا ✤ تا شاہد حسن تو در آئینہ نظر کرد ✤ عکس رخ خود دید و بشد والہ و شیدا ✤ ہر لحظہ رخت دادہ جمال رخ خود در ✤ بر دیدۂ خود جلوہ بصد کسوت زیبا ✤ ۷۹۰ مگر رخسار او سبع المثانیست ✤ کہ ہر حرفے ازو بحر معانیست ✤ سبع المثانی (سورۂ فاتحہ) تمام قرآن پر جسطرح شامل ہے رخسار محبوب بھی تمام اسماء و صفات رحمان پر شامل ہے جسطرح وہ دو بار نازل ہوئی ذات حق کا تنزل و ظہور بھی علم میں اور عین میں چار بار ہوا اور اس فاتحہ میں سات آیتیں ہیں۔ ذات حق میں سات کامل صفتیں ہیں۔ حیات۔ علم۔ ارادہ۔ قدرت۔ سمع۔ بصر۔ کلام جسطرح فاتحہ کا ہر ایک حرف بحر معانی ہے اسیطرح ہر ایک تجلی الٰہی باعتبار شمول بیحد تجلیات بحر معانی ہے ہر دو میں مشابہت و مناسبت ہے۔ ۷۹۱ نہفتہ زیر ہر موئی ازاں باز ✤ ہزاراں بحر علم از عالم راز ✤ پھر خط رخسار محبوب کے ہر بال کے نیچے عالم راز کے ہزاروں دریا پوشیدہ ہیں یعنی خدا کی تجلیات بیحد ہیں اور ہر تجلی کے تحت میں علوم و معارف کے بیحد دریا ہیں جنکے غواص اولیاء اللہ ہیں ۵ مایم خلیلؑ وقت و موسیٰؑ ✤ داؤدؑ و محمدؐ و عیسیٰؑ ✤ خضر یم و حیات جاودانی ✤ اسکندر و آب زندگانی ✤ یم مرغ نشین ہویت ✤ مایم بقاف قرب و حدت ✤ مایم طلسم کنج معنی ✤ مایم کلید قفل دعویٰ ✤ خورشید سپہر اولیا یم ✤ اعجوبۂ کائنات مایم ✤ ۷۹۲ ببیں بر آب قلب عرش رحمان ✤ ز خط عارض زیبائے جاناں ✤ قلب انسان عرش حقیقی رحمان ہے پانی پر ٹھیرا ہے کان عرشہ علی الماء عارض محبوب کو بوجہ آبروئی و لطافت آب سے تشبیہ دیگئی قلب انسان عالم ارواح سے ہونیکے سبب سے خط عارض بھی آب سے تشبیہ دیگئی۔ یعنی قلب انسانی رخسار محبوب پر پانی کیطرح ظاہر ہوا ہے اشارت خال۔ ۷۹۳ بر آں رخ نقطۂ خالش بسیط است ✤ کہ اصل و مرکز دور محیط است ✤ اس رخ محبوب یعنی ذات حق باعتبار ظہور نقطۂ خال وحدت حقیقی بسیط ہے بیحد مظاہر میں وحدت ظاہر ہونیسے اسکی وحدت ذاتی میں تعدد و انقسام لازم نہیں آیا کیونکہ وہ نقطۂ خال دور محیط دائرۂ وجود کا اصل و مرکز ہے جو سب کیصورتوں سے متجلی ہونیسے اسکی بساطت میں فرق نہیں آتا جیسا کہ پہلے بسیط محض تھا۔ اب بھی ہے ۷۹۴ ازو شد خط دور ہر دو عالم ✤ و زو شد خط نفس و قلب آدم ✤ ہر دو عالم غیب و شہادت کا خط اور نفس و قلب آدم کا خط اسی نقطۂ وحدت سے پیدا ہوا ہے تمام عالم سے آدم وصف جامعیت سے ممتاز ہونیکے سبب سے علیحدہ ذکر کیا گیا ہے ۵ یکنقطہ میش نیست در دور دایرہ ✤ مرکز محیط و دایرہ پر کار آمدہ ✤ آں وحدت ست کہ ظہور صفات خویش ✤ ز اعیان ممکنات باطوار آمدہ ✤ ۷۹۵ ازاں خال دل پر خوں نتاہست ✤ کہ عکس نقطۂ خال سیاہست ✤ دل پر خون و سویدائی دل کا حال اسلئے تباہ ہے کہ وہ نقطۂ خال سیاہ کا عکس واقع ہے جسطرح تمام موجودات کی ہستی و حیات کا مصدر و منبع نقطۂ خال سیاہ یعنی ہویت غیبیہ ہے حیات و کمالات انسانی کا مصدر و منبع بھی نقطۂ خون سیاہ و سویدائے دل

ہے۔ ۷۹۶ زخالش حال دل چون خون شدن نیست ✤ کزاں منزل بدہ بیروں شدن نیست ✤ خال محبوب یعنی مرتبۂ اطلاق غیب ہویت سے دل خون ہوجاتا ہے کیونکہ اس مرتبہ میں علم و شعور و ادراک نہ ہونیکی وجہ سے جسطرح جہل و نادانی سے رہائی ممکن نہیں ہے اسیطرح بسبب احاطہ شمول کے بھی وہاں کسے باہر ہونا ممکن نہیں کیونکہ موجودات علمی و عینی سے کوئی چیز بھی دائرۂ وجود و وجودی کے احاطہ سے خارج نہیں ہوسکتی ہے اسکا غیر عدم محض ہے ✤ بھر آشوب دل سودائیان ✤ خال فتنہ برج زیبائیان ✤ انجمن شورے در گنبد ✤ در سراچہ دشہر ماچوں پاچہ ✤ ۷۹۷ بوحدت در نباشد ہیچ کثرت ✤ رو نقطہ نبود اندر اصل وحدت ✤ وحدت حقیقی میں کثرت و دوئی کی گنجائش نہیں اور اصل وحدت میں دو نقطہ دل و خال برابر ہونا متصور نہیں بلکہ ایک اصل اور ایک عکس ہوگا ۷۹۸ ندانم خال او عکس دل راست ✤ و یا دل عکس خال روئی زیبا است ✤ مراتب ظہور میں تنزل وجود کے مدارج و معارج نیز منازل بطون میں ترقی کے مدارج دوری میں اس دائرہ کے قوس نزولی میں نقطہ مبدا اور اول وحدت ہے اور نقطہ اخیر نشاۃ انسانی ہے جو مراتب وجود میں سب سے آخر ہے اور قوس عروجی میں اسکا برعکس ہے یعنی سیر عروجی کا مبدا نقطہ دل انسانی ہے کیونکہ انسان کی نشاۃ کاملہ احدیت جمعی کیصورت ہے جبکہ سیر عروجی کی ابتدا نقطہ دل انسانی سے ہے تو اصل کون سا نقطہ ہے معلوم نہیں نقطہ دل انسانی اصل ہونیکی یہ وجہ ہے کہ وہ ہمارے پاس محقق و مشہود ہے اور نقطہ خال غیب و پوشیدہ ہے ۷۹۹ ز عکس خال او دل گشت پیدا ✤ و یا عکس دل آنجا شد ہویدا ✤ اسکے عکس خال سے دل پیدا ہوا ہے یا نقطہ دل کا عکس خال کیصورت میں ظاہر ہوا ہے۔ مجھے معلوم نہیں۔ ۸۰۰ دلا اندر روی او یا او در دل من پوشیدہ شد ایں راز مشکل ✤ روئی محبوب وجہ ذات اصل اور نقطہ دل اسکا فرع ہے یا اسکا برعکس ہے مجھپر یہ راز مشکل منکشف نہیں ہے ✤ خال دل دیوانہ عجائب حالیست ✤ کیں نقطہ دل ہر دوئی در خالیست ✤ در حیرتم آنکہ ایں چہ خالست و چہ رو ✤ خاموش چنانم کہ تو گوئی لالیست ✤ ۸۰۱ اگر ہست ایں دل ما عکس آں خال ✤ چرا میباشد آخر مختلف حال ✤ اگر ہمارا نقطہ دل خال سیاہ کا عکس ہے تو جبکہ اصل وجہ ذات میں تغیر و تبدل نہیں تو اسکے عکس میں بھی انقلابات نہیں چاہیئے پھر قاب کے مختلف حال ہونے کا سبب کیا ہے ۸۰۲ گہے چوں چشم مخمورش خرابست ✤ گہے چوں زلف او در اضطرابست ✤ کبھی چشم مخمور کیطرح خراب کبھی زلف پیچاں کیطرح پیچ و تاب میں ہمارا دل کیوں ہے ۸۰۳ گہے روشن چو آں روئی چو ماہست گہے تاریک چوں خال سیاہست ✤ یہ دل کبھی اس چاندسی صورت کیطرح روشن کبھی خال سیاہ کیطرح تاریک کیوں ہے ✤ گدا زروئی تو مجموعم گداز زلفت پریشانم ✤ کزیں در ظلمت کفرم وزاں در نور ایمانم ✤ نیم یک لحظہ از سودائی زلف و خال تو خالی ✤ گہے سرگشتہ ایمنم گہے آشفتہ آنم ✤ حدیث کفر و دیں پیشم مگو زیرا کہ من مسکیں ✤ بجز رویش نمی بینم بجز مویش نمیدانم ✤ ۸۰۴ گہے مسجد بود گاہے کنشت است ✤ گہے دوزخ بود گاہے بہشت است ✤ دل کبھی مسجد ہے یعنی غلبہ معانی مرتبہ محمدی ہے اور کبھی کنشت ظاہر و صورت یعنی مقام موسی ہے کبھی دوزخ صفات نفسانی اور کبھی بہشت صفات روحانی ہے ✤ گہ خوب خوم گہ مائل زشت گہ کعبہ ام گاہے کنشت ✤ گہ دوزخم گاہے بہشت ھذا الجنون العاشقین ✤ گہ رندو گہ زاہد و گہ مست و گاہی عابدم ✤

گاہے بتانرا ساجدم هل احسنُ العاشقین ۸۰۵ گہے برتر شود از ہفتم افلاک ✤ گہے افتد بزیر تودۂ خاک ✤ دل کبھی ارشاد مرشد کامل کی پیروی سے رذائل سے پاک اور فضائل سے آراستہ ہو کر ساتوں آسمانوں سے اوپر اعلیٰ علیین کو پہنچتا ہے اور کبھی اسفل السافلین میں گرتا ہے۔ ۸۰۶ پس از زہد و ورع گردد دگر بار ✤ شراب و شمع و شاہد را طلبگار ✤ کبھی زہد و ورع ترک کر کے شراب عشق و شمع و شاہد معنوی کا طلبگار ہوتا ہے یا معنوی طور پر زہد و ورع سے متصف ہونے کے بعد آگے ترقی کر کے شراب عشق و شمع و شاہد معنوی کا طلبگار ہوتا ہے بہر حال بچھ اختلاف احوال کا سبب کیا ہے معلوم نہیں۔ سوال چہاردہم ۸۰۷ شراب و شمع و شاہد را چہ معنیٰ است ✤ خرابانی شدن آخر چہ دعویٰ است ✤ اہل حال و کمال کے پاس شراب و شمع و شاہد و خرابانی ہونے کا مطلب کیا ہے۔ جواب ۸۰۸ شراب و شمع و شاہد عین معنیٰ است ✤ کہ در ہر صورتے او را تجلی است ✤ یہ ظاہری شراب و شمع و شاہد جو ہم دیکھتے ہیں نظر حقیقت سے اگر دیکھیں تو عین معنیٰ و حقیقت ہے کہ تمام اشیائے موجودہ کی صورت میں وہی ایک معنیٰ و حقیقت ہے اسکا غیر عدم ہے ؎ ذرات جہان ظاہر و باطن بحقیقت ✤ از نور تجلی جمال تو ہویدا است ✤ ہر ذرہ قدم نقش جمال است مراتب ✤ ظاہر ہمہ موجست و حقیقت ہمہ دریا است ✤ اس سے پہلے چشم و لب و زلف و خال کے سوال کا جواب بھی یہی ہو سکتا ہے کہ ان چشم و لب و زلف و خط و خال وغیرہ کی صورتوں سے وہی واحد شاہد حقیقی جلوہ گر ہے ؎ آں سہی سرو خراماں برلب جوئے نہاں ✤ آید از قدبتان ہر دم برفتارے دگر ✤ چشم مستش عین چشم دلبراں گردد کہ تا ✤ مست چشم او شود ہر لحظہ بیمارے دگر ✤ چشم جانرا روئی یار از چہرۂ ہر ماہ روئی ✤ مینماید ہر زمانے تازہ دیدارے دگر ✤ ۸۰۹ شراب و شمع و ذوق و نور عرفان ✤ ببیں شاہد کہ از کس نیست پنہاں ✤ شراب ذوق وجدان و حال ہے جو جلوۂ محبوب حقیقی سے اچانک سالک عاشق کے دل پر طاری ہو کر مست و بیخود کرتا ہے۔ شمع نور عرفان ہے جو عارف صاحب شہود کے دلمیں روشن ہو کر دل کو منور کرتا ہے شاہد حق ہے باعتبار ظہور و حضور کے کسی سے مخفی نہیں ہے تجلیات جمال الٰہی کو عین الیقین سے دیکھنا صرف مائی و قوی کے سبب سے ہم اور تو اس سے محجوب ہیں ؎ محجوب نباشد رخ از مغربی ایدوست ✤ کو خود بخود است از رخ زیبائے تو محجوب ✤ ۸۱۰ شراب اینجا زجاجہ شمع مصباح ✤ بود شاہد فروغ نور ارواح ✤ شراب یہاں زجاجہ و قندیل ہے یعنی صور ظاہر تیہ ہیں جنہیں عالم مثال برزخ غیب و شہادت میں سالک مبتدی (جو ہنوز مرتبۂ شہود جمال مطلق کو نہ پہنچا ہو) انست کیلئے حقتعالیٰ ظاہر ہوتا ہے اسکو تجلی افعال کہتے ہیں اور اصطلاح میں تانیس۔ شمع وہ چراغ و مصباح جو زجاجہ کیصورت میں ظاہر ہوا ہے۔ اور شاہد فروغ نور ارواح ہے جو پاک ارواح سے مخصوص ہے اس کو تجلی نوری کہتے ہیں اسکا مرتبہ تانیس سے اعلیٰ ہے۔ ۸۱۱ زشاہد بر دل موسیٰ شرر شد ✤ شرر آبش آتش و شمعش شجر شد ✤ شاہد یعنی نور تجلی کے فروغ سے موسیٰ کے دل پر شرر پیدا ہوئے موسیٰ کے دل میں آگ بڑھی موسیٰ کی شراب آگ بنگئی اِنِّی آنَسْتُ نَارًا۔ کیونکہ اس آگ کے دیکھنے سے موسیٰ میں ذوق و شوق و بیخودی پیدا ہوئی اور موسیٰ کی شمع شجر بنگیا جسطرح شمع سے نور چمکتا ہے اس تجلی کا نور موسیٰ پر درخت وادی ایمن سے ظاہر ہوا۔ نُوْدِیَ مِنْ شَاطِیِ الْوَادِی الْاَیْمَنِ الخ۔ ۸۱۲ شراب و شمع جان آں نور اسریٰ است

ولے شاہد ہماں آیاکبریٰ است ✤ مشربہ یحمدی کہ یاں کی نسبت شراب وشمع جاں اثری بعدہٗ کا نور ہے جسکو شب معراج میں آنحضرت علیہ السلام نے دیکھا نور اسری کے نور الی اللہ کی طرف اشارہ ہے اور آیکا شاہد لقد رأی من آیات ربہ الکبریٰ یعنی تجلیات اسمائی وصفاتی کا شہود وعیان مقید بہ اعتبار سے قلب آنحضرت علیہ السلام کیساتھ مخصوص ہے

۸۱۳ شراب وشمع وشاہد جملہ حاضر ✤ مشو غافل ز شاہد بازے آخر ✤ نبوت کا کمال خاتم الانبیاء علیہم السلام پر ختم ہوگیا لیکن ذوق ومشاہدہ تجلیات ذاتی واسمائی وصفاتی جنکی شراب وشمع وشاہد سے تعبیر کیگئی ہے مقام اولایت کیساتھ مخصوص ہے جو ولایت باقی ہے تو شراب وشمع وشاہد جملہ حاضر اور تیرے ہمراہ ہے تجھکو چاہیے کہ غفلت ومستی وخود بینی کے حجاب میں محجوب نہ رہے اور مشاہدہ جمال محبوب کی لذت واسباب عیش وعشرت سے باز نہ رہے ؎ ہر کہ او را ذوق ایں اسرار نیست ✤ جان او را جز حقیقت کار نیست ✤ من کہ چشم از غیر او در دوختم ✤ شمع جاں از نور او افروختم ✤ از دو عالم بر جمالش ناظرم ✤ جز بہ رویش در جہاں نی منگرم

۸۱۴ شراب بیخودی درکش زمانے ✤ مگر از دست خود یابی امانے ✤ شراب بیخودی ومحو ونفا جو از تجلی ذاتی ہے نوش کر تاکہ دولت مستی بقا حاصل ہو اور اپنے تعین ومستی کے ہاتھ سے نجات پائے جو عاشق کو معشوق سے محجوب کرتا ہے ؎ پاک کن زنگ خودی از خویشتن ✤ تاز خود بینی جمال ذوالمنن ✤ ہر کہ او در رہ گرفتار خود است ✤ دائما محجوب از یار خود است ✤ صد خود را از رہ او دور کن ✤ وز وصالش جان ودل معمور کن

۸۱۵ بخور مئی تاز خویشت وارہاند ✤ وجود قطرہ در دریا رساند ✤ تجلی جمال محبوب مطلق کی شراب نوش کر تاکہ تیری خودی کو فنا کردے اور تیرے وجود کو جو حقیقت مطلقہ کے بحر اعظم کا قطرہ ہے دریائے حقیقت میں پہنچادے

۸۱۶ شرابی خور کہ عاشق را رہے یار است ✤ پیالہ چشم مست دہ خوار است ✤ ایسی شراب پی کہ جسکا جام روئے یار ہے اور مست بادہ خوار کی آنکھ پیالہ ہے۔ دیکھنے والے کی چشم کو پیالہ سے اسلئے تشبیہ دیگئی کہ شراب تجلی جمال کو اپنی آنکھ سے پیتا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مست بادہ خوار چشم کی صفت ہو اور چشم سے چشم محبوب مراد ہو مطلب یہ ہوگا کہ تجلی جمال محبوب کی شراب چشم محبوب سے ہی پینا چاہئے یعنی محبوب کو محبوب کی آنکھ سے ہی دیکھنا چاہئے لا یری اللہ الا اللہ۔ حقیقت میں رائی ومرئی ناظر ومنظور روئے حقتعالی ہے ؎ در شاہد ومشہود تو ئی ناظر ومنظور ✤ در عاشق ومعشوق تو ئی طالب ومطلوب ✤

۸۱۷ شراب بے راطلب بے ساغر وجام ✤ شراب بادہ خوار ساقی آشام ✤ شراب تجلی ذاتی کو طلب کر کہ جسکو نہ ساغر ہے نہ جام بلکہ بادہ خوار ساقی انعام ہو کیونکہ بادہ خوار وساغر وساقی وغیرہ کا اعتبار مرتبہ تنزل ذات باسماء وصفات میں ہے جو اسماء واعیان کے ظہور کا مرتبہ ہے اس مرتبہ میں تجلی اسمائی کا ظہور اسکی شراب ہے اور ساقی ذات حق ہے اور بادہ خوار اعیان ممکنات ہیں اور ساغر وجام اعیان ثابتہ کے استعدادات وقابلیات ہیں۔

۸۱۸ شراب بے خور ز جام وجہ باقی ✤ سقاھم ربھم اور است ساقی ✤ وجہ باقی حق کے جام سے شراب پی سقاھم ربھم شرابا طھورا کے اعتبار سے حقتعالی خود ساقی ہے۔

۸۱۹ طھور آں مئی بود کز لوث ہستی ✤ ترا پاکی دہد در وقت مستی ✤ شراب طہورہ تجلی ذاتی الہی کی شراب ہے جو وجود ومستی کے حالت میں لوث ہستی وخود بینی سے پاک کردیتی ہے۔

۸۲۰ بخور مئی وارہاں خود را کہ سردی ✤ کہ بد مستی بہ است از نیکمردی ✤ زاں خمر

بمعرفت کی مظاہر آرائی خود نمائی کی افسردگی و پژمردگی و سردی سے نجات دینے والی شراب عشق و محبت الٰہی کی نوش کر کیونکہ انسانی یا کائی خود نمائی کی تیرگی سے بخود دیکی بدمستی و استغراق و محویت بدرجہا بہتر ہے۔ ۸۲۱ کسے کو افتد از درگاہ حق دُور ✤ حجاب ظلمت اولیٰ بہتر از نور ✤ علم و عمل سے قرب و معرفت حق مقصود ہے جو شخص کہ علم و عمل کی مستی و غرور میں خود نمائی و انانیت کا مدعی ہو جائے گویا وہ درگاہ حق سے دور ہے۔ ایسے رسمی علم و عمل (حجاب نورانی) سے لذات طبعی و معصیت (یعنی حجاب ظلمانی) بہتر ہے کیونکہ وہ علم و عمل بظاہر نورانی و طاعت و عبادت کی صورت میں حق کی معرفت سے مانع و حجاب ہیں اسلئے وہ حجاب نورانی و معصیت ہیں۔ ایسے علم و عمل سے فسق و فجور اسلئے بہتر ہے کہ گنہگار شخص اپنے گناہوں سے نادم و پشیمان رہکر ہر دم خدا سے ڈرتا اور کانپتا رہتا ہے ربنا حسنة یعملها الرجل ویکون له سیئة اصر منها اور ساب سیئة یعملها الرجل ویکون له حسنة انفع منها اور فرمان الٰہی هل ننبئکم بالاخسرین اعمالا الذین ضل سعیهم فی الحیوة الدنیا وهم یحسبون انهم یحسنون صنعا اسی مطلب کیطرف اشارہ ہے ای عالم ناقص تو در علم غرّہ مشو ✤ نیز یک زمعبود نہ بلکہ تو دوری ✤ در مدرسہ قرب خدا ترک خودی کن ✤ حق را شناسی تو دریں کنز وحدتی

۸۲۲ کہ آدم را ز ظلمت صد مدد شد ✤ ز نور ابلیس ملعون ابد شد ✤ نور سے ظلمت بہتر ہونیکی دلیل یہ کہ آدم علیہ السلام نے نافرمانی کی اور قصور و خطا کا اقرار و اعتراف کر کے ندامت و پشیمانی سے ربنا ظلمنا انفسنا کہا مقبول و مقرب ہوئے اور ابلیس معلم ملکوت علم و عمل کے تکبر میں انا خیر کہکر ملعون ابدی ہوا پس سالک کو ضرور ہے کہ باوجود علم و عمل و طاعت و عبادات ظاہری و باطنی ہمیشہ اپنے کو عاجز و ذلیل و شکستہ خوار و نیازمند سمجھے ؎ زاہ عشق عجز ست و نیاز ✤ گر دریں رہ میروی بگذر ز ناز ✤ از عمل و ز علم و زہد نیست سود ✤ جز شکست و نیستی بہبود نیست

۸۲۳ اگر آئینۂ دل راز دود است ✤ چو خود را بیند اندر وے چہ سود است ✤ صوفیان باصفا ذکر و فکر و سلوک و ریاضات کے مصقلہ سے زنگار اغیار سے دل کو اسلئے پاک و صاف کرتے ہیں کہ اسمیں جمال حق کو دیکھیں اسلئے کہ خود بینی و خود نمائی و انانیت کرنے لگیں اس خودی و خود نمائی سے بدتر سالک کو کوئی حجاب نہیں ہے ؎ اوّل ز خودی خود گذر کن ✤ وانگاہ نگر بروی مقصود ✤ از ہستی خود چو نیست گشتی ✤ از جملہ جہاں ہا گذشتی ✤ ۸۲۴ ز رویش پرتو چوں بر می افتاد ✤ بسے شکل حبابی بروے افتاد ✤ وجہ ذات حق سے شراب محبت ظہور ذات و اظہار لحاظات پر ایک پرتو پڑا تو دریائی ذات میں محبت کی ہواؤں سے موجیں اٹھیں اور موج محبت (ہستی) و دریائی حقیقت پر بہت سی حبابی شکلیں نمودار ہوئیں ؎ منم کہ بر سر دریائے بے نہایت تو ✤ مثال ہر دو جہاں چوں حباب می بینم ✤ خیال جملہ جہاں را بنور چشم یقین ✤ بجنب بحر قدم چوں شراب می بینم ✤

۸۲۵ جہان و جان بر و شکل حبا بست ✤ حبا بش اولیائی را فنا بست ✤ جہاں یعنی عالم اشباح اور ابدان یعنی ارواح بحر ذات پر (جو حسب ظہور کے اعتبار سے مئی و شراب سے تعبیر کیگئی ہے) نقش خیالی و شکل حبابی کیطرح ہیں اور اصل میں بجز دریا کے کچھ نہیں ہے اور اولیاء اللہ تعینات انسانی کی قباب و گنبد میں مخفی ہیں۔

۸۲۶ شدہ ز عقل کل حیران و مدہوش ✤ فتادہ نفس کل را حلقہ در گوش ✤ عقل کل (اوّل موجودات) اس شراب محبت نظری سے حیران و مدہوش ہیں۔ اور نفس کل حلقہ بگوش ✤

۸۲۷ ہمہ عالم چو یک خمخانہ اوست ✤ دل ہر ذرّہ پیمانہ اوست ✤ تمام عالم غیب و شہادت مثل ایک خمخانہ کے ہے جو

شراب ہستی حق سے بھرا ہوا ہے ہر ذرہ کا دل یعنی حقیقت حسب قابلیت اپنے شراب محبت حق کا پیمانہ ہے ۸۲۸ خرد مست و ملائک مست وجاں مست ✤ ہوا مست و زمین مست آسمان مست ✤ عقل فرشتے روح ہوا زمین آسمان محبت فطری کی شراب سے مست ہیں۔ ۸۲۹ فلک سرگشتہ از وے در تکاپوئی ✤ ہوا در دل بامیدے بوئی ✤ اس شراب محبت سے آسمان دوڑ دھوپ میں سرگشتہ ہیں جمال محبوب کی خوشبو کی خواہش دل میں ہے ۸۳۰ ملائک خوردہ صاف از کوزۂ پاک بجرعہ ریختہ دروے بریں خاک ✤ فرشتوں نے پاک کوزہ سے صاف شراب ایک گھونٹ پی کر تلچھٹ کو اس خاک زمین پر پھینکدیا صاف شراب پینے سے مراد یہ ہے کہ مبداء فیاض سے بفیض اولا ارواح مقدسہ یعنی ملائکہ کو پہنچتا ہے ۸۳۱ عنا صر گشتہ زاں یک جرعہ سرخوش ✤ فتادہ گہ در آب وگہ در آتش ✤ ۸۳۲ زبوی جرعۂ کافتاد بر خاک ✤ برآمد آدمی تا شد بر افلاک ✤ ۸۳۳ زعکس او تن شد مردہ جاں گشت ✤ زتابش جان افسردہ رواں گشت ✤ ۸۳۴ جہان خلق از و سرگشتہ دائم ✤ زخان و مان خود برگشتہ دائم ✤ ۸۳۵ یکے از بوئی دُردش عاقل آمد ✤ یکے از رنگ صافش ناقل آمد ✤ اس شراب محبت کے ایک گھونٹ سے عناصر سرخوش و مست ہوکر کبھی پانی میں کبھی آگ میں پڑے ہیں۔ جو تلچھٹ زمین پر پڑی اس سے آدمی پیدا ہوکر افلاک پر پہنچا یعنی آدم مسجود ملائک ہوئے جن پر مردہ اس شراب محبت کے عکس سے جان یعنی زندہ ہوا اور جان افسردہ اسکی گرمی سے مرجع اصلی کی طرف گرم و تیز رفتار ہوگئی یا اسی شراب محبت سے تمام جہان عشق وطلب ہوا میں خان و مان سے برگشتہ ہوکر مرشد رہنما کی تلاش میں سرگرداں ہیں کہ محبوب و مطلوب حقیقی کا راہنما حاصل ہو۔ اسکی تلچھٹ کی بو سے کوئی عاقل ہوکر عقل و درایت و استدلال سے معرفت حق کا طالب بنا کوئی نقل و روایت سے ناقل بنکر راہ حق کو طے کیا۔ ۸۳۶ یکے از نیم جرعہ گشت صادق ✤ یکے از یک صراحی گشت عاشق ✤ اہل ذوق نقل و عقل کے رنگ و بو سے قدم آگے رکھے ہوئے کوئی شراب محبت فطری کی آدھی گھونٹ سے صادق و ثابت قدم ہوکر اعمال و اخلاق حسنہ میں کوشش کرتے ہیں یہ نیم جرعہ نوش جام شراب تجلیات افعالی مقتضیہ دین و نجباء ابرار ہیں انسے اعلیٰ مرتبہ بدلا و امتنا و اوتاد کا ہے جو تجلیات صفاتی و اسمائی کے مشکوں سے شراب محبت کی ایک صراحی سے عاشق لالا بالی ہیں ۸۳۷ یکے دیگر فرو بردہ بہ یکبار ✤ خم و خمخانہ و ساقی و میخوار ✤ اقطاب خم و خمخانہ و ساقی و میخوار سب کو ایکدم پی جاتے ہیں جام تجلی ذاتی کی شراب سے مست ازل و ابد فانی فی اللہ و باقی باللہ ہوتے ہیں۔ خم۔ اعیان عالم۔ خمخانہ۔ مرتبہ علم و امتیاز اسماء و اعیان۔ ساقی ذات حق باعتبار حب ظہور خود و اظہار کمالات خود۔ میخوار سے خود اقطاب کی ذات و تعین مراد ہے ۸۳۸ کشیدہ جملہ و ماندہ دہن باز ✤ نہ ہے دریا دل رند سرافراز ✤ مئی و خمخانہ و ساقی و میخوار سب کچھ ایک گھونٹ میں پی کر بھی منہ کھلے کا کہلاہی ہے ✤ الحکم ھل من مزید زیادتی کا طالب ہے عجب

دریا دل رند سربلند ہے کیونکہ مرتبۂ اطلاقی ذاتی اسقدر وسیع ہے کہ مئی وخمخانۂ وساقی وجملہ تعینات عالم سے بھی پُر نہیں ہوتا ؎ بسے پیمودہ بردل بادہ ساقی ✤ ولیکن پُر نشد پیمانۂ دل ✤ بیا بشتو زرندان خرابات ✤ اگر نشنیدہ افسانۂ دل ✤ اس قطب کا دل وحقیقت بحر محیط ہستی مطلق ہے اسلئے وہ دریا دل ہے اپنی حقیقت سے اسماء وصفات واعیان کے وجود وامکانی تعینات کو محو وفنا کے زندہ سے تراشا ہوا ہے اسلئے وہ رند ہے۔ **۸۳۹ در آشامید ہستی را بیکبار ✤ فراغت یافتہ زاقرار وانکار** ✤ اپنی ہستی کے تعین ونقش کو لوح وجود سے مٹا دیا ہے پس اقرار وانکار سے یہ فکر ہے نہ کسی پر انکار کرتا ہے نہ کسی کے اقرار وانکار کی پرواہ رکھتا ہے۔ **۸۴۰ شدہ فارغ زرنج خشک وطامات ✤ گرفتہ دامن پیر خرابات** ✤ زہد خشک ونمود نمائی سے فارغ ہو کر پیر خرابات یعنی مرشد کا دامن تھاما ہوا ہے۔ اشارۂ خرابات۔ **۸۴۱ خرابی شدن ازخودرسائیست خودی کفر است اگرخودپارسائیست** ✤ اہل حال خرابی ہونے کا جو دعوی کرتے ہیں اس سے یہ مراد ہے کہ خود سے آزاد ہو جائے یعنی فعل وصفت وہستی کی نسبت خود کیطرف نکرے بلکہ خدا کیطرف کرے کیونکہ یہ خودی کفر ہے اگرچیکہ پارسائی بھی ہو۔ جب اسمیں خودبینی وخودنمائی پائیجائے تو ایسی پارسائی بھی کفر ہے کیونکہ کفر کا معنی خودی میں خدا کو چھپانا ہے یعنی وجود یا صفت یا فعل کو خود کیطرف نسبت کرنا کفر ہے ؎ تا توحید ائی نہانست اندر تو ✤ تو نہاں شوتا کہ پیدا آید ائی ✤ تا تو خودبینی نہ بینی دوست را ✤ از خودی شو محو بنگر آں لقا۔ **۸۴۲ نشانے دادہ اند ازخرابات ✤ کہ التوحید اسقاط الاضافات** ✤ اہل خرابات یعنی اہل عرفان والیقان نے خرابات کا نشان بتلایا ہے کہ وجود وصفت وفعل کی اضافتوں کو غیر حق سے ساقط کر دینا اور حق کیطرف منسوب کرنا ہی توحید ہے۔ ؎ تاب انوار جمالت بھر اظہار کمال ✤ پرتو بر ظلمت آباد جہاں انداختہ ✤ خود بہ تجلی شدہ واگنہ برائے ڈروی پوش ✤ نام ہستی گر بریں وگہ براں انداختہ ✤ ظاہر وباطن توئی وطالب ومطلوب تو ✤ آں دگر نامیست اندر ہر زباں انداختہ ✤ **۸۴۳ خرابات ازجہان بے مثالیست ✤ مقام عاشقان لاابالیست** ✤ خرابات مقام وحدت ہے جو تمام نقوش واشکال حسی ومثالی وخیالی سے منزہ ہے اسلئے جہان بے مثال سے ہے اور عاشقان لاابالی کا مقام ہے ؎ درخرابات ماگذر نکنند ✤ ہرکہ از خویشتن سفر نکند ✤ این خرابات عشق دیگر نیست ✤ مائی ومادر درگذر نکنند ✤ ہرکہ محبوب کفر ودین باشد ✤ دست بادوست درکمر نکند ✤ **۸۴۴ خرابات آشیان مرغ جانست خرابات آستان لامکانست** ✤ خرابات مقام وحدت سیر عروجی کا منتہی وروح انسانی کا مرجع اور آستان لامکان ہے کیونکہ خرابات مقام توحید ہے خواہ افعالی ہو یا صفاتی یا ذاتی اور توحید صفاتی لامکان توحید ذاتی کی دہلیز ہے مطلق دہلیز توحید صفاتی سے گذر کر یں مکاں توحید ذاتی میں داخل ہونا ممکن نہیں ؎ اسرار خرابات بجز مست ✤ نداند ✤ ہیچ یار چہ داند کہ دریں پردہ چہ رازاست ✤ خواہی کہ درون حرم عشق خرامی ✤ درمیکدہ بنشیں کہ رہ کعبہ دمازاست ✤ **۸۴۵ خرابائی خراب اندرخراب است ✤ کہ درصحرای او عالم سراب است** ✤ خرابائی خراب در خراب ہے اول خرابی فنائے صفات۔ دوم خرابی فنائی ذات۔ جب صفات وذات اسکے سب فنا ہو گئے تو خود کو اور تمام عالم کو گم کر دیا کیونکہ اسکے صحرای وحدت مطلقہ ذاتی میں تمام عالم مثل سراب نمود بے بود ہے ؎ بنیاد عمر گرچہ خرابست باک نیست ✤ خوشتر بود نہاد خرابا تیاں خراب ✤ مستم کن آنچناں کہ سراز پا نمی کنم ✤ وز شور وشر بادہ

همه عالم کنم آب + تا او بود همه نه جهان باشد و نه من + خود بشنود ز خود لمن الملک را جواب + ۸۴۶ خرابات بیحد و نهایت + نه آغازش کسے دیده نه غایت + خراباتی یعنی وحدت ذاتی مطلقه بیحد و بے نهایت ہے۔ اسکا آغاز و انجام کیکو معلوم نہیں ۸۴۷ اگر صد سال در وے میشتابی + نه خود را و نه کس را بازیابی + وحدت مطلقه ذاتی میں سو سال بلکه لاکھوں سال دوڑ دھوپ کرنیسے بھی نه اپنا نه کسی اور شخص کا وہاں پتہ ملیگا کیونکه وحدت میں غیر حق کی گنجایش نہیں ۸۴۸ در قلندر خانۂ توحید عشق + کعبه و مسجد گشت و دیر نیست + در خرابات فنا از نیک و بد + کو نشان آنجا چو شر و خیر نیست + ۸۴۹ گرو مے اندر ولی پاؤ بے سر + نه جمله مومن و نے نیز کافر + مقام خرابات وحدت میں رندان لاابالی کی ایک ایسی جماعت ہے جو قمار خانۂ وحدت میں اپنی ہستی کو ہار بیٹھی ہے نه مومن ہے نه کافر کیونکه مومن کافر ہونا ہستی و تعین پر موقوف ہے جبکه اسکی ہستی و تعین باقی نه رہے تو وہ نه مومن ہے نه کافر + ۸۵۰ کفر و ایمان نیست آنجا بیکدست + کوست خمر و کوزه و دین اورادیست + ۸۵۱ شراب بیخودی در سر گرفته + بترک جمله خیر و شر گرفته + وہ گروہ بے پا و سر بیخودی کی شراب پی کر ہستی سے نیست ہو کر جمله خیر و شر سے بیفکر و فارغ ہیں ۸۵۲ هستم ز جام بیخودی مست مدام سرمدی + نه نیک دانم نه بدی لذا جنون العاشقین + من بیخود و شیدایم فلاشم و رسوایم + هر جائی و بیجایم لذا جنون العاشقین + ۸۵۳ شراب بے خودی ده بریک لب وکام + فراغت یافته از ننگ و از نام + بغیر لب و حلق کے شراب پی کر نیستی کی مستی میں ننگ و ناموس سے فارغ ہیں ۸۵۴ چو این مستی میتوان رستن نه هستی لاجرم + عاشقانرا مستی بے هستی آمد است + از فنا چون میتوان در بزم وصلش راه یافت + پس بمعنی نیستی عین کمالات آمد است + ۸۵۵ حدیث ماجرای شطح و طامات + خیال خلوت و نذکرامات + ۸۵۶ بوی دردی از دست داده + ز ذوق بیخودی مست اوفتاده + شطحیات یعنی طامات و گفتگو و خلوت و کرامات کے انوار جو وقت سلوک ظاہر ہوتے ہیں ان سب کو اس شراب کی تلچھٹ کی بو سے ترک کر کے بیخودی کے ذوق سے مست پڑے ہیں۔ ۸۵۳ عصا و رکوه و تسبیح و مسواک + گرو کرده بدردی جمله را پاک + عصا و جانماز و تسبیح و مسواک جمله لوازم پارسائی کو تلچھٹ کے عوض میں رہن رکھکر خراباتیوں میں شریک ہو گئے + ۸۵۴ میان آب و گل فتان و خیزان + بجای اشک خون از دیده ریزان + مقام محو و استغراق سے مقام صحو میں واپس ہو کر حال سابق کی مستی و سکر کو یاد کر کے آب و گل میں گرتے اٹھتے پریشان ہیں آنسو کے بجائے آنکھوں سے خون روتے ہیں ۸۵۵ ماہی از در پا بچه در صحرا فتد + می طپد تا باز در دریا فتد + می طپد پیوسته در سوز و گداز + تا بدریا در فتد ناگاه باز + ۸۵۵ گهے از سرخوشی در عالم ناز + شده چون شاطران گردن افراز + کبھی اس شراب بیخودی کی مستی و ذوق حال میں سربلند شاطروں کیطرح ناز و نعمت و فخر سے گردن اٹھائے چلتے ہیں حق بجانب ہے کہ ایسی نعمت جسکو عمر بھر ایک لحظہ بھی حاصل ہو موجب صد فخر و ناز و فرحت ہے ۸۵۶ گرچنان دولت بسرے یک دمے دستم دہد + بر سر فرازان عالم گردن افرازی کنم + گر بصد جان جرعه از باده وصلش دہند + در زمان جان بهم و با وصل و سازی کنم + ۸۵۶ گهے از روسیاہی رو بدیوار + گهے از سرخ رویی بر سر دار + کبھی معیت کے مقام عالی سے عالم کثرت و تفرقه میں نزول کی

سیاہ روئی بعد و حرمان اور نیستی ظلمت سے تعین و ہستی عجائب کی طرف متوجہ رہتے ہیں اور کبھی فرق و کثرت تعینات سے عالم جمع و وحدت میں عروج و ترقی کر کے شراب تجلی ذات مطلق کی سرخ روئی و سکر و بیخودی سے حسین بن منصور حلاج کیطرح برسر دار ملامت و طعن و انکار گرفتار ہیں ؎ در خرابات فنا تا زمی وصلیم مست ✤ شور و غوغائے انا الحق در جہان انداختیم ✤ ۸۵۷ ؎ گہے اندر سماع شوق جاناں ✤ شدہ بے پا و سر چوں چرخ گردان ✤ وصال محبوب حقیقی کے ذوق و شوق سماع و وجد میں چرخ فلک کیطرح بے پا و سر بیقرار و مضطر ہیں۔ ۸۵۸ بہر نغمہ کز مطرب شنیدہ ✤ بدر و جدے ازاں عالم رسیدہ ✤ مطرب سے جو راگ سنتا ہے عالم غیب سے تازہ وجد و حال سے سرشار ہوتا ہے ۸۵۹ سماع جاں نہ آخر صوت و حرفست ✤ کہ در ہر پردۂ ستر شگرفست ✤ اہل حال و کمال کا روحانی سماع آخر یہی آواز و حروف نہیں ہے بلکہ اسکے ہر پردے میں ایک عجیب راز ہے ؎ ہر گدائی کی شود مرد سماع ✤ پاکبازاں را بود درد سماع ✤ مجلس خاص است و جائے عام نیست ✤ پختہ باید کہ کار خام نیست ✤ خوب گفتند آں خداوندان حال ✤ نیست نفس مردہ را آں سنی حلال ✤ ۸۶۰ ز سر بیروں کشیدہ دلق دہ لونی ✤ مجرد گشتہ از ہر رنگ و ہر بوئی ✤ پوشیدہ اسرار سے تہتے وقت دس تہ کی پرائی گدڑی (یعنی حواس عشرہ) سر سے پرے پھینکدیا گوش عشق و محبت سے الی اسرار کو سنا اور ہر رنگ و بوئی ہستی و خود نمائی و خود فروشی و تصنع سے پاک ہوا ؎ گرد ہستیہا ز دامن روفتہ ✤ پائے ہمت بر دو عالم کوفتہ ✤ از میاں برخاستہ گفت و شنود ✤ ہر دو ان غیب در عین شہود ✤ در حریم انس مرغان حرم ✤ کرد ہنگام طواف از سر قدم ✤ ۸۶۱ نر و شتہ بداں صاف و مروق ✤ ہمہ رنگ سیاہ و سبز و ازرق ✤ نور جو ہر و ظلمت امکان کی ترکیب سے جتنے رنگ پیدا ہوئے ان سب کو اس تجلی ذاتی صاف و مروق سے دھو دیا۔ ۸۶۲ یکی پیمانہ خوردہ از مئی صاف ✤ شدہ زاں صوفی صافی ز اوصاف ✤ تعین روحانی و جسمانی کی کدورت سے مصفا شراب توحید ذاتی کا ایک پیمانہ پی کر تمام اوصاف بشری سے صاف ہوا۔ ۸۶۳ بجاں خاک مزابل پاک رفتہ ✤ ز ہر چہ آں دیدہ از صد یک نگفتہ ✤ مقام عبودیت میں صدق دلی و اخلاص قلبی سے صفات ذمیمہ شیطانی و نفسانی کے خاک و خس کو طبیعت و نفس امارہ کے مزبلہ و گلخنوں سے جہاڑ کر صاف کر دیا اور بمقام شہود میں جو کچھ دیکھا تھا سو میں سے ایک حصہ بھی ظاہر نکیا۔ ۸۶۴ گرفتہ دامن رندان خمار ✤ ز شیخی و مریدی گشتہ بیزار ✤ رندان خمر خوار و خمر فروش کا دامن تھام لیا۔ اور پیری مریدی سے بیزار ہو گئے ؎ مست خراب یا بد ہر لحظہ در خرابات ✤ گنجیکہ آں نیابد صد پیر در خرابات ✤ خواہی کہ راہ یابی بے رنج بر سر گنج ✤ می بیز ہر سحر گاہ خاک در خرابات ✤ در بیخودی و مستی جائے رسی کہ آنجا ✤ در ہم شود عبارت لا تحزن اشارات ✤ جاں باز در خرابات تا جرعۂ بیابی ✤ مفروش زہد کانجا کمتر خرند طامات ۸۶۵ چہ شیخی و مریدی ایں چہ قیدست ✤ چہ جائے زہد و تقوی ایں چہ شیدست ✤ شراب بیخودی و نیستی سے جو واصل حق مست ہوا اس بیلئے پیری مریدی زہد و تقوی کمر و شید ہے ؎ در صومعہ تو دلق میکوش تا توانی ✤ در میکدہ رہا کن از سر فضول و طامات ✤ لب تشنہ چند باشی بر ساحل تمنی ✤ انداز خویشتن را در بحر بے نہایات ✤ ۸۶۶ اگر روئے تو با شد در کہ و مہ ✤ بت و زنار ترسائی ترا بہ ✤ اگر اسیر قید رسوم و عادات عالم فرق و کثرت ہو کر

کسیکو چھوٹا کسیکو بڑا کسیکو عاصی کسیکو مطیع کسیکو مومن کسیکو کافر سمجھتا ہو تو بت و زنار و ترسائی تیرے حق میں بہتر ہے کیونکہ بت سے وحدت مراد ہے زنار خدمت و طاعت ترسائی تجرید و تفرید ہے ؎ خواہی کہ بنور ایں حقیقت ✤ چشم دل تو شود مکحل ✤ اخلاق و نعوت خود بدل کن ✤ چوں گشت صفات تو مبدل ✤ خود را البشر انجا نہ انداز ✤ کانجا شود ایں غرض محصل ✤ بستاں قدحے و بیخبر شو ✤ از ہر چہ مفصل است در مجمل ✤ پس ہم بدو چشم مست ساقی ✤ بنگر بنظرے کہ ہست افضل ✤ می بین برخ جانفزائے ساقی ✤ در جام جہاں نمائے باقی ✤ ۔

سوال پانزدہم ۸۶۷ **بت و زنار و ترسائی دریں کوی ✤ ہمہ کفر است ورنہ چیست برگوی ✤** اس کوچۂ اہل حال و کمال میں بت و زنار و ترسائی سب کفر ہیں۔ اگر کفر نہیں تو پھر کیا ہے بتلائے اور ان الفاظ سے کیا مقصود ہے۔

جواب۔ اشارت بت **۸۶۸** **بت اینجا مظہر عشق است و وحدت ✤ بود زنار بستن عقد خدمت ✤** اہل حال و کمال کے پاس بت مظہر عشق یعنی ذات مطلقہ و وحدت کا مظہر ہے و وحدت عشق کا عطف تفسیری ہے بت کیصورت میں حق ظاہر ہے ہر مظہر حق کو اس اعتبار سے بت کہا جا سکتا ہے کیونکہ محبوب حقیقی بت اور تمام ذرات عالم کیصورتوں سے جلوہ گر ہے اس اعتبار سے بت اور جملہ ذرات موجودات اہل حال و کمال کے متوجہ الیہ و مقصود ہیں ؎ حسن شاہد از ہمہ ذرات چوں شہود ما است ✤ حق پرستم داں اگر بینی کہ گشتم بت پرست ✤ اور بندہ تمام سے محبوب حقیقی کی طاعت و خدمت میں کمر باندھنا مراد ہے ؎ بیزار شدم ز انفس اغیار ✤ زنار بعشق یار [illegible] ✤ بے بادیہ رو و عمر ✤ ناقوس بزن کہ مے پرستم ✤

۸۶۹ **چو کفر و دیں بود قائم بہ ہستی ✤** [illegible] **توحید ہمیں بت پرستی ✤** کفر و دین ضد یکدیگر ہیں ہر دو ہستی مطلق حق سے قائم ہیں پس توحید حق عین بت پرستی ہے کیونکہ کفر و بت کو من حیث الحقیقۃ غیر حق سمجھنا شرک ہے توحید حقیقی نہیں ہے ؎ در شکد با غیر ترا [illegible] ✤ انکس کہ برد سجدہ بر سنگ و گل و چوب ✤

۸۷۰ **چو اشیا ہست ہستی را مظاہر ✤ انا الحق ہم یکے بت باشد آخر ✤** جب تمام اشیائی موجودہ وجود و ہستی حق کے مظاہر ہیں اور سب کیصورتوں سے حق ظاہر و جلوہ گر ہے پس بت بھی تمام مظاہر میں سے ایک مظہر حق ہے جسکی کفار پرستش کرتے ہیں پس بحکم وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ ۔ تمام کفار بت پرست بھی خدا پرست ہیں فاینما تولوا فثم وجہ اللہ ۔ اصنام سومنات چو من تو جلوہ کرد ✤ شد بت پرست عابد اصنام سومنات ✤ لات و منات را ز سر شوق سجدہ کرد ✤ کافر چو دید حسن ترا ز منات و لات ✤

۸۷۱ **بگو اندیشہ کن ای مرد عاقل ✤ کہ بت از روی ہستی ہست باطل ✤** بحکم یتفکرون فی خلق السموات والارض ابھی طرح غور و فکر کر کہ وجود مطلق و ہستی حق کا مظہر ہونے کے اعتبار سے بت باطل نہیں ہے کیونکہ حکیم مطلق کا فعل عبث نہیں ما خلقنا ہما الا بالحق ہر موجود کے ایجاد و تخلیق میں سیکڑوں حکمتیں ہیں ؎ ہر چہ ہست ہیچ محض خیر و حکمت است ✤ گر ترا زو راحت و گر زحمت است ✤ زانکہ باید فعل باطل از حکیم ✤ فعل حق باطل نباشد ای حلیم ✤

۸۷۲ **بداں کایزد تعالیٰ خالق اوست ✤ ز نیکو ہر چہ صادر گشت نیکوست ✤** بت کا خالق حقتعالیٰ ہے حق سے باطل صادر نہیں ہوتا نیک سے بد ظاہر نہیں ہوتا بدی ہماری نسبت و اعتبار سے ہے خدا کی نسبت کرتے ہوئے سب خیر و حکمت محض ہے ؎

۸۷۳ **وجود آنجا کہ باشد محض خیر است ✤ اگر شر ہست در وی آں ز غیر است ✤**

وجود جہاں ہو اور جس صورت میں خیر محض ہے اگر کسی قسم کی بدی وجود میں معلوم ہو تو اسکو وجود کے غیر یعنی عدم سے سمجھنا چاہیے۔ مثلاً زید نے اگر عمرو کو قتل کیا تو زید کا قتل عمرو پر قادر ہونا خیر ہے اور تیغ کا تیز و بران ہونا خیر ہے اور عمرو کا اس فعل یعنی قتل کو قبول کرنا خیر ہے لیکن اس قتل سے عمرو کی نیستی و عدمیت جو لازم آئی ہے وہ شر ہے پس ہر شر و بدی عدم سے منسوب ہے اور ہر خیر و نیکی وجود سے متعلق ہے پس بت بھی مبنی وجود کے اعتبار سے خیر و شر آلی وجودی

این عدمیت ۔ قلمی نیست ایں سخن قدریست ۔ ای سلیم از حکیم بدنا ید ۔ ہر چہ از کردِ آنچناں باید ۔ ۸۸۴

مسلماں گر بداند کیست بت ۔ بداند کہ دیں در بت پرستست ۔ مسلمان جو توحید کا قائل اور بت پرستی کا مخالف ہے اگر سمجھتا کہ حقیقت میں بت کیا چیز ہے اور کس کا مظہر ہے اور بت کی صورت میں کون ظاہر و جلوہ گر ہے تو ضرور اس بات کا یقین و اعتقاد رکھتا کہ دین حق بت پرستی میں ہے کیونکہ بت مظہر حق مطلق ہے پس بت من حیث الحقیقۃ حق ہے اور دین مسلمانی حق پرستی ہے اور بت پرستی عین حق پرستی ہے تو ضرور ہے کہ دین بت پرستی میں ہے ۔ بت پرستاں را توئی مطلوب جاں ۔ ہست از بت روی تو محجوب جاں ۸۸۵

اگر مشرک زبت آگاہ گشتے ۔ چرا در دین خود گمراہ گشتے ۔ اگر بت پرست مشرک بت کی حقیقت سے واقف ہوتا یعنی اگر یہ جانتا کہ بت مظہر حق ہے بت کی صورت سے حق ظاہر ہے ہر ایک بت میں وہی حق معبود موجود ہے تو اپنے دین و ملت میں گمراہ نہ ہوتا بلکہ موحد حق پرست ہوتا مگر اسلام نہ ہوتا ۔ تخواست رو برد ہ پس آمد بت پرست ۔ ہر کہ کہ کرد سجدہ ذات و صفات ما ۔ ۸۸۶ **تدید او از بت الا خلق ظاہر ۔ بدیں علت شد از شرع کافر ۔** بت پرست مشرک بت کی ظاہری صورت و تعین کے سوائے باطن حقیقت کو نہ دیکھا اسی وجہ سے یعنی صورت پرستی کے سبب سے شریعت میں وہ کافر ہو گیا ۔ اگر اسکی نظر حقیقت مطلقہ حق پر ہوتی تو شریعت میں کافر نہ ہوتا بلکہ مسلمان ہوتا ۔ ۸۸۷ **تو ہم گر زرو نہ بینی حق پنہاں ۔ بدانستی اندر نخواندت مسلماں ۔** بت پرست کا کافر ہونے کا یہ سبب ہے کہ اسنے بت کی صرف ظاہری صورت دیکھی بت کی صورت میں حق کو جلوہ گر نہ دیکھا پس ای مسلمان تو بھی اگر بت کی صورت ظاہری کو دیکھیگا اور اس کی صورت میں حق پنہاں کو نہ دیکھیگا جو بت کی صورت میں جلوہ گر ہے تو شریعت میں تجھکو مسلمان نہ کہینگے اور تو کافر ہوگا کیونکہ بت کی صورت میں حق ظاہر شدہ کو تو نے پوشیدہ کر دیا ہے ۸۸۸ **ز اسلام مجازی گشتہ بیزار ۔ گرا کفر حقیقی شد پدیدار ۔** یہ جواب ہے ایک سوال مقدر کا کہ اسلام میں ممکنات کا وجود واجب تعالیٰ کے وجود کا غیر ہو اور انمیں سے ہر ایک منفرد و مستقل الوجود ہیں اور یہاں بیان کیا ہے کہ بت کی صورت میں حق پنہاں کو نہ دیکھنے والا کافر ہے مسلمان نہیں ہے پس یہ قول دین اسلام کے خلاف اور کفر حقیقی ہے اسکا جواب یہ ہے کہ ممکن اور واجب کا وجود الگ الگ مستقل جاننا اسلام مجازی ہے ایسے اسلام مجازی سے جو شخص بیزار ہوگا تو اسکو کفر حقیقی حاصل ہوگا یعنی ہو گا کیونکہ عالم کو غیر اللہ سمجھنے سے جو بیزار ہوگا تو وہ کافر حقیقی نہیں ہے ۔ وجود عالم کو عین اللہ سمجھنا اگرچہ کفر معلوم ہوتا ہے ۔ مگر حقیقۃً کفر نہیں ہے بلکہ عین کمال اسلام ہے ۔ کفر و اسلام ہر ایک کے دو دو قسم ہیں حقیقی و مجازی ۔ کفر حقیقی یا کفر حق یہ ہے کہ خود کو حق میں پوشیدہ کر دیں کفر مجازی یا کفر باطل یہ ہے کہ حق مطلق کو خود میں پوشیدہ کریں ۔ کفر حق پوشیدن خویش است اندر ذوالمنن ۔ کفر باطل پوشش حق است اندر خویشتن ۔

۔ کفر باطل حق مطلق را بخود پوشیدنست ✤ کفر حق ای پُر ہنر خود را حق پوشیدنست ✤ اسلام حقیقی یہ کہ خود کو حق میں پوشیدہ کر دیں۔ پس اسلام حقیقی یا اسلام حق اور کفر حقیقی یا کفر حق ہر دو مترادف ہیں اور اسلام مجازی یا اسلام باطل اور کفر مجازی یا کفر باطل ہر دو مترادف ہیں یعنی اپنے اور تمام عالم کے وجود کو وجود حق کا غیر سمجھنا اور دو وجود مستقل الگ الگ جاننا اسلام مجازی ہے ایسے اسلام مجازی سے بیزار ہوا تو کیسا کفر حقیقی حاصل ہوگا یعنی نہیں ہوگا یہاں کفر حقیقی سے اہل ظاہر کا کفر مراد ہے اصطلاحی کفر حقیقی صوفیہ مراد نہیں پس سائل نے (ہمہ کفر است ورنہ چیست برگوی) جو کہا تھا اسکے سوال کے مطابق جواب دیا گیا کہ اسلام مجازی سے بیزار ہونا درحقیقت کفر نہیں ہے بلکہ صورۃً کفر ہے اور حقیقۃً اسلام ہے اگر صوفیہ کا اصطلاحی کفر حقیقی مراد لیں تو ہر کلمہ کا معنی کرنا پڑیگا۔ یہ نہایت بعید از صواب ہے ۔ مسلمانان مسلمانان نگہدار ید دین خود ✤ کہ شمس الدین تبریزی مسلمان بود و کافر شد ✤ **۵۸۷۹ درون ہر نئی جانیست پنہاں ✤ بزیر کفر ایمانیست پنہاں** ✤ ہر ایک تن و صورت و تعین کے نیچے ایک جان و روح و حقیقت ہے اور ہر ایک کفر کے تعین کے تحت میں ایمان پوشیدہ ہے وہ جان و ایمان جو کفر و بت وغیرہ ہر ایک شئی موجود میں وجود حق مطلق حق ہے جو کفر و بت وغیرہ اشیاء کی صورتوں سے ظاہر و جلوہ گر ہے ۔ چوں دُور شد نقاب جلال از جمال دوست ہر گرد دعیاں کہ عابد بت بود حق پرست ✤ بھرہ از جمال رخت نیست ذرّہ ✤ مراۃ حسن روئی تو بود ست ہر چہ ہست ۔ **۵۸۸۰ ہمیشہ کفر در تسبیح حق است ✤ وَاِنْ مِنْ شَیْءٍ گفت اینجا چہ دق است** ✤ تمام موجودات صورت حق ہیں اور حق تمام کی روح ہے اور ہر ایک صورت اپنی روح کی تسبیح خوان ہے مثلاً اعضا و جوارح انسان و اجسام و اجساد میں انمیں اگر روح نہو تو حس و حرکت و شعور و ادراک فضائل و کمالات علمی و عملی کا حصول ممکن نہیں پس جسطرح صورت انسانی روح کی تسبیح خواں و ثنا گو ہے اسیطرح جملہ موجودات حتی کہ کفر و شرک وغیرہ بھی عیوب و نقائص سے اپنی روح وجود مطلق حق کی تنزیہ و تقدیس کرتے ہیں تسبیح خواں ہیں بحکم وَاِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ جبکہ ہر شئی ایک اسم الٰہی کی مظہر و مربوب ہے اور ہر مظہر و مربوب اپنے رب یعنی اسم الٰہی خاص کی نقائص سے تسبیح و تقدیس کرتی ہے تو کفر بھی ایک شئی ہے اسم الٰہی مضل کا مظہر و مربوب ہے تو اپنے رب و مبداء مضل کا کفر تسبیح خوان ہے اور اس اعتبار سے کہ تمام اسمائے الٰہیہ ذات حق کیطرف ناظر ہیں سب اسماء متحد ہیں اور تمام اسمائے الٰہیہ کے مظاہر ہیں تو درحقیقت اسم ذاتی اللہ کے ثناخواں ہیں۔ **۵۸۸۱ چہ میگویم کہ دُور افتادم از راہ ✤ فذرہم بعد ما جاءت قل اللہ** ✤ راہ شریعت سے دُور جا پڑا ہوں سخن توحید کو اسقدر بلند کر دیا کہ ہر شخص سمجھ نہیں سکتا نہ سمجھ کر اولیا پر طعن و انکار کر کے دولت عرفان سے محروم رہتے ہیں پس تو بحکم قل اللہ ثم ذرہم فی خوضہم یلعبون اسم جامع اللہ کہکر اسمائے جزئیہ میں گرفتار رہنے والوں کو جو حقیقت سے ناواقف ہیں کھیل و تماشہ میں پڑا رہنے دے۔ **۵۸۸۲ بداں خوبی رخ بت را کہ آراست ✤ کہ گشتی بت پرست ارحق نمیخواست** ✤ اس حسن و خوبی سے بت کو آراستہ کرنیوالا حق کے سوائی کون ہے اگر خدا نہ چاہتا تو کون بت پرست ہوتے تھے ۔ بت پرستی ارادۃ اللہ است ✤ پس کسے رازاں چہ اکراہ است ۔ بداز انرو کزو دست ہ نبود ✤ پس بداند رو جود خود نبود ✤ کفر او کفر نیست ایمانست ✤ منع او منع نیست احسانست ✤ **۵۸۸۳ ہمو کردو ہمو گفت و ہم او بود ✤ نکو کردو نکو گفت و نکو بود** ✤ وہی حق نے بت کو پیدا کیا۔ بت پرست ہونے کو کہا یعنی ارادہ کیا بت کی صورت سے وہی حق ظاہر ہوا اچھا کیا اچھا کہا

اچھا ظاہر ہوا۔ ۸۸۴ یکے بین ویکے گوئی ویکے داں ✤ بریں ختم آمد اصل و فرع ایماں ✤ جبکہ غیر حق کوئی نہیں ہے تو جسکو تو دیکھتا ہے یہی سمجھ کہ وہی ایک حق اس صورت میں ظاہر ہوا ہے کفر ہو یا اسلام اور تصدیق و اقرار کر کہ موجود حقیقی حق ہے غیر حق عدم ہے نیز (یکے بین) توحید افعالی اور (یکے گوئی) توحید صفاتی اور (یکے داں) توحید ذاتی کیطرف اشارہ ہے ایمان کی اصل و فرع توحید پر ختم ہے اور تمام عقائد دینیہ و معارف یقینیہ کی اصل الاصول توحید حق کی معرفت ہے ؎ در یکے رو زود وئی یکوئی باش ✤ یکدل و یکقبلہ و یکروئی باش ✤ ہر کہ در دریائی وحدت گم نشد ✤ گر ہمہ آدم بود مردم نشد ✤ ۸۸۵ نہ من میگویم ایں بشنو ز قرآں ✤ تفاوت نیست اندر خلق رحماں ✤ (یکے بین ویکے گوئی ویکے داں) میں نہیں کہتا ہوں بلکہ خدا کا فرمان ہے مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ۔ خلق رحمان تجلی رحمانی میں کوئی فرق و تفاوت نہیں ہے فیض وجودی میں حکم وسعت رحمتی کُلَّ شَیْءٍ تمام موجودات مساوی ہیں نیک و بد کفر و اسلام منکر و مومن سب اسمیں برابر ہیں اگر فرق ہے تو رحمت رحیمی و تجلی رحیمی اسمائی میں ہے اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ اسی رحمت رحیمی کیطرف اشارہ ہے ؎ چوں جہاں حسن رخت راہست مظہر از چہ رو ✤ نیست یکساں کفر و ایمان کعبہ و ولات و منات ✤ ممکن از جود وجود واجب آمد در وجود ✤ فیض عامش گشت شامل بر جمیع ممکنات ✤ اشارت زنار ۸۸۶ نظر کردم بدیدم اصل ہر کار ✤ نشان خدمت آمد عقد زنار ✤ کشف و یقین سے ہر ایک امر کی اصل کو نظر و فکر کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ زنار باندھنا اصل میں کمر خدمت ہے تابعداری و فرمانبرداری کا نشان ہے وضع اول میں واضع نے اس معنی کیلئے وضع کیا ہے۔ ۸۸۷ بنا شد اہل دانش را معول ✤ زہر چیزی مگر بر وضع اوّل ✤ اہل دانش و حقائق شناس وضع و دلالت کے پاس وضع اوّل کے سوائی اور کوئی چیز معتبر نہیں دو یہی دیکھتے ہیں کہ یہ لفظ پہلے پھل کس معنی کیلئے بنایا گیا پھر اسی اوّل موضوع لہ پر اعتماد کرتے ہیں نقل عرف عام پر انکو اعتماد کامل نہیں ہے۔ ۸۸۸ میاں بر بند چوں مردان بمردی ✤ در آور زمرۂ اُوْفُوْا بِالْعَھْدِیْ ✤ اوفوا بالعہدی اوذ بالعہد کم کیطرف اشارہ ہے حق کی ربوبیت اور اپنی عبدیت کا اقرار ازل میں کیا تھا مردان خدا کیطرح خدمت و عبادت حق کا زنار کمر میں مضبوط باندھکر اوفوا بالعہدی سے مخاطب شدہ کا مین کے زمرہ میں آجا اور حق عبودیت بجالا ؎ زنار عشق تا کہ چو کفار بستہ ایم ✤ در کفر دین عشق تو مردانہ بودہ ایم ✤ ✤ ۸۸۹ بر خش علم و چوگان عبادت ✤ زمیداں در رباگوی سعادت ✤ علم بے عمل درخت بے بر اور عمل بے علم باطل رحمال ہے اسلئے بشریعت و طریقت کے فرائض و واجبات کے علم کے گھوڑے پر سوار ہو کر عبادت حق کے چوگان سے سعادت ابدی معرفت و قرب الٰہی کا گیند میدان دنیا میں ہی حاصل کر۔ ۸۹۰ ترا از بھر ایں کار آفریدند ✤ دگر نہ خلق بسیار آفریدند ✤ اگرچہ بہت سی مخلوقات پیدا کئے گئے ہیں سب میں ررا مانت جامعیت اٹھانیکی قابلیت انسان ہی کے مختص ہے اسلئے مقام معرفت کو پہنچانیوالی عبادت اختیاری بجز انسان کے کسیکو نہیں ہے پس عہد ازلی وفا کر کے علم و معرفت کے وسیلہ سے قرب حق حاصل کرنے کیلئے تجھکو پیدا کیا ہے ؎ خلقت آدم برائے جستجوست ✤ ہر کہ

جو یا نیست چوں نقش سبوست ✤ ہر کطالب نیست انسانش مخوان ✤ زانکہ صورت دارد امانیست جاں ✤ ۸۹۲ پدر
چوں علم مادر ہست اعمال ✤ بسان قرۃ العین است احوال ✤ احوال کا نتیجہ جو اہل کمال
کی آنکھوں کی روشنی اور ٹھنڈک ہے حاصل کرنے کیلئے علم باپ اور عمل ماں کیطرح ہے جبتک یہ دونوں جمع نہوں
احوال معنوی حاصل نہیں ہوتے فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ عین جزاءً بما کانوا یعملون
احوال جزائے اعمال ہے عمل بغیر علم کے ممکن نہیں۔ ۸۹۳ نباشد بے پدر انساں شکے نیست ✤
مسیح اندر جہاں ہبش از یکے نیست ✤ فقط اکیلی ماں سے بچہ پیدا نہیں ہوتا سارے جہان میں ایک
عیسیٰ ہیں جو بغیر باپ کے پیدا ہوئے اسیطرح بغیر علم کے احوال حاصل نہیں ہو سکتے مگر الشاذ کالمعدوم کے طور پر
مرشد کامل کی توجہ خاص امر سے کبھی ایسا ہو جاتا ہے کہ علم سے فرائض و واجبات و ضروریات دین کا جاننا مراد
ہے علما کا علم ضرور نہیں شیخ جنید بغدادی نے فرمایا المرید الصادق غنی عن علم العلماء ان تتقوا اللہ یجعل لکم
فرقانا اے مشغول تر از سوسۂ علم و عمل نیست ✤ در سینۂ مجنوں سطلب جز غم لیلیٰ ✤ ۸۹۴ رہا کن ترہات
و شطح و طامات ✤ خیال نور و اسباب و کرامات ✤ بیہودہ گمان و لغویات خلاف شرع ملحدانہ
کلام نور و اسباب کرامات جو ابتدائی سلوک میں ظاہر ہوتے ہیں سب چھوڑ دے کیونکہ کمال مرتبۂ انسانی فنا و
نیستی میں ہے اور یہ امور موجب اثنانیت و ہستی و خود نمائی و خود فروشی ہیں۔ حقیقی وحدت اطلاقی کے حصول و وصول
سے مانع ہیں ✤ مپندار و رندار باش ولے خود نما مباش ✤ می نوش در طریقت مابہ زخود فروش ✤ زنہار نیک خلق و بد
خود نہان مکن ✤ عیب کساں پوش ولے عیب خود مپوش ✤ ۸۹۵ کرامات تو اندر حق پرستیست
جگر ایں کبر و ریا و عجب و مستیست ✤ ۸۹۵ دریں رہ ہر چہ کاش زباب فقر است ✤
ہمہ اسباب استدراج و مکر است ✤ عبادت و سلوک و ریاضت و فقر کے طریقہ میں جو حالت سالک
پر ظاہر ہو اگر وہ فقر و سلوک کے شرائط سے نہو اور اسکا ظہور سالک کی ہستی و انانیت کا سبب ہو تو یہ سب استدراج و مکر
کے اسباب ہیں مگر اس استدراج کو اصطلاح صوفیہ میں ارداف نعم مخالفت کے ساتھ نعمتوں کا ردیف کرنا اور حق کے ساتھ
سوئے ادبی کے باوجود حال کو باقی رکھنا مراد ہے۔ خدا کا خلاف کرنے پر بھی صوری و معنوی نعمتوں کو بند نہیں کرتا اور
احوال سے محجوب نہیں کرتا تاکہ وہ اور زیادہ مکر و استدراج میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائے ۔ ۸۹۶ ز ابلیس لعین بے شہادت
شنود ظاہر ہزاراں خرق عادت ✤ ابلیس یعنی قوت حاسہ جو ملعون حق ہے معانی کلیہ معقولہ کا اسکو شہود
حاصل نہیں ان تمام کے باوجود اس سے ہزاروں خرق عادت ظاہر ہوتی ہیں۔ ۸۹۷ گہ از دیوار ت آید
گاہ از بام ✤ گہے در دل نشیند گہ در اندام ✤ کبھی دیوار سے کبھی چھت سے آتا ہے کبھی دل میں کبھی بدن
میں غرض کیطرح اور جہاں سے چاہے ۸۹۸ ہمیدانند ز لوا احوال پنہاں ✤ در آرد در تو کفر و
فسق و عصیاں ✤ مخفی حال جانتا ہے کفر و فسق و عصیاں تجھ میں پیدا کرتا ہے۔ ۸۹۹ شد
ابلیست امام و در پسی تو ✤ بدو لیکن بدیں ہا کی رسی تو ✤ ابلیس تیرا امام اور تو مقتدی ہے
اس اقتدا سے اسکے خرق عادات کو تو نہیں پہنچ سکتا ✤ ۹۰۰ کرامات تو گر در خود نمائیست ✤ تو
فرعونی و ایں دعوی خدائیست ✤ تیری کرامتیں اگر خود نمائی کیلئے ہیں تو تو فرعون ہے اور یہ دعوی

خدائی ہے۔ ۹۰۱ کسے کو راست باحق آشنائی ✤ نیاید ہرگز از وے خودنمائی ✤ جو خداشناس ہے وہ خودنما نہیں ہوتا کیونکہ حق سے آشنائی اپنے سے آپ بیگانہ ہونے پر حاصل ہوتی ہے ۹۰۲ ہمہ روئی تو در خلق است زنہار ✤ مکن خود را دریں علت گرفتار ✤ تیرا رویٰ دل مخلوق کیطرف ہے کہ خلق تیری مرید و معتقد ہو جائے خبردار ہرگز ایسی بیماری میں گرفتار مت ہو۔ ۹۰۳ چو با عامہ نشینی مسخ گردی ✤ چہ جائے مسخ بلکہ فسخ گردی ✤ تناسخ چار قسم پر ہے۔ نسخ۔ مسخ۔ رسخ۔ فسخ۔ اور ان چار قسم کے معتقدین بھی چار گروہ ہیں۔ روح انسانی بدن انسانی میں منتقل ہونا نسخ ہے اور روح انسانی بدن حیوانی میں منتقل ہونا مسخ ہے۔ روح انسانی اجسام معدنیات و نباتات میں منتقل ہو کر معدنی یا نباتی صورت میں راسخ ہونا رسخ ہے۔ اور روح کا جمادی و نباتی و حیوانی و انسانی ابدانہیں دورہ کر کے اسکو فسخ کرنا پھر دوسرا دورہ شروع کرنا فسخ ہے بعض کے پاس روح انسانی جسم نباتی میں منتقل ہونا فسخ ہے اور اجسام جمادی میں منتقل ہونا رسخ ہے پس عوام کالانعام کی ہمیشگی مسخ ہو کر مرتبۂ انسانی سے مرتبۂ حیوانی میں تنزل ہوگا بلکہ نباتی و جمادی مرتبہ میں پھنچکر فسخ ہوگا اور کمالات صفات انسانی بلکہ حیوانی صفات سے بھی محروم رہجائیگا۔ ۹۰۴ مبادا ہیچ با عامہ سروکار ✤ کہ از فطرت شوی ناگہ نگونسار ✤ اگر استعداد فطری و کمال انسانی سے بھرہ یاب ہونا چاہتا ہے تو عوام الناس سے سروکار چھوڑ دے ورنہ اچانک فطرت اصلی و کمال انسانی کی اعلیٰ علیین سے نباتی و جمادی کے اسفل السافلین میں گر پڑیگا۔ ۹۰۵ تلف کردہ بھرزہ نازنیں عمر ✤ نگوئی در چہ کار است ایچنیں عمر ✤ بیہودگی میں اپنی عمر عزیز کو ضائع کرنے والے اور یہ عمر کس کام میں گذری اسکی کوئی فکر نہیں ہے۔ ۹۰۶ مجمعیت لقب کردند خوش خرے را پیشوا کردہ زہے ریش ✤ دھوکہ باز مرشد مکار کو ہمیشہ یہی تشویش رہتی ہے کہ میرے مریدین بھی بداعتقاد نہو جائیں ایسے گدھے کو پیر من خر است اعتقاد من بس است سمجھکر جاہل مریدین نے اپنا پیشوا بنایا ہے اور یہ جانبین کو جمعیت و حضور باطنی کا لقب دیا ہے عجب ریش دراز ہے جو علامت انسانی ہے ورنہ جہل و نادانی میں درحقیقت خر سے تمیز ہے ۹۰۷ فتادہ سروری اکنوں بجہال ✤ ازاں گشتند مردم جملہ بدحال ✤ مسند نشین ارشاد عارفین جامع شریعت و طریقت و حقیقت ہونا ضرور ہے مگر اس زمانے میں بحکم انخلی الناس زمانہ جہالو کو سرداری ملی ہے اسلئے سب بدحال و گمراہ ہوگئے ؎ رہزنا نرا رہنما پنداشتی ✤ احمد و بوجہل چوں ہم داشتی ✤ رہزنے چوں نام خود رہبر کند ✤ عاصیانرا در ہلاکت افگند ✤ ۹۰۸ نگر دجال اعور تا چگونہ ✤ فرستادست در عالم نمونہ ✤ دیکھو کانا دجال جو قیامت کے قریب آئے گا اسنے دجال شائع ملحدین بے معرفت کو اپنا نمونہ بنا کر بھیجا ہے کہ لوگوں کو گمراہ کردیں ملاحدہ جنکا ظاہر حال آراستہ اور باطن خراب ہے تو یہی کانا دجال کے نمونے ہیں ؎ کردۂ دجال را مہدیؑ و پیر ✤ خرزعیلی و اندانی ای فقیر ✤ لاف فقر اند جہاں انداختہ ✤ رہبر و رہزن زہم نشناختہ ✤ صد نگون دکردار دور در روں ✤ مخلص و صادق نماید از بروں ✤ ۹۰۹ نمونہ باز بیں ای مرد حساس ✤ خر اورا کہ نامش ہست جساس ✤ ایعاقل نمونہ کو دیکھ کہ دجال کے گدھے کا نام جساس ہے خر دجال کے نمونے جاہل مرید ہیں جو بحکم پیراں نمی پرسند مریداں می پرانند ✤ اپنے پیر پر دغا کی جھوٹی تعریف و تشہیر کر کے عوام کو لوٹتے ہیں ✤ ۹۱۰ خرانرا بیں ہمہ در تنگ آں خر ✤ شدہ از جہل پیش آہنگ آں خر ✤

گدھوں یعنی جاہل مریدوں کو دیکھ کر اس گدھے پیر کے تابع فرمان ہیں وہ گدھا پیر نادانی سے سب گدھوں کا پیشوا و مقدم بنا ہے وہ جہاں جاتا ہے سب اسکی قطار میں پیچھے پیچھے جاتے ہیں۔ عوام الناس دیکھکر کہتے ہیں کہ بڑا پیر کامل مکمل ہے ۵ نور عرفان در دل و جانش نتافت ✤ او ہمیگوید چو من عارف کہ یافت ✤ بستش از عارفاں شرم و حیا ✤ دعوئ عرفان و تلبیس ریا ✤ وائے آں طالب کہ در دامش فتاد ✤ ہر چہ بودش نقد او بر باد داد ✤ **۹۱۱ چو خواجہ قصۂ آخر زماں کرد ✤ بچندیں جا ز یمنی بیاں کرد ✤** خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر زمانہ کا حال بیان فرمایا تو کئی جگہوں پر ایسے ہی دجالونکا ذکر فرمایا کہ دجالون کذابون **۹۱۲ ببیں اکنوں کہ کور و کر شتاب شد ✤ علوم دیں ہمہ بر آسماں شد ✤** دیکھو کہ اب اندھے و بہرے چوپان و محافظ بنگئے ہیں اور تمام علوم دین آسمان پر چلے گئے۔ زمین پر کوئی عالم نہیں رہا۔ پیر و مرشد مثل چوپان ہیں جو مریدوں کے گلے کو رذائل و خباثت اعمال و اخلاق کے بھیڑیوں و درندوں سے بچاتے ہیں مگر اندھے یعنی جاہل بیمعرفت و بد اعمال ہوں تو بکرو نکی حفاظت محال ہے۔ **۹۱۳ نماند اندر زمانہ رفق و آزرم ✤ نمیدارد کسے از جاہلی شرم ✤** زمانہ میں نرمی و حیا یعنی جہل و بے علمی سے کوئی شرم نہیں کرتا **۹۱۴ ہمہ احوال عالم واژگونست ✤ اگر تو عاقلی بنگر کہ چونست ✤** تمام عالم کا حال برگشتہ ہے اگر تو عاقل ہے تو دیکھ کہ کیا ہے۔ **۹۱۵ کسے کز باب لعن و طرد و مقت است ✤ پدر نیکو بد اکنوں شیخ وقت است ✤** زمانہ کا حال داڑگوں ہونے کی بھ تمثیل ہے کہ اگر کوئی شخص لعنت و ملامت و قہر الٰہی کے قابل ہے مگر اسکے باپ دادے بہت اچھے تھے تو ایسے لعنتی شخص کو شیخ وقت کہتے ہیں۔ **۹۱۶ خضر میگشت آں فرزند طالح ✤ کہ آنرا بود پدر با جد صالح ✤** خضر نے اس بدلڑکے کو مارا حالانکہ اسکا باپ یا دادا صالح تھا۔ **۹۱۷ کنوں با شیخ خود گر دی تو ہمراہ اے خر ✤ خرے را کز خری ہست از تو خر تر ✤** تو ایسے گدھے کو اپنا پیر بنایا کہ تو اگر گدھا ہے تو وہ تجھسے زیادہ گدھا ہے **۹۱۸ چو او لا یعرف الطرق البر ✤ چگونہ پاک گرداند ترا سر ✤** جب وہ اپنے دشمن و دوست کو نہیں پہچان سکتا ہے تو تیرے باطن کو کسطرح پاک کریگا۔ ہر برّہ کہ برہ ہر مشتق ہے اور بر بر الیرای احسن الیہ سے مشتق ہے یا ہر بکری کو نزدیک بلانا بکری کو ہانکنا مطلب یہ کہ جسکو بلانے اور چلانے اور ہانکنے کی تمیز نہیں وہ رہنمائی کیا کریگا ✤ آنکہ سر از بہر ندانداری رفیق ✤ رہنمائی چوں کند اندر طریق ✤ کردہ اعمی ترا خود پیر راہ ✤ لاجرم ہر گز ندانی رہ زچاہ ✤ **۹۱۹ وگر دارد نشاں باب خود پور ✤ چہ گویم چوں بود نور علی نور ✤** بحکم الولد سرّ لابیہ بیٹا اگر باپ کا کمال رکھتا ہو تو نور علی نور ہے۔ **۹۲۰ پسر کو نیک رائی و نیک بخت است ✤ چو میوہ زبدہ سر درخت است ✤ ۹۲۱ ولیکن شیخ دیں کی گردد آنگہ ✤ ندانند نیک از بد بد ز نیکو ✤ ۹۲۲ مریدی علم دیں آموختن بود ✤ چراغ دل بنور افروختن بود ✤ ۹۲۳ کسے از مردہ علم مؤخت ✤ ہر گز نہ خاکستر چراغ افروخت ہر گز ✤** جب مریدی علم دین و قرب حق سیکھنے کا نام ہے تو مردہ سے علم سیکھنا راکھ سے چراغ روشن کرنا ممکن نہیں۔ پیر زادۂ نادان صرف نسب کیوجہ سے پیر طریق نہیں ہو سکتا ۵ باش مہمان کریمان ای پسر ✤ با لئیماں کم نشیں جان پدر ✤ ہر چہ جوئی از عمل خود بجو ✤ باز مستان از عمل بد یجاں مگو ✤ اینچنیں کس را

اگر تابع شوی ✤ رہ نیابی عاقبت گردی غوی ✤ ۵ با اہل یقین نشین کہ خارے ✤ در صحبت گل شود ہماری ✤ با ہر کہ نہ عارفست منشیں ✤ کز سرکہ نگشت کام شیریں ✤ ۹۲۴ مرا در دل ہمیں آید کزیں کار ✤ بیندم بر میان خویش زنار ✤ باوجود اویسیا اہل اللہ عرفائی کاملین پیران نامدار و مرشدان کامگار موجود رہنے کے پیرانہ جاہل کو مقتدا سمجھا جا رہا ہے ایسی مسلمان صورت منافق سیرت جماعت کی ننگ و عار سے کمر پر زنار باندھ کر ظاہر میں کفر صورت اور باطناً مسلمان حقیقی رہنا اچھا سمجھتا ہوں ✤ ۹۲۵ نہ زانمغنی کہ من شہرت ندارم ✤ بلے دارم ولے زاں ہست عارم ✤ زنار باندھنے کا ارادہ اسلئے نہیں ہے کہ میں مشہور نہیں ہوں اور پیران نااہل مشہور مقتدا بنگئے ہیں اس حسد کیوجہ سے میری شہرت ہو بلکہ میری شہرت تو بھت ہے لیکن ایسی شہرت سے مجھے شرم و عار ہے ۔ ۹۲۶ شریکم چوں حسیس آمد دریں کار ✤ حمولم بھتر است از شہرہ صد بار ✤ شہرت سے شرم کیوجہ یہ ہے کہ بھت سے نااہل و خسیس افراد بھی پیر و مرشد بنے ہوئے ہیں انکی میری ساتھ شرکت شہرت سے شرم آتی ہے کہ اُن کیساتھ شریک ہوں ایسی شرکت و شہرت سے گمنامی بھتر ہے ۔ ۹۲۷ دگر پارہ رسید الہامے از حق ✤ کہ بر حکمت مگیر از ابلہی دق ✤ میری اس قسم کی گفتگو سے یہ سمجھنا نہ ممکن تھا کہ میں راضی برضا و قضائی حق نہیں ہوں پس الہام حق پہنچا کہ حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ان بیران پر دغل کے وجود کو ظہور میں لانا حکمت ہے حکمت الٰہی پر اعتراض مت کر ✤ ۹۲۸ اگر کناس نبود در ممالک ✤ ہمہ خلق اوفتند اندر مہالک ✤ اگر ملکوں میں خاکروب و صفائی والے نہوں تو سب لوگوں کی صحت ہلاکت میں پڑیگی ۔ جاہل و بے معرفت پیر و مشائخ کے عوام الناس مُرید و معتقد ہو کر صدق و اخلاق و محبت و خدمت و انکسار و عجز و نیاز ظاہر کرتے ہیں یہ کام اچھا ہے اگرچہ بے محل ہے کہ عوام کی نفسانی رذائل کی صفائی ہو جاتی ہے یہ نادان پیر و مشائخ اعوام الناس کے نفس و طبیعت کے مزبلے کو صفات ذمیمہ کے خس و خاشاک سے پاک کر دیا ہے جس سے اہل اللہ فقرائے حقانی کے آداب ظاہری و رسُوم کی رعایت الخ ملحوظ خاطر ہوگئی ہے ورنہ کاملین کو ایسے خسیس و کم درجہ کے اُمور کی تعلیم کیطرف متوجہ ہونا پڑتا تھا ۔ ۹۲۹ بود جنسیت آخر علت ضم ✤ چنیں آمد جہاں واللہ اعلم ✤ بحکم الجنسیۃ علۃ الضم ہمجنسی ضم و انضمام کا سبب ہے ۔ ہر صورت میں اپنی جنسیت کی کشش ہے ہر ایک مرید کی فطرت وفا بکلیت کیموافق پیر ملتا ہے ہر است کے مناسب پیغمبر مرسل ہوتا ہے الجنس یمیل الی الجنس ۹۳۰ ولے از صحبت نااہل بگریز ✤ عبادت خواہی از عادت بپرہیز ✤ ہر چند جنسیت ضم و انضمام کی علت ہے لیکن پیر نااہل و نادان کی صحبت سے بھاگنا ضروری ہے الصحبۃ لتؤثر صحبت موثر ہوتی ہے حکم کلی یہ ہے کہ اگر عبادت کرنی مقصود ہو تو رسم و عادت سے پرہیز ضروری ہے ۔ ۹۳۱ مگردد جمع عادت با عبادت ✤ عبادت میکنی بگذر ز عادت ✤ عبادت وہ ہے کہ خالصاً لوجہ اللہ ہو نہ یہ ہے کہ عادت ہو جائے عبادت حقیقی عادت کے ساتھ ہرگز جمع نہیں ہو سکتی یہی سبب ہے کہ جو لوگ نماز روزہ حج و زکوٰۃ و فرائض و نوافل رسم و عادت کے طور پر ادا کرتے ہیں انکی ایسی عبادت موجب تقرب و معرفت حقیقی نہیں ہو سکتی ۔ اشارت ترسائی ✤ ۹۳۲ غرض تجرید دیدم ✤ خلاص از ربقہ تقلید دیدم ✤ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر خلائق و عوائق دینوی و طبیعی سے تجرید و تفرید غالب تھی ترسائی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیروی یعنی تجرید مراد ہے اور رسوم و عادات کی

قید تقلید سے آزادی مقصود ہے۔ **۹۳۳ جناب قدس وحدت دیر جانست ✤ کہ سیمرغ بقارا آشیانست** ✤ وحدت ذاتی کی درگاہ جو گندگی اور ناپاکی سے پاک ہے۔ روح کی دیر و گجا ہے جو سیمرغ بقا کا آشیانہ ہے روح انسانی تو علائق دنیوی سے مجرد ہونیکی وجہ سے سیمرغ بقا کہا گیا۔ **۹۳۴ ز روح اللہ پیدا گشت این کار ✤ کہ از روح القدس آمد پدیدار** ✤ ترسائی و تجرید و تفرید کا کام روح اللہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام سے ظاہر ہوا اگرچہ سب انبیا کو بھی صفات کمال کی جامعیت تھی لیکن عیسیٰ میں زائد تھی یہی وجہ ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا انی اولی الناس بعیسی ابن مریم فانہ لیس بینی وبینہ نبی۔ عیسیٰ کا تعین باطن احد تا الجمع سے ہونیکے سبب سے انکو روح اللہ کہا گیا وہ روح کامل ہیں جو اسم اللہ کی مظہر ہے اور جبرئیل کیصورت سے اسم اللہ انکی روح کا نافخ پھونکنے والا ہے اور وہ حقیقی عبداللہ ہونیکے سبب سے مردوں کو زندہ کرنا اور پرندوں کو پیدا کرنا مادرزاد اندھے و کوڑی کو درست کرنا ان سے صادر ہوا۔ **۹۳۵ ہم از اللہ در پیش تو جانیست ✤ کہ از روح القدس در وے نشانیست** ✤ عیسیٰ علیہ السلام کیطرح بحکم فنفخت فیہ من روحی تو بھی روح اللہ ہے اور روح القدس جبرئیل صورت مثالی علم کا نشان بھی تجھ میں ہے کیونکہ نفس ناطقۂ انسانی جسم و جسمانیت سے مجرد و مقدس ہے لیکن اسکا ظہور و فعلیت استعداد فطری وسعی و اجتہاد پر موقوف ہے۔ **۹۳۶ اگر یابی خلاص از نفس ناسوت در آئی در جناب قدس لاہوت** ✤ ناسوت بشریت اور لاہوت حقیقت وحدت ہے جو سب اشیاء میں سرایت کی ہوئی ہے ہر دو بروزن فعلوت صیغۂ مبالغہ ہیں۔ ناسوت ناس ینوس نوسًا سے ماخوذ ہے جو بمعنی تذبذب و تحرک و اضطراب ہے۔ لاہوت لاہ یلیہ لیہًا سے ماخوذ اور احتجاب و استتار کے معنی میں ہے ذات حق کو لاہوت اسلئے کہا گیا کہ وہ چشم اغیار سے محجوب و مستور ہے یا یہ کہ مظاہر کیصورتوں میں ستر ہے انسان کو ناسوت اسلئے کہا گیا کہ اسکی روحانیت کا عالم علوی سے اور جسمانیت و نفسانیت کا عالم سفلی سے تعلق ہونیکے سبب سے ہمیشہ متحرک و مضطرب الحال ہے اسلئے کہا کہ نفس ناسوت روح حیوانی جو دیر و وحدت ذاتیہ و عالم تجرد میں تجھکو پہنچنے سے مانع ہے اگر اس سے اور اسکی صفتوں سے تجرید و تفرید حاصل کریگا تو مثل عیسیٰ دربارالٰہی میں پہنچکر حی لایموت ہو جائیگا ؎ دست غیرت گلشن از غولان نفسی کرده پاک رخت جاں بر گلشن ایں شگفت خار اسیکشد ✤ سایہ در خورشید کم میگردد و سیمرغ فضل ✤ مرغ را از افتادہ را در تیہ غوغا میکشد ✤ چوں حجاب ماسوا از دیدۂ دل دور شد ✤ شبنم از صحرائی کثرت شوئے دریا میکشد ✤ **۹۳۷ ہر آنکس کو مجرد از ملک شد ✤ چو روح اللہ بر چارم فلک شد** ✤ جو شخص صفات نفسانی سے ملائکہ کیطرح پاک و مجرد ہو جائے تو وہ عیسیٰ روح اللہ کیطرح چوتھے آسمان پر جو روح و قطب کا محل و منشا ہے پہنچیگا۔ **۹۳۸ بود محسوس طفل شیر خوارہ ✤ بنزد مادر اندر گاہوارہ** ✤ جسطرح طفل شیر خوار ماں کے پاس گہوارہ میں مقید رہتا ہے نفس ناسوتی کا اسیر بھی خواہشات نفس و طبیعت کا شیر خوار مادر اسفل السافلین عناصر کے پاس گہوارہ بدن میں محبوس و مقید ہے۔ **۹۳۹ چو گشت او بالغ و مرد سفر شد ✤ اگر مرد است ہمراہ پدر شد** ✤ جب بالغ ہو کر نیک و بد کی تمیز حاصل کرے اور وطن مالوف سے سفر کرکے صوری و معنوی امور حاصل کرنیکے قابل ہو جائے اگر مرد اور مردان کار دان کی اسمیں خاصیت ہو تو باپ کے ہمراہ چلکر کام سیکھیگا اور علم و کمال حاصل کریگا حاصل یہ کہ جسکو سفر معنوی کا شوق ہو تو اور طبیعت عالم سفلی سے دور۔ اور پدر عالم علوی کیطرف متوجہ ہونا چاہئے تاکہ

کمالات حاصل کرے۔ ۹۴۰ عناصر مرترا چوں امّ سفلیت ✤ تو فرزند و پدر آبائ علوئیت ✤ عناصر تیری مادر سفلی اور افلاک تیرے پدر و آبائی علوی ہیں۔ چونکہ مادر زیر پدر ہوتی ہے عناصر کو مادر سفلی متاثر کہا اور افلاک عناصر میں موثر ہیں اور اوپر ہیں اسلئے آبائی علوی کہا۔ مادر عناصر سفلی و آبائی افلاک علوی کے ازدواج سے انسان فرزند پیدا ہوا۔ ۹۴۱ ازاں گفت است عیسیٰ گاہ اسرا ✤ کہ آہنگ پدر دارم ببالا ✤ افلاک باپ کا حکم رکھنے کیوجہ سے ہی عیسیٰ علیہ السّلام نے آسمان پر جانے کے وقت کہا تھا کہ میں تمہارے اور میرے آسمانی باپ کے پاس جاتا ہوں اِنّی ذاھب اِلیٰ ابی وابیکم السّماوی۔ فائدہ۔ واضح ہو کہ یہ دلیل دعوی کے مطابق نہیں ہے اسلئے کہ دعوی تو یہ تھا کہ افلاک سمت رائے پدر ہیں اور دلیل یہ کہ عیسیٰ نے سماوی باپ (یعنی اللہ تعالیٰ) کے پاس جاتا ہوں کہا اس دلیل سے آسمانوں کا باپ ہونا ثابت نہ ہوا بلکہ آسمانی باپ یعنی اللہ تعالیٰ۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ۹۴۲ تو ہم جان پدر شوی پدر شو ✤ پدر رفتند ہمراہاں بدر شو ✤ ای جان پدر تو بھی باپ کیطرف جا۔ تیرے ہمراہی سارے نفس و طبیعت کے گھر سے عالم علوی کیطرف نکل آئے ہیں تو بھی نکل آ۔ ۹۴۳ اگر خواہی کہ گردی مرغ پرواز ✤ جہان جیفہ پیش کرگس انداز ✤ اگر تو بلند پرواز پرندہ ہونا چاہتا ہے تو مردار دنیا کو مردار خوار گدھ ہونیکے یعنی اہل دنیا کے سامنے پھینکدے الخبیثات للخبیثین ہر کرا مشغول دنیا کردہ اند ✤ جان او محجوب مولا کردہ اند ✤ اہل دنیا بُت پرستی میکنند ✤ دوغ خوردہ ہر زہ مستی میکنند ✤ ترک دنیا در طریقت اصل داں ✤ طاعت و سیر و سلوکش فرع خواں ✤ ۹۴۴ بہ دوناں دہ تو اں دنیائے غدّار ✤ کہ جز سگ را نشاید داد مردار ✤ دغا باز دنیا کو کمینوں کو دے ڈال کیونکہ مردار کو کتے کے سوائی کسی اور کو دینا مناسب نہیں ہے۔ الدّنیا جیفۃ وطالبھا کلاب ۹۴۵ نسب چہ بود مناسب را طلب کن ✤ بحق رو آور و ترک نسب کن ✤ نسب کے غرور و فخر و ناز میں مرشد کامل کی طلب و خدمت کو عار سمجھنے والے کمالات معرفت سے محروم رہتے ہیں نسب کیا چیز ہے اور اس سے حاصل کیا ہے مناسب کام کر حق کیطرف متوجہ ہو جا اور بیکار نسبتو کو ترک کر ۔ بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی ✤ کہ در یں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست ✤ ۹۴۶ بہ بحر نیستی ہر کو فرو شد ✤ فلا انساب نقد وقت او شد ✤ فاذا نفخ فی الصّور فلا انساب بینھم کے مطابق نفخ صور ہونے پر نسب کا برخاست ہونا جو دوسروں کو فردائے قیامت میں ظاہر ہوگا نیستی کے دریا میں ڈوبے ہوؤں کو آج اسی دنیا میں نقد وقت ہے۔ ۹۴۷ ہر آں نسبت کہ پیدا شد ز شھوت ✤ ندارد حاصلے جز کبر و نخوت شہوت سے جو نسب و رشتہ حاصل ہوا ہے اس سے بجز کبر و نخوت کے کچھ بھی حاصل نہیں۔ ۹۴۸ اگر شھوت نبودے در میانہ ✤ نبودا ہیچ جملہ میگشتے فسانہ ✤ اگر شہوت نہوتی تو سارے نسب قصہ و افسانے ہو جاتے یعنی موجود نہ ہوتے۔ ۹۴۹ چو شھوت در میانہ کار گر شد ✤ یکے مادر شد آں دیگر پدر شد ✤ شہوت کے اثر سے ایک ماں اور ایک باپ ہوئے انسان کی پیدائش سے اکتساب معرفت الٰہی مقصود ہے یہی نسب حقیقی و اصل ہے باقی سب نسب و نسب فروع ہیں۔ اسلئے نسب پر فخر کرنا بیجا ہے ۹۵۰ نمیگویم کہ مادر یا پدر کیست ✤ کہ با ایشاں بحرمت بایدت زیست ✤ میں یہ نہیں کہتا کہ

مادر باپ کون ہیں کیا چیز ہیں مجھکو والدین کی تحقیر و مذمت مقصود نہیں بلکہ انکی حرمت و توقیر فرض ہے۔ **۹۵۱ نہاد ناقصے را نام خواہر ✤ حسودے را لقب کردہ برادر ✤** ناقصات العقل والدین کا نام خواہر اور دشمن تحقیقی کا نام برادر حقیقی رکھا ہے۔ **۹۵۲ غروے خویش را فرزند خوانی ✤ زخود بیگانہ خویشاوند خوانی ✤** اپنے دشمن کو فرزند اور اپنے غیر و بیگانہ کو خویش کہتا ہے۔ اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَاَوْلَادِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْ فَاحْذَرُوْھُمْ ہر چہ غیر دوست آمد دشمن است ✤ در رہ حق سالکاں رہزن است ✤ در تو گر در وطلب آید پدید ✤ آنچ میگویم عیاں خواہیش دید ✤ دشمن جان تو گردد ملک و مال ✤ بر تو فرزند و عیال آید وبال ✤ **۹۵۳ مرا بارے بگو تا خال و عم کیست ✤ وزیشاں حاصلے جز درد و غم چیست ✤** خال و عم در درد و غم یعنی ماموں و چچا سے بجز درد و غم کے کیا حاصل ہے کمال حقیقی جملہ نسبتوں کو ساقط کرنیمیں ہے **۹۵۴ رفیقانے کہ با تو در طریق اند ✤ پئی ہر ازای برادر ہم رفیق اند ✤** جو تیرے ہمراہ در رفیق طریق ہیں وہ بھی ہنسی دل لگی کیلئے رفیق ہیں۔ **۹۵۵ بگوئی اجد اگر یکدم نشینی ✤ از ایشان من چہ گویم تا چہ بینی ✤** جو تیری خوش طبعی و ہنسل دل لگی کے رفیق تھے اگر تو اجد یعنی اصل مطلب کے کوچہ میں ایک دم بیٹھے گا تو میں کیا کہوں کہ تو ان رفیقوں سے کیا کچھ خلات و انکار و ملامت دیکھیگا ؎ عارفے گفت ہر کہ یارم شد ✤ خصم جان امیدوارم شد ✤ چوں دل من مناسب خود یافت ✤ رویم از حق بجانب خود تافت ✤ مرد حق زاں بتر کرا داند ✤ کہ دلش را بحق بگرداند ✤ وانکہ با من ز دشمنی زد دم ✤ دوستدار من اوست در عالم ✤ رویم از خود بتافت در حق کرد ✤ قبلہ ام وجہ حق مطلق کرد ✤ کہ ازاں بہ بپیش عاشق نار ✤ کہ کند روئی او بجانب یار ✤ دشمنان جہاں بمذہب من ✤ دوستانند و دوستاں دشمن ✤ **۹۵۶ ہمہ افسانہ و افسوں و بند است ✤ بجان خواجہ کاینہا ریش خند است ✤** مادر و پدر و خواہر و برادر و خال و عم و فرزند و زن و خویش و اقارب کے تمام نسبی و سببی رشتے اور جملہ رفیقان طریق جو ہنسل دل لگی میں تجھکو مشغول رکھتے ہیں سب افسوں و افسانے اور قید ہیں جان خواجہ کی قسم یہ سب ریش خند ہیں برادرانہ و دوستانہ حقوق و مراسم کی قید میں خود کو اور دوسروں کو مقید کرنا ہیں۔ مقام اطلاق و تجرد و کمال انسانی و قرب معرفت ربانی سے مانع و مزاحم ہوتے ہیں **۹۵۷ بمردی در رہاں خود را چو مرداں ✤ ولیکن حق کس ضائع مگرداں ✤** مردوں کیطرح مردی و غیرت سے ان تمام قیود مذکورہ سے خود کو آزاد کر اور جن کمالات کو حاصل کرنیکے لئے تو پیدا کیا گیا ہے اس سے غافل مت رہ سارے انسان کا خلاصہ دل ہے اسکو تمام آلائش سے پاک کر لیکن کسیکے حقوق کو ضائع مت کر ظاہر میں انکے حقوق شرعیہ ادا کر باطن میں دل سے سب سے الگ و منقطع رہ ✤ **۹۵۸ ز شرع ار یک دقیقہ ماند مہمل ✤ شوی تو در دو کون از دین معطل ✤** شرع محمدی سے ایک دقیقہ ذرہ بھر فروگذاشت کرنیسے دونوں جہان یعنی ظاہر و باطن میں دین سے معطل ہو جاویگا جسطرح احکام شریعت موجب انتظام و نظام عالم ہیں کمالات و حالات معنوی کے بھی محصل ہیں ظاہر و باطن شریعت کی پابندی و رعایت کرنیسے دین صوری و معنوی میں فساد و خلل واقع ہوگا۔ **۹۵۹ حقوق شرع را زنہار مگذار ✤ ولیکن خویشتن را**

ہم بگمدار ✤ والدین و اقربا و رفقا کے حقوق و دوسرے حقوق شرعیہ بھی مت چھوڑ لیکن اپنے حق کی بھی حفاظت کر اِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حقًّا امور دنیوی و اخروی اکتساب معرفت و قرب الٰہی کے اسباب و آلات مقصود بالعرض ہیں اسقدر مشغول مت ہو کہ جس سے مقصود بالذات معرفت و قرب حق فوت ہو جائے حقوق شرعیہ کی رعایت وصول حق سے مانع ہو تو اس گرفتاری سے بھی بموجہ شرعی آزاد ہو جائے۔ **۹۶۰ زروزن نیست الا مایۂ غم ✤ بجا بگذار چوں عیسیٰ مریمؑ** ✤ زروزن مایۂ غم وصول حق وراہ حقیقت میں ان سے بدتر کوئی رہزن نہیں۔ پس حضرت عیسیٰؑ کیطرح ان دونوں کو چھوڑ دے۔ **۹۶۱ حنیفی شو ز ہر قید و مذاہب ✤ در آور دیر دین مانند راہب** ✤ جسطرح حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ دادوں کے دین و مذہب کے پابند نہ تھے اپنی بری عادت تشرکون کہا تھا اسیطرح تو بھی مذاہب کی قید سے حنیفی و ابراہیمی آزاد ہو جا۔ لغت میں حنیف اسلام میں مستقیم کو کہتے ہیں۔ راہب دین عیسوی کا عابد اسکی جمع رہبان ہے یعنی دنیا سے بے تعلق رہنے والے۔ دیر عیسائیوں کی گرجا کو کہتے ہیں۔ زنار دیر نشینی حنیفی ہونا ادیان سابقہ میں مستعمل ہے تو کفر بھی نہیں ہے اس باب میں مولانا محمد مغربیؒ نے بھترین ارشاد فرمایا ہے ؎ اگر بینی درین دیوان اشعار ✤ خرابات و خرابی و خمار ✤ بت و زنار و ناقوس و چلیپا ✤ مغ و ترسا و گبر و دیر و مینا ✤ شراب و شاہد و شمع و شبستان ✤ خروش بربط و آواز ستان ✤ مئی و میخانہ و رند خرابا حریف و ساقی و مرد مناجات ✤ گرو کردن بباده خویشتن را ✤ نہادہ بر سر مئی جان و تن را ✤ خط و خال قد بالا و ابرو ✤ عذار و زلف و پیچا پیچ گیسو ✤ مشوز نہار ازیں گفتار در تاب ✤ بر و مقصود ازاں گفتار دریاب ✤ بپیچ اندر سر و پائی عبارت ✤ اگر ہستی زار باب اشارت ✤ نظر را نغز کن تا نغز بینی ✤ گذر از پوست کن تا مغز بینی ✤ چو ہر یک ازیں الفاظ جانیست ✤ بزیر ہر یکے پنہاں جہانیست ✤ تو جانش را طلب از جسم بگذر ✤ مسمّٰی جوی باش از اسم بگذر ✤ **۹۶۲ ترا تا در نظر اغیار و غیر است ✤ اگر در مسجدی آں عین دیر است** ✤ جبتک کہ تیری نظر شہود میں غیر ہے یعنی جبتک اشیاء کو من حیث الحقیقت تو غیر حق جانتا ہے تو یہ از روی حقیقت کفر و شرک ہے ایسے ایمان کیساتھ اگر تو مسجد میں رہیگا تو تیرے لئے مسجد بھی دیر و بتخانہ و مندر ہے۔ **۹۶۳ چو برخیزد ز پیش کسوت غیر ✤ شود بہر تو مسجد صورت دیر** ✤ وجود حق کے لباس تعینات ہیں جو غیر وجود حق ہیں جب یہ غیریت کا لباس تیرے دیدۂ بصیرت سے اٹھجائیگا تو تیرے لئے دیر و مندر بھی مسجد ہو جاوینگے۔ یعنی از روئے حقیقت مسجد و بتخانہ و مندر ایک ہی شئی ہے **۹۶۴ نمیدانم بہر جائیکہ ہستی ✤ خلاف نفس عادت کرد کہ رستی** ✤ میں نہیں جانتا کہ تو کیا چیز ہے جو کہتا ہے کہ یہ کفر ہے وہ اسلام ہے وہ دیر و بتخانہ و مندر ہے یہ مسجد و کعبہ ہے وہ زنار ہے اور یہ تسبیح ہے یہاں جس حال میں تو رہیگا خواہ ترسا خواہ مسلمان خواہ مندر میں ہو خواہ مسجد و کعبہ میں نفس امارہ کی مخالفت کی عادت کر تاکہ حجاب خودی سے رہائی پائے ؎ گر رضائے حق ہمیجوید دلا ✤ پیشۂ خود کن خلاف نفس را ✤ در خلاف نفس شو ثابت قدم ✤ تا کہ رہ یابی بہ اسرار قدم ✤ تا نگردد نفس تابع روح را ✤ کی رہا یابی دل مجروح را ✤ **۹۶۵ بت و زنار و ترسائی و ناقوس ✤ اشارت شد ہمہ بر ترک ناموس** ✤ بت و زنار و ترسائی و ناقوس وغیرہ جو الفاظ استعمال کرتے ہیں اس سے ناموس و شہرت و عزت کو ترک کرنا مقصود ہے کیونکہ ترک دنیا آسان و ترک نام و ناموس بہت مشکل ہے۔ آخرها یخرج من سوء حسن الصدیقین حب الجاہ

۹۶۶ اگر خواہی کہ باشی بندۂ خاص ✤ مہیا شو برائے صدق و اخلاص ✤
صدق واقع کے مطابق جیسا اصل میں ہو وہی ظاہر کرنا ہے اخلاص غیر حق سے پاک اور خالی ہونا ہے یعنی حق اور خلق دونوں کیساتھ ظاہر و باطن دل و زبان سے سچ بولنے کا نام صدق ہے۔ ہر قول و فعل میں حق کیطرف توجہ کرنے اور خلق سے قطع تعلق اور انکے نیک و بد سے قطع نظر کرنیکا نام اخلاص ہے ؎ صدق و اخلاص ہست زادِ رہروان ✤ ہر کہ مخلص گشت باشد رہروان ✤ صدق پیش آور کہ تا بینی عیاں ✤ آنچہ دادند اولیا از وی نشاں ✤ گر نداری صدق و اخلاص و یقیں ✤ در رہ مردان مرو جائے نشیں ✤ ۹۶۷ برو خود را زراہ خویش برگیر ✤ بہر یک لحظہ ایمانے ز سر گیر ✤ اگر سلوک راہ حق کی طلب ہو تو خود کو یعنی خودی و خودبینی و خودنمائی و خودفروشی و انانیت کو اپنے راستہ سے ہٹا لے یہی خودی مانع وصول حق ہے خود کو کامل اور دوسرے کو ناقص سمجھنا خودبینی ہے نفس ہمیشہ خیالات خودی و بدی تجھ میں پیدا کرتا ہے اسلئے ان بُرے خیالات کی نفی کر کے ہر لحظہ ایمان تازہ کر ؎ نفس را ہمچو خر عیسیٰ بسوز ✤ پس چو عیسیٰ جاں شود جاں برفروز ✤ خر بسوزد مرغ جانہا کارساز ✤ تا نخوشت روح اللہ آید پیش باز ✤ ۹۶۸ بباطن نفس ماچوں ہست کافر ✤ مشو راضی بایں اسلام ظاہر ✤ نفس میں جبلی شرارت و کفر و عصیان ہے احکام دینی کی مخالفت و انکار و کفر کے بھنور میں ڈالنا چاہتا ہے یہ اندرونی نفس کافر نے مسلمانی صورت میں ہزاروں خلق اللہ کو کافر بنا دیا ہے ایسے اسلام ظاہری پر راضی نہ ہو ۹۶۹ ز نو ہر لحظہ ایماں تازہ گرداں ✤ مسلماں شو مسلماں شو مسلماں
خدا کی ذات و صفات پر ایمان ضروری ہے تفصیل صفات کی حد نہیں۔ ہر صفت و نسبت کے اعتبار سے ذات حق کیلئے ظہور و تجلی خاص ہوتی ہے سالک کو کسی ایک مقام میں دو ساعت ٹھیرنا نہیں چاہئے بلکہ ہر لحظہ مقام اسفل سے استغفار کر کے اعلیٰ مقام پر ترقی کرتا رہے۔ انہ لیغان علیٰ قلبی انی لاستغفر اللہ فی کل یوم ولیلۃ سبعین مرۃ اسی طرف اشارہ ہے پس ہر لحظہ ایمان تازہ کر کے مسلمان ہوتا جا ۔ ۹۷۰ بسے ایمان بود کز کفر زائد ✤ نہ کفر است آں کزو ایماں فزاید ✤ سوال میں کہا تھا کہ (ہر کفر است و نہ چیست برگوی) جواب یہ ہے کہ بت و زنار و ترسائی جب تحقیق مذکور توحید و ایمان حقیقی کو بڑھانے والے ہیں جس کام سے ایمان بڑھے وہ کفر کیسا ہوگا اگر ہوگا تو ویسا کفر ہے کہ ایمان کو پیدا کرنیوالا ہے۔ ۹۷۱ ریا و سمعہ و ناموس بگذار ✤ بفگن خرقہ و بر بند زنار ✤ ریا اور سمعہ دکھانے اور ترسائی فرض سے خودنمائی کے کام چھوڑ دے اور خودفروشی کا خرقہ پھینک دے زنار خدمت و طاعت حق کمر میں باندھ کر عبادت کر۔ ۹۷۲ چو پیر ما شود اندر کفِ فرے ✤ اگر مردی بدہ دل را بمردے ✤ کفر کے دو معنی ہیں اول یہ کہ بت پرستی و زنار باندھنے و ترسائی و ناقوس بجانے و حقیقی و راہب و خمار باتی و طالب شراب و شمع و شاہد ہونے میں ہمارے پیر و مرشد کامل کیلئے فروفرید دیکھتا ہو جا۔ دوم یہ کہ کفر حقیقی یعنی وحدت میں کثرت کو چھپا دینے میں فروبکتا ہو جا اسطرح پر کہ تمام موجودات کے تعینات بلکہ اپنے تعین وہمی کو احدیت ذاتی کی فنا میں محو و فانی کر کے بقائے حق سے متحقق ہو کر عین وحدت ہو کر کفر میں فروبکتا رہے ہمہ اوست ہو کفر باطل حق مطلق را نخود پوشیدنست ✤ کفر حق خود را نخود پوشیدنست ای باہنر ✤ تا تو در بند خودی حق را نخود پوشیدۂ ✤

باچنین کفرے زکفر ما کجا یابی خبر ✤ چوں بحق پوشیدہ گردی آنگہی کافر شوی ✤ چوں شوی کافر زایماں آنزماں یابی اثر ✤ آنکہ از سر چشمۂ کفر حقیقی آب خورد ✤ بحر کفر ہر دو عالم ہست پیش چوں شمر ✤ چوں بکلی گشت در شمس حقیقی مستتر ✤ شمس گردد از ظہور تام خورشید آں قمر ✤ ان مراتب کمال پر پہنچنا بغیر ارشاد مرشد کامل کے ممکن نہیں اسلئے مرشد کامل کی ضرورت ثابت ہوئی ۔ بندۂ یک مرد رو شندل شوی ✤ بہ کہ بر فرق سر شاہاں روی ✤ دل مدزداز سر فراز تاج دہ ✤ کوز پائے داں کشاید صد گرہ ✤ خاک شو در پیش شیخ باصفا ✤ تا ز خاکِ تو بروید کیمیا ✤ ۹۷۳ مجرد شو ز ہر اقرار و انکار ✤ بتر ساز ادہ دہ دل را بیکبار ✤ عالم میں جس کسی کی نسبت اقرار کا انکار ہو اس سے تو الگ ہو جا خلائق اور انکے افعال کو اپنی ترازو میں مت تول اپنی ہستی کو کسی شمار میں مت لا ترسا زادہ یعنی مرشد کامل کے ہاتھ میں دل دیکر مردہ بدست زندہ کالمیت فی ید الغسال تابع فرمان پیر و مرشد ہو جا جو کام تیرے پاس برے بلکہ کفر باطل و نامشروع معلوم ہوں اگر مرشد اُن افعال کا حکم کرے تو خضر و موسیٰ کا حال یاد کر ۔ آں پسر را کش خضر ببرید حلق ✤ سر او را در نیابد عام خلق ✤ دہم موسیٰ با ہمہ نور و ہنر ✤ شد ازاں محجوب تو بے پر ✤ آنچہ از حق یابد الہام و خطاب ✤ ہر چہ فرماید بود عین صواب ✤ گر خضر در بحر کشتی را شکست ✤ صد درستی در شکست خضر ہست ✤ مرشد کامل کو ترسا زادہ اسلئے کہا کہ اسکا مرشد کامل صفت ترسائی و تجرد و انقطاع سے متصف پھر اسکا مرشد کامل بھی ان صفات سے موصوف تھا یہانتک کہ نبی علیہ السلام تک پہنچتا ہے ولادت معنوی کے اعتبار سے ہر مرشد اپنے مرید کا روحانی باپ ہے ۔ باپ ترسا ہو تو مرید ترسا زادہ ہوا ۔ اشارہ بہ بت ترسا بچہ ۔ ۹۷۴ بت ترسا بچہ نور ست باہر ✤ کہ از روئے بتاں دارد مظاہر ✤ ترسا بچہ مرشد کامل کا بت جمعیت و حدت ذاتیہ کا نور روشن ہے کہ سارے بتانِ زمانہ یعنی مرشدانِ زمانہ کیصورتوں سے ظاہر ہے یعنی وحدت ذاتی کی جمعیت جو قطبیت کبریٰ کا مرتبہ ہے اسکو بت سے اسلئے تشبیہ دیگئی ہے کہ تمام موجودات کی توجہ طبعی یا ارادی اسیکطرف ہے ۔ ۹۷۵ کند او جملہ دلہا را وثاقی ✤ کہی گردد مغنی گاہ ساقی ✤ وثاقی فتح واؤ و کسر واؤ سے بندہے یعنی مرشد کامل تمام دلوںکو اپنے عشق و محبت کا اسیر و قید کر لیتا ہے کبھی عشق و معرفت کی نغمہ سرائی سے سکو شائق و ذائق بناتا ہے کبھی ساقی بنکر شوق و محبت کی شراب طالبان حق کو پلاکر مست و بیخود بناتا ہے ۔ ۹۷۶ زہے مطرب کہ از یک نغمہ خوش ✤ زند در خرمن صد زاہد آتش ✤ عجب مرشد کامل ہے کہ معرفت و عشق کے ایک نغمہ خوش سے سیکڑوں زاہدانِ خشک بیمعرفت کی خود نمائی و غرور زہد و تقویٰ کو آگ لگا کر خودی و خود پرستی و موہوم ہستی سے مقام عشق و فنا میں پہنچاتا ہے ۔ ۹۷۷ زہے ساقی کہ او از یک پیالہ ✤ کند بیخود دو صد ہفتاد سالہ ✤ مرشد کامل عجب ساقی ہے کہ صرف ایک پیالہ سے دو سو ستر سالہ بوڑھوںکو بیخود و بیہوش کر دیتا ہے ۔ باوجود اسکے کہ بڑھاپا سکون کا موجب ہے ضعف پیری میں حرکت کرنا دشوار ہو جاتا ہے مگر اس مرشد کامل ساقی کے جام بیخودی کے سکر و مستی سے ہفتاد سالہ بوڑھا ایسا تیز گام ہو جاتا ہے کہ ایک جگہ پر دو لحظہ بھی نہیں ٹھیرتا ہر لحظہ تلوین صفات میں متحرک رہتا ہے ۔ جانازمی عشق یکے قطرہ بدل دہ ✤ تا در دو جہاں یک دل بیمار نماند ✤ ۹۷۸ رود در خانقہ مست شبانہ ✤ کند افسوں صوفی را فسانہ ✤ مرشد کامل بوجہ اطلاق ذاتی تمام مقتدات کا جامع

شہود و جمال مطلق کی شراب شبانہ بزم غیب ہویت میں پی کر مست ہے اگر سالکان طریقت کی منزل خانقاہ میں جاویگا تو صوفیان اہل تلوین سیر الی اللہ کے فنون و حالات اس مرشد کامل کے کمال کے مقابلہ میں افسانۂ باطل ہو جائینگے۔ بزم غیب ہویت کے شہود جمال مطلق کو شراب شبانہ اسلئے کہا کہ وہاں شعور کو راہ نہیں ہے۔ **۹۷۹ وگر در مسجد آید در سحر گاہ ✤ نہ بگذارد دو رویک مرد آگاہ ✤** اگر یہ مرشد کامل صبح کیوقت جو عابدوں کے خشوع کا وقت ہے مسجد میں آویگا تو ایک شخص کو بھی آگاہ و بیدار نہ چھوڑیگا۔ یعنی سب کو یقین ہوگا کہ اس مرشد کے علم و عرفان کے مقابلہ میں اپنی آگاہی و بیداری عین خواب غفلت ہے **۹۸۰ رود در مدرسہ چوں مست مستور ✤ فقیہ از وے شود بیچارہ مخمور ✤** اگر علوم شریعت کے مدرسہ میں وہ مست مستور یعنی مرشد کامل اگر احوال کشف و شہود حسب استعداد طالبین ایک شمہ بھی بیان کریگا تو فقیہ بیچارہ فقہ ظاہری کیوجہ اپنے کو عالم و آگاہ سمجھتا تھا مرشد کامل کے بیان معرفت و احوال و فقہ معنوی سنکر حیران و سرگردان خمار فراق و ہجران سے مخمور ہو کر سمجھیگا کہ اپنا فقہ ظاہری و علم صوری لفظی عرفان و فقہ معنوی کے مقابلہ میں جہل و نادانی ہے ؎ علم معنی از کتاب و اوستا ✤ حاصلت ناید بکش چندیں جفا ✤ علم دیں کم جو ز اوراق کتاب ✤ گرز دل جوئی بود دیں صواب ✤ گر شوی بیدار ازیں خواب گراں ✤ صد نشانت ہیچ زیبا بے نشاں ✤ **۹۸۱ زہد عشقش زاہداں بیچارہ گشتہ ✤ زخوان و مان خود آوارہ گشتہ ✤** محبوب حقیقی کی طلب میں دنیا ترک کر کے مرشد کامل کے عشق میں زاہد حیران اور اپنے گھر بار سے آوارہ ہو کر بیابان طلب میں سرگردان ہیں۔ **۹۸۲ یکے مومن دگر را کافر او کرد ✤ ہمہ عالم پر از شور و شر او کرد ✤** مرشد کامل نے اپنے اقرار کرنیوالے کو مومن اور اپنے منکر کو کافر بنا دیا یہ تمام شور و شر کافر و مومن و فاسق و ناسک کے امتیازات جو واقع ہوئے ہیں اسی کامل کے سبب سے ہیں۔ ہر زمانہ میں کاملین اولیا کا یہی حال ہے۔ **۹۸۳ خرابات از لبش معمور گشتہ ✤ مساجد از رخش پر نور گشتہ ✤** میخانے جو نفس رحمانی کے مظہر فیض ہیں اسی کے طفیل سے موجود و معمور ہوئے۔ اور مسجدیں جو تجلی جمالی کے مظاہر ہیں اسکے رخ سے پر نور اور تقدیس و تسبیح و تہلیل کے چراغوں سے روشن ہیں ؎ تو آں انفاس رحمانی کہ جانہا از دمت یابند ✤ تو آں دریائے عمرانی کہ میشوید خجالتہا ✤ ہمائی لطف از یکدم نظر بر حالم انداز د ✤ سر ہر موئی من یابد از اں دولت کرامتہا ✤ **۹۸۴ ہمہ کار من از وے شد بسر ✤ بدو دیدم خلاص از نفس کافر ✤** میری سب مرادیں مرشد کامل کی ہدایت سے بر آئیں اور معرفت و قرب حقیقی کی راہ میں مجھے جو کچھ مطلوب تھا اسی مرشد کامل کے ذریعہ سے حاصل ہوا اور اسی طبیب نفوس روحانی کی توجہ سے نفس کافر کی غلامی و مکر و حیلہ سے میں آزاد حقیقی ہوا۔ **۹۸۵ دلم از دانش خود صد حجب داشت ✤ ز عجب و نخوت و تلبیس و پنداشت ✤** میرے دل پر دانش و علم و کمال ظاہری کے سیکڑوں حجاب تھے اور میں ان نورانی علمی حجابات کے سبب سے مراتب کشف و شہود کے اسرار سے محجوب تھا اور کمالات معنوی کی راہ نہ ملتی تھی یکایک اقبال کا آفتاب چمکا۔ **۹۸۶ در آمد از درم آں بت سحر گاہ ✤ مرا از خواب غفلت کرد آگاہ ✤** صبح سویرے وہ بت یعنی مرشد کامل زمانہ میرے دروازہ سے اندر داخل ہو کر

مجھکو اس خواب غفلت سے جگایا جو نورانی علمی پردوں کے سبب سے مجھ پر طاری تھی۔ ہوشیار ہونے پر معلوم ہوا کہ میں باوجود دانش وعلم ظاہری ہنوز خواب غفلت میں ہی تھا اور اسرار معرفت الٰہی سے واقف نہ تھا۔ ۹۸۷ زروئین خلوت من گشت روشن ✤ بدو دیدم کہ ناخود چیستم من ✤ مرشد کامل کے چہرہ کی تجلی جمال کے نور سے میری جان کی خلوتگاہ روشن ہوئی۔ جو کہ پہلے خودی کی پندار واغرور کی ظلمت سے تاریک تھی جس سے میں اپنی حقیقت کا راستہ نہیں پاسکتا تھا خود کو نہیں دیکھتا تھا اب اس آسمان کمال کے آفتاب کے نور سے میں نے خود کو دیکھا کہ کون ہوں اور اپنا مقصود حاصل ہوا۔ ۹۸۸ چو کردم بر رخ خوبش نگاہی بر آمد از میان جانم آہے ✤ جب میں نے اسکے انواع کمال سے آراستہ خوبصورت چہرہ کو دیکھا اور ایسی صورت وسیرت جو کبھی دیکھی نہ تھی دیکھی تو سوجان سے اسکا عاشق ہوگیا اور کہا ؎ خوشا دردے کہ درمانش تو باشی ✤ خوشا جانے کہ جانانش تو باشی ✤ خوشا لبے کہ پایانش تو باشی ✤ خوشا چشمیکہ رخسارت تو بیند ✤ خوشا جانے کہ جانانش تو باشی ✤ ۹۸۹ مرا گفتا کہ ای شیدا دسالوس ✤ بسر شد عمرت اندر ننگ و ناموس ✤ از روی لطف ودلبری اس بت رعنا نے مجھکو کہا کہ ای مکار فریبی تیری عمر ننگ وناموس وجاہ وعزت میں گذر گئی غرور وخود بینی ولایعنی باتوں میں عمر عزیز کو صرف کردیا۔ اور ایسے محبوب جمال سے آجتک محجوب ومحروم رہا۔ ۹۹۰ ببین تا علم و زہد و کبر و پنداشت ✤ ترا ای نارسیدہ از کہ داداشت ✤ اس مرشد کامل نے مجھے بطور خطاب فرمایا کہ دیکھ علم وزہد وغرور وخودی وخود نمائی نے کیسی دولت سے تجھکو آجتک محروم رکھا تھا۔ ۹۹۱ نظر کردن بر دیم نیم ساعت ✤ ہمی ارزد ہزاراں سالہ طاعت ✤ اسی مرشد کامل نے فرمایا کہ میں مرشد وہادی راہ نما ہوں۔ میری طرف آدھی گھڑی دیکھنا ہزار سالہ عبادت کے برابر ہے۔ کیونکہ بغیر ارشاد مرشد کامل کے محض طاعت وعبادت مقرب ووصول حق ممکن نہیں۔ مولانا رومی نے مثنوی میں فرمایا ہے ؎ گفت پیغمبر علیؑ را کای علیؑ ✤ شیر حق پہلوانی پر دلی ✤ لیک بر شیری مکن ہم اعتمید ✤ اندر آور سایۂ نخل اُمید ✤ ہر کہ گرطاعت پیش آرند ✤ بھر قرب حضرت بیچون وچند ✤ تو در آور سایۂ آں کاملے ✤ کش نتاند باز آرد ناقلے ✤ پس تقرب جو بدو اوسوی اللہ ✤ سر مپیچ از طاعت او ہیچ گاہ ✤ زانکہ او ہر خار را گلشن کند ✤ دیدۂ ہر کور را روشن کند ✤ یا علی از جملہ طاعات راہ ✤ برگزیں تو سایۂ لطف اللہ ✤ از ہمہ طاعات ایں بہتر است ✤ سبق یابی بر ہر آں طابق کہ ہست ✤ در بشر روپوش آمد آفتاب ✤ فہم کن واللہ اعلم بالصواب ✤ ۹۹۲ علی انجمہ رخ آں عالم آرای مرا بامن نمود آندم سراپای ✤ سخن بہت دراز ہے مختصر یہ کہ اس مرشد کامل کے چہرۂ عالم آرا نے مرا سراپا مجھکو دکھلایا تو میں نے اسوقت جانا کہ میں نے ابتک نہ اپنے آپ کو پہچانا تھا نہ خدا کو یہ تمام علوم وزہد وطاعت جو اتنی مدت دراز میں حاصل کئے تھے اسکے جمال باکمال کی ایک نظر وایک مشاہدہ کے برابر نہیں ہوسکتے کیونکہ ان تمام علوم ظاہری وعبادات صوری سے ابتک ایسی معرفت حق حاصل نہ ہوئی تھی لیکن مرشد کامل کی ایک نظر سے حاصل ہوئی۔ ۹۹۳ سیہ شد روئی جانم از خجالت ✤ زفوت عمر وایام بطالت ✤ تمام علوم ظاہری وزہد وتقوی جسکو ابتک کمال سمجھتا تھا اب معلوم ہوا کہ کمال معرفت وحق شناسی کے مقابلہ میں ہیچ وبعین نقصان ہے اسلئے میری جان کا چہرہ خجالت سے سیاہ پڑگیا کہ ہائے عمر عزیز بے فائدہ ولایعنی باتوں میں ضائع ہوگئی

اصلی مقصد حاصل نہ ہوا۔ **۹۹۴ چو دیدآں ماہ کز روئی چو خورشید ✤ بریدم من زجان خویش امید** ✤ جب وہ چاند مرشد کامل امکان کی شب تاریک میں نور وجوب سے منور ہو کر میرا مشاہدہ کیا اپنے آفتاب جیسے چہرہ سے پرتو الکریم مجھ پر میری اصلیت و حقیقت واقعی سے آگاہ کر دیا میں اپنے نقصان پر مطلع ہو کر دل و جان سے منقطع اور ناامید ہو گیا ہوں اپنی نادانی و عجز کا معترف اور اسکے نور ولایت سے مستفیض ہونیکی قابلیت پیدا کیا ہوں۔ **۹۹۵ یکے پیمانہ پُر کردو من داد ✤ کزاں آب آتشے اندر من افتاد** ✤ شراب معرفت و تجلی وجہ باقی کا ایک پیمانہ بھر کر مجھ کو دیا جسکے آب صافی سے جو تمام آلائش کثرت سے پاک تھا ہیجوی کی آگ میرے تن و بدن میں لگی۔ مجھ میں سوز و گداز پیدا ہوا تو میں پڑھنے لگا ✤ ساقی بدہ آب آتش افروز ✤ چو سوختیم تمامتر بسوز ✤ ازیں آتش ما آب بنشاں ✤ در آب من آتشے برافروز ✤ بخاکستر بریں دل جگر خوار ✤ رحم آر بریں تن غم نادوز ✤ درسا بخرمن شرابے انگن ✤ کز پرتو آں شود شبم روز ✤ **۹۹۶ کنوں گفت از مئی سرنگ دبے بوئی** ✤ **نقوش تختۂ ہستی فروشوی** ✤ اس مرشد کامل نے فرمایا کہ اب تو تو ہمارا حریف دہستانی وجہ باقی کی شراب سے جسمیں نہ رنگ خیال ہے نہ بوئی صفات ہے نقوش ہستی و کثرت تعینات کو دھو ڈال کیونکہ دوئی کا نقش جبتک باقی ہے لوح وجود نقش اغیار سے پاک نہیں۔ **۹۹۷ چو آنشا میدم آں پیمانہ پاک ✤ در افتادم زہستی بر سر خاک** ✤ جب ارشاد مرشد کامل شراب وحدت کا پیمانہ پاک پی لیا تو ہستی ہیجوی سے ذلت و نیستی کی خاک پر گر پڑا۔ **۹۹۸ کنوں نے نیستم در خود نہ ہستم ✤ نہ ہشیارم نہ مخمورم نہ مستم** ✤ میں اب صحو بعد المحو کے مقام میں ہوں۔ نہ تو نیست ہوں کیونکہ اسکی حقیقت بقائے حق سے باقی ہوتی نہ نیست کیونکہ ہو سکتا ہوں اور اپنی ذات کی نسبت و اعتبار سے ہست بھی نہیں ہوں کیونکہ ہستی مجازی محو و فانی ہو کر اصلی عدم و نیستی میں رجوع کیا ہوں نہ ہشیار عاقل ہوں کیونکہ بیخودی کے آثار باقی ہیں اور مخمور بھی نہیں ہوں کیونکہ خمار فراق سے ہوتا ہے میں تو عین وصال میں ہوں اور مست بھی نہیں ہوں کیونکہ مستی بیخودی و فنا میں ہوتی ہے میں تو مقام بقا و تمکین میں متمکن ہوں ✤ نہ ہشیار و مست چیستم مجنون عشقم کیستم ✤ نہ ہستم و نہ نیستم ہذا جنون العاشقین ✤ تا روئی ساقی دیدہ ام بام فنا نوشیدہ ام ✤ سرمستم و شوریدہ ام ہذا جنون العاشقین ✤ مخمور چشم ساقیم مست از مئی اطلاقیم ✤ گہ فانی و گہ باقیم ہذا جنون العاشقین ✤ **۹۹۹ گہے چوں چشم او دارم سرے خوش ✤ گہے چوں زلف او باشم مشوش** ✤ کبھی شراب نوشی سے چشم محبوب کیطرح سرخوش ہوں نہ بالکل ہشیار ہوں نہ بالکل مست ہوں اور کبھی محبوبہ کی زلف پریشاں کیطرح پریشان ہوں یہ کل یوم ھو فی شان کے مظہر ہونے کیطرف اشارہ ہے یعنی مقام تلوین صفات جو جمع و فرق کے درمیان برزخ ہے **۱۰۰۰ گہے از خوئی او در گلشنم من ✤ گہے از روی او در گلشنم من** ✤ کبھی ظہور صفات بشری سے طبیعت کے گلشن میں ہوں اور کبھی تجلی وحدت و تجلی وجہ باقی سے توحید و جمعیت کے حضور و سرور کے گلشن میں ہوں۔ خاتمہ میں یہ بیان ہے کہ ان دونوں رنگ کے خوشبو پھول جو اس کتاب کے باغیں شگفتہ ہیں سب اسی مرشد کامل کے گلشن راز سے ہیں **۱۰۰۱ ازاں گلشن گرفتم شمہ باز ✤ نہادم نام او را گلشن راز** ✤ مرشد کامل کے گلشن کمال معارف سے اس مظہر حسن و جمال کے چہرہ کے مشاہدہ کے ذریعہ سے جو کمالات حاصل ہوئے تھے ان میں سے بعض حالات

وکمالات کو اس کتاب میں بیان کیا ہوں کیونکہ کشف و وجدان کے حالات تحریر و تقریر میں کامل طور پر بیان ہونا دشوار ہے
ان بعض حالات و کمالات حقائق و معارف کا نام گلشن راز رکھا ہوں ۔ ۱۰۰۲ دروازۂ راز دل گلہا
شگفتہ است ✤ کہ تا اکنوں کسے دیگر نگفتہ است ✤ اس کتاب گلشن راز میں وہ راز و اسرار
بیان کئے گئے ہیں کہ جنکا منبع اہل اللہ کا پاک دل ہے اسمیں راز دل کے گل شگفتہ ہیں ۔ جو آجتک کسی نے یہ راز و اسرار
بیان نہیں کئے کیونکہ بعض تو خاص مصنف کے خیال کردہ ہیں اگر کسی نے بیان کئے بھی ہیں تو نثر میں نظم میں نہیں ہے ۔
۱۰۰۳ زبان سوسن او جملہ گویا است ✤ عیون نرگس او جملہ بینا است ✤ اس گلشن کی
سوسن کی زبان حال جملہ گویا ہے کیونکہ کسی غیر کا ساتھ اسکو نہیں پہنچا آجتک وہ اچھوت و پوشیدہ ہے اور اس گلشن
کے نرگس کی آنکھیں تمام بینا و دیکھنے والی ہیں کسی دوسرے کو ان معانی کا شہود حاصل نتھا یہ اس امر کیطرف اشارہ
ہے کہ اس گلشن راز میں جو کچھ مرقوم ہے وہ سب واقعی طور پر اہل کشف و شہود کے مکاشفات و مشاہدات ہیں کسی دوسرے
سے نقل نہیں کئے گئے ۔ ۱۰۰۴ تامل کن بچشم دل یکایک ✤ کہ تا بر خیزد از پیش تو ایں
شک ✤ میں نے جو کچھ کہا ہے ایک ایک معنی کو چشم دل یعنی البصیرت سے دیکھ تاکہ تیرا وہم و خیال و شک دور ہو جائیگا
کہ یہ مطالب کسی دوسرے سے لئے ہوئے ہیں اور تجھکو یقین ہوگا کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ بیان واقعی ہے ۔ اور
بدگمانی سے خود کو خلاص کر اہل کمال کے احوال کو قصۂ کہانی سمجھکر حق شناسی سے محروم نہو ۔ ۱۰۰۵ ببیں
منقول و معقول و حقائق ✤ مصفے کردہ در علم دقائق ✤ دیدۂ دل سے دیکھ کہ منقول عقائد
شرعیہ ہے معقول مسائل حکمیہ حقائق عیانی مصطلحات صوفیہ ہیں دونوں کو علم دقائق میں خلاف شرع شطحیات و
بیہودگیوں کی کدورتوں سے مصفے کرکے حد کمال کو پہنچایا ہے ۱۰۰۶ بچشم منکری منگر در و خوار ✤
کہ گلہا گردد اندر چشم تو خار ✤ رضا و محبت کی آنکھ عیب بینی سے اندھی ہوتی ہے منکرانہ نظر عیب بین
ہوتی ہے اسلئے منکرانہ نظر عیب بینی سے کتاب گلشن راز کو مت دیکھ ورنہ اسکے گل تیری آنکھوں میں کانٹے نظر آئینگے
نیک کو بد سمجھیگا کیونکہ جو کچھ کسی کے اندر ہوتا ہے سبکو ویسا ہی سمجھتا ہے ۔ ۱۰۰۷ نشان ناشناسی
ناسپاسیست ✤ شناسائی حق در حق شناسیست ✤ ناشناسی و جہل کی نشانی ناشکری ناخوشودگی ہے
ایسا شخص عیب جوئی و چون و چرا میں گرفتار رہتا ہے خداشناسی مستحق کی حق شناسی میں ہے یعنی کسی کا حق ضائع
نکرے اگرچہ ایک مسئلہ ہی کسی سے معلوم ہوا ہو اسکا احترام و حق شناسی وہ دعا گوئی ضرور ہے پس صاحب گلشن راز نے
اپنکو ارجعیت حقائق و دقائق میں نظم کئے ہیں تو انکے حق میں دعائے خیر کرنا ضروری ہے ۱۰۰۸ غرض زینجملہ
تا آں گر کند یاد ✤ عزیزے گوید م رحمت بر آں باد ✤ اس تمام محنت تصنیف و تالیف و
ترتیب کی غرض اصلی یہ ہے کہ کوئی عزیز و بزرگ اس کتاب کو پڑھکر دعائے خیر کرے کہ اسپر خدا کی رحمت ہو جسنے تصنیف
و تالیف و ترتیب کتاب میں محنت و جانفشانی کی ہے جسنے اسقدر مطالب بیان کئے ہیں جو طالبان ہدایت کی معرفت کے
موجب ہیں ۔ دعائے خیر کیلئے مصنف کا نام معلوم ہونا ضروری ہے اسلئے فرمایا ۔ ۱۰۰۹ بنام خویش کردم
ختم گفتاریاں ✤ الٰہی عاقبت محمود گرداں ✤ تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جائے اسلئے کتاب کو میں نے
اپنے نام پر ختم کیا ہے ۔ الٰہی عاقبت محمود کردے مصنف کا نام سعد الدین (یا نجم الدین) محمود شبستری ہے شبستر

ایک گاؤں ہے تبریز سے آٹھ فرسنگ کے فاصلہ پر۔ آپکا مولد و مدفن وہی شہر ہے۔ **نظم خاتمہ از مولف**

بحمد اللہ کہ این مخدوم الاعجاز * مکمل گشت شرح گلشن راز * شروحش گرچہ موجود ند بسیار * مفاتیح ازہمہ مشہور و مختار * مفاتیح محمد نور بخشی * چو بے دندان کلید نور بخشی * مگر دو قفل باب گلشن راز * زبے دندان کلیدے اینچنیں باز * زبانش پارسی بد سخت مشکل * نہ فیضش عام و رازش ہم نہ اسہل * چو شرحش ہندی و آسان نمودم * بر آں مفتاح زیں دنداں فزودم * فزودم اصطلاحات تصوف * کہ گشتم از خرافات تصلف * بتوحید وجودی حقیقی مزین خاتم فص عقیقی * تحقیق الحقائق والعقائد * وتدقیق الدقائق والمقاصد * عیاں کردیم سر عینیت را * بیاں کردیم رمز غیریت را * ز تجدید و تجدد راز گفتم * ز تو حید و تو حد باز گفتم * بیان وصل و فصل و عین و غیرے * عیاں کردیم شرح شر و خیرے * حلول و اتحاد عبد و رب را * عیاں مطلوب شد اہل طلب را * غرض نقشیست کز من یاد ماند * نمانم من گراین یاد ماند * خداوندا بفضل بے نہایت * پذیر ایں خدمت دیہم ز رحمت * دلیل و حجت و برہان دیہم * بگرداں شافع روز یقینم * طفیل سید و مخدوم عالم * الٰہی فضل و رحمت کن بحالم * محمد مصطفےٰ را کن شفیعم * طفیل آل و اصحاب مکرم * بحق شاہ مرداں شیر یزداں * علی مشکلکشا مولائے عرفاں * بحق فاطمہ خاتون جنت * ز من بپذیر ایں ناچیز خدمت * بحق حضرت حسنین یارب * بدہ زیں قرۃ العینین یارب * بحق پیر پیران غوث اعظم * بگردن اولیا قدمش معظم * غلام خانہ زاد غوث پاکم * ز آل پاک او ناچیز خاکم * کہ جدم سید الابدال عالیست * کہ شہ عبد اللطیف لا ابالیست * کہ در رقعات عالمگیر مرقوم * بود ذکر لطیف پیر و مخدوم * شہ ابدال دہم او تاد و افراد * بکرنول شریف آمد ز بغداد * بمشکات النبوۃ ہست مروی * بیامد از حماۃ آں شاہ حموی * بطلبش والد آں شاہ طاہر * بباطن پاک و ہم ظاہر بظاہر * سوئے کرنول از عامہ سفر کرد * لطیف خویش را ہمراہ خود برد * ز بعد رحلت آں پدر طاہر * بکرنول شریف آمد سبہ آخر * ببیت سید حمزہ حسینی * نکاحش منعقد گشتہ یقینی * ازاں فرزند اکبر شد رشیدے * کہ عبد اللہ شہید اللہ سعیدے * فقیر از آل عبد اللہ شہیدم * ازیں نسبت شریفم ہم سعیدم * ز اولاد شہ میراں حسینی * ولی اللہ نمابار یاں حسینی * ازاں برہان دیں برہان دیہم * عیان انوار عرفان و یقینم * زہے آں بندۂ اللہ نمائے * عجب اللہ کہ آں بندہ نمائے * بود ایں نسب اجداد کرامم * شیوخ الرشد پیران عظامم * ہمہ اسلاف و اخلاف مرا بخش * ہمہ اشراف و اطراف مرا بخش * ز فضل و رحمت مرحوم گرداں * مرا چوں نام من مخدوم گرداں * * *

تاریخ طبع کتاب از مولف مشتمل سنہ ہجری و فصلی و صوری و معنوی۔

شرح گلشن راز اردو یہ بفضل ایزدی * طالبوں کے واسطے مخدوم الاعجاز چھپی
شرح گلشن راز اردو ہے۔ سن ہجری طبع * فصلی۔ شرح مثنوی معنوی اچھپگئی۔
تیرسال طبع ہجری صوری و ہم معنوی * تیراسو چالیس پر دو سال ہجری ہی ہی

تمت

۱۳ ۵ ۴۲ ۱۳

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

صفحہ	مضمون
	ہونے صرف ایک دو قدم کا فاصلہ ہے
۸۴	جمع عین احد اور واحد عین جمع ہے
۸۴	سوال چہارم ماذوق یروکون ہے
۸۵	میانرده ہے جو خود سے خدا کیطرف کشتی میں
۸۵	سفر کرے ۔
۸۶	کیفیت خلقت انسان ۔
۸۹	سبعی و بہیمی صفات میں بوعقیدہ کا دوہ کالا
۸۹	بیل ہم اصل ہے ۔
۹۰	سجین و علیین و حقیقت توبہ
۹۲	رضا بالقضا ۔
۹۳	آبِ حیات و انہم متون ۔
۹۴	نبی شمس ولی قمر ولایت نبوت سے فضل
۹۴	ہونے کا یہ مطلب ۔
۹۶	اقسام اولیا ۔ اقطاب افراد اوتاد
۹۷	جمع بالا تفرقہ زندقہ ہے ۔
۹۸	تاج خلافت اور شریعت و طریقت حقیقت کے
۹۹	دیکھنے والے کفر حق کو کفر باطل ۔
۱۰۰	شریعت پوست اور حقیقت مغز ہے لیکن
۱۰۰	بے بادام کو پوست ضروری ہے
۱۰۲	بروزات و ظہورات و تجلیات ہرگز
	تناسخ نہیں ۔
۱۰۴	ختم ولایت بخاتم الاولیا امام مہدیؑ
۱۰۶	زمانۂ آنحضرت علیہ السلام وقت استوا ہے
۱۰۷	مجذوب کی اقتدا و انکار جائز نہیں ۔
۱۰۸	**اسلم شیطانی**
۱۰۹	مناقب علی رضی اللہ عنہ کی حدیثیں
۱۱۱	امام مہدی کا ظہور
۱۱۲	بوقت ظہور عدل حقیقی ایک شخص بھی کافر نہ رہیگا
	سوال ششم ۔ سر وحدت کما واقع و
	عارف کون ہے ۔ عارف کامل عارف
۱۱۰	وجود ہے و وجود مطلق اسکا شہود ہے ۔
۱۱۳	بہت کا عارف بہت حقیقی ہے ۔
	وجود کی تحقیق بحث جو خاتمہ غرض تحریر ہیں
۱۱۴	علامہ سید شریف جرجانی نے کی ہے
۱۱۴	ذکر قرب نوافل و قرب فرائض کا ۔
۱۱۵	وصول الی اللہ سے اصولاً جاہل مانع ہیں
۱۱۷	جنکی وجہ سے نماز وصال حق نہیں ہوتی
۱۱۶	**سوال ہشتم** ۔ عارف و
	معروف ایک ہے
۱۱۷	حال نقطۂ و اصل فکرت
۱۱۸	الست بربکم کا بیان ۔
۱۱۹	عہد الست یاد دلانے کیلئے قرآن نازل ہوا
	فطرت قابلیت میں ربوبیت حق حاصل ہوئی
	ہوئی ہے تو یہاں بھی ربوبیت حاصل ہوگی
	اور یہاں بھی سماوصفات حق کو مظاہر عالم

صفحہ	مضمون
	میں جسنے دیکھا ہے وہ دیدار حق سے
۱۲۰	قیامت میں مشرف ہوگا ۔
۱۲۰	آخروی احوال کے دیکھنے سے عقل
	کو ریاضہ زیادہ ہے
۱۲۱	**سوال ہفتم** ۔ انا الحق کہنے کا
	کیا مطلب ہے ۔ اتمام ذرات عالم
۱۲۲	مثل منصور تسبیح خوان انا الحق ہیں ہوا کی
	دانت انا الحق میں شریک و دودی باقی ہے
	انا الحق خالص توحید ہے ۔
۱۲۳	درخت کا انی انا اللہ کہنا روا ہو تو انسان
	کامل مظہر رحمان کا انا الحق کہنا ہرگز
	قابل اعتراض نہیں ۔
۱۲۴	میں ہم تو اور وہ سب ایک ہے ۔
	صوفیہ کی توحید حقیقی حلول و اتحاد
	سے پاک ہے ۔
۱۲۵	نہ بندہ خدا ہو سکتا ہے نہ خدا بندہ
۱۲۶	ماضی حال و استقبال ایک شی ہے
	نہ نقطۂ وہمی ہے ۔ عالم صوت و صدا کے
	کن ہے ۔
۱۲۷	عرض فانی ہے اور اسی فانی سے جوہر
	مرکب ہوا ہے ۔
۱۲۸	طول عرض و عمق اعدام ہیں جن سے
	اجسام کا وجود ہے ۔
۱۲۹	جب مرجع حقیقی ایک ہے تو ہو الحق انا الحق
	انت الحق عارف کے پاس سب برابر ہے
	سوال ہشتم ۔ واصل و وصال
	حق کا مفہوم ۔
۱۲۹	عالم وہم و خیال ہے ۔
۱۳۰	مخلوق محجوبین کا نام ہے اسلئے مخلوق اصل
	نہیں ہو سکتا ۔
۱۳۱	یہ ولی و صورت ہر دو معدوم اور دو معدوم سے
	اجسام عالم کا وجود معدوم ہے نہ موجود
۱۳۲	دنیا ایک کھیل ہے ۔
۱۳۲	انسان عالم سے عناصر عناصر سے پیدا
	ہوئے ۔
۱۳۴	آغاز و انجام عالم ۔
۱۳۷	**سوال نہم** قرب و وصال
	ممکن و واجب ۔
۱۴۱	میں میں کہنا شیطانی خصلت ہے
۱۴۲	قدرت و اختیار افعال ۔
۱۴۴	جبکا مذہب جبر ہے وہ
	مانند گبر ہے ۔
۱۴۵	جبر و اختیار میں قول فیصل ۔
۱۴۶	آدم مقبول و ابلیس مردود و محمد مصطفےٰ
۱۴۷	محبوب اور ابوجہل مردود و مغضوب ۔

صفحہ	مضمون
۱۴۸	خدا کے کار معلل بالاغراض نہیں ۔
۱۵۰	**سوال دہم** ۔ وہ کون بیسمندر ہے جس کا
	ساحل نہ تلاش ہے ۔
۱۵۱	وجود و علم و نطق و صوت و حرف کی تشکیل
۱۵۳	علم بالحال علم قال سے بہتر و ذوق قال
	بے حال سے بہتر ۔
۱۵۴	اصول اخلاق چار ہیں ۔
۱۶۰	حسن و جمال حقیقی ۔
۱۶۱	**سوال یازدہم**
	لولاک لما خلقت الافلاک سے ترا ہے ۔
۱۶۴	حیات اور موت کے تین قسم ہیں ۔
۱۹۵	صاحبہ آسمان سات نہیں بلکہ دریا جہاں
	چہار ہے کا نمونہ انسان میں ہے ۔
۱۷۰	**سقفهم ربهم شرابا طهورا**
۱۷۱	کا بیان ۔ سوال و جواز دہم قدیم و حادث
	کی حقیقی کیسی ہوئی عالم الم کے اسمی ہے
۱۷۲	بہت کا نہیت اور بہت کا ابتدا نہ ہونا محال ہے
۱۷۳	**سوال سیزدہم** ۔ چشمہ سلسبیل و زنجبیل
	زلف و خط و خال کا بیان ۔
۱۷۷	حال وجد ان کے بغیر محض تقلید سے
	انا اللہ و انا الحق کہنا موجب کفر ہے ۔
۱۸۷	**سوال چہاردہم** شراب طہور و شاہد و
	حرابالجملہ کیا مطلب ہے ۔
۱۸۹	نور سے ظلمت بہتر ۔
۱۹۴	**سوال پانزدہم** ۔ بہت و زنار سے
	کیا مطلب ہے ۔
۱۹۵	اسلام مجازی و کفر حقیقی ۔
۱۹۶	کفر کے پیچھے آسمان پوشیدہ ہے
	کفر ہمیشہ تسبیح خوان ہے ۔
۱۹۹	فسخ ۔ مسخ ۔ رسخ ۔ قسخ ۔ ملی بین مسائل
″	بے معرفت کانے دجال کے ناقص
۲۰۳	**بس** ۔
	نسب و نسبت شہود سے پیدا ہوئے
	ہیں کوئی فخر کی بات نہیں ۔
۲۰۴	خلاف شریعت کسے دار ہیں خرابی ہے
۲۰۵	جب غیر نظر ہے دوئی نہ ہو تو مسجد میں
	رہنا بھی مندر میں رہنے کے برابر
	ہے ۔
۲۰۹	مرشد کامل نے میرا راز پا بجو کو کھلا
	نسب پدری مؤلف برحاشیہ ۔
	نسب مادری مؤلف برحاشیہ ۔
۲۱۲	**ختم خاتمہ از شارح** و
	تاریخ طبع مسمی و معنوی و بحر فصلی
	ختم شد شرح گلشن راز ہمی مخدوم الاعلیٰ

ارشادِ خواجہ برہان الدین

مرتبہ مولانا ابوالفضل سید شاہ محمد حسین

مؤلف خواجہ حسن نظامی و حضرت نظامی بدایونی و مولانا سید محمد نظام الدین

علم تصوف کی جدید و مفید کتاب ہے جسمیں مسائل ذیل مرقوم ہیں

قرآن و حدیث سے تصوف و صوفیہ کی فضیلت۔ تصوف کی تعریف و موضوع و غرض و غایت۔ دلائل اثبات بیعت و پیر و مرید کے آداب و شرائط۔ مرید کرنیکا قاعدہ۔ شجرۂ پیران طریقت در اصل سنا علم طریقت ہے مثل اسناد حدیث۔ خرقہ و خلافت و دستار خلافت و تاج پوشی و کلاہ و کمبل پوشی کا ثبوت۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خواجہ حسن بصری رضؓ کی ملاقات و روایات و حصول خلافت کا ثبوت۔ حسین بن منصور حلاج کے انا الحق کہنے اور دار پر چڑھائے جانیکا قصہ۔ خضر و موسیٰ کا حال۔ باوجود نبی و رسول ہونیکے حضرت موسیٰ کا حضرت خضر سے ارشاد حاصل کرنے کیلئے بحکم خداوندی خضر کے پاس جانا۔ اور شیخ و پیر و مرشد کی کیلئے ضرورت ہے۔ قرآن کے ظاہری و باطنی معنی ہونے کا ثبوت۔ اہل ظاہر شریعت اور صوفیہ کی توحید میں کیا فرق ہے۔ منکرین تصوف و صوفیہ کا رد۔ قال صحیح و حال صحیح کی فضیلت وغیرہا۔ بعض مسائل شرعیہ۔ فاتحہ ثواب رسانی کا ثبوت۔ طعام فاتحہ متبرک ہے اور مالدار کے کھانے سے بھی ثواب ملتا ہے۔ قبروں پر قبہ و گنبد بنانے اور غلاف اڑانیکا ثبوت۔ تاریخ معینہ میں فاتحہ سوم و دہم و بستم و چہلم و ششماہی و برسی و عرس شریف و نذر و نیاز اکابر کا ثبوت۔ اہل قبور سے مدد مانگنا اور انکو وسیلہ بنانا جائز ہے۔ قبروں پر چادر گل و پھول کا چڑھانا جائز ہے۔ اہل قبور کی ایسی عظمت و تعظیم ضروری ہے جیسی کہ زندگی میں تعظیم کیجاتی تھی۔ ندا و دعا میں فرق۔ یا رسول اللہ و یا محمد و یا ولی اللہ کہنا درست ہے۔ بزرگان کی دست بوسی و قدم بوسی و زمین بوسی و ہلیز و چوکھٹ کو بوسہ دینے و سلام و مصافحہ و مراقبہ و قیام تعظیمی اور وقت سلام گردن جھکانے و خمیدہ پشت ہونیکا بیان و عید میلاد النبی رضؐ و اہم وقت ذکر ولادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔ و تقبیل ابہامین و موئے مبارک و آثار شریفہ کی زیارت کا بیان و غیرہا نہایت مفید مسائل کا ذخیرہ ہے۔ اسکے ساتھ تتمہ ثلاث ستہ مولفہ مولانا عبدالعلی ملک العلماء بحر العلوم (قیمت ۱۰ر) اور مولانا شیخ فتح محمد صاحب برہان پوری مصنف مفتاح الصلوٰۃ کی تالیف کردہ فتوح الحقائق یعنی عقائد صوفیہ۔ (۲ر) عالم خمسہ (۱ر) و کنز الدقائق (۱ر) فی علم الخلائق جملہ چار رسالہ ضمیمہ کے طور پر شامل کئے ہیں۔ ان جملہ پانچ کتابوں کی قیمت عہ۸ر۔

المشتہر

محمد ابراہیم سلیمان اوڈلا روڈ بازار حیدرآباد دکن